مخطوطات انجمن ترقی اردو

(اردو)

جلد اوّل

مرتبہ

افسر صدّیقی امروہوی
سیّد سرفراز علی رضوی

انجمن ترقی اردو پاکستان
بابائے اردو روڈ۔ کراچی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

مخطوطات انجمن ترقّی اردو

(اردو)

جلد اوّل

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

مرتبہ

افسر صدّیقی امروہوی

سیّد سرفراز علی رضوی

انجمن ترقّی اردو

بابائے اردو روڈ - کراچی

Marfat.com

137535

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو ، ۳۲۲

اشاعت اول ۱۹۶۵ء

تعداد ایک ہزار

طباعت انجمن پریس کراچی

زیر اہتمام محمد مصلح الدین سعدی منیجر

قیمت

دس روپے

مرتبین

افسر صدیقی امروہوی - توضیحی حواشی ص ۱۱ تا ص ۳۶۴

سید سرفراز علی رضوی - اجمالی فہرست ص ۳۶۵ تا ص ۴۶۷

Marfat.com

فہرست

حرف چند ———————— جمیل الدین عالیؔ معتمد اعزازی

اسلامیات

۱	عقائد آگاہ	۱۳
۲	فرائد در فوائد	۱۵
۳	رسالہ فقہ منظوم	۱۸
۴	ہدایت ہندی	۲۱
۵	نجات نامہ نمبر ۱	۲۷
۶	" " نمبر ۲	۲۹
۷	" " نمبر ۳	۳۰
۸	" " نمبر ۴	۳۱
۹	" " نمبر ۵	۳۲
۱۰	قیامت نامہ	۳۳
۱۱	نصیحت نامہ	۳۵

فضائل و مناقب

۱۲	ریحان معراج	۳۹
۱۳	روضتہ الاطہار	۴۴
۱۴	جنگ نامہ محمد حنیف نمبر ۱	۴۶
۱۵	" " " نمبر ۲	۵۱
۱۶	ایمان درپن	۵۲

Marfat.com

۱۷	چار باغ احمدی	۵۵
۱۸	چار گلشن غوثیہ	۵۸
۱۹	چمنستان برکات	۶۱
۲۰	دین دیپک	۶۳
۲۱	ریاض الجنان	۶۸
۲۲	ریاض غوثیہ نمبر ۱	۷۳
۲۳	کرامات نامہ	۷۸
۲۴	ریاض غوثیہ نمبر ۲	۸۱
۲۵	محیُ الدین نامہ	۸۳
۲۶	معجزات نبی کریم	۸۵
۲۷	من موہن	۸۸
۲۸	نوسر ہار	۹۱

پند و نصائح

۲۹	گلستان اردو منظوم	۹۹
۳۰	ترجمہ شیخ سعدی کے پند نامہ کا	۱۰۴
۳۱	تحفۃ النساء	۱۰۹
۳۲	مجموعہ حکایات عجیبہ	۱۱۱

تذکرے

۳۳	تذکرۂ شعراء	۱۱۷
۳۴	تذکرۂ گلزار ابراہیم	۱۲۰
۳۵	گلشن ہند نمبر ۱	۱۲۳
۳۶	" " نمبر ۲	۱۲۷
۳۷	" " نمبر ۳	۱۲۹
۳۸	" " نمبر ۴	۱۳۰
۳۹	تذکرۂ گلشن راز	۱۳۱

Marfat.com

۴۰	عمدۂ منتخبہ	۱۳۶

دواوین

۴۱	دیوان آبرو	۱۴۵
۴۲	دیوان اوج	۱۵۹
۴۳	دیوان بیاں	۱۶۳
۴۴	دیوان حقیقت	۱۶۶
۴۵	دیوان حیرت	۱۷۱
۴۶	دیوان داؤد	۱۷۵
۴۷	کلام شاکر	۱۸۶
۴۸	دیوان عیش (مرزا علی)	۱۸۸
۴۹	دیوان عیش (حکیم آغاجان)	۱۹۲
۵۰	دیوان عیشی	۱۹۴
۵۱	دیوان قدرت	۱۹۸

مثنویات

۵۲	اسرار محبت	۲۰۹
۵۳	اگر گل	۲۱۳
۵۴	بحر الفت	۲۱۷
۵۵	بوستان خیال	۲۲۱
۵۶	پرکالۂ آتش	۲۳۰
۵۷	چندر بدن و مہیار نمبر ۱	۲۳۴
۵۸	" " " نمبر ۲	۲۴۱
۵۹	" " " نمبر ۳	۲۴۲
۶۰	" " " نمبر ۴	۲۴۴
۶۱	" " " نمبر ۵	۲۴۵
۶۲	راگ مالا	۲۵۱

Marfat.com

۶۳	سوال وجواب بادشاہ زادی مصر	۲۵۶
۶۴	طوطی نامہ	۲۵۸
۶۵	عشق صادق	۲۶۵
۶۶	علی نامہ نمبر ۱	۲۷۱
۶۷	〃 〃 نمبر ۲	۲۸۳
۶۸	〃 〃 نمبر ۳	۲۸۵
۶۹	〃 〃 نمبر ۴	۲۸۷
۷۰	〃 〃 نمبر ۵	۲۸۸
۷۱	سلیمان نامہ	۲۹۲
۷۲	قصہ بیل وَالا	۲۹۷
۷۳	مثنوی لیلیٰ مجنوں	۳۰۰
۷۴	محیط الحقایق	۳۰۸
۷۵	باغ ایمان	۳۱۳
۷۶	منطق الطیر	۳۱۶
۷۷	مثنوی ضمیر	۳۱۹
۷۸	چار درویش	۳۲۴
۷۹	مثنوی نزاکت بیان	۳۳۰
۸۰	قصہ چہار درویش	۳۳۵
۸۱	دانش افروز	۳۴۱
۸۲	فتح نامہ بکھیری	۳۴۸
۸۳	گلشن عشق	۳۵۱
۸۴	دو دردلیہ	۳۵۵
۸۵	کدم راؤ پدم رَاؤ	۳۶۱
۸۶	فہرست اُردو مخطوطات	۳۷۷
۸۷	اشاریہ	۴۶۹
۸۸	غلط نامہ	۵۶۰

Marfat.com

جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی
انجمن ترقی اردو

حرفِ چند

انجمن ترقی اردو کا کتب خانہ خاص پاکستان کے غیر سرکاری کتب خانوں میں سب سے بڑا ہے۔ اس میں مخطوطات کا ذخیرہ بھی خاصا وقیع ہے۔ بابائے اُردو مرحوم نے بارہا کوشش کی کہ اس کتب خانے کی مکمل فہرست مع جملہ تفصیلات تیار ہوجائے مگر انجمن کے حالات نے ان کا یہ خواب ان کی زندگی میں شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا۔ انجمن کی تنظیم نو کے بعد اس مسئلے پر خاص توجہ دی گئی جس کے نتیجے میں مطبوعات کی فہرست ترتیب دی جا چکی ہے اور مخطوطات کی فہرست پر کام قریب الختم ہے

ہمارا نصب العین تو یہ ہے کہ آہستہ آہستہ جملہ مخطوطات کو شائع کر دیا جائے مگر اس کے لئے کثیر سرمائے اور وقت کی ضرورت ہے اس لئے ہم نے اپنی محدودات کے پیش نظر یہ کوشش کی کہ جتنا کام ہوتا جائے اسے انجمن کے جریدے "قومی زبان" کے ذریعے اُردو دوستوں تک برابر پہنچاتے رہیں اس طرح کسی حد تک مخطوطات بھی پردۂ خفا سے باہر آتے جائیں گے اور ان پر اہل علم کے مشورے بھی حاصل کئے جا سکیں گے

زیر نظر فہرست اردو مخطوطات کی ہے۔ آخر میں تمام اردو مخطوطات کی اجمالی فہرست موضوع وار دیدی گئی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت انجمن کے کتب خانے میں مجموعی طور پر اُردو مخطوطات کی تعداد کیا ہے اور وہ کس کس موضوع سے متعلق ہیں۔ یہ اجمالی فہرست مولوی سرفراز علی رضوی

Marfat.com

صاحب نے مرتب کی ہے۔ اس کے بعد وضاحتی فہرست ہے جس میں ہر مخطوطے کے بارے میں وہ تمام معلومات جمع کردی گئی ہے جن کا جاننا ضروری ہے۔ فاضل مرتب جناب افسر امروہوی نے اس باب میں بے مثال محنت کی ہے۔ انہوں نے ہر مخطوطے کے مضامین کا خلاصہ دینے کے ساتھ ساتھ مصنف کے حالات، کتاب کی ادبی حیثیت اور اس کے ماخذوں پر بھی مختصر بحث کی ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ متعلقہ مخطوطے کے دوسرے نسخے ان کے علم کے مطابق اور کس کتب خانے میں موجود ہیں۔ یہ کام نہ صرف جگر کاوی کا تھا بلکہ اسے سرفراز علی صاحب رضوی، مہتمم کتب خانہ خاص جیسے صاحب ہمت اور افسر امروہوی صاحب جیسے صاحب ورک اور صاحب استحضار بزرگ ہی پورا کرسکتے تھے۔ اب ایسی لگن اور یادداشت کے بزرگ کم نظر آتے ہیں۔ انجمن ان حضرات کی ممنون ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اہم منصوبے کو پورا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

چونکہ تمام مخطوطات کی فہرست ایک جلد میں چھاپنی ممکن نہ تھی اور اس کے لئے بہت انتظار کرنا پڑتا اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا کہ جتنا کام ہوچکا ہے اسے علم دوستوں تک جلد سے جلد پہنچا دیا جائے — یہ سلسلہ جاری ہے اور مناسب وقفوں کے بعد دوسری جلدیں بھی شائع ہوتی جائیں گی ہمارا ارادہ ہے کہ اردو مخطوطات کی فہرست مکمل ہوجانے کے بعد فارسی اور اس کے بعد عربی مخطوطات کی فہرستیں بھی شائع کردی جائیں

جمیل الدین عالی

سنہ ۱۹۶۵ء

Marfat.com

اِسلامیات

Marfat.com

Marfat.com

عقائد آگاہ

سائز ۱۰×۶ صفحات ۳۷ سطور ۱۳/۱۵ سنہ تصنیف × سنہ کتابت ×

یہ مثنوی جس کا تعلق عقائد مسلمین سے ہے مولوی محمد باقر آگاہ کی دکنی زبان کی پہلی تصنیف ہے کیونکہ وجہ تصنیف میں خود مصنف نے اظہار کر دیا ہے ؎

کہا میں نہیں کبھی دکھنی میں اشعار مجھے ہے شعر کہنے سوں بہت عار

معلوم ہوتا ہے کہ دکھنی زبان میں عقائد کی کوئی کتاب اس سے پہلے موجود نہیں تھی ؎

کتاباں ہیں عقائد بیچ ہر کہیں دلے دکنی زباں میں کہیں دسیں نہیں
عوام الناس کوں اور عورتاں کوں نہیں ہے آشنائی فارسی سوں
کیا میں اس بدل یو نسخہ منظوم کہ تا ہر کس کوں ہو جلدی سوں مفہوم
کیا ہوں میں بیاں اس نظم اندر عقائد اہل سنت کا سراسر

عقائد آگاہ میں تقریباً (۵۰۰) ابیات ہیں جن میں ان عقائد کا ذکر کیا گیا ہے جن کا جاننا اہل تسنن کے لئے ضروری ہے۔ کچھ عنوانات بزبان فارسی سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ کچھ عنوانات کی سطریں سادہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ خط نستعلیق ہے مگر کسی قدر شکستہ پہلا صفحہ کسی اور کاتب نے لکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصل مخطوطے کا ایک صفحہ ضائع ہو گیا تھا۔ اس طرح اس کمی کو پورا کیا گیا ہے۔

پروفیسر زور قادری مرحوم نے اس کتاب کا نام عقائد اہلسنت اور مصنف کا نام باقر لکھا ہے وہ اسے ۱۲۵۰ھ کے قریب کی تصنیف بتاتے ہیں۔ تذکرہ مخطوطات سوم صفحہ ۲۲) غالباً مرحوم نے آگاہ اور باقر کو دو جداگانہ شخصیتیں سمجھ لیا ہے اور اسی وجہ سے سنہ تصنیف ۱۲۵۰ھ کے قریب قرار دیا ہے۔ مولانا باقر آگاہ تو ۱۲۲۰ھ میں وفات پا چکے تھے۔ مخطوطات اول صفحہ ۲۷) کسی مصنف کی کوئی کتاب اس کی وفات کے بعد کی تصنیف کس

Marfat.com

طرح ہو سکتی ہے۔

نذور مرحوم نے اسی کتاب کے ایک اور نسخے کا ذکر تذکرۂ مخطوطات جلد اول میں صفحہ ۶۷ پر کیا ہے۔ اس کا نام عقائد اہل سنت قرار دیا ہے اور یہاں اس کا سنہ تصنیف ۱۱۸۵ھ بتایا ہے لیکن تماشا یہ ہے کہ کتاب پر تفصیلی رائے لکھنے سے قبل مصنف کے حالات میں ان کے یہ الفاظ ملتے ہیں" محمد باقر آگاہ ویلور میں ۱۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے" پھر تین سطروں کے بعد لکھتے ہیں کہ انھوں نے ۱۵ سال کی عمر سے ہی شعر کہنا شروع کر دیا تھا" یہ عجیب معمہ ہے کہ آگاہ ۱۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ سال کی عمر میں یعنی ۱۱۵۸ + ۱۵ میں شاعری شروع کی اور شاعری شروع کرنے سے ۱۵ سال پہلے عقائد اہلسنت مثنوی اسی سنہ میں لکھی جس سنہ میں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ ع

کوئی بتلا دے کہ ہم بتلائیں کیا

کتب خانہ سر سالار جنگ میں عقائد نامہ کا جو نسخہ ہے اس کا نام نصیر الدین ہاشمی صاحب نے عقائد باقر آگاہ لکھا ہے اور خطوط وحدانی میں "(فرائد در عقائد)" جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دوسرا نام فرائد در عقائد ہے۔ لیکن اس نام کی کوئی کتاب آگاہ نے نہیں لکھی البتہ " فرائد در فوائد" ان کا ایک رسالہ ضرور ہے جس کا ذکر ہم نے جدا کیا ہے۔

آگاہ دکن کے ان اساتذہ میں ہیں جن کے احسانات سے اردو گرانبار ہے۔ اب تک ان کی متعدد تصنیفات برآمد کی جا چکی ہیں۔ وہ اردو اور فارسی دونوں کے کامیاب شاعر تھے اور نظم و نثر دونوں میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

آغاز : ثنا اور حمد ہے حق کوں سزاوار	کہ ہے قدرت کا جس کی سب پسارا
کیا جب اپنی قدرت کوں ہویدا	کیا یک کن سوں سب عالم کوں پیدا
محمد کوں کیا سالار ہستی	طفیلی اس کے سب بالا و پستی
اختتام : بچا چڑدل کوں ہر محنت سوں یارب	لجا منج تن سوں ہر زحمت کوں یارب

Marfat.com

مجھے دے صحت و قوت خدایا — نگہ رکھ آبرو حرمت خدایا

سدا رکھ مجکوں تو ایمان کے ساتھ — لجا آخر مجھے ایقان کے ساتھ

بحمد اللہ ہوا یو نامہ آخر — بحق مصطفیٰ سلطان حاضر

اس کے بعد دوسرے وزن میں پانچ ابیات کی ایک مناجات لکھی ہے ؎

یا نبی اللہ از طفیلِ بتول — اس رسالے کو میرے کر مقبول

از طفیل حسن، بحق حسین — دے مری جان و تن کیتیں سکھ چین

مشکلاں ہیں بہت مرے پو کبل — واسطے غوث کے او سب کر حل

یا حبیب اِلٰہ خذ بیدی — مالعجزی سواک مستندی

یک غزل میں کہا تھا اے سرور — ختم کرتا ہوں یہ دعا اس پر

اس کے ساتھ وہ غزل نقل کی گئی ہے جس کا اشارہ اوپر کے شعر میں ہے۔ اس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے

یا رسول خدا تمہارا ہوں — جان و دل سے فدا تمہارا ہوں

عفو باقر کی اب کرو تقصیر — از برائے خدا تمہارا ہوں

کوئی ترقیمہ نہیں ہے

عقائد نامہ کے دو نسخے ادارۂ ادبیات حیدر آباد کے کتب خانے میں ہیں جن کا ذکر فہرست مخطوطات کی دو مختلف جلدوں میں ہے اور اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے دو نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں ہیں (فہرست کتب خانہ مذکور ص۸)

فرائد در فوائد (آگاہ)

سائز ۸ × ۵ صفحات ۱۲۳ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۲۱۰ھ سنہ کتابت

یہ قابل قدر رسالہ مولوی محمد باقر آگاہ ویلوری نے اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ

Marfat.com

اُمّی اصحاب اور مستوراتِ وحی و قرآن مجید کے بارے میں صحیح علم سے باخبر ہوں۔ زبان اسی وجہ سے سادہ استعمال کی ہے۔ پوری کتاب میں ستائیس فوائد کی تفصیل ہے۔ جن میں سے اٹھارہ فوائد وحی و قرآن سے متعلق ہیں۔ باقی فائدوں میں احادیث رسول اللہ کی منزلت نیکیوں کی تعریف اور بعض امور سنت کے ایجاب و ایراد سے بحث کی ہے۔ ابتدا میں ایک نثری دیباچہ ہے جس میں انھوں نے ان کتابوں کی تفصیل بتائی ہے جن سے اپنی تصنیف میں مدد لی ہے۔ اس کے بعد فوائد کی اجمالی فہرست دے کر خلاصے کا ذکر کیا ہے۔ دیباچے کی ابتدا میں آگاہ کہتے ہیں۔

" بعد حمد و نعت کے کہتا ہے محمد باقر شافعی قادری ایلوری کان اللہ لہ وختم بالصالحات یحملہ کہ اس رسالہ کا نام فرائد در فوائد ہے۔ ہر فائدہ اس کا دردانہ بے مول اور خراج ملک معنی کا "ہمتول" ہے۔ ہندی زبان میں ہی کر کرلے سے سرسری سجان بلکہ امعان نظر اور غور و فکر سے قدر اس کی پہچان۔ مضمون اس کا بہت عمدہ کتابوں سے لیا ہوں اور داد ضبط و تحقیق کا دیا ہوں۔۔۔۔۔۔ الی آخرہٖ "

آگاہ نے اپنی کتاب کا نام فرائد در فوائد بیان کیا ہے۔ نذر قادری مرحوم نے تذکرہ مخطوطات کی جلد اول میں آگاہ کی (۱۷) تصنیفات کے نام دیئے ہیں۔ اس فہرست میں زیر تبصرہ کتاب کا نمبر ۱۴ ہے اور انھوں نے اس کا نام فرائد در عقائد لکھا ہے (ص ۲۲)۔ یہ نام صحیح نہیں ہے۔ فرائد در فوائد ۱۳۰۶ھ میں مطبع رضوی بنگلور سے شائع ہو چکی ہے۔ مطبوعہ میں بھی اس کا نام " فرائد در فوائد" ہی ہے

زیر نظر مخطوطہ خوشنما خط نستعلیق میں لکھا گیا ہے عنوانات میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ حاشیہ کافی چوڑا ہے اور اکثر صفحات میں اسے آیات کلام اللہ و احادیث نبوی کے معنی و مطالب کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مولوی محمد باقر آگاہ جنوبی ہندوستان کے بہت بڑے استاد تھے۔ ان کی متعدد تصانیف ہیں جن پر حسبِ موقع تبصرہ

Marfat.com

کیا گیا ہے۔

مخطوطے کی کتابت میں وہی پرانا رنگ ہے جو اس صدی میں مقبول تھا یعنی پڑھا کو پڑا اور رگڑ کو رگز لکھا ہے۔ یائے معروف و مجہول میں یکسانیت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

فرائد در فوائد میں بعض ایسے الفاظ کا استعمال بھی نظر آتا ہے جو اس وقت غیر مانوس معلوم ہوں گے اور ایسے الفاظ بھی ملے ہیں جن کی صورت خطی و تلفظ میں تبدیلی ہو گئی ہے مثال کے لئے یہ ابیات دیکھئے ؎

کہاں جگنو، کہاں تعریف خورشید
کہاں جمتی کہاں تعریف محمد

جرید نخل یعنی چوب خرما
جسے کہتے ہیں ہندی بیچ ستا

جنب اور حائض اور پلے مکرم
ہے پڑھنا اس کا جوں چھینا محرم

دیباچے میں ہموزن کے معنی میں ہمتول لکھنا بھی اسی قبیل سے ہے

آغاز مثنوی ؎

پس از حمد خدا و نعت مختار
میں کہتا ہوں فوائد کی سن اے یار

نہیں ہر فائدے کو اس کے جوڑا
کروں جو وصف میں اس کا ہے تھوڑا

یہ نسخہ گرچہ ہے ہندی میں منظوم
بھی ہے اجمال سے ذکر اس کا مرقوم

ملے بحر ہدایت کا گہر ہے
طلسم گنج قرآن و خبر ہے

اختتام ؎

تمام ابیات اوس کی جو ہیں سب س
ہوئی ہیں یک ہزار و پانصد و بیس

تصدق سے محمد کے الٰہا
کر اس نسخے کے تئیں مقبول اہا

حیات و موت کر ملت میں اسکی
تو میرا حشر کر، امت میں اس کی
تمام شد

آگاہ نے خود آخر میں قطعہ سنہ تصنیف دیا ہے جس کی ابیات چار ہیں۔ آخری بیت کے دوسرے مصرع سے سنہ برآمد ہوتا ہے۔ اس مصرع کے اعداد ۱۲۰۷ھ ہوتے تھے۔ جد

Marfat.com

مریعنی ج کے اعداد ملا کر ۱۲۱۰ھ سنہ تصنیف نکالا ہے ؎

کہے دل ادس کی تاریخ از سر عد فرائد اب ہوا خوبی سے پورا

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

رسالہ فقہ منظوم

سائز ۵ × ۸ ۱/۴ صفحات ۲۸ سطور (۱۱) سنہ تصنیف قبل از ۱۱۷۶ھ

سنہ کتابت ۱۱۷۶ھ

یہ ایک مذہبی مثنوی ہے جس میں اسلام و ایمان، فرائض، وضو اور متعلقات وضو لوازم غسل، روزہ و مکروہات روزہ، افطار و کفارہ، نماز، عیدین، جنازہ و میت اور دفن و کفن کا مفصل بیان نظم میں کیا گیا ہے۔ محی الدین زور قادری مرحوم نے اس مثنوی کی ابیات کی تعداد (۲۲۵) بتائی ہے اور ثبوت میں یہ بیت پیش کی ہے ؎

دو صد پچیس بیاں ہیں سراسر کیا ہوں مختصر اور بہوت نادر

لیکن مخطوطہ زیر نظر میں بیت بالا کے مصرع اول میں دو صد پچیس کے بدلے دو صد پنج ہے کیونکہ دو صد فارسی کے ساتھ "پچیس" اردو کا جوڑنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ دو صد پنج (دو صد پنجاہ) ہی ہونا چاہیئے۔ مخطوطے میں کل ابیات کی تعداد بھی (۲۵۰) ہے سات زائد ہے۔ غالباً یہ سات ابیات حمد کی ہیں جسے مصنف نے اصل کتاب میں شامل نہیں کیا۔

زور مرحوم نے سنہ تصنیف ۱۲۵۰ھ کے قریب بتایا ہے لیکن زیر نظر مخطوطے کا سنہ کتابت ۱۱۷۶ھ ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ رسالہ ۱۲۵۰ھ نہیں بلکہ ۱۱۵۰ھ کے قریب تصنیف ہوا ہے جو زبان اس رسالے میں استعمال ہوئی ہے وہ بھی اسے بارہویں صدی کی تصنیف ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً ؎

بھی لینا ذائقہ ہور چابنا شے جو بہانا غیر حاجت غرغرے

Marfat.com

جمع کر تھوک موں میں اس کو نگلے　　دہن ہور ناک میں پانی کو بھرلے

اس مخطوطے کے مصنف محمد اسمٰعیل نام کے کوئی بزرگ ہیں۔ پروفیسر زور نے ان کا تخلص عاصی بتایا ہے ؎

مرا ہے نام اسمٰعیل عاصی　　خدایا بخشنا میرے معاصی

وہ کہتے ہیں کہ "مصنف نے اپنا نام خاتمہ کتاب سے قبل بھی لکھا ہے اور وہاں بھی اسمٰعیل کے ساتھ عاصی بطور تخلص استعمال کیا ہے۔ اس کی سند میں انھوں نے یہ بیت لکھی ہے

میں اسمٰعیل عاصی اور گدا ہوں　　حقیر عالم و فقیر الہدیٰ ہوں

لیکن ہمارے خیال میں عاصی کسی جگہ بھی تخلص کے طور پر استعمال نہیں ہوا پہلے شعر میں "خدایا بخشنا میرے معاصی" کے ساتھ اسمٰعیل عاصی کا استعمال بتاتا ہے کہ یہاں عاصی گنہگار کے معنی میں ہے اور یہ اسمٰعیل موصوف کی صفت ہے۔ دوسرے شعر میں عاصی کو اور کے ساتھ گدا سے ملانا خود تخلص کی نفی کرتا ہے۔ اس صورت میں یا تو "عاصی اور گدا" کو ایک مرکب تخلص ماننا پڑے گا یا دونوں کو صفت میں شمار کیا جائے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ حرف عاطفہ کی موجودگی میں معطوف کو چھوڑ دیں اور معطوف علیہ کو اپنے مطلب کے لئے انتخاب کر لیں۔

اسماعیل کے تفصیلی حالات کسی تاریخ سے معلوم نہیں ہو سکے۔ اس نام کے چار شاعر و مصنف اب تک معلوم ہو سکے ہیں۔ ایک اسمٰعیل امروہے کے باشندے تھے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ عاصی استعمال نہیں کرتے۔ یہ اسمٰعیل صاحب وفات نامہ بی بی فاطمہ کے مصنف ہیں جو ۱۱۰۵ھ میں لکھی گئی ہے۔ وہ اس کتاب میں کہتے ہیں ؎

نبی پیر دی بیچ رہ اسمٰعیل　　قیامت کوں بخشے گا رب جلیل

یہ رسالہ فقہ کے مصنف اسمٰعیل سے مقدم ہیں۔

دوسرے اسمٰعیل کرکن کے باشندے تھے جن کا رسالہ "ردِ کفر" ۱۲۶۱ھ کا لکھا

Marfat.com

ہوا ادارہ ادبیات حیدرآباد کے کتب خانے میں ہے وہ موخر ہونے کی وجہ سے خارج از بحث ہیں۔

تیسرے شیخ اسمٰعیل ہیں۔ یہ اگرچہ بارہویں صدی کے شاعر ہیں مگر اپنے نام کے ساتھ شیخ ضرور لکھتے ہیں ؎

بولے سو شیخ اسمٰعیل نے　　آیا دل میں سشاہد ہونے
منزل سوں ہر مقامات سوں　　بولیا ہوں شیخ اسمٰعیل یوں

ان کے کلام کا مجموعہ بھی ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد میں موجود ہے۔

اسمٰعیل عاصی ان تین بزرگوں کے سوا کوئی اور شخصیت ہیں۔ ان کے رسالہ فقہ و عقائد کا ذکر تذکرہ مخطوطات جلد سوم کے صؔ ۲۲۳ پر کیا گیا ہے۔ لیکن مرتب کتاب نے ان کے حالات نہیں لکھے۔ البتہ اشتباہاً شاہ نامہ محمد حنیف کے کاتب کو جس نے ترقیمہ میں اپنا نام عاصی محمد اسمٰعیل لکھا ہے رسالہ فقہ کا مصنف سمجھا ہے حالانکہ یہاں بھی "عاصی" محمد اسمٰعیل کی صفت کے طور پر آیا ہے اور نام بھی اسمٰعیل کے بدلے محمد اسمٰعیل ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ معاملہ جوں کا توں رہ جاتا ہے۔

رسالہ فقہ کی تصنیف کا مقصد مصنف نے "بیچ سبب بیان کتاب کے" اس عنوان کے تحت اس طرح بیان کیا ہے ؎

عقائد ہور فقہ کے ہیں مسائل　　عربی فارسی سو بھی مفصل
دلے او اُمتیاں بھی عورتاں پر　　نہیں ہوتے ہیں سلے اپنو ظاہر
میں اس کے واسطے کرسی کامل　　لکھا دکھنی میں مجمل کتنے مسائل (کذا)

آغاز کتاب

الٰہی خالق ارض و سما تو　　کیا پیدا ملائک انس و جاں کو
رکھا ہر یک کتیں ہر کام میں تو　　دیا انسان کتیں بندگی کو

Marfat.com

جتنے ہیں جھاڑ، کوہاں اور زمیناں چرندے ہور پرندے آسماناں
ترے فرمان و طاعت میں ہیں دائم ولے انساں نہیں طاعت پہ قائم

حمد کے بعد نعت کی (۳) ابیات ہیں پھر سبب کتاب بیان کرکے فرائض اسلام فرائض ایمان، صفات ایمان، فرائض وضو، سنن وضو، مستحبات وضو، نواقضات وضو سے لے کر زیارتِ قبور تک ۳۶ عنوانات ہیں تمام عقائد کی تشریح کی ہے۔ ختم کتاب میں (۶) ابیات ہیں جن میں اپنے استاد اور مرشد کے لیئے فلاح دین و دنیا کی دعا کی ہے۔ چند ابیات یہاں درج کی جاتی ہیں۔

ختم یہاں سو کیا ہوں انتہا میں ضروری تھے مسائل وہ لکھا میں
دو صد پنجہ یہ بیتیں ہیں سراسر کہا ہوں مختصر اور بہوت نادر
میں اسماعیل عاصی ہوں گدا ہوں حقیر عالم فقیر الہدیٰ ہوں
الٰہی مجکو ایمان و اماں دے ترے ذکر و پہچانت کی بیاں دے
تمام ہوئی یو کتاب فضل خدا سے بحق مصطفیٰ ہور مرتضیٰ سے

ترقیمہ۔ بفضلہ و رسولہ ایں رسالۃ الفقہ تمام رسید بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہدایت ہندی

سائز ۹ × ۶ صفحات ۲۰۵ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۱۰۰ھ کتابت ۱۱۶۲ھ

یہ مثنوی دکن کی سرزمین کے ایک ایسے بزرگ کی تصنیف ہے جس نے گیارھویں صدی کے آخر میں شاعری شروع کی اور جو ضعیفی کے نام سے مشہور رہے۔ اس طرح ضعیفی کا زمانہ محمد قلی اور وجہی سے ۵۰ ــ ۶۰ سال بعد کا سمجھنا چاہیئے۔

پوری کتاب (۲۲) ابواب میں تقسیم ہے۔ باب اول و سوم کی پانچ باب سوم کی

Marfat.com

سات، باب چہارم کی ۱۷، باب ششم کی بارہ باب ہفدہم ہژدہم بستم اور بست یکم کی چار چار اور باب پنجم و نہم و نوزدہم و بست و دوم کی تین تین فصلیں ہیں۔ باب ہفتم و ہشتم اس مخطوطے میں موجود نہیں۔ اسطرح یہ مخطوطہ ناقص الاوسط ہے۔

ادارۂ ادبیات حیدرآباد کے کتب خانہ میں ہدایت ہندی کا جو نسخہ ہے ڈاکٹر زور قادری نے اس کے ابواب کی تعداد ۲۵ بتائی ہے لیکن زیر نظر مخطوطہ بائیس ابواب میں ختم ہو گیا ہے۔ مرحوم نے پچیسویں باب کی دوسری فصل کا عنوان "در ختم کتاب و اسم مصنف گوید" دیا ہے۔ یہی عنوان انجمن کے مخطوطے میں بائیسویں باب کی دوسری فصل کا ہے اس فصل میں (۱۵) ابیات ہیں۔ ان (۱۵) ابیات میں وہ بارہ ابیات بھی بجنسہ شامل ہیں جو زور صاحب نے نقل کی ہیں۔ تیسری فصل بھی جس میں بادشاہ وقت اورنگ زیب عالمگیر کی مدح و ستائش کی گئی ہے، دونوں نسخوں میں بالکل یکساں ہے یہ معلوم نہیں کہ انجمن کے مخطوطے میں جو بائیسواں باب ہے وہ ادارۂ ادبیات کے مخطوطے میں پچیسویں نمبر پر کس طرح پہنچ گیا۔ یہ تین ابواب کہاں اور کس طرح اضافہ ہوئے۔

اسی طرح تعداد ابیات ۳۸۳۶ ظاہر کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ زور قادری نے بتایا ہے کہ ۱۱۱۳ھ میں فتح شریف لبجی ایک شاعر نے پند نامہ لقمان کا دکنی زبان میں ترجمہ کر کے ہدایت ہندی میں (۶۲۰) بیتوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ضعیفی کی اصل کتاب میں (۳۰۱۸) ابیات تھیں۔ زیر تبصرہ مخطوطہ میں (۲۸۰۳) ابیات ہیں یعنی اصل کتاب سے (۲۱۵) ابیات کم۔ اگر باب ہفتم و ہشتم شامل ہوتے تو شاید ابیات کی تعداد اصل تصنیف کے برابر ہو جاتی۔

زور صاحب نے ہدایت ہندی کے سنہ تصنیف کے سلسلے میں یہ ابیات نقل کی ہیں ؎

جو تاریخ ہجرت ہزار ایک و بیچ　　ہدایات ہندی ہوا یو تو ہیچ

137535

Marfat.com

اگیارہ سو اس میں بھرے تھے تمام | اسی بیچ ہمت کا دیکھا مقام
عددی بارہویں کا لگیا تھا برس | اسی بیچ باجا یو دکھنی جرس
ولیکن شہنشاہ کے دہر میں | مبارک او ذی الحجہ کے شہر میں
اٹھی سات تاریخ دن مشتری | یہ نسخہ مرتب ہوا خوشتری

زیرِ نظر نسخہ میں بھی یہی ابیات کسی قدر تغیر و تبدل کے ساتھ موجود ہیں۔ زور مرحوم کا بیان ہے "یہ اختتامی شعر ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ۱۱۰۰ھ میں لکھنا شروع کیا اور بروز جمعرات ۷ ذی الحجہ ۱۱۰۱ھ کو آخری بیت لکھ کر مکمل کیا۔" لیکن یہ اندازہ صحیح نہیں۔

ضعیفی کے اس شعر سے ؎

اگیارہ سو اس میں بھرے تھے تمام | اسی بیچ ہمت کا دیکھا مقام

صاف معلوم ہوتا ہے کہ سنہ گیارہ سو میں کتاب اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ یہ خیال اس دلیل سے اور بھی پختہ ہو جاتا ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو جمعرات اسی سال واقع ہوئی تھی۔ ۱۱۰۱ھ میں تو اس تاریخ کو دن منگل کا ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہدایت ہندی کی تصنیف کا صحیح سنہ ۱۱۰۰ھ ہے ۱۱۰۱ھ نہیں ہے (تقویم ہجری و عیسوی مطبوعہ انجمن ترقی اردو)

زور مرحوم کہتے ہیں کہ "ترقیمے میں اور فہرست اردو مخطوطات جامعہ عثمانیہ میں اس کتاب کا نام ہدایت ہندی لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔ صحیح نام ہدایات ہندی ہے جیسا کہ مصنف کی ان ابیات سے ظاہر ہوگا جو اوپر درج کی گئی ہیں۔"

زور مرحوم نے جن ابیات کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے ؎

ہدایات ہندی لکر اس کا ناؤں | دکھیا ہوں بنایا ہوں ہندیاں کے ٹھاؤں

لیکن زیرِ نظر مخطوطہ میں یہ بیت اس طرح ہے ؎

Marfat.com

ہدایت ہندی ہی کر اس کا ناؤں   رکھیا ہوں بنایا ہوں منیاں کے ٹھاؤں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ کا اصل نام ہدایت ہندی ہے۔ سالار جنگ کے کتب خانے میں ہدایت ہندی کے دو مخطوطے ہیں۔ پہلے مخطوطے کے ترقیمہ میں اس کا نام "ال" کے اضافے کے ساتھ ہدایت الہندی تحریر ہے۔ (فہرست صـ۶۲) سینٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد کی فہرست میں بھی پہلے نمبر کے مخطوطے کا نام ہدایت الہندی ہی ظاہر کیا گیا ہے جسے نصیر الدین ہاشمی صاحب نے مصنف کی طرف منسوب کیا ہے صـ۱۳ جلد دوم) موصوف نے اس کا دوسرا نام ہدایت نامہ ہندی بتایا ہے۔

زیر نظر مخطوطے میں تمام عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور فارسی میں ہیں۔ رسم الخط وہی ہے جو گیارھویں صدی اور بارھویں صدی میں رائج تھا۔ یائے معروف و مجہول یکساں ہیں اسی طرح کاف و گاف میں بھی کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ خط نستعلیق ہے مگر کسی قدر شکستہ۔ کتاب میں ان مسائل کا ذکر ہے جو ایک مومن کو جاننا ضروری ہیں۔ جگہ جگہ قرآن کی آیتیں اور حدیثیں بھی نقل کی گئی ہیں۔ اس طرح مذہبی معلومات کے لئے یہ ایک مستقل کتاب بن گئی ہے۔

حالاتِ مصنّف۔ ضعیفی کا نام شیخ داؤد تھا جو اس نے اپنی تصنیف میں خود ظاہر کر دیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی و فارسی کا جید عالم اور عقائد و فقہ سے باخبر تھا۔ ضعیفی کی یہ تصنیف ظاہر کرتی ہے کہ وہ مذہب کا سچا پابند اور بڑا متقی شخص تھا۔ اس مثنوی میں عالمگیر فاتح دکن کی تعریف انہیں خیالات کا نتیجہ ہے۔ افسوس ہے کہ باوجود تلاش ضعیفی کے ضروری حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ یہ بھی پتہ نہیں کہ اس نے کب وفات پائی۔ قیاساً اتنا کہا جا سکتا ہے کہ وہ ۱۱۳۰ھ سے قبل انتقال کر چکا تھا۔ اگر ضعیفی مذکورہ سنہ میں بقید حیات ہوتا تو فتح شریف بلجی پند نامہ لقمان کا دکنی ترجمہ کر کے اس کی کتاب میں بطور فصل زائد شامل نہ کر سکتا تھا۔

Marfat.com

ضعیفی کی تصنیف سے چار اور کتابوں کا پتہ چلتا ہے

(۱) مثنوی عشق صادق ۔ یہ کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں ایک عورت کی داستان بیان کی گئی ہے جو حضور سرور کائنات کی محبت میں بیتاب ہو کر جل گئی تھی۔ (اردو مخطوطات اول ص۲۹) مثنوی عشق صادق کا مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں بھی ہے۔

(۲) مثنوی حرمت علیکم یہ (۳۹) ابیات کی مثنوی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ کن کن عورتوں سے نکاح نا جائز اور حرام ہے۔ اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد ۔ کے چوتھے نسخے میں شامل ہے۔

(۳) مثنوی لنصیحت بدل۔ یہ کتاب قلمی صورت میں کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے (فہرست سرسالار جنگ ص۶۱) لیکن اس کی تفصیلات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کی فہرست مخطوطات اردو کی دونوں جلدوں میں دستیاب نہیں ہو سکیں۔

(۴)

(۴) مثنوی تصوف۔ اس مثنوی کا ایک ناقص الاول مخطوطہ جس میں صرف (۹۰) ابیات ہیں۔ انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانہ خاص میں ہے۔ ناقص الاول اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس کی بیت اول (کہ) حرف بیانیہ سے شروع ہوئی ہے جس سے ثابت ہے کہ اس سے پہلے مبتدا ضرور ہوگا۔

ضعیفی نے صرف مثنویات ہی نہیں لکھیں۔ ان کا دوسری اصناف کا کلام بھی دستیاب ہوتا ہے۔ مثنوی تصوف کے آخر میں ان کی سترہ غزلیں درج ہیں۔ ان میں تین وہ غزلیں بھی شامل ہیں جن کی موجودگی کا ذکر ہاشمی صاحب نے ہدایت ہندی کے چوتھے نسخے

Marfat.com

کے سلسلے میں کیا ہے۔

آغاز۔ زیر نظر مخطوطہ ناقص الاول ہے۔ تمہیدی ابیات کس قدر تھیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ حمد اور نعت کے اشعار ضائع ہو گئے ہیں۔ صفحہ اول نعت شریف کی اس آخری بیت سے شروع ہوتا ہے ؎

خدا ایک ہی کر کے ایماں ہیلئے ۔۔۔ بھی اس نبی کی پچھانت کو پائے

اس کے بعد باب اول کی فصل اول در شناختن خدائے تعالیٰ و توحید او در بیاں صفت ایماں مفصل" شروع ہوتی ہے۔ اس کی ابتدائی تین ابیات اس طرح ہیں ؎

میں ایماں لایا خدا سوں اول ۔۔۔ خدا کی پچھانت سنولے نول

تو سن اب مسلماں لے نیک ذات ۔۔۔ کہوں سچ خدا کی پچھانت کی بات

خدا کی پچھانت کا تجکوں خبر ۔۔۔ بڑی ہیں سنیا سوں کہوں مختصر

اختتام

اتھی سات تاریخ دن مشتری ۔۔۔ تو نسخہ مرتب ہوا خوشتری

مرتب یو نسخہ اچھو ہر دوام ۔۔۔ بحق محمد علیہ السلام

ہدایت ہندی کے اختتام پر کاتب نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے "کاتب الحروف عاصی پر معاصی غلام قادر غفر اللہ ذنبہ اور چار ابیات اپنی طرف سے اضافہ کی ہیں ؎

جو ہے اہل انصار شیخ کبار ۔۔۔ رکھے معرفت بیچ بر و بہار

او رہے دوستدار نبی چار یار ۔۔۔ رکھے ان کے تئیں لعزو وقار

رہے آل و اولاد سے بہرہ ور ۔۔۔ محمد کریم الدین خاں جلوہ گر

لکھایا کمینہ ہے کمتر غلام ۔۔۔ ہے قادر قدیر اس کی قدرت کا نام

ترقیمہ۔ تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔ بتاریخ بست و ہفتم ماہ رمضان المبارک بوقت پکیاس روز یکشنبہ بر آمدہ با تمام رسید ۱۲۶۴ھ۔

Marfat.com

ہدایت ہندی کے ۲ نسخے کتب خانہ سالار جنگ میں ۵ نسخے سینٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد میں اور ایک نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد میں ہے۔ یہ تمام نسخے انجمن کے زیر نظر مخطوطے کے بعد کے ہیں۔

نجات نامہ

سائز ۷ ½ × ۴ ½ صفحات ۴۴ سطور ۹ سنہ تصنیف ۱۰۶۷ تا ۱۰۸۳
سنہ کتابت ۱۰۸۶ھ

یہ ناقص الاول و ناقص الاوسط نجات نامہ ۱۰۸۶ھ کا مکتوبہ ہے۔ ایاغی جیسا کہ ذکر کیا جائے گا، علی عادل شاہ ثانی کا معاصر تھا اور علی عادل شاہ کا زمانہ ۱۰۶۷ سے ۱۰۸۳ھ تک ہے۔ یہ نجات نامہ اس کے تین سال بعد کتابت ہوا ہے۔ چونکہ ابھی تک ایاغی کے سنہ وفات کی تحقیق نہیں ہو سکی اس لئے قوی امکان ہے کہ اس کی حیات میں لکھا گیا ہو۔

حاشیہ کے خطوط درمیانی جدول اور عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ ہر عنوان فارسی کی ایک بیت کی صورت میں ہے اور یہ خصوصیت اسے دوسرے نسخوں سے متمیز بناتی ہے۔ آخری عنوان میں مصنف نے اپنی تصنیف کا نام نجات نامہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ عنوانات کے (۸) اشعار بالترتیب یہ ہیں:

(۱) بوصف شاہ سخن را کنید ہ ام رنگیں — کہ ہست شاہ شب و روز آں دین

---

(۲) آمدن باز بر سر گفتار — شرح دادن زباب و زشمار

---

(۳) نعت است و نصیحت و پند است — گر گوش کند سود مند است

Marfat.com

(۴) درفنا گشتنِ جہاں خراب — کہ بودش بود نمونۂ سراب

(۵) در وصف قصور و حور و جنت — در راحت و ذوق و فراغت

(۶) در وصفِ بہشت و راحت آں — در ذکرِ عذاب اہل نیراں

(۷) وصف ایں قوم بشنو و عبرت بگیر — ہست در معنی انوج بخواں و تفسیر

(۸) چوں وصف صراط کرد خامہ — شد خاتمتِ نجات نامہ

زیر تبصرہ مخطوطے کی ابیات موجودہ صورت میں صرف (۲۱۱) ہیں۔ آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ۔ ؎

کہے جبرئیل یوں علیہ السلام — کہ دنیا میں اچھتا تو ہیں کوی کام

نکتا یکجز یادشہ پاس جب — مہم سازی بزرگان خدا

کئے ہیں جکچہ جبرئیل اختیار — کریگا اچھیں گے جیسے بخت یار

اختتام ؎

توں اُس وقت میرا مددگار ہو — یکیلا نکوسٹ مجھے یار ہو

محمد امیں ایا غنی او پر — الہٰی کرم کی نظر کر نظر

ترقیمہ ۔ روز یکشنبہ بتاریخ ہجدہم ماہ ذالحجہ سنہ یکہزار و ہشتاد و شش تمت تمام شد۔

نجات نامہ کے دو ناقص نسخے سرسالار جنگ کے کتب خانے میں ہیں جن کے نمبر فہرست میں ۳۰ و ۳۱ ہیں۔ دو نسخے ادارہ ادبیات حیدرآباد میں ہیں (صفحہ ۴۱ جلد اول و صفحہ ۲ جلد سوم تذکرۂ مخطوطات)

Marfat.com

نجات نامہ (دوسرا نسخہ)

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات ۱۸ سطور ۱۵ سنہ تصنیف قبل از ۱۰۸۶ھ

سنہ کتابت ۱۱۸۰ھ

نجات نامہ کا یہ نسخہ پہلے نسخے کے مقابلے میں زیادہ خوشخط ہے۔ ڈ اور ٹ کی کتابت اس میں بھی نسخہ ۱ کے مطابق ہے۔ کل ابیات اگرچہ (۲۵۰) ہیں لیکن ان کی ترتیب میں اختلاف ہے۔ علی عادل شاہ کی مدح کے اشعار لمصنف کتاب کے بعد آئے ہیں۔ حالانکہ پہلے نسخے میں وہ حمد اور نعت کے درمیان تھے۔ عنوانات قطعی نہیں ہیں بلکہ ان کی سطریں سادہ چھوڑی گئی ہیں۔

آغاز۔ اول کچھ نہ تھا او نر نکار تھا | او دو جگ کوں پیدا کرنہارا تھا
توں قدرت سے پیدا کیا یک رتن | کہ جس تے لیا روپ او تر بھون
کیا اس اُپر یک جلالی نظر | جو ہیبت تے پانی ہوا سربسر

اختتام

محمد امین ایا عنی ادیہ | الٰہی کرم کی نظر سوں کر نظر
الٰہی بحق رسول انام | علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
بصدیق فاروق دیں اختتام | بعثمان و حیدر درود و سلام
دراں دم کہ ہستم بزیرے زمیں | رفیقم تو باشی جہاں آفریں

ترقیمہ :۔ بمنت تمام شد۔ کار من نظام شد

نوشتہ بماند سیہ بر سفید | نویسندہ را نیست فردا امید
ہر کہ خواند دعا طمع دارم | زانکہ من بندۂ گنہ گارم
کنم شکر للہ در صبح و شام | نجات نامہ را چوں نوشتم تمام

Marfat.com

کتبہ و مشق عبد الذلیل فقیر الحقیر سید عبد اللہ الحسینی المشہدی بحسب خواہش سید صاحب مہربان مشفق قدرداں سید امام صاحب بطریق یادگاری مرقوم نمودہ شد تحریر فی التاریخ بیست و ششم شہر جمادی الاول روز جمعہ ۱۲۶۸ھ ہجری النبویہ

اس کے بعد کاتب نے سعدی شیرازی کے یہ دو شعر لکھے ہیں ؎

سعدی ہنرے گیر کہ آں مہ ہنر است — جز یاد خدا ہر ہنرے بے ہنر است

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار — زنگار خوردہ . . . بنماید جمال دوست

نجات نامہ (تیسرا نسخہ)

سائز ۹½ × ۵½ صفحات ۲۴ سطور ۱۱ سنہ تصنیف قبل از ۱۰۸۶ھ

سنہ کتابت ء

یہ نجات نامہ، اسمٰعیل امروہوی کے نصیحت نامہ کی جلد کے ساتھ شامل ہے۔ نصیحت نامہ اور نجات نامہ دونوں کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ کل ابیات (۲۵۶) ہیں۔ عنوان کے اشعار اس مخطوطے میں بھی ہیں اور سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں لیکن ان کی تعداد کم ہے۔ نسخہ نمبر دوم کے تیسرے شعر سے چھٹے شعر تک نہیں لکھے گئے۔ البتہ ایک شعر زائد ہے۔ یہ زائد شعر پہلے نسخے کے اس ابتدائی حصے میں تھا جو شامل کتاب نہیں ہے۔ شعر یہ ہے ؎

حکایت کردنِ ناموس اکبر — کہ پرسیدن از دو دو زے پیمبر

اسی طرح بعض ابیات عنوان میں تغیر بھی ہے۔ بیت اول میں شاہ سخن کی جگہ "شاہ دکن" اور بیت ہشتم میں نجات نامہ کے بدلے صراط نامہ تحریر ہے۔

زیر تبصرہ مخطوطے میں حواشی بھی ہیں اور ان حواشی میں وہ آیات قرآنی درج کی گئی ہیں جو مضامین کتاب کو مدلل و محقق قرار دیتی ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔

Marfat.com

آغاز۔ نجات نامہ تصنیف محمد امین ایاغی۔ توحید خدائے انس وجاں نست
رب یسّر و تمم بالخیر و بہ نستعین
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کے بعد ؎

اول کچھ نہ تھا او نرنکار تھا — دو نوں جگ کا پیدا کرنہار تھا
تو قدرت تے پیدا کیا ایک رتن — کہ جس میں لیا روپا دتر کھون

اختتام۔ محمد امین ایاغی او پر — الٰہی کرم کی نظر کر نظر
الٰہی بحق محمد رسول — اپس کے کرم تے بھی کر قبول
الٰہی بحق رسول انام — علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
بصدیق و فاروق ذی احتشام — بعثمان و حیدر، دہ دوام
دراں دم کہ باشم بزیر زمیں — رفیقم تو باشی جہاں آفریں

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

۲۲ نجات نامہ (چوتھا نسخہ)

سائز ۸ × ۵ صفحات ۸ سطور (۱۷) در متن (۵) در حاشیہ
سنہ تصنیف قبل از ۱۰۸۶ھ سنہ کتابت ×

یہ نجات نامہ دیگر ۹ مخطوطات کے ساتھ ایک جلد میں ہے۔ ان سب رسالوں کو ایک ہی کاتب نے لکھا ہے لیکن کسی رسالہ کے آخر میں نہ اپنا نام لکھا ہے نہ سنہ کتابت درج کیا ہے۔ ہر رسالہ متن اور حاشیہ دونوں صورتوں میں ہے۔ کل ابیات ۲۴۹ ہیں۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

آغاز۔ اول کچھ نہ تھا و نرنکار تھا — دو نو جگ کو پیدا کرنہار تھا

Marfat.com

توں قدرت سے پیدا کیا یک تن | کہ جس تے لیا روپ یہ ترہبلن
کیا اوس اوپر یک جلالی نظر | جو ہیبت تے پانی ہوا سربسر
اختتام - یکیلا جدہاں گور میں جائیں گے | فرشتے وہاں پوچھنے آئیں گے
توں اس وقت میرا مددگار ہو | یکیلا نکوسٹ مرا یار ہو
محمد امینِ ایا عنی اوپر | الٰہی کرم کی نظر کر نظر
الٰہی بحق رسولِ انام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السّلام

ترقیمہ - مرتب شد کتاب نجات نامہ گفتار ملا ایا عنی - تم - تم - تم

نجات نامہ (پانچواں نسخہ)

سائز ۶ × ۴ صفحات ۲۷ سطور ۹ سنہ تصنیف قبل از ۱۱۸۵ھ سنہ کتابت ۱۱۸۵ھ

ایا عنی کا یہ نجات نامہ دوسرے سات رسالوں کے ساتھ ایک جلد میں ہے۔ اس میں اس تصنیف کا نام ایا عنی درج کیا گیا ہے۔ ابیات کی کل تعداد (۲۵۲) ہے

آغاز -

اول کچھ نہ تھا وہ نرنکار تھا | دو نوں جگ کا پیدا کرنہار تھا
تو قدرت سوں پیدا کیا یک رتن | کہ جس تے لیا روپ یہ ترہبون
کیا اس اُپر یک جالی نظر | جو ہیبت تے پانی ہوا سربسر

اختتام -

محمد امین ایا عنی اپر | الٰہی کرم کی نظر کر نظر
الٰہی بحق رسول انام | علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
بصدیق فاروق ذی الاحتشام | بعثمان و حیدر دوازدہ امام
دراں دم کہ باشم بزیر زمیں | رفیقم تو باشی اے جہاں آفریں

تمت تمام شد

Marfat.com

قیامت نامہ (نجات نامہ)

سائز ۵ ½ × ۵ صفحات ۳۰ سطور ۹ سنہ تصنیف قبل از ۱۰۸۶ سنہ کتابت

قیامت نامہ علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ - ۱۰۸۶ھ) کے دور کے ایک شاعر ایاغی کی تصنیف ہے۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانے میں اس کے پانچ نسخے ہیں اس نسخے کا نام قیامت نامہ لکھا گیا ہے۔ بقیہ چار نسخے نجات نامہ کے نام سے داخل فہرست ہیں۔ پروفیسر عبدالقادر سروری نے اردو شہپارے میں، پروفیسر زور قادری نے تذکرۂ مخطوطات میں اور نصیر الدین ہاشمی نے دکن میں اردو میں اس کو نجات نامہ بتایا ہے۔ زیر تبصرہ مخطوطے میں جو عنوانات قائم کیے گئے ہیں ان کے لحاظ سے اس مخطوطے کا "قیامت نامہ" سے موسوم ہونا غلط نہیں۔ اور ہم نے اسی کے ذیل میں تبصرہ کیا ہے۔
مخطوطے کی کتابت ناقص ہے۔ املا بعض مقامات پر غلط ہے۔ مثلاً

لسے دیکھتوں دل میں حاضر ہے او چھپے کام اپرال ناصر ہے او
ناظر

عزائیل ہے دین کا راہ زن بڑا کام ایمان رکھنا جتن
عزازیل

مہنگا ہے جہنم سو لیتے ہیں مول بویے / برسے کام پر دام دیتے ہیں کھول

قیامت نامہ کا موضوع مذہب ہے۔ اس میں عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا ہے اور برے کام کرنے والوں کو جو سزائیں قیامت میں دی جائیں گی ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔
ایاغی نے راگ اور گیت کو گناہ میں شمار کیا ہے۔ لہو و لعب اور نشہ بازی کو گناہ قرار دیا ہے کافروں سے دوستی اور یتیموں کی حق تلفی کی مذمت کی ہے۔

ایاغی نے زیر تبصرہ مخطوطے میں حمد و نعت کے بعد قیامت کا حال لکھا ہے جس کے

Marfat.com

بعد علی عادل شاہ سلطان وقت کی تعریف میں مندرجہ ذیل پانچ ابیات تحریر کی ہیں ؎

کروں ہر گھڑی شکر پروردگار | کہ اس دور میں ہے علی شہ سوار
زہے شاہ عادل زہے بادشاہ | کہ سنت کو جیوں فرض کرنا ادا
کدی ترک ہرگز کیا نیں نماز | جو حق سات دھرتا تہا رازو نیاز
شب و روز ہے دین پر استوار | سو اس پر ہے خوشنود پروردگار
الٰہی اچھے جب تلک آسمان | شہنشاہ عادل کو رکھ درزمان

ان پانچ ابیات میں علی عادل شاہ کی دین پروری کا مجمل نقشہ پیش کرکے

پھر اپنے مقصد کی طرف گریز کی ہے ؎

ایاغی کدھر توں چلیا پاٹ چھوڑ | سر رشتہ پند کوں توں نہ توڑ

اور مزید احوال قیامت اور احوال گناہگاران کی تشریح کی ہے۔ آخر میں مناجات ہے جس میں توفیق نیک کی دعا مانگی گئی ہے۔ ایاغی کا نام محمد امین تھا جیسا کہ اس نے خود آخری ابیات میں یاد دلایا ہے۔ اس سے زیادہ کسی تذکرے یا تاریخ سے کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ البتہ قیامت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سخت مذہبی آدمی تھا۔ اور اس کتاب میں جن مذمومات کو قابل مواخذہ قرار دیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ قادری سلسلے سے تعلق رکھتا تھا یا سہروردی مشرب تھا۔ چشتی ہوتا تو راگ کے ساتھ ذکر الٰہی کو گناہ قرار نہ دیتا۔ شاید اسی وجہ سے انجمن کے ایک مخطوطے میں اسے "ملا ایاغی" لکھا گیا ہے۔

آغاز

اول پچھ نہتا وہ زنہار تھا | دو نوں جگ کوں پیدا کر بھار تھا
وہ قدرت تے پیدا کیا یک رتن | کہ جس تے لیا روپ یہ ترکھون

اختتام۔ محمد امین ایاغی ادیب | کرم کی نظر کر کرم کی نظر
الٰہی بحق رسول انام | علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

Marfat.com

ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف تمت تمام شد لکھا ہے۔

نصیحت نامہ (نجات نامہ)

سائز ۹ ½ × ۵ ½ صفحات ۲۱ سطور ۱۷ سنہ تصنیف قبل از ۱۰۸۶ھ

سنہ کتابت ۱۱۸۲ھ

یہ وہی مثنوی ہے جس کا ذکر نجات نامہ کے تحت ہو چکا ہے۔ نجات نامہ کے چھ نسخے اب تک پیش کئے جا چکے ہیں جن میں سے ایک قیامت نامہ کے نام سے تھا۔ یہ ساتواں نسخہ ہے جس کا نام انجمن کی فہرست کتب میں نصیحت نامہ تحریر ہے۔ اس کے بعض صفحات کرم خوردہ ہیں۔ جدولیں دُہری اور حاشیہ و وسط میں یکساں ہیں۔ درمیانِ مثنوی میں ایاغی نے اس بیت میں اپنا تخلص لکھا ہے ؎

آیاغی کدھر تو چلا باٹ چھوڑ　　　سر رشتۂ پند کوں یوں نتوڑ

اس بیت کے حاشیئے پر لکھا ہے "ایاغی نام مصنف است کہ بیان روز حشر ہر کہ برگناہ گار خواہد گزشت، میکند۔"

کاتب نے مصنف کو مسنف لکھا ہے جس سے اس کی کم علمی ظاہر ہوتی ہے۔ زیر تبصرہ مخطوطہ کے رسم الخط میں ہائے ہوز و ہائے مخلوط کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا ہے ک و گ کی صورت خطی یکساں ہے۔

آغاز ؎

اول کچھ نہ تھا او نرنکار تھا　　　دونوں جگ کا پیدا کرنہار تھا

جو قدرت نے پیدا کیا یک رتن　　　کہ جس نے لیا روپ یو ترھبون

اختتام ؎ النبی نبی رسول انام　　　علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

لبصدیق و فاروق ذی احتشام　　　لعثمان و حیدر دوازدہ امام

Marfat.com

اس کے بعد کاتب نے گیارہ ابیات اپنی طرف سے اضافہ کی ہیں اور ان کے زائد ہونے کے لئے دونوں طرف سرخ اور سیاہ روشنائی سے لا لکھ دیا ہے۔ یہ ابیات مناجات کی ہیں۔ آخری بیت یہ ہے ؎

دراں دم کہ باشم بزیر زمیں رفیقم تو باش اے جہاں آفریں

ترقیمہ:- تمت تمام شد کار من نظام شد بتاریخ پانزدہم شہر محرم الحرام بوقت ظہر روز سہ شنبہ ایں نصیحت نامہ است فقیر حقیر بشیخ محمد عارف ولد شیخ اسد اللہ نوشتہ شدہ در قصبہ چوپڑہ مصطفےٰ آباد

بیت

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید
یدوم الخط قرطاس دہر وکاتبہ رمیم فی التراب

Marfat.com

فضائل و مناقب

Marfat.com

Marfat.com

ریحانِ معراج

سائز ۵ × ۳½ صفحات (۱۵۰) سطور (۱۱/۱۲) سنہ تصنیف ۱۲۴۷

سنہ کتابت ۱۲۵۳ھ

یہ ایک مذہبی مثنوی ہے جس کے مصنف میر مظفر حسین ضمیر ہیں۔ سیّد افضل حسین ثابت لکھنوی نے میر ضمیر کی تصنیفات میں مراثی و سلام کے علاوہ مثنوی مظہر العجائب معراج نامہ اور چہاردہ بند کے نام بھی بتاتے ہیں۔ (دربار حسین صہ۲) اول الذکر مثنوی ۱۸۹۴ء میں بہار لوہ سے طبع ہو چکی ہے۔ معراج نامہ یہی ہے جس کا مخطوطہ زیر تبصرہ ہے۔ چہاردہ بند کا نشان ابھی تک کسی کتب خانے میں نہیں مل سکا۔ ضمیر کے حالات مئی ۱۹۶۳ء کے قومی زبان میں درج ہو چکے ہیں زیر نظر مخطوطہ ۱۲۴۷ھ کی تصنیف ہے۔ مثنوی کے آخر میں ضمیر نے اس کا نام بھی ظاہر کر دیا ہے اور سنہ تصنیف کی تاریخ بھی لکھی ہے۔

یہ فرمائش صاحب تاج ہے | مسمی بہ ریحان معراج ہے
ہوا ختم معراج نامہ جو ہیں | ہوئی فکر تاریخ کی دلنشیں
ندا آئی ہاتف کی بے اشتباہ | کہو اس کی تاریخ "فیضان شاہ"

میر ضمیر نے تقریباً دو ہزار اشعار کی یہ مثنوی بیس دن میں تصنیف کی جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں

بہ اعجاز آل رسالت مآب | کہی بیس دن میں یہ دس جز کتاب
مرا منہ کہاں کیا مری دستگاہ | تفضل ہے یہ امداد اقبال شاہ

باعثِ تالیف میں ضمیر بیان کرتے ہیں سہ

Marfat.com

سحر کو میں تھا بر سرِ جا نماز | وظیفہ میں مشغول باعد نیاز
کہ آیا بس اک پیک فرخندہ فال | لگا مجھ سے کہنے کہ اے خوش خصال
طلب ہے تری در حضورِ جناب | جناب معلّائے قدسی مآب
وزیر خردمند با عدل و داد | وہ مہدی علی خان والا نژاد

(۶) ابیات مہدی علی خاں کی تعریف میں لکھنے کے بعد کہتے ہیں ؎

غرض میں چلا یاں سے با صد سرور | ہوا جا کے جب بار یاب حضور
عجب بزم دیکھی عجائب انیس | تو میں بھی ہوا اِک جگہ پہ جلیس
کیا جب کہ باب تکلم کو وا | زباں یوں سخن سے ہوئی آشنا
یہ ہے حکم شاہنشہِ نیک نام | کہ معراج نامہ رقم کر تمام

شاہنشاہ نیک نام سے سلطان نصیر الدین حیدر بہادر مراد ہیں جو ۱۲۴۳ھ سے ۱۲۵۳ھ تک سریر آرائے سلطنت رہے۔ حکیم مہدی علی خاں ان کے وزیر تھے جو عمدۃ الامراء وزیر الملک منتظم الدولہ ناظم الدولہ ناظم الملک سپہ دار جنگ کہلاتے تھے۔ یہ بہت عقیل و فہیم با تدبیر وزیر تھے مگر بعض سازشوں کی وجہ سے ۱۲۴۸ھ میں معزول ہو گئے شیخ امام بخش ناسخ نے جو منتظم الدولہ کے مخالف گروہ سے تعلق رکھتے تھے، اس واقعہ کی تاریخ کہی ہے ؎

افتاد حکیم از مراتب | تاریخ بطرز نو رقم کن
از جائے حکیم ہشت برگیر | سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

(ح) کے اعداد ۸ ہوتے ہیں۔ اس کے نصف ۴، چار کے نصف دو اور دو کا نصف ایک۔ اس طرح ۱۲۴۸ھ سنہ عزل نکلتا ہے۔

ضمیر حکیم مہدی علی خاں کے متوسلین میں تھے یا نہیں اس کی کوئی تحریری سند نہیں مل سکی ہے۔ البتہ وہ ان کے مداحوں میں ضرور تھے۔ سید افضل حسین ثابت لکھتے ہیں "کسی

Marfat.com

مردِ مومن کی ہجو کرنے سے میر ضمیر مرحوم کو اس قدر پرہیز تھا کہ لکھنؤ کے ایک وزیر کشمیری حکیم مہدی مرحوم وزارت سے معزول ہو کر لکھنؤ سے بھاگے جو فریق ان کا مخالف تھا وہ وزارتِ حکومتِ اودھ پر حاوی ہو گیا۔ شعراء عصر میں جو سربرآوردہ تھے ان سے وزارتِ جدید کی طرف سے فرمائش ہوئی کہ فراری وزیر کی ہجو سے خبر لیں۔ شیخ ناسخ نے جن کی تاریخ اوپر درج کی جا چکی ہے، فرمایا۔

کاشو برائے پختنِ شلغم گریختہ

رو بہ صفت زہیبتِ ضیغم گریختہ

میر ضمیر سے فرمائش ہوئی تو انھوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میرا صاحب! وزیر معزول دشمن اہلِ بیت نہیں تھا اس لئے میں ہجو نہیں کہہ سکتا۔ جدید وزیر صاحب چاہے خوش ہوں چاہے ناخوش میں صرف آلِ محمد کے دشمنوں کی ہجو کہتا ہوں۔" (دربار حسینؑ)۔ زیرِ نظر مخطوطے کا خط نستعلیق ہے مگر کسی قدر شکستہ، یائے معروف و مجہول اس نسخے میں بھی یکساں ہیں عنوانات سُرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور فارسی میں ہیں کہیں کہیں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے عنوانات کو حاشیوں میں لکھا گیا ہے۔

صفحہ اول کی عبارت مٹی مٹی سی ہے۔ پہلی سطر میں صرف ہذا النسخہ معراج .... پڑھا جاتا ہے دوسری سطر کا آغاز بھی مشکوک ہے جس کے بعد حاجی سید علی رضا عرف میر بلاقی زائر و ذاکر امام علیہ السلام در ۱۲۵۲ھ طیار نمود" تحریر ہے۔

صفحہ دوم۔ رب یسّر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و تمم بالخیر سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے نیچے ایک مستطیل مہر ہے جس میں سید محمد رضوی بخط طغرا ہے۔

آغاز۔ کروں حمد پروردگار قدیر — کریم و رحیم و سمیع و بصیر

وہی خالقِ ظلمت و نور ہے — دلوں سے قریں چشم سے دور ہے

حمد و نعت و منقبت کی آخری بیت یہ ہے:۔ ۵۰

ہوئی حمد و نعت و مناقب تمام — کروں وجہ تالیف کا انتظام

اب سبب تالیف پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کی چند ابیات اوپر درج کی جا چکی ہیں۔ اس عنوان کی آخری بیت یہ ہے ؎

کروں میں بھی مدح شہ خوش خصال — خداوند جاہ و خداوند مال

یہاں سے شاہ عصر (نصیر الدین حیدر) کی مدح شروع ہوتی ہے۔ آخر میں کہتے ہیں ؎

شب و روز ہے اس دعا میں ضمیر — سلامت رہے بس یہ شاہ و وزیر

میں ہوں مرثیہ گوئے سبط رسول — ادھر بھی اٹھا اک نگاہِ قبول

یہ معراج نامہ جو لایا ہوں میں — نبی کے وسیلے سے آیا ہوں میں

یہ میرا وسیلہ نہ رد کیجیو — میں سید ہوں میری مدد کیجیو

معراج نامہ میں حیات القلوب اور دوسری اسی موضوع کی کتابوں سے امداد لی گئی ہے کتاب کے آخر میں ایک نقل لطیف درج کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے:-

پرانے زمانے میں ایک شخص تھا جسے "مادر بچہا" کہتے ہیں۔ وہ ایک روز ایک مجلس میں گیا جہاں معراج نامے کا ذکر تھا ؎

جب اس جا پہ پہنچی محدث کی بات — کہ اک دم میں دیکھ آئے کل کائنات

کہا سب نے ہے اس کی قدرت بلد — وہ منکر رہا دل میں بد اعتقاد

وہ مجلس سے اٹھ کر گھر آیا۔ مکان کے باہر ایک "ماہی فروش" مچھلی بیچ رہا تھا۔ اس نے ایک مچھلی خریدی۔ گھر میں لے جا کر اپنی بیوی کو دی کہ اسے دھوئے اور خود پانی لینے کے لئے دریائے نیل کی طرف چل پڑا۔ گھڑا بھر کر اسے نہانے کا خیال ہوا۔ کپڑے اتار کر دریا میں غوطہ مارا۔ نہا کر سر اٹھایا تو وہ مرد سے عورت بن گیا تھا۔ ایک دھوبی اسے اپنے گھر لے گیا جہاں عورت کی صورت میں وہ گھر کا کام کاج کرنے لگا۔ اس طرح دس سال گذر گئے اور اس عرصے میں اس کے پیٹ سے دس بچے پیدا ہوئے۔ عمر اسی طرح گذر رہی تھی کہ اسے دوبارہ

Marfat.com

دریا پر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہ نہایا اور جیسے ہی غوطہ مار کر سر اٹھایا تو وہ اپنی اصلی حالت میں تھا۔ بہت حیران ہوا۔ جلدی سے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی عورت ابھی تک مچھلی نہیں دھو چکی تھی۔ اس نے اپنی تمام داستان بیوی کو کہہ سنائی اور صدق دل سے واقعہ معراج پر ایمان لے آیا۔

خاتمہ کتاب میں حضرات ائمہ کے طفیل میں بادشاہ عہد اور اس کے وزیر کے لئے دعائے کامرانی کی گئی ہے۔ آخری بیت یہ ہے: ؎

کہو اس کو پڑھ کر سدا صبح و شام ۔۔۔ بہ آل محمد درود و سلام

ترقیمہ۔ تمت تمام نسخہ معراج نامہ بتاریخ بستم شہر جمادی الاول بروز چہارشنبہ بوقت سہ پہر بخانہ سید غلام رضا طول عمرہ صورت اتمام کردند در سنہ ۱۲۵۳ ہجری۔

ریحان معراج کا ایک مخطوطہ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد میں ہے جس کی تشریح ہاشمی صاحب نے معراج نامہ کے نام سے کی ہے۔ حالانکہ وہ اسی تشریح کے آخر میں خود لکھتے ہیں "جیساکہ آخری شعر سے واضح ہے اس مثنوی کو "ریحان معراج" سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔"

کتب خانہ سرسالار جنگ میں دو نسخے ہیں۔ ایک کا سنہ کتابت ۱۲۷۴ھ ہے اسے مغل صاحب کی فرمائش سے میر ابوالقاسم حسین خلف عباس حسن خان نے کتابت کیا۔ دوسرا نسخہ ۱۳۲۳ھ میں ۱۲۸۴ھ کے ایک نسخہ سے نقل ہوا۔ سید علی فکر اس کے کاتب ہیں۔ یہ حکیم وزیر مرزا کے نسخہ مکتوبہ ۱۲ جمادی الآخر ۱۲۸۴ھ سے نقل ہوا اس میں مصنفی کو مرزا امانی کا شاگرد بتایا گیا ہے۔ (فہرست ص۲۲۲)

Marfat.com

روضۃ الاطہار (نوازش علی شیدا)

سائز ۸ × ۶ ½ صفحات ۵۴۰۔ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۱۷۳ھ۔

سنہ کتابت ۱۲۵۹ھ

روضۃ الاطہار ایک طویل مثنوی ہے جس میں تقریباً ۸ ہزار ابیات ہیں۔ کل کتاب کو ۱۲ مجلسوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی مجلس میں وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ دوسری مجلس میں ولادت و وفاتِ حضرت فاطمہ کا بیان ہے۔ تیسری مجلس میں حضرت علیؑ اور چوتھی مجلس میں وفات امام حسنؑ کی تفصیل ہے۔ پانچویں مجلس سے بارہویں مجلس تک حضرت امام حسینؑ کی مدینہ سے روانگی کے بعد واقعات شہادت اور آخر میں اہلبیت رسالت کے قید ہو کر دربار یزید میں پہنچنے کا بیان ہے۔

روضۃ الاطہار بانس کے کاغذ پر نستعلیق خط میں لکھی گئی ہے۔ عنوانات تمام سرخ روشنائی کے ہیں۔ حمد و نعت کے بعد تالیفِ کتاب کا بیان ہے ؎

ہوا اک دن مجھے الہام از غیب — کہ تو حسنین کا شیدا ہے لاریب
بڑا تجھ مرثیوں کا جگ میں ہے دھوم — محباں کے گلا یا دل کوں جوں موم
کتاب یک توں بنا ہندی زبان سوں — انکھیاں عالم کی کر انجھواں سیں جیحوں
کمر میں اس سعادت پر بندھا تب — کتابوں کوں منگا تاریخ کی سب
لکھا احوال سارا بے کم و کاست — مدد حسنین سیتی کر کے درخواست
رکھا ہوں روضۃ الاطہار کر نام — کہ پڑ کر اسکوں روئیں خاص و عام

اسی سلسلے میں کتاب کے نام کے ساتھ اپنے نام کا اظہار بھی کر دیا ہے ؎

نوازش سیں علی کی ہوں میں ممتاز — اول مجلس کتیں کرتا ہوں آغاز

کتاب کا سنہ تصنیف ۱۱۷۳ھ جو آخری باب میں بیان کیا گیا ہے ؎

Marfat.com

اگر تمام تیاری کے چاہو | عدد نام علی لے کر نکالو
ہوا جب ختم یہ مضمون ماتم | کہا تاریخ ہاتف "مجلس غم"
کیا چاہو تم آسانی سے اندر | گیارہ سو برس تھے تب تہتر
ارے شیدا دعا پر اب زباں کھول | جناب حق میں اپنا مدعا بول

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیدا نے ولی ویلوری کی روضۃ الشہدا کو نظر میں رکھا ہے اور اس کے مقابلے کی سعی کی ہے۔ روضۃ الاطہار اس کا نام بھی روضۃ الشہدا کا جواب ہے

حالات مصنف:۔ شیدا کا نام جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے میر نوازش علی تھا۔ وہ حیدرآباد دکن کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے عہد میں میر ساماں کے عہدے پر تعینات تھے اور شاہی عاشور خانے کا اہتمام بھی کرتے تھے صحیح سنہ وفات تحقیق نہیں ہو سکا۔ شیدا کے تفصیلی سوانح نصیر الدین ہاشمی صاحب نے "دکن میں اردو" میں اور پروفیسر زور نے مرقع سخن میں درج کر دیئے ہیں۔ تعجب ہے کہ اسد علی خاں تمنا نے گل عجائب میں شیدا کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ روضۃ الاطہار ایسی ضخیم مثنوی اس سے قبل تصنیف کر چکے تھے۔ روضۃ الاطہار کے سوا شیدا کی دو اور تصانیف بھی ہیں ایک کا نام اعجاز احمدی ہے اور دوسری کا نام ہاشمی صاحب نے گلشن ایمان بتایا ہے۔ اعجاز احمدی بھی کتب خانہ خاص میں موجود ہے اور اس پر بعد میں تبصرہ کیا جائے گا۔

آغاز:

اول حمد خدا میں ہو سرفراز | کروں میں روضۃ الاطہار آغاز
رہ عالم نام پر اس کے ہے شیدا | شہادت کا کیا عالم وہ پیدا
حکم میں اس کے کیا اللہ اکبر | قبولا حق اسمٰعیل خنجر

اختتام:

قیامت ہووے گی جس روز قائم | یہی امید ہے مجھ دل میں دائم

Marfat.com

تصدق سے تو اپنی صاحبی کے ۔۔۔ غلاموں میں اوٹھا آلِ نبی کے
ہزاروں سے درود اں اور تحیت ۔۔۔ نبی پر اون کے جو ہیں آلِ عترت

ترقیمہ :۔

کتاب روضۃ الاطہار من تصنیف نوازش علی خاں المتخلص شیدا العون اللہ تعالیٰ فی تاریخ سلخ ۳۰ صفر المظفر ۱۲۵۹ھ روز شنبہ یک نیم پاس باقیماندہ از دست لطیف بیگ سکنہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد عفر اللہ ذنوبہٗ وسترعیوبہٗ اتمام یافت امید از جناب امام ہمام ..... ایجنیکہ ارادہ دلی است از قوۃ جلوہ ظہور باید .... کرمہٗ

الہٰی بر لے آمقصد تو میرا ۔۔۔ بحق شہ حسن اور شاہ شہدا

⁂

روضۃ الاطہار کے دو مخطوطات ادارہ ادبیات حیدر آباد میں ہیں جن کے نمبر ۳۹/۱، ۵۱۲/۲ ہیں۔ ایک مخطوطہ سینٹرل اسٹیٹ لائبریری میں ہے جس کا نمبر ۲۴۳ ہے۔

جنگ نامہ محمد حنیف

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات ۱۸۹ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۰۹۲ سنہ کتابت ۱۱۹۰ھ

اس جنگ نامہ کے مصنف کا نام انجمن ترقی اردو کی فہرست کتب خانہ خاص میں فراقی لکھا گیا ہے جو خاتمہ کتاب میں آئی ہوئی اس بیت پر مبنی ہے ؎

بے راحت ہو مطلق فراقی ہوا ۔۔۔ گنوا عیش عشرت میں باقی ہوا

لیکن یہاں فراقی تخلص کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ اپنے اصلی معنوں میں استعمال ہوا ہے جس کے معنی صاحب فراق کے ہیں۔ در حقیقت یہ جنگنامہ وہی ہے جسے نصیر الدین ہاشمی صاحب نے سیوک کی تصنیف بتایا ہے (یورپ میں دکنی مخطوطات ص۱۲۱) ہاشمی صاحب نے

Marfat.com

نمونہ کلام میں یہ ابیات نقل کی ہیں ؎

کہوں یک جنگ شاہ شبیر زماں　　　حسین شاہ ابن علی بعد ازاں
سو اس شاہ کا یک عرب بھائی تھا　　　ابا یک ہور بہائی دمائی تھا
سو اس نام تھا شاہ محمد حنیف　　　سو جس کوں بنے سارے جد ہے حنیف
سو اک دن نبی نے علی سوں کہے　　　توں شیر خدا یوں سوں منجہ سوں رہے
رہے مرتضیٰ سوں کو خوشحال ہو　　　سو خوشحال روں روں ہر یک بال ہو
دئی بادشاہی کیے سر فراز　　　دئی بخشش شانی شہر با نیاز
علی کوں بیہے ہر یک فرزند اتھے　　　علی اکبر اس نام تہا کر کتے
جو سنکات اسبھائے کی شہ نجف　　　روانا کئے اس شہر کی طرف
چلے شہر کی باٹ وس نیت لے　　　سو اس بہائی کو آپنے پیت لے
کتیکہ دن کوں جا تخت قالبغ کئے　　　جو اس بہائی کوں وا زری دیئے (؟)
لگے راج کرنے عدل لوج سوں　　　رولیش رعیت انصاف کی لوج سوں
جو اس شہر سوں کربلا دور تھا　　　سو دونو منے فاصلا دور تھا

یہی ابیات بعض الفاظ کے تغیر کے ساتھ زیر تبصرہ مخطوطے کے آغاز میں موجود ہیں جو دونوں نسخوں کو ایک دوسرے کا مماثل ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

ہاشمی صاحب نے ایک اور جنگ نامہ حنیف شاہ مکتوبہ ۱۲۴۵ھ کا ذکر کیا ہے جسے ۱۱۵۰ھ کے بعد کی تصنیف قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے مصنف کا نام اور تخلص معلوم نہ ہو سکا (فہرست سالار جنگ ص۱۸) اس کے آغاز کی ابیات یہ بتائی ہیں ؎

بحکم خداوند جاں آفریں　　　کہ ہے پاک او پاک رب العالمین
محمد کا صدقہ ہے سب پر سرس　　　دیا خاص عرفان کا خوش درس
کہوں یک جنگ شاہ شیر زماں　　　حسین شاہ ابن علی بعد ازاں

ان تینوں بیتوں میں سے تیسری بیت وہی ہے جو پہلے جنگ نامہ کے آغاز میں نقل کی گئی ہے مگر تین سے زیادہ ابیات ہاشمی صاحب نقل کرتے تو آسانی ہوتی۔ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ جنگ نامہ بھی سیوک ہی کا ہے۔

سیوک کے ایک اور جنگ نامہ کا ذکر ہاشمی صاحب نے سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد کی جلد اول کے صفحہ ۱۲۰ پر کیا ہے۔ یہاں موصوف نے اس کے مصنف کا نام حسن بیگ متخلص بہ سیوک لکھا ہے۔ اس کا سنہ کتابت نہیں معلوم اور ناقص الاول بھی ہے تعجب ہے کہ آخری ابیات میں حسن بیگ نہیں بلکہ حسین بیگ نقل کیا گیا ہے

ادارۂ ادبیات حیدر آباد میں جنگ نامہ محمد حنیف کے تین نسخے ہیں۔

پہلے نسخے کے بارے میں زور مرحوم لکھتے ہیں "یہ ڈھائی ہزار ابیات کی مثنوی ہے سیوک نے ۱۰۹۲ھ میں محمد بن حنفیہ کے یزید سے محاربات اور آخر کار ان کی شہادت کا بیان کیا ہے۔ کتاب کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے اور تاریخ سے زیادہ خیالی اور فرضی قصوں پر مشتمل ہے" (تذکرہ مخطوطات اول ص۸)

اس نسخے کے آغاز کی ابیات وہی ہیں جو نسخہ اول کے سلسلے میں نقل کی گئی ہیں اور اختتام کی بیتیں یہ بتائی گئی ہیں۔

نپٹ تلملیا آہ مارن لگیا	اخی یا اخی کر پکارن لگیا
مرتب ہوا جنگ نامہ تمام	درود بر محمد ہزاراں سلام
ہوا جنگ یو مختصر سب تمام	کہ دکنی کرے لفظ حسن الکلام

ان ابیات میں سے پہلی دو بیتیں زیر تبصرہ مخطوطے میں موجود ہیں۔

ادارہ ادبیات کے دوسرے نسخے کا نمبر ۳۲۹ ہے اور یہ ۱۲۶۶ھ کا مکتوبہ ہے اس کی ابیات کو خود مرتب تذکرہ نے اپنے نسخہ اول کے مطابق بتایا ہے۔ زور صاحب لکھتے ہیں "اس کی آخری ابیات ادارے کے مذکورہ نسخے کے آخری ابیات سے بھی

Marfat.com

مختلف ہیں اگرچہ ابتدا میں دونوں نسخے ایک دوسرے کے مطابق ہیں (تذکرہ مخطوطات دوم ص۳۸) زور صاحب نے جن ابیات کو مختلف بتایا ہے ان میں سے دو زیر تبصرہ جنگ نامے میں موجود ہیں۔

جنگ نامہ حنیف کا تیسرا نسخہ جو ادارۂ ادبیات کی ملکیت ہے اور جو پہلے دونوں نسخوں سے قدیم ہے ۱۱۶۳ھ کا مکتوبہ ہے۔ یہ نسخہ بھی ابتدائی ابیات میں زیر تبصرہ نسخے کے مطابق ہے۔

یہ تفصیلات اس بات کا ثبوت ہیں کہ سیوک کے جنگ نامے کی جتنی نقلیں ہوئی نقل کرنے والوں نے اس کے آخری حصے میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کر کے اسے ایک نئی کتاب بنانے کی کوشش کی ہے۔ زیر تبصرہ نسخہ بھی فراقی کا نہیں بلکہ سیوک ہی کا ہے۔ ضرورت ہے کہ کوئی ادارہ ان مختلف نسخوں کا مقابلہ کر کے جنگ نامہ محمد حنیف کا ایک صحیح نسخہ دنیائے ادب کے سامنے پیش کرے تا کہ یہ اختلافات جاتے رہیں۔

زیر تبصرہ مخطوطے کی کتابت ۱۰۹۰ھ میں ہوئی ہے اور جتنے نسخوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان میں سے صرف ایک مخطوطہ اس سے قدیم ہے۔ بقیہ تمام نسخے اس سے بعد کے نقل کئے ہوئے ہیں۔

انجمن کے مخطوطہ کا خط قریب قریب نسخ ہے۔ تحریر بڑی حد تک صاف ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی کے ہیں کتابت میں قدیم طریقے موجود ہیں۔ کاتب نے کہیں کہیں املا کی غلطیاں کی ہیں مثلاً ایک بیت میں خاصلہ کو فاسلہ لکھا ہے۔ ابیات کی تعداد (۲۸۰۰) یعنی ادبیات اردو کے نسخے سے (۳۰۰) زیادہ ہیں۔

سیوک کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے۔ تخلص ان ابیات میں آیا ہے ؎

کہانی سچی یو نظم بولنا ۔۔۔ و سیوک حسین شاہ کا غم بولنا

کہانی سچی بو سدنگ بولتا ۔۔۔ وہ سیوک حنیف شاہ کا جنگ بولنا

Marfat.com

داستان کا اختصار یہ ہے کہ امام حسین نے اپنی شہادت سے کچھ قبل ایک خط محمد حنفیہ کے نام روانہ کیا تھا۔ جس میں اپنے بھائی حسن کو زہر دے کر مار ڈالنے کا ذکر تھا اور لکھا تھا کہ مجھے قتل کیا جارہا ہے۔ یہ خط جب محمد حنفیہ کو ملا تو وہ یزید سے جنگ آزمائی کے لئے تیار ہوئے۔ کتاب میں ان کی مختلف جنگوں کا ذکر ہے اور آخر میں ان کے غار میں چلے جانے اور بجلی گرنے سے غار کے غائب ہو جانے کا تذکرہ ہے۔

آغاز:۔

آغاز کی ابیات اوپر درج کی جاچکی ہیں۔

اختتام:۔

نپٹ تل ملا آہ مارن لگیا — اخی یا اخی کر پکارن لگیا
کریں زیارتاں خلق پڑ کر کلام — ختم یا محمد علیہ السّلام
مرتب ہوا جنگ نامہ تمام — محمد حنیف مرد غائب امام
یوں لک کر صرف میں کروں لے وزگا — رہے دو جہاں کے میاں یادگار
اگر کوئی پڑھے مگر امید وار ہوں — دعا منجہ کرے گا گنہ گار ہوں

نوشتہ بماند سیہ بر سفید ٭ نویسندہ را نیست فردا امید

ترقیمہ:۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب کاتب الحروف سید قطب الدین ابن حافظ سیّد محمد صاحب بخاری۔ ساکن قمر نگر عرف کرنول در مسجد آثار رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بروز چہار شنبہ بوقت نماز پیشیں قلمی شد۔ تحریر فی التاریخ دوازدہم شہر رجب المرجب ۱۱۹۰ ہجری بجہت شیخ محمد حسن نوشتہ دادہ شد یادگار بماند۔ اگر کسے دعوی کند دعوی او باطل و نامنظور گردد۔ وباللّٰہ التوفیق والاتمام

٭

Marfat.com

جنگ نامہ محمد حنیف (نسخہ دوم)

سائز ۸ × ۵ صفحات ۲۱۷ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۰۹۲

یہ جنگ نامہ محمد حنیف کا دوسرا نسخہ ہے۔ عنوانات میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ خط نستعلیق رواں ہے۔ بعض ابیات حاشیہ پر بھی لکھی ہیں۔ کل ابیات کی تعداد ۲۷۰۰ کے قریب ہے۔ فہرست انجمن میں اس جنگ نامہ کو بھی پہلے نسخے کی طرح فراقی سے منسوب کیا گیا ہے جس کی تردید نسخہ ماقبل کے سلسلے میں کی جا چکی ہے۔ کتابت خاصی پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ کاتب نے تاریخ و ماہ کے ساتھ سنہ تحریر نہیں کیا جس سے زمانہ کا تعین نہیں ہو سکتا۔ کہیں کہیں صفحات کرم خوردہ بھی ہیں۔ لیکن اس کرم خوردگی کا اثر زیادہ تر حاشیہ پر ہے۔ اصل مسودہ بالکل محفوظ ہے۔

آغاز :-

کہوں یک جنگ شاہ شیر زماں — حسین شاہ ابن علی لبدازاں
سو اس شاہ کا یک عرب کھائی تھا — ابا یک ہور بھائی دو مائی تھا
سو اس ناؤں شاہ محمد حنیف — وجسکو نبی سا ہی جد ہے لطیف

اختتام :-

نپٹ تل ملا آہ مارن لگیا — اخی یا اخی کر پکارن لگیا
کیے زیارتاں خلق پر کر کلام — ختم یا محمد علیہ السلام
مرتب ہوا جنگ نامہ تمام — محمد حنیف مرد غائب امام
یو لک کر صرف میں کروں روزگار — رہے درجہاں کے میاں یادگار
اگر کوئی پڑے گر امیدوار ہوں — دعا مبخ کریگا گنے گار ہوں

Marfat.com

ترقیمہ ...... کتاب جنگ نامہ محمد حنیف بروز پنجشنبہ بوقت فجر چہار گھڑی روز برآمد بود۔ در شہر ربیع الاول بتاریخ بیست چہارم ختم رسید احقر الناس کاتب قاضی برہان الدین ساکن قصبہ بیرام بجبت یادگاری سے ..... ساکن ... نوشتہ دادہ شد دہر کس کہ دریں مکتوب سہو وخطائے برآید از کرم ذیل عفو دارند تمت

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید
نوشتہ بماند بخط عزیب کہ نصر من اللہ فتح قریب
بقدر وسع در اصلاح کوشد اگر اصلاح نتواند بپوشد
من نوشتم آنچہ دیدم در کتاب عاقبت واللہ اعلم بالصواب
من نوشتم صرف کردم روزگار من نمانم ایں بماند یادگار

تمت تمام شد

ایمان درپن

پ ۱
۲۹۳

سائز ۶ × ۸ کاغذ بالس کا۔ خط نستعلیق۔ صفحات ۹۳ سطور فی صفحہ ۱۲
سنہ تصنیف ۱۱۷۰ھ

اس مثنوی کے مصنف کا نام محمد علی اور تخلص الفت ہے۔ الفت تخلص کا کوئی دکنی شاعر کسی تذکرے میں نظر سے نہیں گزرا۔ نواب ارسطو جاہ (۱۱۹۵ھ تا ۱۲۱۹ھ) کے مداحوں میں ایک شاعر الفت تخلص کرتا تھا لیکن اس کا نام محمد الفت لکھا گیا ہے شاید یہی محمد علی الفت ہو۔ جو بطور اختصار محمد الفت بنا دیا گیا ہو۔ وہ ۱۱۷۰ھ میں ہگن پلی میں مقیم تھا۔ جیسا کہ اس نے اپنی اس مثنوی میں بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

سبب اس رسالے کی تالیف کا بیاں کر یہ نسخہ کی تصنیف کا

Marfat.com

کہ احمد علی نورِ چشم ایک روز — کیا مجھ سے اظہار وہ دلفروز
جو ہے حسینہ کا رسالہ جلیل — ہے بحثِ مذاہب میں روشن دلیل
سو ابراہیم استر آباد نے — عربی کتیں فارسی کر لکھے
ہندی زباں تم کرد ترجمہ — کہ حاصل کریں یہ سعادت ہمہ

اس خیال کی تائید ان کے ایک بھائی حسن خاں نے بھی کی۔ بالآخر ؎

ارادہ کیا جب یہ لکھنے کتاب — دیا اس کو ایمان درین خطاب
محمد علی الفت اب ہو خموش — ہے آگے تجھے بہوت جوش و خروش
اتا بول مطلب کوں کر ابتدا — رسالہ کتیں ترجمہ کر بتا

آغاز کتاب :-

کروں بسم اللہ سیں ابتدا — یہ نامہ کتیں باہزاراں ثنا

کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو الفتح رازی کے بیان کے مطابق خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک تاجر محب اہلبیت تھا۔ اس کی حُسنیہ نام ایک کنیز تھی جسے اس نے پانچ سال کی عمر میں خریدا تھا اور دس سال تک امام ششم کے حرم میں رہ کر مذہبی واقفیت حاصل کر چکی تھی تاجر نے اپنی مفلوک الحالی کی وجہ سے اس کنیز کو بیچ ڈالنے کا ارادہ کیا۔ جب یہ ارادہ کنیز پر ظاہر ہوا تو کنیز نے مشورہ دیا کہ تم ہارون الرشید کے پاس جاؤ اور میرے فروخت کرنے کا ارادہ ظاہر کرو وہ خواہشمند ہو تو قیمت ایک لاکھ دینار بتانا جب وہ دریافت کرے کہ اتنی قیمت والی کنیز میں کیا ہنر او رخوبی ہے تو جواب دینا کہ وہ اتنی عالم و فاضل ہے کہ کوئی عالم بھی اس سے سر بر نہیں ہو سکتا بالآخر ہارون الرشید نے اس کنیز کو طلب کیا اور علماء عصر سے اس کا مناظرہ کرایا گیا جس میں وہ کامیاب ثابت ہوئی۔ ہارون نے ایک لاکھ دینار دے کر سوداگر اور کنیز کو احتیاطاً بغداد سے روانہ کر دیا۔

ڈھائی ہزار سے زائد ابیات کی اس مثنوی میں اسی مباحثے کی تفصیلات درج ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ میں اکثر صفحات پر وہ احادیث بھی نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق مناظرے کے جوابات

Marfat.com

سے ہے۔ مثنوی کی ابتدا میں ہارون الرشید کے لئے اہلبیت کا دشمن اور ملحد وغیرہ بہت ہی کریہہ نامناسب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو مصنف کی تیرہ باطنی کی دلیل ہے۔ کتاب کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے ؎

محباں کی خدمت میں ہے التجا | یہ ایمان درپن جو دیکھیں بھیا
بحق نبی و علی فاطمہ | پڑیں حق میں میرے سو یک فاتحہ
بفضل خدا و نبی و امام | ہوا جب یہ ایمان درپن تمام
نواحی بیگن پلی میں ٹھکان | اس الفت مصنف کو تھا اس زمان
کیا سال ہجرت جو میں تب بچار | ستہتر تو یو تھا ایکصد یکہزار
جو منظوم تاریخ چاہوں یہاں | سب ایمان درپن سے روشن عیاں

آخری مصرع تاریخی ہے جس سے ۱۱۷۷ھ برآمد ہوتے ہیں۔

ترقیمہ: - تمت الکتاب بعون الملک الوہاب۔ بتاریخ بست ہشتم رجب المرجب ۱۱۹۴ھ کاتب الحروف اضعف العباد پر معاصی ذوالفقار علی ؏

ایمان درپن کے اختتام پر ایک منظوم حکایت درج ہے جس میں صرف ۲۶ اشعر ہیں۔ اس حکایت میں بیان کیا گیا ہے کہ نوشیرواں نے اپنے مذہب کے پیشوائے اعلیٰ سے دریافت کیا کہ زوال سلطنت کے اسباب کیا ہیں جس کے جواب میں اس نے بتایا کہ "ادانی کے اقتدار" عمال کے جور اور بادشاہ کی بیخبری سے سلطنت کو زوال ہوتا ہے۔"

اس حکایت کے مصنف کا نام اور تخلص تحریر نہیں ہے۔ لیکن کتابت کا اندازہ بتاتا ہے کہ یہ بھی بارھویں صدی کے اواخر کی تصنیف ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے مصنف بھی محمد علی الفت ہی ہوں۔

اس مثنوی کا ایک ناقص الآخر نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کے کتب خانے میں ہے

Marfat.com

محمد علی الفت ارکاٹ کے شعراء میں شامل تھے۔ محمد غوث والا جاہ کے عہد میں موجود تھے۔ ان کی ایک مثنوی گلزار اعظم بھی ہے جو ۸ × ۶ سائز کے ۲۰ صفحات میں اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد میں موجود ہے۔ اس مثنوی کی تاریخ تصنیف ۱۲۳۴ھ اور کتابت ۱۲۳۷ھ ہے۔

دین دیپک ڈھائی ہزار ابیات کی طویل مذہبی کتاب ہے جس میں امامیہ عقائد کے مطابق دین کے پانچ اہم مسائل (توحید، عدل، نبوت، امامت، معاد) کو ۲۰ ابواب میں بیان کیا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قدیم دکنی مثنویوں کی طرح اس کا ہر باب ایک ایسے شعر سے شروع ہوتا ہے کہ اگر سب عنوانوں کے اشعار کو جمع کر لیا جائے تو ایک قصیدہ بن جاتا ہے۔ (داستان ادب ص۱۱۲)

چار باغ احمدی

سائز ۷½ × ۵½ صفحات ۴۷ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۲۷۰ھ۔

سنہ کتابت ۱۲۷۰ھ

اس کتاب کے مصنف شیخ حسرت کرنولی ہیں جن کی ایک اور تصنیف چار گلشن غوثیہ کا ذکر فروری ۱۹۶۳ء کے قومی زبان میں آچکا ہے۔ یہ بھی نثر کی کتاب ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا بیان ہے۔ ابتدا میں (۴۹) ابیات کی ایک مثنوی ہے۔ اس میں اختصار کے ساتھ موضوع کتاب پر روشنی ڈالی گئی ہے اور جو کچھ آگے چل کر نثر میں بیان کیا گیا ہے، اس کا مجمل سا خاکہ پیش کر دیا ہے۔ کہتے ہیں ؎

Marfat.com

پس از حمدِ خدا نعتِ پیمبر بیاں نور و تولّد کا ہے بہتر
سنو نورِ محمد کی حکایت کہ راوی معتبر سے ہے روایت
نکل کر نور حق سے نور احمد رہا برسوں میں کرتا ذکر بے حد
ہوئی مخلوق ساری اس سے پیدا دو عالم ہو گئے یکسر ہویدا

اسی سلسلے میں نور احمدی کے پشت بہ پشت منتقل ہونے کا ذکر کرکے مثنوی کو حضرت حلیمہ سعدیہ کی شیر خوانی تک ختم کر دیا ہے۔ مثنوی کی آخری تین ابیات یہ ہیں ؎

یہاں سے نظم کر موقوف حسرت بیاں کر نثر میں تھوڑی فضیلت
کہاں تحریر ہو حالِ محمدؐ بہت ہے طول احوالِ محمدؐ
ادب سے تم جھکا کر سر عزیزو پڑھو صلوات حضرت پر عزیزو

نثر سے پہلے حسرت نے بیان کیا ہے کہ "ان کے لڑکے اکثر اوقات تقاضا کرتے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال ہندی محاورے میں تحریر فرمائیں تاکہ ہم اسے پڑھ کر سعادت دارین حاصل کریں۔ اس لئے میں نے اپنے لئے بھی اسے سعادت خیال کرکے تولد آپ کا اور فضیلت اس کی اور جو کرشمے کہ اس نور مبارک سے ظاہر ہوئے ہیں وغیرہ احوال بعد تولد کے گزرا کتب معتبرہ سے مختصر لکھ کر چار باغ احمدی نام رکھا۔"

کل کتاب میں جیسا کہ ظاہر کیا گیا چار باغ ہیں۔

پہلے باغ میں پیدائش نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی فضیلت اور کرشموں کا بیان ہے

دوسرے باغ میں تولد آنحضرت ؐ کا بیان ہے۔

تیسرے باغ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے کا بیان ہے۔

چوتھے باغ میں جبرئیل علیہ السلام کے آنحضرتؐ پر وحی لے کر نازل ہونے کا بیان ہے۔

یہ نسخہ خود مصنف کے قلم کا ہے اور مصنف نے اس کا نام تاریخی رکھا ہے۔

Marfat.com

زیر نظر مخطوطے کی نثر اگرچہ سادہ ہے لیکن اسے مقفیٰ و مسجع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر چند جملے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

دل آپ کا اس نور سے روشنائی پاتا تھا اور سینہ صفائی پاتا تھا۔ نظر روشنائی پاتی تھی طراوت بدن میں آتی تھی۔ الغرض جب جلوسِ مسند نبوت کا دور نزدیک پہنچا اور کفر کے زوال کا وقت آیا تو آپ نے کوہِ حرا کے غار کو اپنی خلوت گاہ بنائی۔ یعنی یادِ الٰہی کے لئے اختیار کی تنہائی۔ ہمیشہ خدا کا ذکر کرتے تھے۔ دم وحدت کا بھرتے تھے" ص۶

مصنف کے حالات چار گلشن عزثیہ کے سلسلے میں بیان کئے جائیں گے جو صفحات مابعد میں درج ہیں۔ کتاب کے آخر میں حسرت نے اپنی ایک اور تصنیف کی طرف اشارہ کیا ہے جسے زیر تبصرہ مخطوطے کا تکملہ کہنا چاہیئے۔ وہ کہتا ہے۔

"جاننا چاہیئے کہ یہ محرر اوراق نے احوال وفات و تجہیز و تکفین آنحضرت صلعم کتاب چار چمن شہادت کے پہلے چمن میں مفصل لکھا ہے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ اس واسطے اس مختصر میں مختصر بیان کیا۔ الحمد للہ والمنۃ چار باغ احمدی کہ نام اس کتاب کا ہے اسی نام مبارک سے سال تاریخ بھی پایا جاتا ہے یعنی چار باغ احمد نام اور تاریخ ہے۔ اس کی مثنوی ۔

بیاں چار باغ احمدی اب	مفصل ہو دے حسرت سے رقم کب
اگرچہ یہ بیان مختصر ہے ۱۲۷۰ھ	پہ ہر اک معتقد کو پر اثر ہے
محبت اس چمن سے گر کرو گے	یقیں جانو کہ جنت میں رہو گے
ادب سے تم جھکا کر سر عزیز د	پڑھو صلوات حضرت پر عزیز د

ترقیمہ:۔ تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ غرہ ماہ محرم الحرام ۱۲۷۰ھ

Marfat.com

بدست فقیر حقیر شیخ احمد تخلص بحسرت ساکن کرنول

چار گلشن غوثیہ

سائز ۷ ½ × ۵ صفحات (۲۸) سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۲۷۰ھ

سنہ کتابت ۱۲۷۰ھ

مصنف نے اس کتاب میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات معتبر کتابوں سے اخذ کرکے لکھے ہیں۔ وہ خود ہی اس کے کاتب بھی ہیں۔ اس کے چار باب ہیں اور ہر باب کو گلشن قرار دیا ہے۔ پہلے گلشن میں حسب ونسب اور ولادت کا بیان ہے۔ دوسرے گلشن میں تحصیل علم کا ذکر ہے۔ تیسرے گلشن میں تصرفات، خرق عادات کی اور چوتھے گلشن میں وفات کی تفصیل دی ہے۔ کتابت میں املا کی نمایاں غلطیاں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو زبان پر زیادہ عبور نہ تھا۔ یہ مخطوطہ خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ اس نے صفحہ اول میں محاورے کو محاورے اور کثیف کو کسیف تحریر کیا ہے

حالات مصنف:۔ مصنف کا نام شیخ احمد ولد محمد علی ابن عبدالصانع صدیقی ہے۔ وہ حسرت تخلص کرتے تھے وطن قمر نگر المعروف کرنول تھا مگر حیدرآباد چلے آئے تھے۔

حسرت بڑے پرگو اور کثیر الکلام تھے۔ انھیں شاعری میں حافظ شمس الدین فیض سے تلمذ تھا خود اپنے ایک مقطع میں جو دیوان مطبوعہ میں ہے کہتے ہیں ؎

میں تو کیا حسرت جہاں ہی فیض سے ہے فیضیاب   آپ کا انعام عالمگیر ہے صل علیٰ

نظم میں گلدستہ قصائد نعتیہ اور دیوان عاشقانہ (تصوف و عرفاں) مجموعہ مناقب مجموعہ مراثی۔ چار گل جس میں خلفائے راشدین کا حال ہے اور مثنوی رنگین سخن بہ جواب بدر منیر وبے نظیر یادگار ہیں۔

Marfat.com

نثر میں چار۔ باغ احمدی۔ چارچمن شہادت۔ چار گلشنِ غوثیہ کے سوا مفرح الامراض قاتل الامراض۔ عدو الامراض اور رد الامراض چار کتابیں طب کی بھی تصنیف کی تھیں۔ تسہیل اللغات کے مصنف اور مسالک السالکین کے مترجم بھی ہیں۔ آخر الذکر کتاب کا مخطوطہ انجمن کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔

۲۵ رشعبان المعظم ۱۲۷۰ھ کو نماز عشا ادا کر رہے تھے کہ ایک رکعت کے قعدہ میں روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۹ سال کی تھی۔ ان کے بڑے لڑکے جان محمد سنی نے "سند مقام شہ محفل پاک محمد مصطفٰے" سے تاریخ نکالی۔ حسرت کے تین لڑکے تھے۔ بڑے جان محمد سنی دکن کے مشہور صاحب دیوان نعت گو متوفی ۴ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ منجھلے سلطان محی الدین مسلم اور چھوٹے محمد عبدالرحیم حنفی صاحب دیوان مطبوعہ۔ تینوں بزرگ صاحب علم و عمل گذرے ہیں۔

آغاز ــــ "یا فتاح" "چار گلشن غوثیہ" اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ایک ایک سطر میں لکھنے کے بعد آغاز کتاب اس طرح ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ جاننا چاہیئے کہ یہ فقیر حقیر اضعف من عباد اللہ الصمد شیخ احمد متخلص بحسرت ولد محمد علی بن عبدالصانع صدیقی۔ یَغْفِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی ذُنُوْبَہُمْ نے آگے اس سے کتاب "چار باغ احمدی" کہ جس میں مولد شریف وغیرہ احوال سید عالم محمد رسول اللہ صلعم کا بیان ہے بموجب خواہش فرزند ارادت مند ہندی محاورے میں تصنیف کی۔ جب لڑکوں نے اس کے مطالعہ سے سعادت پائی تو کہا کہ اگر اسی طرح احوال پیر دستگیر غوث الاعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز ہندی محاورے میں تحریر فرمادیں تو حصول سعادت دارین سے خالی نہیں ہے۔ یہ کسیف بھی سمجھا یقین ہے۔ حقیقت روح اور تولد اور تحصیل علوم دینی اور کشف و کرامات اور سال وفات حضرت غوث الثقلین معتبر کتابوں سے بطریق مختصر انتخاب کر کے چار گلشن غوثیہ نام رکھا۔"

Marfat.com

چار گلشنوں کا تعارف کرانے کے بعد ہر گلشن کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ہر گلشن کے اختتام پر اپنے تصنیف کئے ہوئے چند شعر درج کئے ہیں۔ پہلے گلشن کے آخر میں ہے :۔

نکل کر گلشن اول سے حسرت — جناب غوث پر تو بھیج رحمت
چل آگے گلشن علم یقیں ہے — کہ جس کا باغباں غوث مبیں ہے

دوسرے گلشن کے خاتمہ پر ہے ؎

ادب سے دست بستہ ہو کے حسرت — جناب غوث پر تو بھیج رحمت
اب اس گلشن سرائے حسرت نکل تو — ادب سے گلشن آخر میں چل تو
یہاں کی سیر کب ہوتی ہے ساری — رواں کر اس طرف اپنی عماری
بھروسا زندگی کا کچھ نہیں ہے — یہ جاں یکدن کہیں یکدن کہیں ہے

اختتام — چوتھے گلشن کے آخر میں جو ابیات ہیں ان سے سنہ تصنیف بر آمد ہوتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اگر جناب غوث الاعظم اور ان کے فرزندوں کے فضائل اور کمالات کوئی بیان کرے تو چند کتاب متعدد تحریر پا دیں۔ تسیر احاطۂ قلم میں نہ آویں۔ جب حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کا مختصر احوال لکھ چکا تو سال تاریخ کا فکر دامن گیر طبع ہوا ؎

ہو چکا جب ذکر غوث پاک تن — تب ندا آئی یہی ہے اس کا سن
یہاں سر چشم ارادت چاہیئے — کھل گیا کشف و کرامت کا چمن

چشم ارادت کا "سرچ" ہے۔ اس کے تین عدد دوسرے مصرع کے اعداد (۱۲۶۷) میں جمع کرنے سے ۱۲۷۰ھ سنہ تصنیف حاصل ہوتا ہے۔

ترقیمہ — تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ بستم شہر صفر المظفر ۱۲۷۰ہجری بدست فقیر حقیر شیخ احمد حسرت ساکن قمر نگر عرف کرنول"

Marfat.com

چمنستان برکات

سائز ۱۱ × ۶ ½ صفحات ۱۰۲ سطور ۱۲ سنہ تصنیف ۱۲۲۷ھ سنہ کتابت ۱۲۲۷ھ

آفاق کی یہ مثنوی غالباً وہی ہے جس کا ذکر پروفیسر نادر مرحوم نے گلدستہ کے نام سے کیا ہے۔ انھیں شاید مندرجہ ذیل ابیات سے شبہ ہوا ہوگا کہ اس کا نام گلدستہ ہے ؎

چشم دل سے سیر کر اے نیک نام — ہے یہ گلدستہ کرامت کا تمام
سنہ تھے بارہ سو پہ بست وہفت جو — جب یہ گلدستہ بنا اے نیک خو
یہ وہ گلدستہ ہے اے عالی دماغ — دیکھ کر ہوئے جسے دل باغ باغ

لیکن غور کیا جائے تو ان ابیات سے کتاب کا نام گلدستہ ظاہر نہیں ہوتا۔ دراصل صحیح نام وہ ہے جو آفاق نے اپنے معصر ہمدم (گلاب چند) کی طرف منسوب کیا ہے اور آخری تین بیتوں کے آخری مصرع میں موجود ہے ؎

رائے ہمدم ہیں ایک اپنے مہرباں — ہیں بھری ان میں سراپا خوبیاں
لطف سے خالی نہیں ان کا سخن — ہے صفائی میں بہ از درِّ عدن
یوں دیئے تاریخ کو وہ انتظام — لکھیے "چمنستان برکات" اس کا نام

چمنستان برکات نام ہی نہیں ہے بلکہ تاریخ بھی ہے جو گلاب چند ہمدم کی فکر عالی کا نتیجہ ہے نادر صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ گلدستہ میں نصائح ہیں لیکن اس کتاب میں اگر اسی کو گلدستہ سمجھا گیا ہے۔ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے (۳۴) مناقب بیان کئے گئے ہیں۔

اس مثنوی کی ابیات تعداد میں ۷۶۸ ہیں جن کو آفاق نے ایک مہینے میں تصنیف کیا اس طرح روزانہ کی تصنیف ابیات کا اوسط تقریباً (۲۹) ہوتا ہے۔ یہی اوسط ان کی دوسری تصنیفات میں بھی قریب قریب قائم ہے۔

Marfat.com

چمنستان برکات کی تصنیف بھی نواب شمس الامرا کی رہین کرم ہے۔ حمد و نعت و منقبت کے بعد آفاق نے شمس الامرا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے جس میں دعا بھی شامل ہے ؎

یا الٰہی شمس الامرا کو مدام　　رکھ سلامت با صد عز و احترام
کیونکہ وہ نواب ہے عالی ہمم　　ذی عنایت فی نوازش ذی کرم
عادل و منصف حیا پرور کریم　　صاحب اقبال دانشور عظیم

انداز کتابت وہی ہے جو اس دور کی دوسری کتابوں کا ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل بیتوں سے کیا جا سکتا ہے ؎

چہچہوں سے عندلیبوں کی چمن　　عیش و عشرت کی بنا ہے انجمن
تاک تی ہے یکقلم نرگس کھڑی　　ہاتھ میں لیکر زمرد کی چھڑی
اس لطافت سے بھی ہے آبجو　　پائی عیسی چشمۂ مہر آبرو
دیکھ اس دختر کے والد نے یہ حالؔ　　دفعتن ہو کر سراسیمہ کمال

آفاق نے حروف صحیح کے ساقط الوزن ہونے کو عیب نہیں گردانا۔ اس مثنوی میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں ؎

ہے درود احمد پر اور ان پر تمام　　ختم کر آفاق زیادہ والسلام
یا الٰہی شمس الامرا کو مدام　　رکھ سلامت با صد عز و احترام
سید عبد القادرؒ اب کہہ یکقلم　　کون سا بخشیں تجھے اس میں سے ہم

تنوین کو ایک مقام پر مستقل نون قرار دے کر سخن کا قافیہ بنایا ہے ؎

پر یہ تجھ سے پوچھتا ہوں میں سخن　　حکم تو حضرت کا سن کر دفعتن

آزاد نگاری کے کچھ نمونے اور بھی اس کتاب میں ہیں۔

اتفاقاً جو گیا حمام میں　　غسل کرنے کے لئے وہ شام میں
لے لیا ہے اس نے اس کو ایک بار　　خوش ہوا پھر دل میں اپنے بیشمار

Marfat.com

اس مخطوطے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ مصنف کے زمانے کا لکھا ہوا ہے۔

آغاز کتاب۔ ؎

اول و آخر تو ہی ہے اے کریم   ظاہر و باطن ہے تو ہی اے رحیم

تو ہی تو ہے مالک دنیا و دیں   تو ہی تو ہے رحمت للعالمین

تو ہی تو ہے شش جہت میں جلوہ گر   تو ہی تو ہر شے میں آتا ہے نظر

حمد و نعت اور مناقب خلفائے راشدین کے بعد شمس الامرا کی مدح ہے۔ پھر بتایا ہے کہ نثر میں ایک کتاب تھی جس میں حضرت غوث الاعظم کے حالات درج تھے۔ اس لئے

؎ جس طرح ہو نظم اس کو کیجئے   خوب سی دادِ فصاحت دیجئے

ایک شمہ اس کا کرتا ہوں رقم   ہو سعادت یافتہ جس سے قلم

اس کے بعد غوث الاعظم کے ۳۴ مناقب نظم کئے ہیں۔ آخر میں خاتمہ کتاب، مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اور دعا ہے۔ دعائیہ ابیات میں دوبارہ نواب شمس الامرا کے جاہ و اقبال کی ترقی چاہی ہے۔ اس کی آخری بیت یہ ہے ؎

شمس الامرا کتیں بار الٰہ   رکھیو قائم باہزاراں عز و جاہ

چمنستان برکات کا اختتام ان تین ابیات پر ہوتا ہے جو گلاب چند ہمدم کے حوالے سے اوپر درج کی جا چکی ہیں۔

کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف "۱۲۲۷ سنہ ہجری تمت تمام شد" سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔

دین دیپک

سائز ۸ × ۶ صفحات ۱۹۲ سطور ۱۴ سنہ تصنیف قبل از ۱۱۹۴ھ

سنہ کتابت ۱۱۹۴ھ

Marfat.com

اس کتاب کے مصنف وہی محمد علی الفت ہیں جن کی ایک اور تصنیف ایمان درپن کی توضیح قومی زبان کی اشاعت مارچ ۱۹۶۳ء میں پیش کی جا چکی ہے۔ یہ ان کی دوسری تصنیف ہے جس میں امامیہ عقائد کی تشریح نظم کی گئی ہے۔ پوری مثنوی میں تقریباً ڈھائی ہزار ابیات ہیں۔ عنوانات عام طور پر سرخی سے لکھے گئے ہیں۔ علی نامہ اور اس کے زمانے کی دوسری مثنویوں کی طرح ہر باب ایک شعر سے شروع کیا گیا ہے لیکن ان میں قافیہ و ردلیف کی پابندی نہیں پائی جاتی۔ ابتدائی پانچ ابیات جدا گانہ ردلیف و قافیہ کی حامل ہیں۔ وہ ابیات یہ ہیں؀

بیاں نعت پیمبر میں ہوا ہے جس لئے خلقت ... ہے تاج المرسلیں احمد خدا جس کو دیا عزت
یہ ہیگا منقبت اوس کا اکھیڑا جو در خیبر ... خطاب اوسکوں دیا حق نے امیر المومنین حیدر
دگر یہ منقبت ہیگا اگیارہ پیشوایاں کا ... سبی آل پیمبر ہیں خدا مداح ہے جن کا

صفحہ ۴ پر ایک شعر دوسرے وزن میں ہے ؎

یہ نکتہ ہے تحریر میں ہندی پر نیکا ہیچ ... تفریق دی تحریر میں ازیائے گردیا کچ

اس کے بعد یہ شعر ہے ؎

ہے یہ بیاں جس میں لکھا تمہید آغاز کتاب ... فہرست ہے بھی اس منے جو مشتمل ہر بیت و باب

غرض یہ ہے کہ جو اشعار عنوانات میں دیئے گئے ہیں ان سے قصیدہ مرتب نہیں ہوتا جیسا کہ زور مرحوم نے دین دیپک کی تشریح میں ظاہر کیا ہے۔ (مخطوطات اول ص ۱۵۵) البتہ ان میں سے بیشتر اشعار میں قافیہ و ردیف کی پابندی پائی جاتی ہے۔

مخطوطے میں متعدد صفحات پر آیات کلام پاک اور احادیث و اقوال عربی بھی درج ہیں۔ کتاب کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے۔

"کتاب دین دیپک زبان دکنی قدیم کمیاب کتبہ ۱۱۹۴ھ

مولفہ محمد احمد علی شاہ المتخلص بہ الفت" (محمد اور علی کے درمیان احمد کسی صاحب نے اضافہ کر دیا ہے۔

اس کے بعد بابائے اردو مرحوم کی یہ تحریر ہے۔

مولف ایمان درپن (۱۱۷۷ھ)

یہ دونوں کتابیں ایک ہی شخص کی کتابت کی ہوئی ہیں جن کا نام ذوالفقار علی ہے "تیسرے ورق پہ پہلے معروف و مجہول کی ہدایت قابلِ دید ہے۔ عبدالحق اورنگ آباد دکن" اس سے اگلے صفحہ پر یہ بیت درج ہے جس میں دین دیپک نام رکھنے کی وجہ بتائی ہے

یہ دینی مسائل سے روشن ہے سب کیا دین دیپک اسے نام اب

مولوی نصیر الدین ہاشمی نے دین دیپک کی تاریخ تصنیف مابعد ۱۲۰۰ھ لکھی ہے (فہرست کتبخانہ سرسالار جنگ ص ۹۵) اور پروفیسر زور قادری مرحوم نے سنہ تصنیف اس بنا پر قبل از ۱۲۴۲ھ بتایا ہے کہ جو مخطوطہ ان کے پیش نظر تھا اس کا سنہ کتابت ۱۲۴۲ھ تھا۔ (تذکرہ مخطوطات اول ص ۱۵۵) لیکن زیر نظر مخطوطے کی ترقیمے کی روشنی میں یہ دونوں سنہ غلط ثابت ہوتے ہیں۔

زیر نظر مخطوطہ ۱۱۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے اور مصنف کی حیات میں نقل ہوا ہے محمد علی الفت کے حالات جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کسی تذکرے میں موجود نہیں۔ تحفۃ الشعرا افضل ۱۱۶۶ھ اور ریاض حسنی ۱۱۶۸ھ کو تو چھوڑیئے ممکن ہے اس وقت الفت شاعرانہ حیثیت سے زیادہ مشہور نہ ہوں۔ لیکن گل عجائب ۱۱۹۴ھ اور چمنستان شعرا ۱۱۷۵ھ کا ان کے نام سے خالی ہونا تعجب خیز ہے خصوصاً اس حالت میں کہ قریب قریب اسی دور میں انھوں نے دونوں کتابیں تصنیف کیں۔

پروفیسر زور قادری نے لکھا ہے کہ الفت کا ذکر صبح گلشن، گلزار اعظم اور عمدہ منتخبہ میں آیا ہے لیکن ان تذکروں میں جس الفت کا ذکر ہے اس کا نام محمد علی نہیں ہے۔ صاحب صبح وطن اور گلزار اعظم دونوں نے الفت کا نام محمد عثمان بتایا ہے اور عمدہ منتخبہ کے الفت کا نام اگرچہ نہیں بتایا گیا ہے لیکن وہ دکن کا باشندہ نہیں ہے۔ عمدہ منتخبہ کے مصنف

Marfat.com

نے اسے مظفر نگر کا باشندہ بتایا ہے۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ الفت کے حالات کے سلسلے میں وہی خیال زیادہ قرین قیاس ہے جو ہم ایمان درپن کے شروع میں ظاہر کر چکے ہیں یعنی یہ وہی شاعر معلوم ہوتے ہیں جن کا ایک قطعہ تہنیت عید قرباں نواب ارسطو جاہ (وفات ۱۲۱۹ھ) کی تعریف میں ہے۔ اور مخزن فصاحت میں شامل ہے مخزن فصاحت میں ۱۱۹۴ھ سے ۱۲۱۵ھ تک کے تمام مدحیہ قصائد وقطعات جمع ہیں۔ یہ قطعہ ودبتی ہے اور اس کے عنوان میں گزراینده محمد الفت لکھا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کا نام محمد اور تخلص الفت ہو جو ایمان درپن ۱۱۷۷ھ میں محمد علی اور دین بیگ ۱۱۹۴ھ میں محمد علی شاہ بن گیا ہو۔

اس شبہ کو اور بھی تقویت پہنچتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے بے روزگاری سے پریشان ہو کر ۱۲۳۴ھ میں ایک مثنوی گلزار اعظم کے نام سے لکھی اور اس کو نواب غوث محمد خان اعظم رئیس ارکاٹ کے دربار میں رسائی کا ذریعہ بنایا — اس مثنوی کا مخطوطہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری میں موجود ہے (فہرست مخطوطات جلد اول صد ۱۲۹)

الفت کی پہلی مثنوی ایمان درپن کا مخطوطہ ۱۱۷۷ھ کا نقل کیا ہوا ہے اور گلزار اعظم ۱۲۳۴ھ کی تصنیف ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ الفت نے کافی طویل عمر پائی۔ اگر ان کی پہلی تصنیف کا آغاز جوانی کے زمانے کی سمجھ کر اس وقت ان کی عمر ۲۵ سال تصور کر لی جائے تو سنہ پیدائش (۱۱۷۷ — ۲۵) ۱۱۵۲ قرار پاتا ہے اور اس طرح وہ ۱۲۳۲ھ تک ۸۰ سال کے ہو جاتے ہیں۔ کاش ایمان درپن کے مخطوطے میں اس کے سنہ نقل کے ساتھ ساتھ سنہ تصنیف کا بھی ذکر کر دیا گیا ہوتا۔ تو آج قیاس کے گھوڑے دوڑانے کی اتنی ضرورت نہ پڑتی۔

آغاز کتاب :- رب یسر، بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر کے بعد حمد کی ابتدا ان ابیات سے ہوتی ہے ؎

کروں حمد اللہ سے ابتدا ۔۔۔ یہ نامے کہتیں میں بہ نام خدا

Marfat.com

کروڑوں لکھاں اس کو شکر و سپاس — کیا گوہر عقل الغام ناس

کہ اس فیض سے چشم جاں وا کرے — سبھی آفرینش تماشا کرے

عناصر موالید سے کر پدید — کیتاں کو سیاہ کیتاں کو سفید

حمد و نعت اور منقبت حضرت علی کے بعد چند نکات تحریر بیان کئے ہیں۔ پھر بیس ابواب کی تفصیل ہے۔ یعنی :- (۱) حمد (۲) عدل (۳) تخلیق انسانی (۴) نبوت (۵) امامت (۶) معاد (۷) ایمان (۸) اسلام (۹) ذکر فسق و نفاق (۱۰) کفر و شقاق (۱۱) توبہ و عصیاں (۱۲) سلطنت (۱۳) طہارت (۱۴) نماز و عبادت (۱۵) زکوٰۃ (۱۶) خمس (۱۷) روزہ (۱۸) حج (۱۹) جہاد (۲۰) امر معروف و نہی منکر

یہ تمام تفصیلات ص۸ تک ختم ہوگئی ہیں۔ ص۹ سے ابواب کی شرح شروع کی ہے آخری آٹھ ابیات بطور مناجات ہیں۔ جن میں مصنف نے اپنا نام بھی بتا دیا ہے۔

اختتام ؎

الٰہی بحق نبی و علی — بحق ائمہ جو ہیں منجلی

سبی مومنیں کو معاصی سیتی — بجا از کرم مغفرت دے سبی

جو طاعت عبادت کہ ہو بیریا — وہ توفیق کر مومنیں کو عطا

محمد علی شاہ الفت فقیر — کیا ہے گنہ ہم کبیر و صغیر

نہ توشہ ہے نیکو عمل کا اسے — نظر تیری بخشش پہ دائم دھرے

نہ طاعت عبادت نہ حسن عمل — ولے ہے غلام علی از ازل

توں اس کے گناہاں پہ کرنا نگاہ — نظر اپنی بخشش پو رکھ یا اللہ

ترقیمہ۔ تمام شد کتاب دین دیپک بتاریخ بست سیوم جمادی الاول ۱۱۹۴ھ از دست فقیر حقیر پر معاصی ذوالفقار علی

ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زاں کہ من بندۂ گنہ گارم

Marfat.com

دین دیپک کے قلمی نسخے ادارۂ ادبیات اور کتب خانہ سر سالار جنگ حیدرآباد میں موجود ہیں۔

یہاں ایک اور غلطی کی طرف اشارہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ کے صد ۹۵ پر دین دیپک کی توضیحات پیش کی ہیں اور صد ۹۶ پر مثنوی الفت کے عنوان کے تحت ایک اور مثنوی دین دیپک کا دوسرا نسخہ ظاہر کیا ہے۔ لیکن یہ دین دیپک نہیں ہے بلکہ الفت کی وہ مثنوی ہے جس کا نام ایمان درپن ہے۔ خود ہاشمی صاحب کی تشریح اسے دین دیپک ثابت نہیں کرتی۔

ف ا

مثنوی ریاض الجناں

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات (۲۶۰) سطور (۱۳) سنہ کتابت ۱۲۶۰ھ سنہ تصنیف ۱۲۰۷ھ کاغذ بانس کا۔

یہ مثنوی محمد باقر آگاہ کی تصنیف سے ہے۔ پہلے صفحہ پر یہ عبارت درج ہے :-

مثنوی ریاض الجناں کمیاب

بزبان دکنی

من تصنیف مولانا باقر آگاہ صاحب تصنیف کتاب ہشت بہشت ولطیف الاسلوب المعروف محبوب القلوب وغیرہ۔ کتبہ ۱۲۶۰ھ کاتب سید ولی محی الدین قادری۔

Marfat.com

اسی صفحہ پر ایک بیضاوی مہر بھی ہے جس کے بالائی الفاظ "عبد الرزاق قادری" پڑھے جاتے ہیں۔ اور زیریں الفاظ اتنے دھندلے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتے۔

ریاض الجناں کے اشعار کی تعداد تین ہزار ننانوے ہے۔ خود مصنف کا بیان ہے

؎ ہیں گی ابیات اوس کی تین ہزار   اور نود و پر نو بلا تکرار

اس میں مناقب اہلبیت بیان کئے گئے ہیں۔ عنوانات مع ترقیمہ سرخ روشنائی کے ہیں۔ کئی صفحات کے حاشیے پر عربی مراثی کا انتخاب اور بعض آیات قرآنی ہیں۔ کہیں کہیں جگہ خالی ہے۔ شاید کچھ ابیات لکھنے سے رہ گئی ہوں گی۔

ریاض الجناں کا سنہ تصنیف ۱۲۰۷ھ ہے جس کی صراحت مثنوی کے اس شعر سے ہوتی ہے ؎

جب تھے بارا سو اور سات برس   تب بنا ہے یہ نسخۂ اقدس

ڈاکٹر زور نے تذکرہ مخطوطات جلد اول کے ص ۸۸ پر یہی سنہ دیا ہے مگر نصیر الدین ہاشمی نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ کے ص ۷۹۱ پر تاریخ تصنیف ۱۲۰۶ھ لکھی ہے۔ حالانکہ یورپ میں دکنی مخطوطات کے ص ۳۵۳ پر ریاض الجناں کے ذیل میں وہ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ "اس کتاب کی تصنیف ۱۲۰۷ھ میں ہوئی۔"

زیر نظر مخطوطے کی ابتدا میں ۴ صفحہ کا نثری دیباچہ ہے۔ اس میں ریاض الجناں کا سبب تصنیف تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شروع میں عربی کی مندرجہ ذیل کتابوں کا بیان ہے جو مناقب اہلبیت میں لکھی گئی ہیں۔

۱۔ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ مصنفہ حافظ علامہ محی الدین طبری شافعی۔

۲۔ فصول المہمہ فی معرفتہ الائمہ شیخ علامہ ابوالحسن شافعی

۳و۴۔ نظم درر السمطین و معراج الوصول مصنفہ حافظ علامہ جمال الدین مدنی شافعی

Marfat.com

۵۔ منہل العذب الروی فی مناقب اہلبیت النبوی از علامہ حافظ شمس الدین سخاوی شافعی

۶۔ احیاء المیت بذکر فضائل اہل البیت مصنفہ جلال الدین سیوطی شافعی

۷۔ اشغال الذیت مصنفہ علامہ سیوطی شافعی

۸۔ ثغور الباسمہ فی مناقب السیدہ فاطمہ مصنف علامہ سیوطی شافعی

۹۔ تاریخ الخلفا علامہ سیوطی

۱۰۔ جواہر العقلین مصنفہ علامہ نور الدین سہنوی شافعی

۱۱۔ وفاء الوفا مصنفہ علامہ نور الدین سہنوی شافعی

۱۲۔ مراۃ الجنان مصنفہ امام عارف شیخ عبداللہ یافعی شافعی

۱۳۔ تاریخ کبیر مصنفہ حافظ عماد الدین ابن کثیر۔

۱۴۔ شرح قصیدہ ہمزیہ مصنفہ حافظ شہاب الدین ابن حجر مکی شافعی

۱۵۔ صواعق محرقہ " " " " "

۱۶۔ عمدۃ الطالب فی نسب بنی طالب مصنفہ سید شہاب الدین حسنی شافعی

۱۷۔ معالم العترت النبویہ تصنیف حافظ عبدالعزیز حنبلی

مصنف نے لکھا ہے کہ یہ کتابیں معتبر ہیں اور ان میں سے اکثر کا مطالعہ کیا ہے اس کے بعد بیان کیا ہے کہ دکھنی زبان میں ویلوری کی روضۃ الشہدا اور رشید اکی روضۃ الطاہا صرف دو کتابیں نظم کی ہیں اور ان میں بھی اکثر غلط بیانات ہیں۔ پھر مصنف نے اپنی تصنیف ہشت بہشت اور لطیف الاسلوب المعروف بہ محبوب القلوب کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد زیر نظر کتاب کے عنوانات کی تصریح کی ہے جس میں ایک مقدمہ اور بارہ روضے ہیں۔ مقدمہ میں آل واہلبیت کے لفظ کی تحقیق ہے۔ پہلا روضہ اہلبیت کرام کی تعریف وثنا کی آیات کے بیان میں ہے۔ دوسرے روضہ میں پیغمبر علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر ہے جو حضرت فاطمہ زہرا

Marfat.com

وحضرت علی کی نسل کی برکت کے لئے کی گئی تھی۔ تیسرے روضے میں حضور کی وصیت دربارہ کلام اللہ وعترت اور چوتھے روضے میں اہلبیت اطہار کا تانڈوں کی اور کشتی نوح کی طرح باعث نجات ہونا ظاہر کیا ہے۔ پانچواں روضہ چار گلدستوں کا ہے۔ چھٹے روضے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے اس وعدہ کی تفصیل ہے جس میں اہلبیت اطہار بے سابقہ عتاب جنت میں جائیں گے۔ ساتویں روضے میں تین آٹھویں اور نویں روضے میں دو دو، دسویں روضے میں تین، گیارہویں روضے میں پانچ اور بارہویں روضے میں بھی پانچ خیاباں ہیں۔ اس کے بعد خاتمہ ہے۔

اس تفصیل کے بعد مصنف نے اپنے مختصر سے حالات لکھے ہیں۔ جن کا اختصار یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے شاعری شروع کی۔ اس وقت کوئی تخلص مقرر نہیں کیا تھا۔ ۱۱۸۴ھ و ۱۱۸۵ھ میں ہشت بہشت کو نظم کیا اس میں اپنے نام کے جزو آخر "باقر" کو تخلص قرار دیا۔ ۱۱۹۴ھ میں جب دیوان عربی تصنیف کرنا شروع کیا تو اپنا تخلص آگاہ رکھا۔ اس تخلص کو عربی وفارسی کلام مراثی اور ریختے میں برابر کام میں لاتا رہا تتمہ رسائل ہشت بہشت (۱۲۰۶ھ) محبوب القلوب (۱۲۰۷ھ) اور ریاض الجنان میں باقری قائم رکھا تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔

مولوی محمد باقر آگاہ کے والد مولانا محمد مرتضیٰ بیجاپور سے ویلور آئے۔ یہیں ۱۱۵۸ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی ہے اسکے بعد شاہ ابو الحسن قربی متوفی ۱۱۸۲ھ سے تعلیم ظاہری بھی پائی۔ اور استفادہ باطنی بھی کیا۔ شاعری میں بھی وہ قربی ہی کے فیض یافتہ تھے۔ نواب والاجاہ متوفی ۱۲۱۰ھ آگاہ کی اتنی قدر ومنزلت کرتے تھے کہ ان کو اپنے دو لڑکوں امیر الامرا وفات قبل از ۱۲۱۶ھ اور عمدۃ الامراء وفات ۱۲۱۶ھ کا اتالیق مقرر کر دیا تھا آخر میں ان کے دبیر خاص ہو گئے تھے۔

آگاہ نے ۶۲ سال کی عمر پاکر ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی تصانیف کی تعداد تین سو سے اوپر بتائی

Marfat.com

جاتی ہے جن میں ٦ کتابیں اردو کی ہیں۔ فیض یافتگان و تلامذہ آگاہ کا حلقہ بھی کافی وسیع ہے جن کی تفصیل دکنی شعرائے کے تذکروں میں موجود ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ۔ نصیرالدین ہاشمی نے "مدراس میں اردو" کے صفحہ ۳۵ کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ

"مخفی نہ رہے کہ آگاہ کی تصانیف کا سلسلہ ۱۱۰۵ھ سے ہو چکا تھا۔ اس لئے ان کو اس دور (۱۱۰۰ھ تا ۱۲۰۰ھ) میں شامل کیا گیا ہے۔ ورنہ ان کا انتقال تو ۱۲۲۰ھ میں ہوا ہے"۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ آگاہ کی تصنیف کا آغاز ہاشمی صاحب نے ۱۱۰۵ھ میں کس طرح لکھ دیا۔ جب کہ وہ اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۳ پر ان کا سنہ پیدائش ۱۱۵۸ھ لکھ چکے ہیں۔

آغاز — در حمد حضرت قیوم قدیر جل عن الشبہ والنظیر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

اے تری بندگی ہیں کل وجود — کیا ملک کیا رسل، ہیں سربسجود
دیکھ تیری قدر کا سر عظیم — سر کئے اپنا انبیا تسلیم
ہے موکل تیری ولا پہ بلا — ہے ترا درد، اہل دل کا دوا
غم ترا عین شادمانی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
عشق میں تیرے ہر کدورت و رنج — صفوت وانبساط کا ہے گنج

حمد و نعت، منقبت اہل عظام علی واصحاب ماجدین خلفاء راشدین و غوث الثقلین کے (۴۶) اشعار کے بعد ریاض الجناں کے سبب تالیف پر روشنی ڈالی ہے اس کے بعد مقدمہ ہے۔ پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔

اختتام — "در بیان اختتام ایں رسالہ بابرکات و مناجات" کے عنوان کے تحت (۵۰) اشعار ہیں۔ آخری اشعار یہ ہیں ؎

Marfat.com

سات ایمان کے لیجا مجکو — اس کے خدام میں اٹھا مجکو
میری اولاد کو زبخت بلند — دین و دنیامیں کرسعادت مند
جوہیں اخوان و دوستاں میرے — بخش ادن سب کو نعمتاں تیرے
اور جتنے ہیں زمرۂ اسلام — کر مدام انپو رحمت و انعام
صَلِّ یا ربّنا الرّحیم علیٰ — شافعِ الکُلّ اِلفاً عشرا
وعلیٰ آلِہٖ واَصحابہٖ — الّذینَ اقتدَوا بِآدابہٖ

ترقیمہ۔ روز جمعہ بوقت چاشت درقصبہ کمپلی مرتب شد

ریاض غوثیہ

سائز ۸ ½ × ۵ ½ صفحات ۲۶۰ سطور ۱۳/۱۴ سنہ تصنیف ۱۱۶۹ھ

سنہ کتابت ۱۲۸۴ھ

یہ (۵۷۶۰) ابیات کی مثنوی دکن کے ایک درویش صفت شاعر غوثی کی ہے جس میں حضرت غوث اعظمؒ کے حالات وکمالات بیان کئے گئے ہیں۔ اکثر صفحات کرم خوردہ ہیں خط ناقص ہے۔ عنوانات اور بعض بعض ابیات میں نیز دوران ابیات اسمائے معرفہ کو سرخ روشنائی سے نمایاں کیا گیا ہے۔

ریاض غوثیہ فارسی کی ایک کتاب مناقب غوثیہ کا ترجمہ ہے۔ مصنف نے اپنے دبیت غلام محی الدین کی تحریک سے یہ خدمت انجام دی ہے ؎

یک محب میرا محی الدین غلام — تھا غلام محی الدین کر جس کا نام
سو او یک دن اپنے دل کا مدعا — مجہ سوں یوں بولا تھا لیجا التجا
ہیں مناقب غوثیہ جو فارسی — اس کو ہندی بول کر جوں آرسی

Marfat.com

نصیر الدین ہاشمی نے فہرست کتب خانہ سر سالار جنگ میں اس کا نام ریاض الغوثیہ لکھا ہے۔ اس کتاب کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔ "شاہ غوثی حیدر آباد کے شاعر ہیں۔ صوفی تھے۔ اگرچہ کسی تذکرہ نگار نے ان کے حالات قلمبند نہیں کئے ہیں۔ مگر اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ پریشان تھے۔" اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "دکن میں ایک اور غوثی گزرے ہیں جن کا تعلق مدراس سے تھا۔ اور وہ غوث جامی سے موسوم تھے۔ یہ مصنف ریاض غوثیہ دوسرے غوثی ہیں جن کو حیدر آباد سے تعلق ہے (ص ۸۹) لیکن اسی ریاض غوثیہ کے بارے میں دوسری جگہ وہ لکھتے ہیں" شاہ غوثی کو بیجا پور سے تعلق تھا" پھر ایک اور موقع پر قصص الانبیاء (ریاض مسعود) کی تشریح کے سلسلے میں ایک بالکل ہی جدا بات لکھی ہے۔ کہتے ہیں" شاہ غوث نام جامی تخلص ارکاٹ کے متوطن، صوفی بزرگ تھے۔ ان کے حالات گوشۂ گمنامی میں ہیں۔ اراکاٹ کے رئیس والا جاہی کے زمانے میں تھے (ص ۱۵۰ فہرست مذکور) شاہ غوثی جامی نام۔ غوثی تخلص۔ ارکاٹ کے متوطن تھے۔ صوفی منش بزرگ تھے (فہرست سالار جنگ ص ۸۸)

گویا ہاشمی صاحب نے ایک ہی غوثی کے تین غوثی بنا دیئے ہیں۔ ہاشمی صاحب نے ریاض غوثیہ کا سنہ تصنیف ۱۱۹۱ھ لکھا ہے (فہرست سالار جنگ) خدا جانے ان کی معلومات کی بنیاد کیا ہے۔ خود غوثی تو اسے ۱۱۶۹ھ کی تصنیف بتاتے ہیں۔ اور اس کا مادۂ تاریخ "عندلیب باغ" ظاہر کرتے ہیں ؎

باغ یو باغاں کوں سا سے باغ نیں   اس کی تاریخ "عندلیب باغ" ہے۔

ریاض غوثیہ میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے حضرت غوث الاعظم کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اس کو گیارہ چمنوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر چمن کے گیارہ گلدستے قرار دیئے ہیں۔

ہے چمن اس میں اگیارہ جان تو   یہ ریاض قادری پہچان تو

ہر چمن گلدستے گیارا بار ہیں   بلبل بیدل کے دل آہار ہیں

Marfat.com

غوثی نے چند متقدمین شعراء دکن اور ان کی تصانیف پر بھی اس مخطوطے میں روشنی ڈالی ہے ؎

نصرتی ہو بحر گلشن میں نہنگ / گوہر مقصود لایا اپنے چنگ
افضی ہو عندلیب خوش نوا / نو بہار اپنا کھلایا یک نوا
پھر غواصی قصہ سیف الملوک / کہہ گیا کر شعر کے فن سوں سلوک
دہر فراقی وصل رب کا اشتیاق / اور مراۃ الحشر بولے نے فراق
ہاشمی بولیا زلیخا ذوق سوں / عشق میں جگ رو کے کھویا شوق ہوں
سب ادا اپنی طبع کا جودت دکھا / چھوڑ گئے آخر سوں یو فانی سرا

اسی سلسلے میں چند ابیات کے بعد وہ خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ؎

غوثیا اب چل تو اللہ یار ہے / فضل سوں اس کے تو دریا پار ہے
اعتقاد صاف سوں ہو خوش خرام / منزل مقصد کوں پوہنچے اب والسلام
اے قلم خواہش کا اپنی ہو اسیر / چل ریاض غوث میں کر تا مریر

گیارہویں چمن کا گیارہواں گلدستہ بے حد دلآویز ہے۔ اس حصے میں غوثی نے کافی رنگینی پیدا کی ہے۔ ہر قسم کے پھلوں، جانوروں اور پھولوں کی تعریف میں مناسب الفاظ کا انتخاب مصنف کی جودت طبع کی دلیل ہے۔ چند ابیات سے اس لطافت کا اندازہ ہو سکتا ہے ؎

عشق سوں یوں عشق پیچے پر ہے پیچ / ہیچہ کا کل جس کے آگے ہے گی ہیچ
سرخ رو میویاں میں سب عناب ہے / رنگ اس کا رنگ خونی ناب ہے
کیا قضا سوں مل قدر صنعت کری / دُر حبِ آنار میں مرجاں بھری
رقص سوں رقصاں ہیں طاؤس تمام / شوق سوں سوزاں ہیں ققنوس تمام

حالات مصنف ــــ زور قادری اور نصیر الدین ہاشمی نے غوثی کی تصنیفات کے سلسلے

Marfat.com

میں ان کا نام ظاہر نہیں کیا۔ حالانکہ ہاشمی صاحب مولوی آگاہ کی مثنوی عنقاب عشق کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ " آخر میں دو قصیدے اس مثنوی کی تعریف میں سید عبدالقادر قادری اور سید محمد غوث غوثی تخلص کے ہیں۔ اس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ غوثی کا نام سید محمد غوث تھا۔ وہ ارکاٹ کے رہنے والے تھے اور عام طور پر غوث جامی کے نام سے معروف تھے یہ تشریح انھوں نے اپنی دوسری تصنیف "ریاض مسعود" میں کی ہے ؂

محمد پور کا غوثی رہنہار — کہتے ارکاٹ جس جلوے کو اظہار
تخلص جس کا غوثی ہے مذکور — ولے ہے غوث جامی نام مشہور

غوثی کے والد کا نام تو نہیں معلوم ہوسکا مگر وہ افصحی تخلص کرتے تھے اور "نوبہار" نام کی کسی کتاب کے مصنف تھے۔ غوثی نے اس کتاب میں ان کی کافی تعریف کی ہے اس سلسلے کی بعض ابیات یہ ہیں ؂

باپ کا سن نام مجھ اب اے عزیز — فاتحہ پڑھ گر ہے تجھ میں کچھ تمیز
افصحی مجھ باپ ہے مورمیں غلام — جس فضیلت کا تھا دکھن بیچ نام
طبع کا تھا جس کی ایسا کچھ عروج — روح بی واں لگ نپوچے کر خروج
او کہلایا ہے اچنبا نوبہار — عاشقاں قرباں ہے جس پرنت ہزار

اسی سلسلے میں غوثی نے اپنے والد کو پیر ہاشم کا نواسہ بتایا ہے ؂

خلق خوش سوں بحر ہو پہل نیر کا — تھا نواسا او سو ہاشم پیر کا

سید ہاشم خلف سید رستم ابن علاء الدین بخاری ایک بزرگ سید جلال بخاری کی نسل سے تھے۔ یہ خداوند بادی کہلاتے تھے۔ شاہ امین اعلی اور میراں جی خدانما سے فیض پایا تھا۔ ۵ رشوال ۱۱۱۶ھ کو وفات پائی اور موضع چچولی بیجاپور میں دفن ہوئے داولیائے دکن دوم ص ۱۱۸) غالباً یہی پیر ہاشم ہیں جن کا ذکر غوثی نے کیا ہے۔

واقعہ ہوا اس کے گزرے چار سال — پن ہوا نیں کم مرا ہر گز ملال

Marfat.com

آہ مجھ بابا کا جب تک جان تھا — گھر مرا گوہر کا گویا کان تھا
بس کر اب غوثی توں کاں لگ روئیگا — رات دن رو رو کے انکھیاں کھوئیگا

افصحی کس پائے کے شاعر تھے اس کا اندازہ اس غزل سے کیا جا سکتا ہے جو انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانہ خاص کی ایک بیاض میں ہے۔ اس کا نمبر قیا ۶۵۵ ہے

جو سندر صبح کوں آکر چھپے کیری اپر نکلے — لیا او مکہ سرج کو ہے جو تس آنگے سحر نکلے
یہ اسیلی نکل آنے دو جگ سد بد بھلائی ہے — بجا لو تب کہ کیا ہوئے کہیں سندر سنور نکلے
دو جہاں لا بچہ جھلک سندر نین پر سوں مجھ لیے — کھڑا اجھ جیر کر سوچ بہتر تھے تسن چھند نکلے
جا تی باندکر سن بند سوں سچل نا چن (؟) — کہیا حیران ہو سب جگ پتی کیا یہ جو بہر نکلے
اگر پڑ علم نیہ مجنوں ہوا ہے افصحی سب تم — سنسو مت عشق مکتب میں گیا سو بے خبر نکلے

غوثی بڑے کثیر الاحباب اور خوش خلق بزرگ تھے مثنوی مولانا روم سے بڑا شغف تھا۔ مولانا محمد باقر آگاہ سے دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔ ان کی کئی کتابوں کے آخر میں تعریفی قطعات لکھے ہیں۔ ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ نصیر الدین ہاشمی صاحب کا بیان ہے کہ مظفر الدین معلی نے تاریخ وفات لکھی ہے لیکن یہ قطعہ تاریخ ہمیں دستیاب نہ ہو سکا۔ ان کو بقول ہاشمی صاحب سید قدرت اللہ سے بیعت تھی۔ (سنٹرل ۲ صفحہ ۳۰۳)

غوثی کی تصنیف کی ہوئی دو کتابیں اور ہیں۔ ایک چکی نامہ دوسری شادی نامہ ان دونوں کے مخطوطات کتبخانہ سر سالار جنگ میں موجود ہیں۔ چکی نامے کا دوسرا نام ہاشمی صاحب نے غوثی نامہ لکھا ہے۔ یہ تصوف کے چند رسالوں سے ہم جلد سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد میں ہے

پروفیسر زور قادری نے غوثی کی ایک اور تصنیف کی نشان دہی کی ہے۔ اس کا نام ضیافت نامہ ہے اور یہ تقریباً سو اشعار کا ایک قصیدہ ہے جس میں آنحضرت کی ایک ضیافت کا ذکر ہے (تذکرۂ اردو مخطوطات جلد اول صفحہ ۹۱)

غوثی کی ایک اور تصنیف روضۂ صفا بھی ہے جس کا دوسرا نام غوثیہ ہے۔ یہ

Marfat.com

۱۱۸۸ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا مخطوطہ بھی ادارہ ادبیات حیدرآباد میں ہے (ص ۷۳۹)

آغاز ریاض غوثیہ ؎

حمد حق سوں ہونٹ اول کھولنا　　بعد از اس کے دل منگیا سو لولنا

او ہے قادر قدرت اس کی ہے عظیم　　خالق و رزاق، فتاح و علیم

او ہے سب سوں بے منزہ ہور صمد　　دایم و دیاں، رحمان واحد

اختتام:—

باغ یو دنیا ہے لگ، تازہ رہو　　تازگی کا اس میں اندازہ رہو

باغ باں پر غوث دہر لطف تمام　　سرفراز اس نت کرو پھر والسلام

ترقیمہ۔ تمت تمام شد کتاب غوثیہ بعون اللہ تعالیٰ جہت برخوردار سعادت اطوار بختہ کردار من اللہ بیگ ابتدائے شروع کتاب در شکار گاہ جلوس سکندر جاہ بندگان عالی نزدیل لیکھپلے و اتمام بتاریخ چہاردہم ذیحجہ ۱۲۸۴ھ و مقام تمامیت سرونگر

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زاں کہ من بندۂ گنہگارم

الٰہی بیامرز ایں ہر سہ را　　نویسندہ خوانندہ شنوندہ را

کاتب الکتاب مرزا حسن بیگ و جلال الدین فقط

کرامات نامہ

سائز ۸ ½ × ۶ ½ صفحات ۵۴ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۲۴۸ھ

کاغذ سفید چکنا۔

یہ مثنوی دائمؔ تخلص کے کسی شاعر نے تصنیف کی ہے۔ قدیم و جدید متعدد تذکروں کی اوراق گردانی کے باوجود دائمؔ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ مثنوی میں بھی مصنف نے

Marfat.com

اپنے متعلق کہیں کوئی صراحت نہیں کی۔ غالبًا وہ کرناٹک کے باشندے تھے جہاں زبان اردو کی عہد بعہد اصلاح و ترمیم کا اثر جلد قبول نہ کیا جا سکا۔ اسی وجہ سے ان کے کلام میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو ان کے زمانے کے دیگر شعرا کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ اس مثنوی میں ہے کی جگہ اہے، تھا کی جگہ اتھا استعمال ہوا ہے۔ بعض مصرعوں کے شروع میں بھی کسی کے بدلے "کس" مانگوں کی جگہ "منگوں" بہت کے عوض بہوت بھی نظم کیا گیا ہے۔ اوّل کو اوَل بروزن فعل لکھا ہے۔ دسنے سیں اور اپکے جیسے قدیم الفاظ بھی موجود ہیں۔ ان الفاظ کا استعمال اس بات کا ثبوت ہے کہ کرامات نامہ کی زبان بارھویں صدی کے آخر کی زبان سے مشابہ ہے۔ حالانکہ اس کی تصنیف ۱۲۵۳ھ میں ہوئی ہے۔

مثنوی زیر نظر اگرچہ نستعلیق لکھی گئی ہے لیکن اس سے کاتب کی کم سوادی ظاہر ہے اس نے کون و مکان کو کونومکان، کل ہی کلہی، کہا کو کھا، ان کو ادن، بہت کو بہوت صدر خلافت کو صدرے خلافت، باندھ کو بند، صرع کو صرح، کہ کو کے، لڑکپن کو لڑک پن، سچ کو سچہ، پرانا کو پورانہ اور بے خطر کو بے خترتحریر کیا ہے۔ اس قسم کی اور بھی متعدد مثالیں ہیں۔

عنوانات تمام سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ کل ابیات کی تعداد ۶۶۵ ہے۔

ناظم صاحب فنی شاعر نہیں تھے۔ غالبًا وہ قادری سلسلے سے تعلق رکھتے تھے اور ان کو غوث الاعظم سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اسی عقیدت کے زیر اثر انھوں نے یہ کرامات نامہ تصنیف کیا ہے اس مثنوی میں متعدد اشعار ایسے ہیں جن میں حرف اصلی کو ساقط کر دیا گیا ہے جسے ناواقفیت فن شعر پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

یہ دیکھ حال یاراں جو تھے آس پاس — کئے عرض اے شاہ معنی شناس
سپید ہے لباس اس کا وہ باشرف — بلاوے اشارے سے اپنی طرف
کہا شیخ حسن اٹھ کے اے بے مثال — مرا حال تھا سو گیا ہے وہ حال

Marfat.com

قافیہ کی قیود سے انحراف کی بعض مثالیں بھی ملتی ہیں سہ

بھی عبداللہ ثانی و سالارِ بزم ‏ ‏ ‏ وہ ہیں موسی الجون کے نور چشم

بزم اور چشم میں حرفِ روف کا اختلاف صحیح نہیں سہ

نہ سمجھو لے یار و روایت ہے یہ ‏ ‏ ‏ بہت راویوں سے روایت ہے یہ

بلند اس قدر وہ ہوا پر ہوا ‏ ‏ ‏ نظر کے بھی دسنے سے غائب ہوا

ان اشعار کے دونوں مصرعوں میں ایک ہی قافیہ کام آیا ہے اور یہ قطعی نادرست ہے اسی طرح ایک بیت میں دَرا کے ساتھ رَہ کا اور دوسری بیت میں صبح کو صبا بنا کر مسا کا قافیہ بنایا ہے۔ ایک بیت ایسی بھی ہے جس میں ہندی کے لفظ کو عربی لفظ کے ساتھ مرکب توصیفی میں لکھا ہے سہ

برآنے کو مقصد کے وقت کٹھن ‏ ‏ ‏ اگر کوئی کرے وِرد چالیس دن

بایں ہمہ مصنف اپنی اس تصنیف کو نظم مسجع کہتا ہے سہ

بحمداللہ یہ نامہ نامی ہوا ‏ ‏ ‏ بہ نظم مسجع تمامی ہوا

کتاب کے نام اور اس کے موضوع کی تشریح مصنف نے خود کر دی ہے سہ

بیان کرامت ہے غوث الانام ‏ ‏ ‏ کرامات نامہ رکھا اس کا نام

آغاز — حمد باری تعالیٰ عزاسمہ سرخی سے پہلے سطر میں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں لکھنے کے بعد مثنوی کا آغاز اس طرح ہے سہ

خدایا دو جگ کا ہے تو دستگیر ‏ ‏ ‏ تو خالق علیٰ کل شیئٍ قدیر

تری ذات بیچوں ہے اور بے مثال ‏ ‏ ‏ تو ہے لاشریک اور قائم بجال

حمد کے (۱۱) اشعار کے بعد مناجات باری تعالیٰ، نعت محمد مصطفےٰ اور منقبت حضرت غوث الاعظم کے (۶۴) اشعار ہیں۔ اس کے بعد چوبیس روایتیں بیان کی ہیں

Marfat.com

جو کرامات غوث الاعظم سے تعلق رکھتی ہیں۔ پہلی روایت میں صرف (۱۲) ابیات ہیں جس کا ماحصل یہ ہے کہ غوث الاعظم عالم شیر خوارگی میں بھی روزہ رکھتے تھے اور ان کے دودھ نہ پینے کی وجہ سے رمضان شریف کے چاند کا فیصلہ ہوا تھا۔

اختتام — چوبیسویں روایت کسی واقعہ پر مبنی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی عرضداشت ہے جو حضرت غوث الاعظم کی درگاہ میں پیش کی گئی ہے اور اس کا مقصد مصنف کے الفاظ میں یہ ہے ؎

جو دائم کا مقصد ہے اس کا بیاں — وہ درگہ میں تیری عیاں ہے عیاں
بھی یک آرزو دل میں رکھتا ہو او — وہ مرحوم کی عاقبت خیر ہو

اس روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کرامات نامہ کا پڑھنا اور سننا باعث ثواب اور چالیس دن تک اس کا ورد کرنا حل مشکلات کا سبب ہے۔ کیونکہ مصنف کے خیال میں ؎

بفیض عنایات غوث اور — جو رکھتا ہے مقصد وہ بر آوے گا

آخری دو شعر یہ ہیں جن کے ایک مصرع سے تاریخ تصنیف برآمد ہوتی ہے ؎

کیا فکر تاریخ سال بنا — سخن یہ مراحب کہ دل نے سنا
کہا دل نے یہ تاریخ ہے دلپذیر — کرامات نامہ ہے پیران پیر

۱۲۴۸ھ

ترقیمہ۔ کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔ صرف "تمت تمام شد" لکھ کر کتاب ختم کردی گئی ہے

ریاض غوثیہ (دوسرا نسخہ)

سائز ۷ × ۶½ صفحات ۵۵۳ سطور ۱۱ سنہ ۱۱۶۹ھ کتابت ۱۲۸۲

Marfat.com

زیر تبصرہ مخطوطہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ کاغذ چکنا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھنے شروع کئے گئے تھے لیکن آخر میں یہ التزام قائم نہ رہ سکا۔ متعدد عنوانات کی سطریں خالی چھوڑ دی گئی ہیں۔ آغاز کتاب سے قبل پورے صفحے میں مخطوطے کی خریداری کی تفصیل اس صورت میں دی ہے کہ یہ کتاب سید فتو میاں کی ملکیت تھی۔ ان سے ۱۳ ماہ شوال ۱۳۰۸ھ کو سید کمال الدین صاحب قادری البخاری مرحوم نے بعوض ایک روپیہ کلدار حاصل کی۔ اس کے ذیل میں ۶ شہر محرم الحرام ۱۳۱۶ھ کی ایک تحریر تراب اقدام اہل اللہ سید جمال الدین سید شاہ فقیر محی الدین قادر صاحب قادری مرحوم کی درج ہے۔

آغاز ؎

حمد حق سوں ہونٹ اول کھولنا
بعد از اس کے دل منگیا سو بولنا

تو ہے قادر قدرت اس کی ہے عظیم
خالق و رزاق و فتاح و علیم

او ہے سب سوں بے منزہ ہور صمد
دایم و دیان و رحمان واحد

او ہے بیچوں بیچگونہ، بے مثال
قایم و قیوم واحد ذوالجلال

اختتام ؎

باغ یو باغاں کو سارے داغ ہے
اس کی تاریخ "عندلیب باغ" ہے

باغ یو دنیا ہے لگ تازہ ہو
تازگی کا اس میں اندازہ رہو۔

با عناں پر غوث دہر لطف تمام
سرفراز اس نت کرو پہروا السلام

ترقیمہ — مرقوم بتاریخ بیست و پنجم شہر جمادی الاول ۱۲۸۳ھ ہجری۔
تمام شد ریاض غوثیہ از دست کمترین عباس علی ساکن کرنول تحریر یافت

Marfat.com

محی الدین نامہ

سائز ۸ × ۵ ½ ، ورق ۶۳ ، صفحات ۱۲۵ ، سطور ۱۲ ، سنہ تصنیف × سنہ کتابت ×

محی الدین نامہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات میں ہے جس میں ان کے تصرفات اور کرامتیں بیان کی گئی ہیں۔ کتاب میں کوئی عنوان نہیں ہے۔ (عنوانات حاشیے پر تحریر ہیں)۔

نصیر الدین ہاشمی صاحب نے لکھا ہے کہ اس مثنوی میں حمد و نعت اور اپنے مرشد کی مدح و ستائش کے بعد سید عبدالقادر جیلانیؒ کے مختصر حالات مناقب اور کرامات قلمبند کئے گئے ہیں (اردو مخطوطات اسٹیٹ سنٹرل لائبریری جلد اول ص ۲۰۶) لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ حمد و نعت کی ایک بیت بھی نہیں ہے۔ آغاز ہی قطب عالم محی الدینؒ کی مدح و ستائش سے کیا گیا ہے۔ ہاشمی صاحب نے آغاز کی جو ابیات فہرست میں لکھی ہیں وہ خود اس بات کا ثبوت ہیں۔ محی الدین نامہ کے مصنف کا نام ہاشمی صاحب اور پروفیسر زور صاحب دونوں نے افضل بتایا ہے اور اس کے ثبوت میں مثنوی کی یہ بیت لکھی ہے ؎

تصدق کیا ہوں تن دو تی پر
کیا ہے افضل ثنا سر بسر

ممکن ہے کہ مندرجہ بالا بیت میں افضل بطور تخلص لکھا گیا ہو۔ لیکن یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ ثنا کی صفت ہو۔ کیونکہ مصنف نے اس بیت سے کچھ پہلے ایک اور بیت میں اس لفظ کو صفت ہی لکھا ہے۔ وہ بیت یہ ہے ؎

کہ افضل خلیفہ ہیں معروف شاہ
لیویں نام ان کا تو جاوے گناہ

مخطوطے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے خواہ افضل ہو یا کوئی دوسرا اپنے مرشد کا نام سلطان محی الدین بتایا ہے جو معروف شاہ یا شاہ معروف میراں کے خلیفہ تھے اور شاہ معروف

Marfat.com

نے مصنف کی تربیت اپنے خلیفہ سلطان کے سپرد کی تھی۔ مندرجہ ذیل ابیات اس پر روشنی ڈالتی ہیں ؎

میراں شاہ معروف او دستگیر کئے دل مراصاف، روشن ضمیر
کئے دست بنجہ مرے سات میں دئے مجہ کو سلطان کے ہاتھ میں
یقیں میرے توں دل منیں کہا یا رتن ذیح سلطان کو پایا
کہ افضل خلیفہ ہیں معروف شاہ لیویں نام ان کا تو جاوے گناہ
میراں شاہ معروف مقبول ہے محی الدین کے باغ کا پھول ہے

شاہ معروف یا معروف شاہ کون تھے۔ یہ امر تحقیق طلب ہے۔ زور قادری نے سید شاہ معروف مدفون کڑپور اور ان کے پوتے سید شاہ معروف کا ذکر کیا ہے لیکن یقین کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کو شاہ سلطان کا مرشد نہیں بتایا۔

محی الدین نامہ کے مصنف نے اپنی تصنیف کی ابیات کی تعداد ایک سو اسی بتائی ہے ؎

کہ یک سو ستر دس یو بیتاں امول کیا ہوں عشق کے دفینے کوں کھول

زیر تبصرہ مخطوطے میں یہ ابیات مکمل موجود ہیں۔

زور صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے نسخے صرف یورپ کے کتب خانوں میں موجود ہیں اور یہ ادارہ (ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد) کی خوش قسمتی ہے کہ اسے اس نادر کتاب کا مخطوطہ بھی حاصل ہوگیا (تذکرہ مخطوطات اول ص۲۵۳) اس لحاظ سے انجمن ترقی اردو پاکستان اس سے زیادہ خوش نصیب ہے کہ اس کے کتب خانے میں محی الدین نامے کے دو مخطوطے موجود ہیں۔

آغاز ؎

تمہیں قطب عالم محی الدین قدیر دو جگ ہے تیرے ہات توں دستگیر
تمہیں چاند تجہ نور دو جگ منے تو سلطان روشن ہے دنی کنے
محمد کی اولاد میں یک نور رتن علی کے توں دل کا چمن

Marfat.com

اختتام :-

اگر سات سمدر سیاہی بھرے | جہاں کے درختاں کو قلماں کرے
کہ تربوک چودہ دفتر کوں کوئی | لکھے کی تو کچھ صفت پورا نہوئے گی
درود بھیجو سلطان پر سب تمام | کیا مختصر لو معجزات تمام
محی الدین کیا قادری یہاں ختم | درود پڑ محمد کرو دمبدم

تمت تمام

محی الدین نامہ کے مخطوطات مندرجہ ذیل کتب خانوں میں ہیں

(۱) ادارۂ ادبیات اردو (تذکرہ مخطوطات جلد اول ص ۲۵۳)
(۲) کتب خانہ سر سالار جنگ ص ۴۸۸ (تین نسخے)
(۳) اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدرآباد (اردو مخطوطات جلد اول ص ۲۰۶ (پانچ نسخے)
(۴) برٹش میوزیم اورنیٹل نمبر ۶۵۰۵)
(۵) انڈیا آفس دلیوم ہارٹ نمبر ۷۲ / ۵)

معجزات نبی کریم

سائز ۱۰ × ۶ صفحات ۲۱۵ سطور ۱۶ سنہ تصنیف ۱۲۰۶ھ سنہ کتابت ۱۲۱۲ھ

مولوی محمد باقر آگاہ کی اس تصنیف کا نام دراصل "من درپن" ہے ؎

میں من درپن رکھا ہوں نام اس کا | جلا دینا ہے دل کوں کام اس کا

آگاہ دیلوری نے آٹھ مختلف رسالے منظوم لکھے تھے۔ ان آٹھ رسالوں کے مجموعہ کا نام ہشت بہشت ہے۔ من درپن اس سلسلے کا ساتواں رسالہ ہے۔ ہشت بہشت کے مخطوطات ہندوستان کے اکثر کتب خانوں میں ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں بھی اس کا

Marfat.com

ایک مخطوطہ موجود ہے۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں مولانا باقر مرحوم کے ذولسے سید احمد کے اہتمام سے ہشت بہشت کی طباعت مطبع کشن راج مدراس میں ہوئی تھی۔ اس کے سوا مطبع عزیزیہ اور مطبع مخزن الاخبار نے مشترکہ طور پر سنہ ۱۳۱۲ھ میں بھی اسے چھاپا تھا۔ یہ دونوں مطبوعہ نسخے بھی انجمن کے کتب خانے میں موجود ہیں۔

من درپن کی کل ابیات تعداد میں تین ہزار ایک سو اکسٹھ ہیں۔ اس میں حضرت سرور کائنات صلعم کے معجزے جن کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ معجزات سے متعلق اس سے زیادہ مفصل کتاب آگاہ سے پہلے اردو میں کسی نے نہیں لکھی۔

آگاہ نے اسے آسان دکھنی زبان میں لکھا ہے۔ جسے وہ اردو نہیں کہتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں دکھنی اور اردو دو جدا جدا زبانیں ہیں ؎

اگر بھاکے میں اردو کے نئیں کہتا ٭ کوئی اس کو یہاں کے لوگوں نہ جنتا

معجزات کا سنہ تصنیف ۱۲۰۶ھ ہے جو اس بیت میں ظاہر کیا گیا ہے ؎

تھے بارہ سو کے اوپر چھے برس جب ٭ ہوا یہ نسخۂ دلکش مرتب

عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں اور ہر مصرع کے اول و آخر اسی رنگ سے چھوٹے چھوٹے دائرے بنائے گئے ہیں۔

اس مخطوطے کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اختتام پر عزتیؔ قادری کی ایک مناجات درج ہے جس میں انھوں نے آٹھ ایسے اصحاب کے نام دیئے ہیں جن سے کتابت میں مدد لی ہے۔ یہ لوگ غالباً اس مخطوطے کے کاتب ہیں۔

تاریخ کتابت ۹ رمضان المبارک سنہ ۱۲۱۲ھ اور مقام کتابت پٹن ہے۔ گویا آگاہ کی حیات ہی میں زیر نظر مخطوطے کی کتابت ہوئی ہے۔ مناجات کے چند ابتدائی اشعار یہ ہیں ؎

Marfat.com

ہوا یہ نسخہ پورا شکر للہ | جو ہے تصنیف آگاہ شیخ آگاہ

بدست نجم دغوث د عبد قادر | بہ نور اللہ مرد نیک خاطر

بدست اصغر اکبر نمایاں | بدست محی الدین یار شایاں

بدست الحسین نیک کاتب | تمامیت کے پایا ہے مراتب

بتاریخ نہم نو شہر رمضاں | پٹن کے شہر میں از فضل سبحاں

سن بارہ سو بارہ ہجری اندر | ہوا مرقوم یہ نسخہ مطہر

مناجات کی آخری بیت یہ ہے ؎

اے غوثی قادری خامش ہو اس آں | دعا پر ختم پایا ہے یہ تبیان

حمد و نعت، منقبت شاہ جیلان اور مدحت سید ابوالحسن قربی کے بعد معجزات کا بیان ہے۔ معجزات کے اختتام پر عرض احوال سراپا استغاثہ ہے جو ایک پردرد مناجات کی صورت میں ہے۔ اس میں اپنی بیچارگی، ضعف پیری اور پریشاں حالی کا نقشہ کھینچا ہے۔ ہندوستان میں کفر کی گرم بازاری کی شکایت کی ہے اور تمنا کی ہے کہ ؎

مدام اس فکر میں ہے یہ کمینہ | کہ چلتا سر سے جاوے تا مدینہ

سہے وہاں ہو مرے وہاں اور اٹھے وہاں | عنایت سے تیری یہ سب ہے آساں

اسی مناجات میں اپنی اولاد اور بھائیوں کے لئے دعائے خیر بھی مانگی ہے ؎

مری اولاد کو سرسبز کر توں | رکھ اپنے دین پر ثابت انہوں کوں

دے ان کوں خوبیاں دونوں جہاں کی | دے ان کوں نعمتاں ستر و عیاں کی

پنہ میں اپنی نت رکھ ان کو مستر | کراں سے ہر بلا و رنج کوں دور

مرے بھائیاں تیں با یکسر اولاد | ہمیشہ دین اور دنیا میں رکھ شاد

اس سلسلے میں وہ اپنے دوستوں کو بھی نہیں بھولے اور عامۃ المسلمین کو بھی یاد رکھا ہے ؎

ہیں جتنے آشنا اور دوست میرے | رکھ ان کے حال پر الطاف تیرے

Marfat.com

جہاں تک تیری امت میں ہیں مرداں ۔۔۔ دے توفیق جہاد ان کوں باحساں
زباں سے تیغ سے دل سے قلم سے ۔۔۔ رہیں تائید میں دن رات دین کے

آغاز ۔ ۱

الٰہی کیا کہوں اوصاف تیرے ۔۔۔ کہ عقل و فکر یہاں حیراں ہیں کیرے
ہے کیا طاقت مرے عاجز بیاں کوں ۔۔۔ کہ کھولے حمد میں تیری زباں کوں

اختتام ۔

تصدق سے محمد کے خدایا ۔۔۔ دے دونو جگ میں ہمکوں اس کا سایا
حیات و موت کر ملت میں اس کی ۔۔۔ ہمارا حشر کرامت میں اس کی
بحمد اللہ ہوا یہ نسخہ آخر ۔۔۔ بحق مصطفیٰ، سالارِ فاخر

ترقیمہ :۔

تمت تمام شد، کار من نظام شد

من موہن

سائز ۷ ۳/۴ × ۴ ۳/۴ صفحات ۵۹ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۱۸۶ھ
سنہ کتابت

یہ ایک مثنوی ہے جس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دراصل مولوی محمد باقر آگاہ ویلوری کی ہشت بہشت کا تیسرا حصہ ہے اس سے پہلے کے دو حصوں کا ذکر مصنف نے خود ان الفاظ میں کیا ہے اور اسی کے ساتھ تیسرے حصے کے سبب تصنیف کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے ؎

پہلے حصے میں اے حقیر غریب ۔۔۔ خوش لکھا توں بیان نو حبیب

Marfat.com

دوسرے میں لکھا ہے شوق سیتی کوں
اس کے مولود کی بشارت کوں

کرتوں ہر مو کوں اپنی موسیقار
اب ولادت کے اس کی لکھ اخبار

حمل کی جو حکایتاں ہیں تمام
وضع کی جو کراماتاں ہیں تمام

دودھ کے سن میں جو ہوا ہے عیاں
تا بہ سن تمیز اے حیراں

کریو نسخے کے تئیں بہت آسان
تا اُسے امیاں کریں سب گیان

عربی فارسی سے جن کوں خبر
نیں ہے ان کے بدل تئے مہتر

اسی سلسلے میں نام کا اظہار بھی ہے ؎

رکھ یہ نسخے کا نام من موہن
کر وسیلہ اسے تو احمد کن

من موہن کا جو مخطوطہ ادارۂ ادبیات حیدر آباد کے کتب خانے میں ہے، اس کی ابیات کی تعداد زور قادری مرحوم نے (۷۲۰) بتائی ہے۔ (فہرست اول [illegible]) اور لکھا ہے کہ آخری حصے میں سنہ اور تعداد ان ابیات میں بیان کی ہے ؎

چار دہ کم اٹھے ہزار اسو
سال ہجرت سے یہ ہوا ہے تو

سب یہ ابیات اس کی بے تکرار
سات سو کے اوپر ہیں ساٹھ لے یار

لیکن مخطوطہ زیر تبصرہ کی بیت شماری سے معلوم ہوا کہ کل تعداد ۶۷۲ ہے۔ یہ مخطوطہ ناقص الاوسط ہے کیونکہ صد ۲۔۱ پر جو ترک ہے وہ صفحہ مابعد سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مجموعہ ہشت بہشت مدراس سے سنہ ۱۲۷۰ھ میں طبع ہو چکا ہے۔ مخطوطے کے اس حصے کا مقابلہ مطبوعہ نسخے سے کیا گیا تو ثابت ہوا کہ (۴۹) ابیات موجود نہیں ہیں جو چار صفحات میں آئی ہونگی اور اس مثنوی کی کل ابیات، متروکہ ابیات شامل کر کے (۷۲۱) ہو جاتی ہے اور یہ تعداد مصنف کی بتائی تعداد کے مقابلے میں ایک زیادہ ہے۔ مولوی باقر آگاہ ویلوری معروف شاعر ہیں جن کے مفصل حالات "ریاض الجناں" کے سلسلے میں لکھے جا چکے ہیں۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف اور صاحب استعداد بزرگ تھے۔ احاطہ مدراس میں ان کے تعلیم یافتہ

Marfat.com

اصحاب کافی ہیں۔ انھوں نے سنہ ۱۱۲۲ھ میں وفات پائی۔ یہ مخطوطہ بہت صاف خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی کئے ہیں۔ بصورت خطی میں نادر ک اور یائے معروف ومجہول دونوں یکساں ہیں۔ اور ہائے دوچشمی بالعموم استعمال کی ہے۔ مثلاً

پانچ ھینی کا جب ہوا مختار آپ چلتا تھا بغیر ادھار

آغاز۔ پہلے صفحہ پر کسی شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ذیل میں حصول مطلب کے لئے دو دعائیں اور ان کا طریقہ درج کیا ہے۔ دوسرے صفحے پر بالائی حصے میں رسالہ من موہن درج ہے۔ اس کے نیچے "ھو" اور اس کے نیچے دبا بیسرا "بسم اللہ الرحمن الرحیم تمم بالخیر تحریر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد حمد کا آغاز ہے ؎

اے تری حمد میں بیاں حیراں بوجھ میں تیرے جسم وجاں حیراں

نہ تری ابتدا کوں غایت ہے نہ نہایت کو کچھ بدایت ہے

راہ میں تیری "عقل ہر گیانی" کچھ پنائے بغیر حیرانی

حمد کی بارہ اور نعت کی تیرہ (۱۳) ابیات ہیں۔ اس کے بعد سبب تصنیف کی تشریح کی ہے جس کی چند ابیات اوپر درج کی جا چکی ہیں۔ پھر حضرت غوث اعظم اور اپنے مرشد شاہ ابوالحسن قادری کی تعریف کی ہے۔ اس کے بعد سیر اور احادیث کی کتابوں کی مدد سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حمل سے آٹھ سال کی عمر تک کے حالات نظم کئے ہیں۔ آخری عنوان یہ ہے۔

"در بیان ایں رسالہ میمنت انجام ومناجات بجناب خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام"

اس عنوان کے تحت اس واقعہ کا بیان ہے کہ کسی صحابی نے ایک روز ابولہب کو خواب میں دیکھا اور مرنے کے بعد جو حالات اس پر گزرے ہیں معلوم کئے۔ ابولہب نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ رنج وعذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ صرف اس رات کو مجھے تسکین ہوتی ہے

Marfat.com

جس میں میں نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو پیغمبر اسلام کی ولادت کی خوشخبری سنانے کے عوض آزاد کر دیا تھا۔ اور اسی حالت میں مجھے پیاس بھر پانی نصیب ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں کہتے ہیں ؎

بولہب تھا وہ کافرِ یاراں　　کہ مذمت ہے جس کی در قرآں

عمر کھویا او سب جہالت میں　　شاد کونین کی عداوت میں

ہو رہا کفر میں ضلال او پر　　آخر اس کا مقر ہوا بہ سقر

دلیے دشمن کوں اور سرور و طرب　　یوں حمایت کیا بر رنج و تعب

جو کہ لایا ہے سرّ او پہ ایماں　　ہو رہے جانا اس پہ باد لہجاں

ہوئے خوش اسکے کرد تو نہ سوں　　نعمتاں کیا ملیں گی بود اس کوں

آخر میں ایک مناجات بطور غزل ہے۔ اس کا مطلع و مقطع ذیل میں درج کیا جاتا ہے

یا رسول خدا تمہارا ہوں　　جان و دل سے فدا تمہارا ہوں

عفو باقر کی اب کرو تقصیر　　از برائے خدا تمہارا ہوں

کوئی ترقیمہ نہیں ہے صرف "تمت تمام شد" لکھا ہے۔

من موہن کا ایک مخطوطہ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کتبخانہ ادارہ ادبیات حیدرآباد میں ہے (۲۹۷۵ تذکرہ مخطوطات سوم)

نوسرہار

سائز ۹ × ۵ ½ صفحات ۔ سطور ۱۲ سنہ تصنیف ۹۰۹ سنہ کتابت ۔ اب سے تقریباً پونے پانچ سو سال قبل دسویں صدی کے آغاز میں اشرف نے ایک مثنوی لکھی تھی۔ اس کا نام نوسرہار ہے۔ اس میں عبداللہ بن زبیر کی بیوی زینب

Marfat.com

کے نکاح ثانی اور حضرت امام حسن کی زہر خورانی سے محمد بن حنفیہ کی جنگ تک کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ نوسرہار ۹۰۹ھ کی تصنیف ہے جیسا کہ مصنف کہتا ہے ؀

نو سو ہوئے اگلے نو   یہ دیکھ لکھیا اشرف تو
ناٹوں دھریا اس نوسرہار   لیکن یہ سب دکھ کا بہار

اب تک نوسرہار کے ایک ہی نسخے کا علم تھا جو ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد میں ہے اس کی نایابی کے بارے میں ڈاکٹر زور لکھتے ہیں ؀

اردو میں اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے جو غالباً احمدنگر میں لکھی گئی ہے۔ سلطنت احمدنگر کی کسی اور اردو کتاب کا اب تک پتا نہیں چلا اور نہ غالباً اس کتاب (نوسرہار) کا کوئی اور نسخہ کسی کتب خانے میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک نادر مخطوطہ ہے۔" (تذکرہ مخطوطات اول ص۱۷۱)

اس مخطوطے کے بعد نوسرہار کے دو نسخے ہو گئے۔ مزید برآں تیسرا نسخہ انجمن ترقی اردو (ہند) میں بھی ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۲۷ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں۔ کل ابیات تقریباً ۱۷۰۰ ہیں۔ اس مخطوطے پر ایک توضیحی مضمون اردو ادب میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کا شائع ہو چکا ہے

زیر تبصرہ مخطوطہ بھدے خط میں لکھا گیا ہے۔ اس میں املا کی غلطیاں بھی کافی ہیں۔ مثلاً ؀

لے سب ہوئے استفیل (اس طفیل)   آئی تجھ شہادت ویل
بدبخت یزید بد برکت (حرکت)   دیکھن لاگا یوں فرصت
ناعب (نائب) اپنا اس چھوڑیا   آپیں لکت اٹھ دوڑیا
فاطمہ ظہرا کے فرزند   حیدر کیرے ہیں دلبند

Marfat.com

اسی طرح ایک بیت میں سلاح کو صلاح لکھا ہے اور یزید کا نام بیشتر مقامات پر ایزد تحریر کیا ہے ؎

آج ہے ایزد صاحب تخت　　　اللہ اس کو دیتا بخت

اکثر ابیات میں مصنف نے ضرورت کی بنا پر قواعد شعری اور صحت لغات سے پہلو تہی کی ہے۔

کبھیں پاؤں جب دس ریں / دستدس　　　یا ہوئے جے جگہ میرا بس

یوں سن حنیفا ردس　　　بلائے سگلے یار دوس / دوست

اس قسم کی مثالیں کافی تعداد میں ہیں۔ ابتدائی تصنیف ہونے کے لحاظ سے یہ فروگزاشتیں قابل گرفت نہیں ہیں۔ نوسرہار کے ابواب کی تعداد (نو) اور فصلوں کی تعداد (۲۰) ہے۔ عنوانات فارسی میں ہیں اور ان میں سے بعض کافی طویل ہیں۔ مثلاً ایک عنوان ہے

فصل۔ یزید لعین بغاوت معاویہ یافتہ و از ما بین عداوت برپائے داشت اولاد امام حسن را برباد ہلاک کردہ از دست زن اوشان بدرو ماں فریفتہ و امید وار کرد کہ تو امام حسن را بکشتی مر ترا بنکاح خود درآرم دیگے وجہائے ہمہ مر ترا باشد و زن بے عقل امام را بکشت و یزید او را در نکاح نیاورد و نا امید کرد و از امام حسین عداوت بہ داشت و انواع آں۔

مثنوی میں اوزان کا اختلاف بھی ہے۔ ایک فصل جس میں کربلا سے حضرت حسین کے اپنے دوستوں کو اطلاع دینے کا بیان ہے، مختلف وزن میں ہے۔ اس کی پہلی بیت یہ ہے ؎

سنو دوست یاراں تمہیں چنت دہر　　　کہوں کون تھا الزسو آکھو خبر

زیر تبصرہ مخطوطے کی ابیات (۱۶۴۱) ہیں۔ یہ کسی قدر ناقص الاول ہے۔ اسی وجہ سے علی گڑھ کے نسخے کے مقابلے میں تقریباً (۶۰) ابیات کم ہیں۔ نوسرہار میں کچھ ایسے محاورات استعمال ہوئے ہیں جو آج تک اس وقت تک بدستور رائج ہیں۔ یا صدیوں کی سعی و کوشش

Marfat.com

نے ان میں کسی قدر تبدیلی کر کے صاف ستھرا بنا دیا ہے مثلاً

بات کماں سے ترکش باند — باہر آیا صبیا چاند

بال بیکا ہونا ؎

حسن حسین جب لگ رہے — مجھیں بال نہ بیکا ہوئے

ڈانواں ڈول ہونا ؎

توں اب سنبھال اپنا بول — ہو نہ دے مجھ ڈانواں ڈول

ناک چڑھانا - (آج کل ناک بھوں چڑھانا بولا جاتا ہے) ؎

ناک چڑھا کر رہیا یوں — بھوکن لاگا کتا جیوں

ہیا بھر بھر آنا - (آج کل دل بھر بھر آتا ہے) ؎

ہیا بھر بھر آوے پھوٹ — تیوں تیوں سر ہور سینہ کوٹ

تعجب ہے کہ نوسرہار میں اشرف نے پنجابی اور گجراتی کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ شاید یہ اس بات کا اثر ہے کہ مصنف کے والد عبداللہ برسوں ملتان کے علاقے میں رہے تھے۔ ہاتھا مانک کھویا واہ + دہائے دہائے اوے عبداللہ

ہاستنہ مانک یعنی ہاتھ کا مانک ؎

سگلے لوگن بیعت آن — راضی اس سوں ہوئے جان

آشنا پنجابی زباں میں لانے کے لیے استعمال ہوتا ہے ؎

ہمنا بھی اب وڈی بات — سب کوں جانا اوسی گھاٹ

ہمنا یعنی ہمیں۔ جو اصل میں ہم کو ہے یا تم کے بدلے تمیں ؎

وڈے نقیب پوچھن کاج — تمیں کہاں تے آئے آج

حالات مصنف۔ نوسرہار کے مصنف اشرف ہیں۔ پورا نام سید شاہ اشرف

Marfat.com

بیابانی ہے۔ یہ ضیاء الحق والدین مخدوم سید شاہ ضیاء الدین رفاعی بیابانی چشتی سہروردی کے خلف اکبر تھے۔ مخدوم شاہ ضیاء الدین مدت تک صحرائے ملتان میں مصروف ریاضت و عبادت رہے۔ اس لئے بیابانی مشہور ہیں۔

شاہ اشرف کی ولادت ۲ ذی قعدہ ۸۶۴ھ کو ہوئی۔ فقرآباد ان کا مولد ہے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کر کے تصوف و معارف کی طرف متوجہ ہوئے ۸۹۵ء میں انھیں سے خلافت بھی پائی اور اپنے مرشد کی وفات کے بعد ۹۰۹ھ میں سجادہ نشین ہوئے۔ یہ وہی سنہ ہے جس میں نوسرہار کی تصنیف عمل میں آئی۔ زور صاحب نے لکھا ہے کہ "شاہ ضیاء الدین قندھار شریف کے مشہور صوفی سیاں اور مصنف سید علی سانگڑے سلطان مشکل آسان کے بھانجے اور خلیفہ تھے۔ اور صاحب تذکرہ ذیلئے بیابانی پنج گنج مصنفہ قاضی محمد فاضل ۱۱۹۵ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ ہمشیر زادہ اور داماد حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ ہیں۔ اس کتاب میں یہ واقعہ بھی درج ہے۔

بادشاہ احمد نگر نعرۂ سفر دہر سے گزرے اور مخدوم شاہ اشرف بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے ان کو مع لشکر و خدم ان سواری کو کھانا کھلایا۔ فقر و فاقہ اور جنگل میں سکن ہونے کے باوجود یہ مہمان نوازی حیرت انگیز ہے۔ بس اسی سے یہ ضرب المثل بن گئی۔

شاہ اشرف بیابانی بھوکے کو بھوجن پیاسے کو پانی

آپ کا وصال ۷۱ سال کی عمر میں ۹۳۵ ہجری میں ہوا۔ مزار شریف فقرآباد میں ہے۔

شاہ اشرف کی تصنیف سے نوسرہار کے سوا لازم المبتدی اور واحد باری دو کتابیں اور بھی ہیں۔ ان میں سے مثنوی لازم المبتدی اسی سنہ کی تصنیف ہے جب میں نوسرہار لکھی گئی۔ تذکرہ مخطوطات جلد پنجم کے صفحہ ۲۲۴ پر لازم المبتدی کی اور جلد اول کے صفحہ ۲۸ پر واحد باری کی تفصیل موجود ہے۔

Marfat.com

مصنف ضیائے بیابانی نے صاحب پنج گنج کے حوالے سے لکھا ہے کہ

" حضرت مخدوم نے زبان ہندی میں نوسرہار، وقصہ آخر الزماں وغیرہ تحریر فرمائی ہیں " ص ۴۹

قصہ آخرالزماں کے مخطوطے کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا۔

آغاز ؎ تیری توں میں سو کہانی — راجے کیرا جنو ائی
یا اللہ اب جاہوں کا — بیٹے اس کے..... کا
آج ہے راجا معادی — ہوا دُں اس کا جنوائی
وہ مجہ دیکا کہوری کانو — توں کیا کیجے دوسرے لانو

اختتام ؎ اشرف آ کہے اللہ یار — بخشے تجہ کوں ایک کرتار
پورا ہوا نوسرہار — سے سہیلی کل اوتار

ترقیمہ۔ این نوشتہ نوسرہار فقیر شیخ پانان اللہ نار نولی تحریر فی تاریخ از شہر شوال ۵ سنہ قلمی شد بروز چہارشنبہ بوقت عشر (عصر) تم مت (رحمت) تمام شد کار من نظام شد۔

Marfat.com

پند و نصائح

Marfat.com

Marfat.com

گلستان اردو منظوم

سائز ۱۰ × ۶ صفحات ۳۰۵ سطور ۱۴ سنہ تصنیف ۱۲۴۳ھ

یہ میر فریدالدین آفاق دہلوی کی ایک اور تصنیف ہے جو بصورت مخطوطہ انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانۂ خاص کی زینت ہے۔ یہ مخطوطہ اگرچہ ناقص الآخر ہے مگر یہ نقص بالکل معمولی اور غیر اہم ہے۔ کیونکہ صرف چار پانچ سطور کا ترجمہ شامل مخطوطہ نہیں ہے۔ موجودہ صورت میں اس کی ابیات چار ہزار سے کچھ ہی کم ہیں یعنی (۳۹۹۰) عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں اور اسی طرح ہر نئے موضوع کو بھی پہلی بیت سرخی سے لکھ کر ظاہر کیا گیا ہے۔ کتابت کا انداز وہی ہے جو اس عہد کی تمام کتب میں پایا جاتا ہے یعنی یائے معروف و مجہول میں کوئی فرق نہیں۔ ک اور گ کی صورت خطی یکساں ہے۔ وہ کو دو، اس کو اوس اور جُدا کو جودا لکھا ہے۔ بعض مقامات پر الفاظ کو ملا کر بھی لکھ دیا گیا ہے مثلاً عمارت سے کو عمارتسے لکھا ہے۔ ڑ اور ٹ کے اظہار کے لیے بالائی تین نقطے استعمال کیے گئے ہیں۔

آفاق کی اس مثنوی میں حروف اصلی کے گرنے کی متعدد مثالیں ہیں ؎

لباس عارفوں کا ہے ظاہر میں دلق — رکھے آگہی کچھ نہ باطن سے خلق
اس عالم میں دیکھا تو اے ہوشیار — ہیں ناداں بزرگ اور خردمند خوار
کہ لڑکا کچھ عاقل یہ ہوتا نہیں — کیا بلکہ دیوانہ میرے تئیں

اسم مونث کے ساتھ فعل مذکر اور علامت فاعل کے بغیر جملے کی تکمیل دیگر اہل دکن کی طرح ان کے یہاں بھی نظر آتی ہے ؎

اٹھا پھر وہ پڑھنے کو جس دم نماز — تو معمولی سے بھی پڑھا کچھ دراز

Marfat.com

کہا اس نے سن کر کہ اے میری جاں　　طعام اس لئے کم ہیں کھایا وہاں

بعض الفاظ اس مثنوی میں ایسے بھی ہیں جو بظاہر نئے یا اس وقت متروک الاستعمال ہیں ؎

کہا سن کے لڑکے نے سن اے پدر　　تہاون اب اس بات میں تو نہ کر

اسے در حجک در کی مانند جان　　رکھا چشم سے مردماں کے نہاں

خودی میں گر اپنی تو ہے مبتلا　　تو ہے کلہم عشق جھوٹا ترا

نمک خوارگی سے نہ تو منہ کو توڑ　　در دولت اس کا نہ زنہار چھوڑ

ہوئی پھر تو ایسی ہی کچھ چل بچل　　کہ تھوڑا اگیا ملک اس سے نکل

آفاق کی اس سے قبل دو کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایک دانش افروز دوسری ترجمہ منطق الطیر ان دونوں کتابوں کی تصنیف میں ان کے ساتھ ان کے بھائی امیر بخش شہرت بھی برابر کے شریک تھے۔ اس کتاب میں وہ شامل نہیں رہے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید ۱۲۲۷ھ اور ۱۲۲۳ھ کے درمیان وہ حیدرآباد میں نہیں تھے۔ کہیں اور چلے گئے ہوں یا وفات پاگئے ہوں۔

داستان ادب حیدرآباد میں آفاق کی پانچ تصنیفات (۱) دیوان ریختیات (۲) گلدستۂ مجلس (۳) مجموعہ قصائد (۴) مثنوی خواب وخیال اور کلیات بتائی گئی ہیں۔ مثنوی دانش افروز ترجمہ منطق الطیر کے بعد زیر نظر مخطوطے کا وجود آفاق کی تصانیف کی تعداد کو ۸ تک پہنچا دیتا ہے۔

آفاق نہایت ہی پرگو اور قادر الکلام شاعر تھے جس کا ثبوت ان کی طویل مثنویاں غزلیات اور قصائد ہیں۔ وہ شمس الامرا امیر کبیر نواب خورشید الدین خاں خورشید الدولہ خورشید الملک متوفی ۱۲۸۰ھ کے متوسل اور ملازم تھے جن کی مدح وستائش سے ان کی کوئی تصنیف خالی نہیں۔ شمس الامرا نے آفاق کو دو سو روپیہ ماہانہ منصب دے کر اس قدر مطمئن بنا دیا تھا کہ وہ مرتے دم تک کسی دوسرے رئیس کے دست نگر نہ ہوئے۔

Marfat.com

گلستان منظوم کا آغاز حمد کی ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

ہے احسان خاص اس خدا کے تئیں ۔۔۔ کہ جو ہے بزرگ اور اطاعت فزیں
کلید در قرب ہے اس کی یاد ۔۔۔ کہ ہے شکر میں اس کی نعمت زیاد

یہ حمد بہت طویل ہے۔ کل ابیات (۵۰) ہیں اس کے بعد نعت سرور کائنات ہے ؎

عزیزو پڑھو تم درود اب سبھی ۔۔۔ کہ کرتا ہوں آغاز نعتِ نبی
مطہر ہے ذاتِ نبی کریم ۔۔۔ خدا نے کیا اسکو اپنا ندیم

نعت کا ختم اس بیت پر ہے ؎

مرے دل میں الفت ہو ان کی مدام ۔۔۔ بس آفاق کر ختم تو یہ کلام

پھر پیران پیر حضرت غوث الاعظم اور اس سلسلے میں اپنے مرشد سید شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ کے مناقب بیان کئے ہیں۔ مرشد کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

کروں اپنے مرشد کی تعریف اب ۔۔۔ کہ تا کلفت و رنج زائل ہو سب
لقب اس کا شاہ سلیمان ہے ۔۔۔ وہ عرفان کی جان کی جان ہے
کرامت ہے اس کی ہر اک بے نظیر ۔۔۔ کہ ہیگا وہ فرزند پیران پیر

اس کے بعد والی دکن سکندر جاہ (متوفی ۱۲۴۴ھ) اور نواب شمس الامرا کی قصیدہ خوانی کی ہے ؎

کروں ہوں میں اب وصف اس کے بیاں ۔۔۔ کہ سرسبز ہے جس سے باغ جہاں
سکندر لقب صاحب عز و جاہ ۔۔۔ رئیسِ دکن، والیٔ دیں پناہ
اسی بارگاہ کا ہے رکن رکیں ۔۔۔ ثنا خواں ہیں جس کے کہین و مہیں
فلک رتبہ ہے وہ ثریا جناب ۔۔۔ کہ جس کا ہے یہ شمس الامرا خطاب

اسی سلسلے میں ترجمہ گلستان نظم کرنے کی محرکات پر روشنی ڈالتے ہیں کہتے ہیں ؎

کیا عصر میں اس کے میں نے یہ کام ۔۔۔ کہ موزوں کی ہندی گلستاں تمام
ہوا نبض ارواح سعدی کا جو ۔۔۔ یہ مژدہ لگا کچھ بہت نظم کو

Marfat.com

نہ گزرے تھے سالم مہینے چہار | کہ نظم اس کو میں نے کیا ایک بار
یہ تالیف کا اس کی موجب ہے یہاں | کہ کرتا ہوں جس کا مفصل بیاں

اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک مکان تعمیر ہو رہا ہے۔ بہت سے لوگ جمع ہیں۔ لکڑی کے چند دروازے رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں حاضرین میں سے کسی نے سیڑھی میرے سامنے رکھ دی اور میں نے ان چوکھٹوں کو اپنی جگہ پر لگا دیا۔ اب

یکایک انہوں کا وہ سن شور و غل | گئی ہڑبڑا کر مری آنکھ کھل
لگا سوچنے پھر جو تعبیر خواب | تو دل نے کیا مجھ کو آگہ شتاب
وہ در کیا ہیں باب گلستاں ہیں سب | ارادہ تو کر اس کے موزوں کا اب
کیا نظم کا اس کے آہنگ جب | تو مالوف پایا ادھر طبع کو

اسی سلسلے میں سنِ تصنیف کی طرف بھی رہنمائی کر دی ہے ؎

ہوئی نظم جب یہ بآئینِ بہ | تھے سنہ یک ہزار و دو صد ہی دہ

گلستان سعدی کی مختصر تعریف اور اس کے ابواب کی تفصیل بھی نظم میں ہے ؎

یہ سعدی شیراز فرمائے ہیں | رقم جب کیا ہوں گلستاں کو میں
سنہ ہجری چھ سو پہ چھپن تھے کل | بنا یک قلم یعنی یہ رشکِ گل
ابوبکر سعد ی زنگی جو تھا | شہنشاہ عادل معظم لقا
لکھا وصف اس کا شروع کلام | اسی کے کیا نام پر اختتام
لکھے اس کے تفصیل دار آٹھ باب | کہ ہر باب میں ہے ہر اک انتخاب
یہ ہے باب اول اب آغاز جو | خصائل میں ہے بادشاہوں کے سو
دوم باب ترقیم ہے لا کلام | فقیروں کے اخلاق میں ہے تمام
سوم باب فصل قناعت میں ہے | چہارم خموشی کی بابت میں ہے
اور عشق و جوانی میں ہے پانچواں | ششم ضعفِ پیری کے ہے درمیاں

Marfat.com

بتاثیر تربیت ہفتم کو جان
باداب صحبت ہے ہشتم عیاں

یہاں سے گلستاں کے اصل متن کا ترجمہ شروع ہوتا ہے ؂

ہوا باب اول جو آغاز باب
سو ہے سیرت بادشاہوں ہیں سب

پہلے باب کی حکایت اول کی عبارت فارسی یہ ہے

پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد۔ بیچارہ درحالتِ نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت وسقط گفتن کہ گفتہ اند ہرکہ دست از جان بشوید ہرچہ دردل دارد بگوید۔

اس کا ترجمہ ان ابیات میں کیا گیا ہے جن سے آفاق کی قوت ترجمہ کا اندازہ ہو سکے گا ؂

میں اک بادشہ کے تئیں ہوں سنا
کیا حکم قیدی کے جو قتل کا

وہ بے چارہ اس یاس کے درمیاں
کیا قطع جو اپنی امید جاں

زبونی میں اپنی وہ ناچار ہو
لگا گالیاں دینے اس شاہ کو

جو کچھ جی میں آیا کہا سخت سست
کہ ہے قول دانشوروں کا درست

کہ دھو دے جو کوئی جان اپنی ہات
جو کچھ جی میں آوے سو کہہ دے وہ بات

آٹھویں باب کے نکتہ اختتام سے قبل گلستاں میں یہ حکایت بیان کی گئی ہے۔

حکیمے نامور را پرسیدند کہ درختاں را کہ خدائے عزوجل آفریدہ است وبرومند ہیچ یکے را آزاد نخواندہ اند مگر سرو را کہ ثمرہ ندارد گوئی دریں چہ حکمت است گفت ہر یکے را دخلے معین است بوقت معلوم گہے بوجود آں تازہ اند و گہے بعدم آں پژمردہ سرو را ہیچ ازیں نیست وہمہ وقت خوش است وایں ست صفت آزادگاں۔

اس کا ترجمہ یہ ہے ؂

یہ پوچھے سخن ایک دانا سے جو
کہ کہہ ہم سے انہا راس بات کو

Marfat.com

جہاں میں ہزاروں شجر باردار | جو پیدا کیا ہے وہ پروردگار
کسی کو نہیں کہتے آزاد ہیں | ملقب مگر سرو وشمشاد ہیں
کہ رکھتے نہیں کچھ ثمر وہ یہاں | ہیں آزاد کہتے انھیں درزماں
کہا وہ، ہر اک نخل کو کر یقیں | خزاں وقت پر ہے ہر اک کے تئیں
نہیں ہے مگر سرو کو کچھ خلل | نہیں خالی نزہت سے وہ ایک پل
سو آزادگاں کی صفت ہے یہی | ہر اک وقت ہے ان کو چشم بہی

انہیں ابیات پر یہ مخطوطہ ختم ہو گیا ہے اس کے بعد حکمت اخری کا ترجمہ غالباً چند سطور میں ہو گا لیکن یہ ورق شامل نہیں ہے۔ اس طرح یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہو گیا ہے۔

جو حکمت متروک ہو گئی ہے اور جس کے ترجمے کی منظوم ابیات کا ورق غائب ہے وہ بہت ہی مختصر ہے۔ گلستاں میں اس کے الفاظ یہ ہیں ؎

"دو کس مردند و تحسر بردند یکے آں کہ داشت و نخورد و دیگر آں کہ دانست و نکرد"

کس نہ بیند بخیل فاضل را | کہ نہ در عیب گفتنش کوشد
در کریمے دو صد گنہ دارد | کرمش عیب ہا فرو پوشد

خاتمۃ الکتاب

ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

ترجمہ شیخ سعدی کے پند نامے کا

(منظوم)

سائز ۸ ۱/۴ × ۶ صفحات ۱۸ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۸۰۲ء سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

Marfat.com

جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے یہ شیخ سعدی کی اخلاقی کتاب کریما کا ترجمہ ہے جسے ولا نے نظم کیا ہے۔ کریما مشہور درسی کتاب ہے جس کے سینکڑوں ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں اس پندنامہ کے دس نسخے ہیں جن میں ایک نسخہ شہر لندن کا چھپا ہوا بھی ہے۔ یہ ۱۸۷۶ء میں چھپا تھا۔ اس نسخہ میں (۲۰۱) ابیات ہیں۔ ایک اور عمدہ نسخہ مطبع مفید عام لاہور کا ہے اور اس قدر جلی ہے کہ ایک صفحہ میں صرف دس سطور ہیں۔ اس نسخہ میں (۲۰۰) ابیات ہیں اور لندن کے نسخے کے مقابلے میں آخری عنوان کی یہ بیت کم ہے ؎

منہ دل بریں کہنہ دیر خراب　　　که خالی نباشد ز رنج و عذاب

نصیر الدین ہاشمی نے سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد کے فہرست دوم کے صفحہ ۱۵۸ پر ترجمہ کریما کے عنوان میں لکھا ہے (بزبان منظوم دکنی) ہاشمی صاحب دکنیات کے بڑے اچھے ماہر ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اس کے ذخیرے میں اضافہ کیا جائے شاید اسی وجہ سے انھوں نے اس ترجمے کو بھی دکنی زبان کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔ حالانکہ اس کے مصنف ولا نہ دکن کے باشندے تھے نہ کبھی دکن گئے۔ نہ یہ ترجمہ دکن میں تصنیف ہوا نہ ترجمے میں دکنی زبان استعمال ہوئی ہے۔

سنہ تصنیف کے بارے میں ہاشمی صاحب لکھتے ہیں کہ آخر میں سنہ تالیف کی ایک رباعی حسب ذیل ہے۔

کریما کا جب ترجمہ کر چکا　　　تو مجھ سے مری طبع نے یہ کہا
کہ تاریخ کہہ یادگارانہ طور　　　سنہ عیسوی کے موافق لغور
اسی فکر میں تھا کہ آئی ندا　　　ہوا ترجمہ نظم میں یہ بولا (؟)

رباعی کا مخصوص وزن ہے اس کے چار مصرعے ہوتے ہیں۔ ان میں پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعوں کا ہم قافیہ ہونا لازمی ہے۔ لیکن یہ ترجمہ جس بحر میں ہے وہ رباعی کی نہیں ہے

Marfat.com

مصرعے چھ ہیں اور ہر بیت کے دونوں مصرعے آپس میں ہمقافیہ ہیں۔ خصوصیات سہ گانہ میں سے کوئی خصوصیت نہ ہونے پر بھی اسے رباعی صرف ہاشمی صاحب کہہ سکتے ہیں۔ ہاشمی صاحب نے سنہ ترجمہ ۱۸۸۴ء بتایا ہے۔ وہ کہتے ہیں "مصرع تاریخ میں لفظ ترجمہ کو مع العین ترجمعہ لکھا ہے۔ اس کے لحاظ سے بشمول عدد عین ۱۸۸۴ء برآمد ہوتا ہے"

لیکن ان سے حساب لگانے میں غلطی ہوئی ۱۸۸۴ء نہیں بلکہ ان کے لکھے ہوئے غلط مصرعے سے ۱۸۷۴ء برآمد ہوتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے

ہوا - ترجمعہ - نظم - میں - یہ - بولا

۱۲ + ۷۱۸ + ۹۹۰ + ۱۰۰ + ۱۵ ۳۹ = ۱۸۷۴ء

اصل یہ ہے کہ یہاں ہاشمی صاحب کو سہو ہوا ہے۔ ترجمعہ میں ع کی زیادتی کو تو وہ خود تسلیم کرتے ہیں اور مصرع تاریخ کے آخر میں ولا نے اپنا تخلص لکھا تھا جسے بولا بنا دیا گیا ہے۔ اس تحریف نے مصرع کو وزن سے بھی خارج کر دیا ہے اور اعداد میں بھی غلطی ہو گئی ہے۔ اب اگر صحیح مصرع "ہوا ترجمہ نظم میں یہ ولا" کے اعداد جمع کئے جائیں تو صحیح سنہ تصنیف (۱۸۰۲ء) برآمد ہوتا ہے جو ۱۲۱۷ھ کے برابر ہے۔ ۱۸۸۴ء میں تو ولا زندہ بھی نہ ہوں گے۔ یہ ہجری ۱۳۰۲ھ سے مطابق ہوتا ہے اور تذکرہ مصحفی کی بنیاد پر اس سنہ تک ان کی عمر ۱۰۰ برس سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی شخص کا اس عمر تک پہنچنا مستبعد نہیں لیکن شک وشبہ سے بالاتر نہیں۔ مزید براں مولوی کریم الدین نے اپنے تذکرہ شعراء ہند میں جو ۱۸۴۸ء میں یعنی ہاشمی صاحب کے مجوزہ سنہ تصنیف سے ۳۶ سال پہلے چھپا اس پند نامے کے ترجمے کو ولا کی تصنیفات میں بتایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب ۱۸۴۸ء میں موجود تھی اس کا سنہ تصنیف ۱۸۸۴ء کس طرح ہو سکتا ہے۔

حالات مصنّف۔

دیوان جہاں میں ولا کا نام مرزا لطف علی عرف مظہر علی خاں لکھا ہے۔ مصحفی کے تذکرے میں

Marfat.com

بھی یہی نام ہے مگر مجموعہ نغز کے مصنف کا بیان ہے کہ ان کا نام مظہر علی خاں عرف مرزا لطف اللہ تھا۔ وہ فارسی کے مشہور شاعر مرزا محمد زماں خاں و داد کے لڑکے اور علی قلی خاں محمد حسین کے پوتے تھے۔ مولد و وطن دہلی ہے۔ وہیں نشو و نما اور تعلیم و تربیت پائی۔ مصحفی کے تذکرہ میں ان کا تخلص ولا لکھا ہے لیکن یہ کتابت کی غلطی ہے جس کی تقلید مصطفےٰ خاں شیفتہ اور قطب الدین باطن نے بھی کی ہے۔ درحقیقت تخلص ولا تھا جس کا ثبوت اس مثنوی سے ملتا ہے۔

ولا نے پہلے مرزا جان طپش سے اصلاح لی پھر غلام ہمدانی مصحفی کے شاگرد رہے آخر میں میر نظام الدین ممنون کے تلامذہ میں داخل ہو گئے۔ فارسی پر اچھا عبور رکھتے تھے صاحب دیوان شاعر تھے اور ان کا قلمی دیوان شاہان اودھ کے کتب خانے میں موجود تھا فورٹ ولیم کالج شروع ہوتے ہی یہ وہاں ملازم ہو گئے تھے۔ ولا کی تاریخ ولادت و وفات دونوں صحیح طور پر معلوم نہیں۔ مصحفی نے اپنے تذکرہ ہندی گویاں میں انھیں جوان و سلیم و حلیم لکھا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۲۰۹ یا ۱۲۰۸ کی تصنیف ہے۔ اگر اس وقت ان کی عمر ۲۵ سال تصور کر لی جائے تو سنہ ولادت ۱۱۸۳ھ یا ۱۱۸۴ھ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۸۱۴ء تک موجود تھے۔ کیونکہ بینی نرائن جہاں نے اپنے تذکرے میں جو اسی سنہ کی تصنیف ہے انھیں بقید حیات، مقیم کلکتہ اور اپنا شناسا بتایا ہے۔

ولا کی تصنیفات کی فہرست کافی طویل ہے لیکن ان میں زیادہ تعداد ترجموں کی ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مادھونل اور کام کندلا۔ یہ ان کی پہلی تالیف ہے اور ۱۸۰۰ء (۱۲۱۵ھ) میں مرتب ہوئی یہ ہندی زبان کے ایک عاشقانہ قصے کا ترجمہ ہے۔

(۲) ہفت گلشن۔ ناصر علی خاں واسطی بلگرامی کی اخلاقی کتاب کا ترجمہ ہے جس کے سات باب ہیں۔

Marfat.com

(۳) بیتال پچیسی۔ اس میں پچیس کہانیاں ہیں۔ سنسکرت سے ہندی میں اور ہندی سے اردو میں تبدیل کی گئی ہیں۔ زبان سلیس اور بامحاورہ ہے۔ ولانے اسے ۱۸۰۳ء / ۱۲۱۷ھ میں ترجمہ کیا ہے۔ چھپ چکی ہے۔

(۴) تاریخ شیر شاہی۔ ۱۲۳۰ھ میں ترجمہ کی۔ اس کا فارسی ترجمہ گارسن دتاسی نے ۱۸۶۵ء میں فرانس سے شائع کیا ہے۔ اصل ترجمہ غالباً نہیں چھپا۔ اس کا ایک مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری میں ہے۔

(۵) جہانگیر نامہ۔ تزک جہانگیری کے ایک حصے کا ترجمہ ہے جس میں چھٹے سال جلوس یعنی ۱۶۰۵ء تک کے واقعات آئے ہیں۔

ان ترجموں کے علاوہ ولانے ایک اور کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام "اتالیق ہندی" تھا۔ یہ ۱۸۰۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ فارسی پڑھنے والوں کی مدد کے لیے اخلاقی حکایتوں کا مجموعہ ہے۔ ولانے کریما کا ترجمہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۱۸۰۲ء کے اوائل میں کیا تھا۔ اس ترجمہ کو پہلے پہل ڈاکٹر گلکرسٹ نے باغ اردو کے ساتھ ۱۸۰۲ء میں شائع کیا۔ پھر ۱۸۰۳ء میں اتالیق ہندی اور ترجمہ کریما کو یکجا کر کے کلکتہ سے شائع کیا گیا۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں اس ترجمہ کا ایک مطبوعہ نسخہ بھی ہے جو ناقص الطرفین ہے اس لئے نہ سنہ طباعت کا پتہ چلتا ہے نہ مقام طباعت کا نہ مطبع کا۔ یہ ترجمہ متن کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ اوپر فارسی کی بیت ہے اور اس بیت کے نیچے اس کا ترجمہ ہے۔

ولانے صاف، سادہ اور بامزہ اردو میں کریما کا ترجمہ کیا ہے۔ اکثر اشعار میں اصل کی سی خوبی قائم نظر آتی ہے۔

آغاز۔ مرے حال پر کر تو بخشش خدا ۔۔۔ کہ ہوں میں گرفتار حرص و ہوا
نہیں ہے ہمیں دادرس تجھ سوا ۔۔۔ تو ہی بخش دے عاصیوں کی خطا
گنہ سے مجھے باز رکھ اے خدا ۔۔۔ گنہ بخش اور راہ نیکی دکھا

Marfat.com

اختتام ؎

کریما کا جب ترجمہ کر چکا   تو مجھ سے مری طبع نے یہ کہا
کہ تاریخ کہہ یادگارانہ طور   سن عیسوی کے موافق لبغور
اسی فکر میں تھا کہ آئی ندا   ہوا ترجمہ نظم میں یہ دلا
۱۸ ۴

یہ تین ابیات حاشیئے پر لکھی ہیں

نہ عاشق ہو اس دیر ویراں کا تو   کہ خالی نہیں دکھ سے یہ تو کبھو
نہ ایسا درخت اس چمن میں اُگا   کہ ضرب تبردار سے وہ بچا
نہ رکھ آس دنیائے فانی سے یار   یہی بات رکھ یاد سعدی کی پنُد

ترقیمہ — چند بیت بدستخط مرزا قاسم بیگ صاحب و باقی بدستخط محمد بلاقی ولد عبداللطیف ساکن برہانپور در ماہ شوال بتاریخ ہشت دہم روز پنجشنبہ ۱۲۲۴ ہجری در ملیحہ دہولی واڑہ قلمی یافتہ۔

ترجمے کے مخطوطات اکثر مقامات پر ہیں۔ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد کے علاوہ ایک مخطوطہ سید محمد ایم اے کے پاس بھی تھا جس کا ذکر ارباب نثر اردو میں آیا ہے (ص ۱۲۶) ایک اور مخطوطہ مع اصل فارسی" ادارہ ادبیات حیدرآباد کے کتب خانے میں ہے اس کا نمبر ۲۰۷ ہے۔ اس کے آغاز و اختتام کی ابیات وہی ہیں جو زیر تبصرہ مخطوطے کی ہیں۔ زور مرحوم نے شاید اس بنا پر کہ کتابت ۱۲۰۵ھ کی ہے اسے قبل از ۱۲۰۵ کی تصنیف بتایا ہے اور مصنف کا نام نہیں بتایا۔

تحفۃ النساء

سائز ۹×۵ صفحات ۵۶ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۱۸۵ھ سنہ کتابت ۱۲۷۷ھ

Marfat.com

یہ مثنوی مولوی محمد باقر باقر آگاہ کی تصنیف ہے۔ ان کے حالات اس سے قبل دیئے جا چکے ہیں۔ مصنف نے تعداد ابیات اور سنہ تصنیف کا اشارہ ان ابیات میں کیا ہے ؎

ہیں آٹھ سو اس کے جملہ ابیات — پڑھنے میں ہے اس کے بہوت برکات
اگیارہ سو اوپر تھے پنج و ہشتاد — ہجرت سے بنا ہے تب یہ رکھیا یاد

زیر تبصرہ مخطوطے میں آٹھ سو سے (۱۶) ابیات کم ہیں۔ ممکن ہے کہ نقل میں نظر انداز ہو گئی ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اندازے سے آٹھ سو تعداد بتائی گئی ہو۔

حمد و نعت منقبت حضرت غوث الثقلین کے بعد اپنے مرشد سید ابو الحسن قربی قادری کی مدح کی ہے۔ پھر مناجات ہے جس کا اختتام نظامی گنجوی کی اس بیت پر ہے ؎

از خرمن خویش دہ زکاتم — منویس برایں و آں براتم

سبب تالیف میں بیان کیا گیا ہے ؎

یہ نسخہ کیا ہوں بہوت آسان — تا اس کو سب امیاں کریں گیان
یہ نسخہ کہ ہے عجیب و نادر — مخصوص ہے عورتاں کی خاطر
عورات کے واسطے بنا ہے — نام اس کا بھی تحفۃ النسا ہے
لازم ہے سب عورتاں کے اوپر — پڑنا اسے شوق دل سے اکثر

کتاب میں بنات طاہرات اور امہات المومنین کے اوصاف و مناقب بیان کئے گئے ہیں آخر میں حضرت ام الخیر فاطمہ، حضرت ام محمد عائشہ، حضرت رابعہ بصری حضرت معاذہ حضرت شعوانہ، حضرت فاطمہ خراسانیہ، حضرت ام علی، حضرت ام محمد، حضرت رابعہ، حضرت حکیمہ رضی اللہ عنہم جیسی اکابر خواتین اسلام کی تعریف و توصیف ہے۔ اس کے بعد "دربیان اختتام ایں نسخہ با برکات مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات" کا عنوان ہے اور اسی پر کتاب ختم ہو گئی ہے

آغاز:- ہے حمد و ثنا اسے سزاوار — بخشش کوں نہیں ہے جس کے کچھ بار

Marfat.com

اختتام :-

لطف و کرم اس کا بیعرض ہے | دیتا ہے جو کچھ سو معوض ہے۔
رکھ مجھ کو ہمیشہ عافیت سات | نت مجکو چلا تو راہِ حسنات
دیں بیچ کرا اہتمام میرا | ایمان پہ کر اختتام میرا

ترقیمہ : کتاب ہذا مسمی بہ تحفۃ النسا تصنیف حضرت مولوی باقر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ بیست دویم ماہ رجب المرجب ۱۲۷۳ھ روز یکشنبہ بوقت مغرب بحلیۂ انصرام رسید۔

تحفۃ النساء کا ایک مخطوطہ لیاقت نیشنل میوزیم کراچی میں ہے

مجموعۂ حکایات (حکایات عجیبہ)

سائز ۷ ½ × ۵ صفحات (۱۳۳) سطور (۱۳) تاریخ و سنہ کتابت ۲ صفر ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۵۰ء

یہ کتاب نثر میں ہے اور دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصے میں ۶۰ نتیجہ خیز داخلاق آموز نقلیں ہیں۔ یہ حصہ ۷۵ صفحات میں ہے۔ دوسرے حصے میں چالیس حکایات عجیبہ ہیں ان میں سے بعض کا تعلق رسول اکرمؐ کے فرمودات سے ہے اور بعض حضرت حسن بصری جیسے اکابر کے اقوال ونصائح سے۔ اس حصے کے صفحات کی تعداد ۵۵ ہے۔ دونوں حصوں کے درمیان تین صفحات سادہ ہیں۔ ان سادہ صفحات میں سے ایک صفحہ پر یہ عبارت تحریر ہے۔

"برادرم شمس الدین و زین العابدین از جانب شاہ شرف الدین یحیی منیری معلوم نماید کہ اگر کسے بامید خوش نویسی و خوش قلمی تا چہل بار بلاناغہ بنویسد البتہ بمراد خود برسد اگر نرسد فرداد (غالباً فردا) روز قیامت دامنگیر باشد"

یہ مجموعہ حکایات کس کی تصنیف ہے اس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔

Marfat.com

زیادہ سے زیادہ زمانۂ تصنیف کا تعین کرنے کے لئے مندرجہ بالا فارسی عبارت سے کسی حد تک مدد مل سکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ لکھنے والے نے اپنے دو بھائیوں شمس الدین زین العابدین کے حوالے سے شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کا قول نقل کیا ہے۔ شاہ شرف الدین یحییٰ منیری کی وفات ۷۸۲ھ میں ہوئی۔ اس لئے قیاس کیا جا سکتا تھا کہ یہ مجموعہ حکایات شاید آٹھویں نویں صدی ہجری میں لکھا گیا ہوگا لیکن مخطوطے کی زبان اس قیاس کی ہمنوائی نہیں کرتی۔

آغاز "پہلی نقل" کے عنوان کے بعد بسم اللہ لکھ کر لکھا ہے

دو عورت ایک بچے کے واسطے آپس میں جھگڑتے تھے اور کوئی شاہد اپنے قضیئے کا نہیں رکھتے تھے۔ آخر دے دونوں قاضی کے پاس جا کر انصاف اور داد چاہے۔ قاضی ان دونوں کی بات چیت سن کر جلاد کو حکم دیا کہ اس بچے کو دو ٹکڑے کر اور دونوں کو دے۔ جب یہ بات وہ دونوں سنے تب یک خاموش رہی۔ دوسری شور و غوغا کرنے لگی کہ اے قاضی خدا کے واسطے اس بچے کو دو ٹکڑے مت کر یہ عورت مجھ پر ظلم کرنے سے میں انصاف کے لئے تجھ پاس آئی ہوں۔ اگر ایسا انصاف ہے تو میں بچے کو نہیں چاہتی ہوں۔ قاضی یہ بات سنتے ہی یقین جانا کہ اس بچے کی ماں یہی ہے جو فریاد کرتی ہے۔ بعد بچے کو اس کے حوالے کیا اور دوسری کو تازیانے مار کر نکال دیا۔

اختتام:-

دوسرے حصے کی آخری حکایت کا اختصار یہ ہے کہ ایک بادشاہ مسمی یوسف سے ایک غلام مانگا تا کہ اسے اپنا علم سکھائے۔ وہ غلام ایک زاہد کا ہمنشین تھا۔ اس لئے جادوگر کے پاس جانے میں اکثر دیر ہوتی تھی۔ جادوگر نے غلام کو مارا۔ غلام نے اس سختی کا حال زاہد سے کہا تو اس نے سمجھایا کہ اگر تجھے دیر ہو تو جادوگر سے کہنا کہ گھر پر کام تھا اور گھر کہنا کہ جادوگر کے یہاں دیر ہو گئی۔

ایک روز غلام کو راستے میں ایک سانپ ملا۔ اس نے دو کنکریاں اٹھائیں اور کہا کہ اے خدا اگر ساحر کا حکم زاہد کے حکم سے تیرے نزدیک بہتر ہے تو اس سانپ کو

Marfat.com

مار دے لیکن پہلی کنکر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا کہ اے خدا اگر حکم زاہد کا ساحر سے بہتر ہے تو یہ سانپ مر جائے۔ اس سنگریزے سے وہ سانپ مر گیا۔ غلام نے یہ تمام کیفیت زاہد سے بیان کی۔ زاہد نے کہا کہ تو صاحب کرامت ہو گیا۔ خدا نے زاہد کی دعا سے غلام کو ایسی کرامت عطا کی کہ اس کی دعا سے اندھے لوگوں کی آنکھیں اچھی ہونے لگیں۔ اس بادشاہ کا ایک وزیر اندھا تھا۔ اس نے غلام کی شہرت سن کر اس سے کہا کہ اگر تو میری آنکھیں اچھی کر دے تو بہت مال و دولت دوں گا۔ انجام کر غلام کی دعا سے وزیر کی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور وزیر نے خدا پرستی اختیار کی۔ ایک روز بادشاہ مذکور نے جو دعوائے خدائی کرتا تھا، وزیر سے کہا کہ تیری آنکھیں کس نے اچھی کر دیں اس نے جواب دیا کہ اس خدا نے جو میرا اور تیرا خالق ہے۔ اس پر بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اول وزیر کو پھر زاہد کو آرے سے چروا دیا۔ اور غلام کو مختلف طریقوں سے مار ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر وہ ہر مرتبہ زندہ سلامت بچ گیا۔

آخری الفاظ یہ ہیں :۔

جان اے عزیز سالکین راہ یقین، دین حق کے واسطے کیسی کیسی رنج و محنت و مشقت اپنے اوپر گوارا رکھے تھے۔ چاہیئے کہ ہر مومن، دین داری میں اسی طور سے ثابت قدم رہے۔ خدائے مہربان تمام مسلمانوں کو تیں توفیق علم کے عمل کی دیوے۔ آمین۔ تم آمین

ترقیمہ :۔ تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔ بتاریخ ہفتم صفر المظفر ۱۲۶۷ھ نبوی دوازدہم دسمبر ۱۸۵۰ عیسوی۔

Marfat.com

Marfat.com

تذکرے

Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ شعرا

سائز ۸×۶ صفحات ۳۸ سطور ۱۷ سنہ تصنیف ۱۱۶۵ھ/۱۱۶۸ سنہ کتابت ۱۳۲۹

یہ تذکرہ مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ کسی صاحب نے میر تقی و قائم کے تذکروں کی مدد سے بطور بیاض اسے مرتب کیا تھا۔ کہنگی کی وجہ سے اوراق کرم خوردہ ہو گئے تھے۔ حسن اتفاق سے یہ مسودہ سید محمد علی ملیح آبادی کے ہاتھ لگ گیا اور موصوف نے ایک مختصر سے مقدمے کا اضافہ کر کے اپنے ذاتی کتب خانے میں داخل کر لیا۔ یہ دیباچہ فارسی میں ہے جس میں سید محمد علی صاحب نے تذکرہ کی نوعیت پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ کہتے ہیں

الحمد للہ رب العالمین۔ ایں تذکرہ میاں محمد قائم است و میر محمد تقی میر است یک جلد از دو تذکرہ را باہم بنا بر تذکرۂ خود ازیں ہا صرف نا اہلے مع تخلص یک یک دو دو شعر فراہم آوردہ و احوال ایشاں بنا بر نوشتہ کہ در تذکرہ خود مولف نوشتہ اند و چند نام شعرائے متاخرین کہ ازیں تذکرہ موصوف داشتہ موجب آں بودہ کہ در تذکرہ خود اینجانب نوشتہ بود در ردیف وار ایں را انتخاب کردہ است در اصل نبود۔"

اس کے بعد شعرائے مندرج کی ردیف وار فہرست دی ہے۔ نکات الشعرا کے کل شعرا کی تعداد ۱۰۳ ہے اور مخزن نکات میں ۱۱۹ شعرا کا تذکرہ ہے لیکن اس انتخاب میں کل ۱۲۳ شعرا کا کلام درج ہے۔ ان میں ۶۸ شعرا ایسے ہیں جو مخزن نکات اور نکات الشعرا دونوں میں ہیں۔ باقی ۵۵ شعرا میں سے کچھ مخزن نکات میں ہیں نکات الشعرا میں نہیں ہیں۔ اور کچھ نکات الشعرا میں ہیں مخزن نکات ان سے خالی ہے۔ سید محمد علی نے دیباچے سے قبل ان شعرا

Marfat.com

کی ایک فہرست لبقید سکونت وجائے پیدائش دی ہے۔ اس فہرست کے مفید ہونے میں شبہ نہیں لیکن لبعض فروگذاشتیں بھی ہوگئی ہیں مثلاً سیوہارہ کے ذیل میں ثاقب کے ساتھ عزلت کا نام بھی لکھا ہے۔ حالانکہ عزلت سورت کے متوطن تھے۔ تعجب ہے کہ ۱۲۳ شعرا میں ۳۴ شعرا کی سکونت کو نامعلوم بتایا ہے۔ ان میں لبعض شعرا ایسے بھی ہیں جن کے وطن یا جائے پیدائش کا ذکر متعلقہ تذکروں میں موجود ہے۔ مثلاً اسد یار خاں انسان جنھیں میر نے "از اکبر آباد بود" لکھا ہے اور مرزا محمد حسن مخلص جو تذکرہ قائم میں "متوطن شاہ جہان آباد" ظاہر کیے گئے ہیں اس تذکرے میں محروم وطن ہیں۔ شاہ حاتم کو شاداب کے ساتھ چاند پور کا ساکن بتایا ہے۔ حالانکہ میر و قائم دونوں کے تذکروں میں انھیں دہلوی لکھا گیا ہے۔ قائم ایسے مشہور شاعر کو جس کے تذکرے سے مدد لی گئی ہے، فہرست میں بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔

شعرا کا تعارف جیسا کہ کاتب نے بیان کیا ہے بیحد مختصر ہے۔ لبعض شعرا کا صرف نام اور تخلص لکھ دیا گیا ہے۔ اس اختصار کا اندازہ ذیل کی تحریات سے ہو گا۔

سراج ۔ متوطن اورنگ آباد

فراق ۔ میر مرتضیٰ قلی خاں (ملازمان) توپ خانہ شاہی

فخری ۔ از شاگردان ولی

فقیر ۔ میر شمس الدین (؟) از خاندان بزرگ بہار

لبعض صفحات پر سید محمد علی کے ذیلی حواشی بھی ہیں۔ تذکرہ منقول منہ میں " مرزا ابوالقاسم ابوالحسن عرف تاناشاہ عبداللہ۔ گنج درجوار حیدر آباد واقع است لکھا تھا۔ اس کی تصریح اسطرح کی گئی ہے۔ تاناشاہ عبداللہ ایک نام نہیں ہے بلکہ عبداللہ قطب شاہ کا داماد ابوالحسن تاناشاہ تھا۔ غالباً کاتب سے سہو ہوا ہے۔ یہ نام لکھنے میں مصنف سے غلطی ہوئی کیونکہ تاناشاہ اور ہے اور عبداللہ اور ہے۔ سید محمد علی ملیح آبادی"

مخطوطہ زیر تبصرہ کا خط پاکیزہ نستعلیق ہے۔ نام و تخلص کسی قدر جلی اور اشعار اس

Marfat.com

سے خفی لکھے ہیں۔ اقدس تخلص کے کسی شاعر نے بعد میں نظر ثانی کر کے اختلاف نسخ کی نشان دہی کی ہے۔ ص۲۳ پر شیخ فرحت اللہ فرحت از اولاد قاضی منظر خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار" کا ذکر ہے اس میں فرحت اللہ کے بعد (المتوفی ۱۱۹۱ھ) اور مدار کے بعد ؎ نشان دے کر درگاہ مکن پورہ ضلع کانپور لکھا ہے۔ اقدس نے حاشیہ پر تحریر کیا ہے۔" اس پر مولوی محمد علی صاحب عرش کا یہ نوٹ ہے اور غالباً سنہ وفات کا اضافہ بھی انھیں کا ہو۔

کاتب مخطوط مولوی سید محمد علی عرش میر سجاد علی کے فرزند ارجمند اور ملیح آباد ضلع لکھنؤ کے باشندے تھے۔ کچھ مدت کانپور میں رہے۔ مولانا حسرت موہانی سے مراسم رکھتے تھے۔ شعر و سخن میں عجز لکھنوی سے تلمذ تھا۔ غالباً یہ مدموہن لال عجز ہیں۔ جو کسی زمانے میں کانپور میں تھے۔ عرش آخر میں حیدرآباد چلے گئے تھے۔ وہاں کے علمی ادبی حلقے میں کافی نامور رہے ۱۳۴۶ھ میں دکن سے وطن واپس ہوئے۔ ۱۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

آغاز ــــــ صفحہ اول سے قبل ایک زائد صفحہ ہے جس میں "کلمات الشعرا مملوکہ سید محمد علی ملیح آبادی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۲۹" تحریر ہے۔ دوسرے ورق پر لکھا ہے

تذکرۂ شعرائے ہند

مولفہ

قائم و میر

جس کو

خاکسار سید محمد علی ملیح آبادی نے ایک قدیم اور کرم خوردہ کشکول سے نقل کر کے باضافہ مقدمہ اپنے خانگی کتب خانے میں داخل کیا۔ ملک پیٹھ۔ مدرسہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ

(۱۲) سادہ اوراق کے بعد فہرست تخلص شعرا باعتبار سکونت و جائے پیدائش مرتب کی ہے جس کے تین صفحات ہیں۔ چوتھا صفحہ سادہ ہے۔ اس کے بعد مختصر مقدمہ اور شعرا کی ردیف وار

Marfat.com

فہرست دی گئی ہے۔ تذکرے کا آغاز فقیر اللہ آزاد سے کیا ہے۔

آزاد۔ فقیر اللہ۔ متوطن حیدرآباد۔ در دہلی ہم آمدہ بود

کوئی کسی ہی فن میں ہم ساتھ بڑا آیا پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

اختتام :-

یقین۔ صدر نشین بزم شعرا متاخرین انعام اللہ خاں

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامہ کا بند برگ گل کی طرح ہر ناخن معطر ہوگیا

کیا کروں مژگان تر کے ابنے ڈالا ہی شور آج بادل بے طرح اٹھے ہیں بوبرسیں گے زور

ترقیمہ :- تمت۔ سید محمد علی ملیح آبادی۔ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۹ھ

( ) فا

تذکرہ گلزار ابراہیم

سائز ۱۰ × ۷ ½ صفحات (۳۷۴) سطور (۱۸) خط نستعلیق۔ کاغذ چکنا

سنہ تصنیف ۱۱۹۴ھ سنہ ۱۱۹۹ھ

یہ نواب علی ابراہیم خاں خلیل کے فارسی تذکرے کا ترجمہ ہے جو سنہ ۹۸-۱۱۹۹ھ میں مکمل ہوا تھا۔ گلزار ابراہیم میں اردو کے ۳۲۰ شاعروں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اصل نسخہ مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے سنہ ۱۹۳۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

زیر نظر مخطوطہ اصل نسخہ فارسی کا دوسرا حصہ ہے جس کا آغاز "میر سوز" کے حالات سے ہوا ہے۔ اس سے پہلے حروف کے شعرا جن میں سن کے مرزا سودا بھی شامل ہیں پہلی جلد یا پہلے حصے میں آچکے ہوں گے۔ اس مخطوطے کی خصوصیت یہ ہے کہ تذکرہ گلزار ابراہیم کی فارسی عبارت

Marfat.com

کو بجنسہ نقل کر کے اس کا لفظی اردو ترجمہ دیا ہے اور اسی کے ساتھ اردو کے منتخب اشعار کو فارسی اشعار میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ تذکرہ صرف اردو داں طبقے کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے مطالعے کے لئے بھی مفید ہو گیا ہے جو صرف فارسی جانتے ہیں۔ نقل احتیاط سے نہیں کی گئی جس کی وجہ سے غلطیاں موجود ہیں۔

حالات مصنف۔ علی ابراہیم خاں پٹنے کے باشندے تھے اور علی و خلیل تخلص کرتے تھے۔ بڑے صاف گو اور منصف مزاج ادیب و مورخ گزرے ہیں ۱۱۹۶ھ ۱۷۸۱ء میں ناظم ضلع بنارس ہوئے۔ حکومت برطانیہ نے ان کو امین الدولہ عزیز الملک نصیر جنگ کا خطاب عطا کیا تھا۔ صاحب سخن شعرا کا بیان ہے کہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر نے ان کو عدالت دیوانی بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔ جرأت کے ایک قطعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی ابراہیم خاں نے ۱۲۰۵ھ میں وفات پائی۔ قطعہ یہ ہے

انسوس صد افسوس گیا برج فنا میں | خورشید عدالت مہ تابان عدالت
کیا ظلم ہے یوں گلشن ہستی سے وہ اٹھ جائے | تھا جس کے سبب سبز گلستان عدالت
جو شمع سے پروانے کو دلوائے حیاتی | ہو جائے وہ گل شمع شبستان عدالت
صد حیف کہ خاموش پڑا وہ تہہ خاک | تھا گرم سخن جو کہ بہ ایوان عدالت
ہو گرمی بازار سخن کیوں نہ بھر اب سرد | منصف نہ رہا تھا جو سخنداں عدالت
جرأت نے بس افسوس کناں یہ کہی تاریخ | لو آہ مٹا مطلع ایوان عدالت

اس قطعہ میں اگرچہ علی ابراہیم خاں کا نام نہیں آیا ہے لیکن دیوان جرأت کے مخطوطے میں جو انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں موجود ہے، لکھا ہے "قطعہ تاریخ رحلت علی ابراہیم خاں کہ در بنارس از طرف صاحبان انگریز مختار عدالت بودند"

نواب علی ابراہیم خاں نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں فارسی شعرا کے دو تذکرے خلاصۃ الکلام اور صحف ابراہیم اور ایک تذکرہ اردو شاعروں کا گلزار ابراہیم بھی شامل ہیں۔ اس کے

Marfat.com

علاوہ وقائع جنگ مرہٹہ تصنیف ۱۲۰۱ھ اور بغاوت راجہ چیت سنگھ والی بنارس دو کتابیں ہیں۔ ان کے خطوط کا مجموعہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔

آغاز۔ سوز تخلص دہلوی نام اس کا سید محمد شاکر قراول پورہ شاہجہان آباد کا ساوات و مشاہیر سخنوروں میں ہے۔ ادا بندی و انداز میں طبع اس کے اس اور فن کمانداری میں ماہر تھا اور دل اس کا آشنا کہتے ہیں۔ خط کو زیبا لکھتا ہے

علی ابراہیم خاں نے سوز کے حالات میں ان کے یہ خود نوشت جملے نقل کئے ہیں۔

"میر سوز شخصے ست کہ ہیچکس را از حلاوتے جز سکوت و اکراہ حاصل نشود۔ ایں نیز از قدرت کمال الٰہی ست کہ ہر یکے بلکہ خار و خسے نسبت کہ بکار چند نیاید پس اگر منکرے سوال کند کہ ناکارۂ محض نیفتادہ است ایں ست کہ نامش سوختنی است۔"

زیر نظر مخطوطے میں اس عبارت کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔

میر سوز وہ شخص ہے کہ کسی کو اس سے حلاوت سوائے سکوت اور اکراہ کے حاصل نہ ہو یہ بھی قدرت کمال الٰہی سے ہے کہ ہر کوئی بلکہ کوئی خار و خس نہیں ہے کہ کسی کام میں نہ آوے پس اگر کوئی منکر سوال کرے کہ ناکارہ محض نہیں پڑا ہے۔ یہ ہے کہ نام اس کا سوختنی ہے۔"

ترجمے کی یہی روش اشعار میں بھی قائم ہے۔ سوز کا پہلا شعر ہے ؎

سر دیوان پہ اپنے جو بسم اللہ نہیں لکھتا ۔۔۔ بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا

اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:۔

"بر سر دیوانِ خود اگر بسم اللہ من می نوشتم بجائے مد بسم اللہ مد آہ من می نویسم۔"

انہیں کا ایک اور شعر ہے ؎

دل کے ہاتھوں بہت خراب ہوا ۔۔۔ جل گیا ہوں کیا کباب ہوا

اس شعر کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے ؎

"از دستہائے دل بسیار خراب شدم سوختم بریاں شد کباب شدم۔"

Marfat.com

اختتام ۔ مخطوطہ حسن علی خاں یاس کے اس شعر پر ختم ہوا ہے ؎

مجھ کو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہیں — اتنا نہ ناز کر صنم بندے کا کیا خدا نہیں

مرا یقین شد دل تو آں نماندہ ایں قدر ناز مکن اے صنم چہ خدائے بندہ نیست ۔

مطبوعہ گلزار ابراہیم میں یاس کے بعد ابوالحسن خسرو دہلوی کا تذکرہ ہے لیکن زیر نظر مخطوطہ اس سے خالی ہے ۔

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے ۔

گلشن ہند

( )

سائز ۱۰ × ۷ صفحات ۱۹۵ سطور ۱۳ سنہ تصنیف ۱۲۱۵ھ و سنہ کتابت ۱۲۴۳ھ

گلشن ہند اردو کے مشہور مصنّف مرزا علی لطف کا معروف تذکرہ ہے ۔ یہ تذکرہ سنہ ۱۹۰۶ء میں عبداللہ خاں حیدرآبادی نے مطبع رفاہ عام لاہور میں چھپوا کر شائع کر دیا تھا جس میں بابائے اردو مرحوم کا بسیط مقدمہ بھی شامل ہے ۔ مطبوعہ گلشن ہند میں ان مشہور شعرائے اردو کے کلام کا انتخاب درج کیا گیا ہے جن کے دواوین دستیاب ہوتے ہیں اور غیر مشہور شعرا کا کلام بجنسہ شامل ہے ۔ لیکن اس مخطوطے میں مشاہیر کا کلام بھی کثرت سے ہے میر تقی کا کلام ۳۳ صفحات میں، مرزا سودا کا ۴۰ صفحات میں اور خواجہ درد کا کلام ۲۶ صفحات میں پھیلا ہوا ہے خود اپنے کلام کے لئے مصنف نے ۴ صفحات وقف کئے ہیں ۔ اس میں غزلیات کے علاوہ قصائد بھی ہیں اور ایک پوری مثنوی بھی ہے ۔ مثنوی کے اشعار چار سو سے زائد ہیں ۔ زیر تبصرہ مخطوطہ کا خط نستعلیق ہے ۔ شعرا کے تخلص سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ۔ نثر کے ہر فقرے کے بعد سرخی سے چھوٹا سا دائرہ بنایا گیا ہے ۔ یہ صورت مصرعوں کے آخر میں بھی ہے ۔ اشعار یک سطری نہیں لکھے گئے بلکہ نثر کے انداز میں لکھے گئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مصرعے ٹکڑے

Marfat.com

ہو کر دو سطروں میں بٹ گئے ہیں۔ کتابت کاتب نے احتیاط سے نہیں کی ہے اس لئے جگہ جگہ اغلاط ہیں۔ مثلاً آرزو کا سنہ وفات عبارت میں گیارہ سو انہتر ہجری دیا ہے لیکن سنہ سول میں ۱۱۷۹ لکھا ہے۔ اسی طرح آبرو کے آخری شعر کے دوسرے مصرعے میں "کچھ" زیادہ لکھدیا ہے۔ جس سے مصرع وزن سے ساقط ہو گیا ہے۔ مطلع یہ ہے ۔

اوٹھہ چیت کیوں جنوں ستی خاطر نخست کی
آئی کچھ بہار تجھ کو خبر ہے بسنت کی

انشا کے حال میں ہے کہ "بالفعل کہ سنہ بارہ سو ہجری ہیں۔ اس میں بارہ سو کے بعد پندرہ لکھنے سے رہ گیا ہے۔ امانی کے لئے کہتے ہیں "امانی تخلص میر امانی نام شاہجہاں آباد خلف ہیں خواجہ "ان" میں "کے" "یہ" ان میں "اٹھی" کی جگہ لکھا گیا ہے۔ شیخ محمد عابد عظیم آبادی شیخ محمد روشن جوشش کے بھائی تھے اور دل تخلص کرتے تھے لیکن ان کا تخلص دیوانہ لکھ دیا ہے۔ غالباً یہ غلطی اس وجہ سے واقع ہوئی کہ اسکے معاً بعد رائے سرب سنگھ دیوانہ کا بیان تھا۔ رواروی میں دونوں جگہ دیوانہ درج ہو گیا۔

مرزا علی لطف نے گلشن ہند کے بارے میں جو قطعہ تاریخ لکھا ہے اس کا آخری شعر یہ ہے ۔

حیراں پھرے ہیں بے سر و پا بہمن اودے   تاریخ اس کی جب ہے کہ "رشک بہشت" ہے

"رشک بہشت" کے اعداد (۱۲۲۷) میں سے (۱۲) کا تخرجہ کیا گیا ہے اور یہ تخرجہ بہمن اور دے کے بے سر و پا کر دینے سے حاصل ہوا ہے لیکن یہاں یہ دونوں لفظ بے سر و پا نہیں ہوتے۔ بہمن بے سر ہوتا ہے اور دے بے پا یعنی بے کے (۲) اور ی کے (۱۰) ملا کر ۱۲ کا تخرجہ ہے۔ اگر ان میں سے ہر ایک کو بے سر و پا کیا جاتا تو "دے" بالکل ہی ختم ہو جاتا۔ کیونکہ اس میں سر و پا کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔ نیز بہمن و دے کے سر و پا (ب۔ن۔ د۔ے) کے عدد (۶۶) ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ۱۲۲۷ میں سے ۶۶ منہا کرنے کے بعد

Marfat.com

۱۱۶۱ باقی رہتے ہیں جو گلشن ہند کا سنہ تصنیف نہیں ہے۔ پہلے مصرعہ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں کہ بہن کو بے سر اور دے کو بے پا کر کے تاریخ برآمد ہوتی ہے

زیر نظر مخطوطے میں آصف الدولہ کا قطعہ تاریخ وفات بھی غلط کتابت ہوا ہے۔ اس قطعہ کا آخری شعر یہ ہے ؎

بولے یوں دور کر کے حجب وعناد　　　آج گل ہند کا چراغ ہوا

دوسرے مصرعے کے اعداد (۱۳۵۰) ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے حجب وعناد کے عدد (۱۴۴) خارج کر دیں تو ۱۲۰۶ باقی بچتے ہیں۔ یہ آصف کا سنہ وفات نہیں ہے۔ وہ ۱۲۱۲ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

مخطوطے کا رسم الخط قدیم ہے جس میں ک و گ کی یکسانی ہے۔ یائے مجہول عام طور پر نہیں لکھی۔ دونوں مقامات پر یائے معروف سے کام لیا ہے۔ اور اس کے نقطے قائم ہیں۔ چڑاکو چُڈا' اس کو اس تحریر کیا ہے۔ حروف جار بیشتر مقامات پر مجرور کے ساتھ ملا کر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً

یمن قدم سے اس کے جہاں میں خوشی کے ساتھ　　　زائل ہوئی ہے اس قدر اب صورت ملال

حالات مصنف - گلشن ہند میں لطف نے اپنے حالات بہت مختصر لکھے ہیں۔ ان کا نام مرزا علی خاں تھا۔ وہ کاظم بیگ خاں، ہجری اسطر آبادی کے لڑکے تھے جو ۱۱۵۲ھ میں نادر شاہ کے ساتھ ہندوستان آئے تھے اور صفدر جنگ کے توسط سے دربار شاہی تک پہنچ گئے تھے۔

لطف کہتے ہیں کہ وہ فارسی میں اپنے باپ ہی کے شاگرد ہیں اور اردو میں کسی کے شاگرد نہیں ہیں لیکن عبدالغفور خاں نساخ نے انہیں مرزا محمد رفیع سودا کا شاگرد لکھا ہے اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے اس بیان کو غلط بتایا ہے کہ وہ میر تقی کے شاگرد تھے لیکن شعرا لشعرا صاحب تذکرۂ خوش معرکہ کا بیان ہے کہ مرزا علی لطف کو شاہ شرف الدین علول سے تلمذ تھا۔

Marfat.com

لطف کی پیدائش دہلی میں ہوئی اور وہیں پلے بڑھے۔ تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دوسرے اہل کمال کی طرح شہر سے نکلے اور بریلی ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچے۔ وہ لکھنؤ سے حیدرآباد جانا چاہتے تھے کہ ۱۲۱۵ھ میں مسٹر گل کرائسٹ کی فرمائش پر نواب علی ابراہیم خاں خلیل کے گلزار ابراہیم سے مدد لے کر اور کچھ اضافہ کر کے اردو نثر میں گلشن ہند لکھا جو اپنی نوعیت کا پہلا تذکرہ ہے۔ غالباً اس کے بعد وہ حیدرآباد چلے گئے تھے اور وہاں ارسطو جاہ اعظم الامراء اور میر عالم وزرائے حیدرآباد کے دربار میں توسّل حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ان کے قصیدوں سے ظاہر ہے۔ نواب عبداللہ خاں ضیغم نے یادگار ضیغم میں جس کا مخطوطہ ادبیات اردو حیدرآباد میں محفوظ ہے، لطف کا سنہ وفات ۱۲۳۰ھ دیا ہے (تذکرۂ مخطوطات سوم ص ۱۳۴)

لطف فارسی و اردو دونوں زبانوں کے اچھے شاعر تھے دو چار شاگرد بھی کر لئے تھے ان کی تصنیف سے ایک عاشقانہ مثنوی بھی ہے جو تمام و کمال اس تذکرے میں نقل کر دی گئی ہے

آغاز ۔ سر صفحہ "یا علی ادرکنی" لکھا ہے۔ اس کے نیچے رب یسر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وتمم بالخیر" ہے۔ اس کے بعد تذکرے کا آغاز ان الفاظ سے ہے :۔

رعنائی اور زیبائی دلبرانِ سخن کو اوس زینت آفریں کی حمد سے حاصل ہے جس نے معشوقان زبان ریختہ کو یہ لباسِ بوقلموں رنگ پہنایا۔

اختتام ۔ اندھیر ہے جہاں میں کہ اب شامیوں کے ساتھ

ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

ترقیمہ ۔ بتاریخ شانزدہم شہر جمادی الثانی ۱۲۱۳ھ باختتام رسید

ترقیمہ کے بعد دو صفحے سادہ ہیں۔ تیسرے صفحے پر فارسی کی چار رباعیاں ہیں۔ دو صفحات پھر خالی ہیں۔ چھٹے صفحہ پر ایک فارسی غزل کے چار شعر نقل کئے گئے ہیں۔ دو صفحے پھر سادہ ہیں اس کے بعد سات شعر کی ایک اردو غزل ہے۔ ممکن ہے کہ یہ غزل ساقی تخلص کے کسی شاعر کی ہو۔ پہلا اور آخری شعر یہ ہے ؎

Marfat.com

آپ کل شب سے جو ہیں چپ یہ جبیں باندھ رہے
دل کے بیچ جتنے مقاصد سوز میں باندھ رہے
ترک چشم صنم عربدہ جو لے ساقی
ایک پر ایک ازحد رہ کیں باندھ رہے

۱۱

گلشن ہند (دوسرا نسخہ)

سائز ۱۰ × ۶ ۳/۴ صفحات ۳۶۴ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۲۱۵ھ
سنہ کتابت ×

گلشن ہند کا یہ مخطوطہ پہلے مخطوطے کے مقابلے میں زیادہ ضخیم ہے۔ شعرا اگرچہ وہی ہیں جو پہلے مخطوطے میں آئے ہیں لیکن کلام کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ جدولیں۔ شعرا کے تخلص اور ردلیف کے عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔ لکھنے کا انداز قدیم ہے جس میں یائے معروف کا استعمال عام طور پر ہے اور یائے مجہول کہیں کہیں نظر آتی ہے۔ ک کی طرح گ کا بھی ایک ہی مرکز ہے۔ ہائے ہوز اور ہائے دوچشمی ایک دوسرے کی جگہ لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ؎

غمنی لیا ہی گھیر مجھی یہاں تلک کہ اب دیتا ہی ساتھ دینی سی مجھ کو جواب دل

لفظوں کو ملا کر لکھنے کا نمونہ ان ابیات میں دیکھیے ؎

وہ مرغ ناتواں ہوں کہ صحن چمن سی میں بے پر وبال نہ پہنچ سکوں آشیاں تلک
رکھیں قلمکو مدح میں ایسوں کی سرنگوں سجدہ کریں جنہونکو زمیں و زماں تلک

"سورت" کو "صورت" کی صورت میں تحریر کیا ہے اور چاندپور نگینہ کو چاندپور نگینہ لکھا ہے۔ عالی نسب کو عالی نصب بنا دیا ہے۔

Marfat.com

اگرچہ مؤلف نے حتی الامکان صحتِ واقعات کا کافی خیال رکھا ہے۔ پھر بھی کہیں کہیں لغزش ہو گئی ہے۔ مثلاً مصحفی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بالفعل کہ ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری ہیں ایک چودہ برس سے اوقات لکھنؤ میں بسر کرتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ایک ہی جگہہ رہتے ہوں مصحفی کو "ساکن امروہہ کا" تو لکھ دیا مگر نام معلوم کرنے یا تحریر کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اس بیان سے کہ ۱۲۱۵ھ میں مصحفی کو لکھنؤ میں آئے ہوئے چودہ برس ہو چکے تھے ایک غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ وہ ۱۲۰۱ھ میں دہلی سے لکھنؤ پہنچے تھے۔ حالانکہ یہ صراحت بالکل خلاف واقعہ ہے مصحفی نے دہلی سے روانہ ہونے کا ارادہ اور لکھنؤ پہنچنے کا سنہ خود ۱۱۹۸ھ بتایا ہے۔ پھر ان کے دونوں تذکروں کا ذکر بھی نہیں کیا جو ۱۲۱۵ھ سے پہلے تصنیف ہو چکے تھے۔ میر حسن کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک تذکرہ بھی ہندی گویوں کا زبانِ ریختہ میں لکھا ہے۔" اہل تحقیق جانتے ہیں کہ میر حسن کا تذکرۂ شعرا زبان ریختہ میں نہیں ہے۔ زبانِ فارسی میں ہے۔ آصف الدولہ کی وفات کا مادۂ تاریخ صحیح درج نہیں کیا۔ یعنی آخری مصرعے کے اعداد (۱۳۰۵) میں سے حجاب عناد کا تخرجہ کیا ہے۔ اس طرح سنہ وفات ۱۲۱۱ھ ہو جاتا ہے۔

آغاز۔ تذکرہ شروع کرنے سے قبل ایک صفحہ پر یہ شعر درج ہے شاعر کا نام درج نہیں ہے ؎

غالب ہے دیکھیں رونے میں تو ابر تر کہ ہم
برساتا تھا ہے چشموں سے لخت جگر کہ ہم

اس کی پشت پر بابو ولد مارو کی چھوٹی سی مربع دو مہریں ہیں جن میں ۱۳۰۵ھ درج ہے۔ اس کے بعد اس طرح آغاز کیا ہے ؎

تذکرۂ گلشن ہند

وبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نستعین

رعنائی اور زیبائی دلبران سخن کو اس زینت آفریں کی حمد سے حاصل ہے جس نے معشوقان

Marfat.com

زبانِ ریختہ کو یہ لباس بوقلموں پہنایا۔

اختتام۔ مخطوطہ یک رنگ کے اسی شعر پر ختم ہوا ہے جو نسخہ اول کے آخر میں ہے۔

سنہ کتابت اور اسم کاتب درج نہیں ہے

۱۵ گلشن ہند (تیسرا نسخہ)

سائز ۹ ½ × ۶ صفحات ۲۳۲ سطور ۱۲ سنہ تصنیف ۱۲۱۵ھ سنہ کتابت ×

گلشنِ ہند کا یہ مخطوطہ ناقص الآخر بھی ہے اور ناقص الاوسط بھی۔ شیخ محمد روشن جوشش تک ۶۲ شعرا کے حالات موجود ہیں۔ اس میں بھی جوشش کے (۱۹۳) اشعار لکھنے کے بعد اگلے شعر کا جزو اول "یوں پاس" لکھ کر چھوڑ دیا ہے۔ صفحہ کی باقی جگہ سادہ ہے۔ شیخ ظہور الدین حاتم سے سید عبدالولی عزلت تک ۱۹ شعرا کے نہ حالات ہیں نہ کلام ہے۔ البتہ عزلت کے (۱۹) آخری اشعار موجود ہیں۔ شاہ رکن الدین عشق سے مصنف تک (۱۰) شاعروں کے حالات و کلام پر مخطوطہ ختم ہو گیا ہے۔ لطف کے حالات کے بعد ۶ صفحات سادہ چھوڑ کر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ان کا کلام شروع کیا ہے۔ تخلص کی جگہ خالی چھوڑی ہے۔ شاید بعد میں سرخی سے لکھنے کا ارادہ ہو۔ لعبد کے پندرہ شعر نذار دہیں۔ ربتیر دتمم بالخیر اور شعرا کے نام سرخ روشنائی سے لکھے ہیں خط پاکیزہ نستعلیق ہے۔ شاہ عالم آفتاب کے حال میں ان کی فارسی غزل کو حاشیہ پر درج کر دیا ہے۔ چند صفحات تک کسی صاحب نے پنسل سے ان لفظوں کی تصحیح کی ہے جو اصل مخطوطے میں غلط تحریر ہیں۔ پہلے دونوں مخطوطوں کے خلاف زیر تبصرہ مخطوطہ میں آصف الدولہ کی تاریخ وفات کا شعر آخر بالکل صحیح درج کیا ہے یعنی

بولے یوں دو رکر کے عیب عناد　　آج گل ہند کا چراغ ہوا

اس سے صحیح سنہ وفات برآمد ہوتا ہے۔

Marfat.com

آغاز۔ رعنائی و زیبائی دلبران سخن کو اس زینت آفریں کی حمد سے حاصل ہے جس نے زبانِ ریختہ کو یہ لباس بو قلموں رنگ پہنایا۔

اختتام۔ مخطوطے کا اختتام لطف کے اس شعر پر ہوا ہے ؎

ہوا آوارہ ہندوستان سی... آگے خدا جانے
دکن کے سالوں نے مارا انگین کے گوروں نے
(انگلینڈ)

ہو ھرسی ....

سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ صرف تمت تمام شد کار من نظام شد لکھا ہے۔

گلشن ہند (چوتھا نسخہ)

سائز ۱۱ × ۷ ½، صفحات ۲۵۵ سطور ۱۷ سنہ تصنیف ۱۵ ۱۲ھ

سنہ کتابت ۱۲۵۴ھ

زیر تبصرہ مخطوطے کا خط نستعلیق تو ہے مگر کسی قدر شکستگی لئے ہوئے ہے۔ بین السطور کافی ہے۔ شاعروں کے تخلص اور دوسرے عنوانات یک سطری ہیں اور سرخ روشنائی میں ہیں۔ نثر کے دوران بھی تخلص کو سرخی سے نمایاں کیا گیا ہے۔ انتخاب کلام کا عنوان ہر مقام پر نظم ہے۔ املا کے لحاظ سے یہ نسخہ باقی تین نسخوں سے بہتر ہے۔ مصنف نے اپنا کلام ۱۷ صفحات میں درج کیا ہے اور پہلے کے تین مخطوطوں سے زیادہ ہے۔ اشعار میں جہاں شاعر کا تخلص آیا ہے وہاں سرخی کی ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے تاکہ تخلص نمایاں رہے۔

تیسرے نسخے کی طرح آصف الدولہ کا قطعہ تاریخ اس میں بھی صحیح درج ہے۔

بعض مقامات پر سہو کاتب نظر آتا ہے مثلاً محمد شاکر ناجی کے سلسلہ میں ان کے استاد کا نام شاہ نجم الدین تو ضرور لکھا ہے مگر تخلص آبرو کی جگہ آرزو لکھا گیا ہے۔ میر غلام حیدر مجذوب کا تخلص محبوب ظاہر کیا ہے۔

مخطوطے کے پہلے صفحے پر تحریر ہے کہ " یہ کتاب تذکرۃ الشعرائے ہندی ملکیت سے

Marfat.com

منشی میر قادر علی کرمانی کی ہے۔" اس کی ذیل میں گلشن ہند ازمیر زا علی لطف) ترجمہ گلزار ابراہیم (علی ابراہیم خاں) ۱۱۹۸ھ لکھا ہے۔

عام مخطوطات کی طرح رب یسر و تمم بالخیر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد آغاز تذکرہ ہے۔

آغاز۔ رعنائی و زیبائی دلبران سخن کو اس زینت آفرین کی حمد سے حاصل ہے جس نے معشوقان زبان ریختہ کو یہ لباس بوقلموں رنگ پہنایا۔

اختتام۔ یکرنگ کے اس شعر پر ہے جو دوسرے مکمل نسخوں میں بھی ہے ؎

اندھیرے جہاں میں کراب شامیوں کے ہاتھ ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

ترقیمہ۔ تمت الکتاب بعون ملک الوہاب بتاریخ پانزدہم محرم الحرام ۱۲۵۴ھ ہجری روز چہارشنبہ بوقت صبح بمقام چھاؤنی سکندرآباد کہ متعلقہ حیدرآباد بید احقر عبدالقادر متوطن امتیاز گڈھ عرف دھونی صوبہ دارالظفر بیجاپور بخط خام صورت اختتام پذیرفت پیوست۔

تذکرۂ گلشن راز

سائز ۸ × ۶ صفحات ۲۳۶ سطور ۱۱ سنہ تصنیف ۱۱۶۶ھ

اس تذکرہ کا دوسرا نام تذکرۂ بے بدل بھی ہے۔ یہ وہی تذکرہ ہے جو تذکرۂ ریختہ گویاں کے نام سے ۱۹۳۳ء میں انجمن ترقی اردو کی جانب سے چھپ چکا ہے۔ جس مخطوطے کو سامنے رکھ کر تذکرہ ریختہ طبع ہوا تھا وہ اس وقت موجود نہیں جس سے معلوم ہو سکتا کہ اس مخطوطے کے کاتب نے تذکرہ کا نام کیا لکھا تھا۔ مطبوعہ نسخہ کے ترقیمہ میں کاتب و تاریخ کتابت کی تصریح تو موجود ہے لیکن کتاب کے نام کی صراحت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ "تذکرہ ریختہ گویاں" نام مصنف کے دیباچے کے اس فقرے سے اخذ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

بعد ہذا آشنایان ایں فن را مخفی نماند کہ چوں تذکرہ ریختہ گویاں است شمہ از معنی ریختہ بہ ترتیب سخن در مطاوی خطبہ مذکور می گردد والی اللہ خیر الامور"
(صہ)

لیکن یہاں "تذکرہ ریختہ گویاں" نام کے طور پر استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کا مقصد ریختہ کہنے والوں کا تذکرہ ظاہر کرنا ہے۔ اور اس بنا پر اسے "تذکرہ ریختہ گویاں" نام دینا صحیح نہیں۔ اصلی نام گلشن راز ہی معلوم ہوتا ہے۔

یہ مخطوطہ محمد شریف عاجز نے عبد الغنی کے لیے نقل کیا۔ افسوس ہے کہ کاتب نے روز شنبہ اور وقت سعد تو لکھ دیا لیکن سنہ مہینہ اور تاریخ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اگر سنہ بھی لکھ دیا جاتا تو مخطوطے کی قدامت کا پتا چل جاتا۔

صفحہ اول پر "کتاب گلشن راز" یعنی تذکرۂ بے بدل ہندی از تصنیف فتح علی خاں" اور صفحہ دوم پر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قبل "تذکرہ بے بدل ہندی از تصنیف فتح علی خاں" تحریر ہے۔

کاتب نے جا بجا ہائے مدورہ کے بدلے ہائے مخلوط اور ہائے مخلوط کی جگہ ہائے مدورہ تحریر کی ہے۔ مثلاً سجاد کے اس شعر میں

کھا دلنی اتنا تو خو بو نکتیں یو دیکھو کی اپنا کیا پا یگا

گ ہیں دو مرکز کسی جگہ نہیں ہیں۔ نے کو نی، کی کو کے، تم نے کو تمنے، اک کو ایک دیکھیہ کو دیک تحریر کیا ہے۔ بہت کو وزن کے خلاف بہوت لکھا ہے۔ کاف بیانیہ کو "کی" بنایا ہے ؎

کیا کرے پاؤں بھی کی جنگل ہیں کچھہ نہیں آبلوں سے چل سکتا

جو لکی تمکوں بھلا جان دھی بھر دھی دل برا تمنے کیا ھم سے بھوت خوب کیا

Marfat.com

اس مخطوطے کی ترتیب ابتدا میں مطبوعہ نسخہ کے مطابق ہے لیکن سودا کے بعد حالات تو درکنار تخلص بھی درج نہیں کیئے گئے۔ صرف کلام نقل کر لیا گیا ہے جو کہیں مبیت کہیں فرد اور کہیں رباعی کے عنوان کے تحت ہے۔ دو ایک جگہ غزل کا عنوان بھی ہے۔ ریختے میں عام طور پر ایک ردیف کے وہ اشعار ہیں جن کی تعداد دو سے زائد ہے جو دو بیتیں ایک ہی ردیف کی ہیں خواہ کسی وزن کی ہوں انھیں رباعی لکھا گیا ہے

یقین کے اشعار میں ایک جگہ العیاذ کو العیاث لکھا ہے اور اس شعر کے دونوں مصرعوں کو مقدم و موخر بنا دیا ہے ے

کون رکھے قامت رعنا پہ تیرے جبکہ یقیں
غیر شاعر کون دے اس مصرع موزوں کی داد

صـ ۱۶۳ پر شید سنگھ ظہور کا ایک شعر ہے ے

چمن میں با ملنے مجھ کو نہ آشیاں دینا
گلوں سے ملنے کی رخصت تو باغباں دینا

اس شعر کا عنوان "قطعہ" ہے

تمام عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

مخطوطہ میں "گھاسی" تخلص کے شاعر کا کوئی شعر موجود نہیں ہے حالانکہ مطبوعہ نسخہ میں ہے۔ انتخاب اشعار میں کمی بیشی بھی ہے مثلاً مخطوطہ میں خواجہ حسن الدین بیان کے حال میں نیز خواجہ احسن الدین بیان لکھ کر ان کے اشعار دیئے گئے ہیں۔ مگر ابتدائی تین شعر ندارد ہیں۔ ان اشعار میں وہ شعر بھی ہے جو بیان نے اپنے استاد کی تعریف میں کہا ہے ے

بندے سے ثنا حضرت استاد کی کیا ہو
مظہر ہے خداوند کی وہ شان اتم کا

اسی طرح سید عبدالوہاب یکرو کے دو شعر جو مطبوعہ نسخہ میں موجود ہیں اس نسخے میں نہیں ہیں۔

بعض اشعار مخطوطے میں ایسے بھی ہیں جن سے مطبوعہ تذکرہ خالی ہے۔ مثلاً سجاد کے یہ دو شعر

ے ہوتا نہیں ہے قلب میں عاشق کے ساصاف
جس سیم تن کے ہوتی ہے کچھ دل کے بیچ کھوٹ

رو دیا ترت یار نے سجاد
جب مری چشم سے ملائی چشم

Marfat.com

چند اور شعرا کے اشعار بھی اس مخطوطے میں زائد ہیں۔ جن کا اضافہ تذکرہ ریختہ گویاں کی آئندہ اشاعت میں کر دیا جائے تو بہتر ہو۔

ذیل میں وہ اشعار درج کیے جاتے ہیں جو زیر تبصرہ مخطوطے میں زائد ہیں۔

حسن علی شوقؔ سے

اے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا
وقتیکہ میں دعا ہی سے جب ہاتھ اٹھا چکا

طالعؔ سے

ناز و کرشمہ، غمزہ، ادا، عشوہ و خرام
یہ سب ہیں ان بتاں میں اک دلبری نہیں

سید عبد الولی عزلتؔ سے

سوچ بوجھ ان کی نہ ہو کیونکر ہوئی میخواری
چشم ہے جام و دل بادہ کشاں ہے شیشہ

صحرا کی دیوار نکلی ہیں اوڑا مثل غبار؟
اب گرد رہ رفتار ہوں کن کا اُن کا؟

جو راہ کعبہ وحدت بھولے کی طرح سوجھے
مٹا کثرت کے جادہ کو طواف اپنا کیا کیجیے

محمد قیام الدین قائمؔ سے

ایسا ہی جو دل نہ رہ سکے گا
ٹک دور سے دیکھ جائیں گے ہم

قدرتؔ سے

کہتا ہے مجھ کو زخم ہے یک آرزو ہنوز
سو زخم کھا چکا ہے دل اس پہ جگر چلا

مرزا مظہرؔ سے

شاخ گل جلتے نہیں یہ بلبلو کہ باغ میں
ہاتھ اپنے کے شعلے سے جلاتی ہے بہار

الٰہی درد و غم کی زیست کا حال کیا ہوتا
محبت گر ہماری چشم تر سے مینہ نہ برساتی

Marfat.com

توفیق دے تو شور سے اک دم تو چپ رہے — آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

یقینؔ سے

جفائے دلبراں پر صبر کرنا ہی مناسب ہے — یقینؔ دعویٰ وفا کا کر کے اب فریاد کیا کیجے

یقینؔ تقلید سے سرمست ...... — یہ ممکن ہے کہاں پر سر بھیڑا فرہاد کو پہنچے

ان پری زادوں نے کیا پیر مجھے — کر دیا ضعف سے جوں سایہ زمیں گیر مجھے

حالات مصنف - گلشن راز کے مصنف سید فتح علی خاں گردیزی حسینیؔ تخلص کرتے تھے۔ وہ اردو شاعری کے اعتبار سے چنداں مشہور نہیں البتہ فارسی اچھی لکھتے تھے تذکرہ صبح گلشن میں مولوی صدیق حسن خاں نے ان کے جو حالات دیئے ہیں ان کا مفاد یہ ہے کہ حسینی کے والد سید عوض علی خاں فرخ سیر و محمد شاہ کے عہد میں نواب ظفر خاں برادر صمصام الدولہ کی رفاقت میں نیابت صوبہ لاہور کے عہدے پر سرفراز رہے اور سکھوں کی تنبیہہ و تہدید میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔ اکابر سادات حسینی کے ایک بغدادی خاندان میں ایک عفیفہ سے ان کی شادی ہوئی جن کے بطن سے حسینیؔ پیدا ہوئے۔ سن تمیز کو پہنچ کر علوم ظاہری قاضی مبارک گوپاموی شارح سلم سے حاصل کئے اور علوم باطنی میں اپنے والد کے اشارہ سے بہ عالم رؤیا سید سعد جہاں شاہ آبادی سے فیض پایا۔ ۹۵ سال کی عمر پا کر ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی اور ترکمان شاہ کی درگاہ کے قریب اپنے والد کے مزار کے پاس دفن ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے فارسی دیوان میں پندرہ ہزار اشعار تھے۔

حسینیؔ نے گلشن راز کے سوا بعض اور کتابیں بھی تصنیف کی تھیں جن کی تفصیل مطبوعہ تذکرہ میں موجود ہے۔

ترقیمہ:- تمت تمام شد کار من نظام شد

Marfat.com

تمام شد کتاب گلشن راز بحبت خان عالی شان ملبند مکان قبلۂ جہاں عبد الغنی

خاں فیض رساں سلمہ الرحمان نوشتہ شد از دست فقیر حقیر مسکین فدوی

دعا گوی و دولت جوئے امیدوار فضل و کرم بندہ درگاہ محمد شریف عاجز

ہر کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

تمام شد بروز شنبہ بوقت سعد

صفحہ آخر پر ٹیپو سلطان محمد خاں ترین کی دو مستطیل مہریں ثبت ہیں جن کی لمبائی

چوڑائی تقریباً ایک انچ اور پون انچ ہے۔

عمدہ منتخبہ

سائز ۱۲×۶ صفحات ۲۹۵ سطر ۱۶ ۳ صفحات تک ۲۵ بعد میں ۱۵ سنہ تصنیف

۱۲۲۴ھ سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

یہ وہ معروف تذکرہ ہے جس کا کوئی مکمل نسخہ ہندوستان و پاکستان میں موجود نہیں

تھا۔ دو تین سال ہوئے خواجہ احمد فاروقی نے اسے مرتب کیا ہے اور چھپ گیا ہے۔ مطبوعہ

عمدہ منتخبہ کے دیباچے میں اس کے دو مخطوطوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے ایک پیرس میں ہے

اور ایک لندن میں تیسرا نسخہ یہ ہے جسے فاروقی صاحب نے مولوی عبد الحق کی ملکیت بتایا ہے اور

جس سے وہ طباعت کے وقت استفادہ نہ کر سکے۔

زیر تبصرہ نسخہ ۱۲۲۴ھ میں لکھا گیا تھا، اور لندن کا نسخہ اسی کی نقل ہے جس میں

بعد میں بہت سے اضافے کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کے ابتدائی اوراق جو ا سے ع

تک کے شعرا کے حالات و کلام کے حامل تھے ضائع ہو گئے تھے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے

کسی شخص نے اس تمام مواد کو جو تقریباً ڈیڑھ سو صفحات میں ہوگا اختصار کے ساتھ صرف ۳۶

Marfat.com

صفحات میں سمو دیا ہے۔ اس اختصار کا اندازہ آصف کے حالات سے کیا جا سکتا ہے۔

مجموعہ نغز مطبوعہ میں آصف کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

آصف تخلص وزیر الممالک مدار المہام آصف جاہ یحیی خاں آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ مرحوم کہ وزیر اعظم و دستور معظم ہندوستان بود۔ شہرۂ انعام و مرحمت و سخاوتش در تمام عالم مشہور و بہ ہمت و جواں مردی و رعیت پروری و داد گستری و شجاعت و اکتساب فضائل و کمالاتِ فنونِ بے نظیر و در ہر فن ید طولیٰ داشت چنانچہ در تیر اندازی و تفنگ بازی بہ نوعے ماہر بود کہ طائراں را از فلک بر زمین می انداخت غرض کہ مناقب و توصیف آں والا مرتبت ہر قدر کہ مرقوم شود بجا ست و خامۂ طبع تلاش بلکہ از ارقام جوہر ذاتیش کوتہی میکند۔ حیف کہ در سنِ شباب بہ سن چہل سالگی رختِ اقامت ازیں عالم پر آشوب بر بست۔ خاطر ش اکثر مائل ریختہ گوئی بود۔ اشعار برجستہ از طبع وقادش سر بر می زد و بیرون می انداخت و مراعات شعرا منظور نظر عاطفت اثر داشت چنانچہ میر محمد تقی متخلص بہ میر کہ در فن ریختہ گوئی سرآمد شعرائے وقت است بہ صیغۂ شاعری دو صد روپیہ در ماہہ را ملازم بود۔ ایں چند شعر از ان گوہر دریائے وزارت بہ نظر ایں مولف رسیدہ مرقوم می نماید ۔۔۔

اس کے بعد چار شعر نقل کئے ہیں۔

مخطوطہ میں اس طویل عبارت کے دریا کو ایک مختصر سے کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اور کوئی شعر بھی نہیں دیا۔ یعنی

"آصف۔ وزیر الممالک مدار المہام آصف جاہ یحیی خاں آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ بسن چہل سالگی رخت اقامت بر بست۔ مراعات شعرا بسیار منظورش بود چنانچہ" میر محمد تقی میر بصیغہ شاعری دو صد روپیہ در ماہہ ا

Marfat.com

ملازم بود"

زیر نظر مخطوطہ خط نستعلیق میں بڑی احتیاط سے لکھا گیا ہے۔ تخلص سرخ روشنائی سے تحریر ہیں۔ مطلع و مقطع کے الفاظ کو بھی سرخی سے نمایاں کیا گیا ہے۔ ہر شعر سے پہلے رس اور ہر شعر کے دونوں مصرعوں کے درمیان (:) کی علامتیں بھی سرخی سے ہیں۔ یہ ایک قسم کا مسودہ ہے جسے ترمیم و اضافہ کے بعد مبیضہ کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ جابجا حاشیوں پر اشعار بڑھائے گئے ہیں۔ کہیں کہیں شعرا کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اور اشعار کے بالمقابل حاشیے پر (م) اور بعض مقامات پر (م م) کے نشانات بھی ہیں۔ یہ علامتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ مبیضہ تیار کرتے وقت بعض اشعار ترک کر دیئے گئے ہوں گے۔

اعظم الدولہ نے اپنے تذکرے کا کوئی خاص نام نہیں رکھا تھا۔ وہ اسے تذکرہ ریختہ گویاں کہتے تھے۔ البتہ سید غالب علی خاں سیدؔ کے قطعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام ان کا تجویز کردہ ہے۔ اس قطعہ کا آخری شعر یہ ہے:۔

عمدہ منتخبہ اس کی ذہن میں سیدؔ نے ۔۔۔ لکھی تاریخ وہی نام بھی اس کا رکھا

خواجہ احمد فاروقی کے مرتب کردہ مطبوعہ نسخے میں دوسرا مصرع غلط چھپا ہے۔ اس میں "بھی" اور "اس" کے درمیان "ہے" کا اضافہ کر کے ناموزوں بنا دیا گیا ہے۔

سعادت خاں ناصر نے خوش معرکہ زیبا میں اعظم الدولہ کے تذکرے کے دو نام اور دیئے ہیں۔ یہ تذکرہ (مخطوطہ) بھی انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے سراج الدین علی خاں آرزو کے حالات میں اعظم الدولہ لکھتے ہیں

شہسوار عرصۂ گفتگو سخنور مسلم شاعر با آبرو سراج الدین علی خاں متخلص بہ آرزو بہ اشعار بقول اعظم الدولہ امیر محمد خاں (میر محمد خاں) تخلص سرور صاحب تذکرہ "چار باغ" اس سے یادگار (ورق ۶۸)

سات سطروں کے بعد سرور کے حالات میں بھی اسی نام کی تکرار ہے۔

Marfat.com

"شاعر معتبر امیر مفتخر اعظم الدولہ امیر محمد خاں (میر محمد خاں) تخلص سرور"

"صاحب تذکرہ مسمی چار باغ" "شاگرد خان آرزو بہ اس سے یادگار"

اس کے بعد وہ فقیر کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

بقول اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور صاحب تذکرہ مسمی بہ باغ و بہار" (ورق ۸۲)

عمدہ منتخبہ کے سوا اعظم الدولہ کے کسی اور تذکرے کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "چار باغ" اور "باغ و بہار" بھی اسی تذکرے کے نام ہیں

خواجہ احمد فاروقی نے متعدد حوالے تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) یا ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) کو آغاز تالیف اور ۱۲۲۴ھ

(۱۸۰۹ء) کو اختتام تذکرہ کی تاریخ قرار دینا چاہیئے (دیباچہ صفحہ ۱۸)

لیکن بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ منتخبہ کی تکمیل ۱۲۲۴ھ میں نہیں ہوئی

اسے تذکرے کے ابتدائی مسودے کی تکمیل کا سنہ کہہ سکتے ہیں جب کی نقلیں کھولا ناقدر علی تسکین

کے لکھے ہوئے نسخے سے کی گئیں۔ اس میں اضافے ۷-۸ سال بعد تک ہوتے رہے

جس کی تصدیق مندرجہ ذیل امور سے ہوتی ہے

ا:۔ میر شمس الدین فقیر کے شاگرد میر فرزند علی موزوں کے بیان میں جو اعظم الدولہ

کے استاد بھی تھے ۱۲۲۴ھ والے مسودہ میں یہ الفاظ تھے۔

"از پنج شش سال بہ شہر لکھنؤ رفتہ طرح اقامت انداختہ و مولف

قدیم تعارف و آشنائی و اخلاص و محبت وارد" جب ان کا انتقال ہو گیا

تو "لکھنؤ رفتہ" کے بعد کا جملہ کاٹ دیا گیا اور اس کے بعد یہ جملہ لکھا گیا۔

"مولف اوائل حال اصلاح اشعار از ال غواص دریائے معانی گرفتہ در

سنہ یک ہزار و مبیت و نہ ہجری است ہمانجا بدار البقاء رحلت نمود

خدائش بیامرزاد

Marfat.com

ظاہر ہے کہ سنہ ۱۲۲۹ھ میں انتقال کرنے والے کی اطلاع اس کے بعد ہی دی جا سکتی ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ سنہ بالکل اسی طرح مطبوعہ عمدۂ منتخبہ میں بھی موجود ہے۔ (صفحہ ۶۵) جسے خواجہ احمد فاروقی صاحب نے نہیں دیکھا۔ مزید تعجب یہ ہے کہ "از پنج شش سال بہ شہر لکھنؤ رفتہ" بھی بدستور موجود ہے۔ حالانکہ یہ مدت ۱۲۲۴ھ میں تھی۔ ۱۲۲۹ھ میں تو قیام کو دس گیارہ سال ہو چکے تھے۔

۴۲۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب کا ذکر اسد تخلص کے تحت ہے اور ان کے انتخاب میں (۴۵) اشعار دیئے ہیں۔ ان اشعار میں سے (۱۵) اشعار ۱۹۴۰ء تک غالب کے کسی دیوان میں نہیں آئے تھے۔ مولوی امتیاز علی صاحب عرشی نے دیوان غالب مطبوعہ ۱۹۵۸ء میں ان (۱۵) اشعار میں سے (۹) اشعار بطور ضمیمہ شامل کر دیئے ہیں۔ اسکے بعد بھی (۶) اشعار ایسے باقی رہے جواب تک ان کے کسی دیوان میں شامل نہیں (۱۵) متروک اشعار وہی ہو سکتے ہیں جنہیں بعید الفہم قرار دے کر غالب نے اپنے کلام سے خارج کر دیا ہوگا اور نئے اشعار کے ساتھ اپنا دیوان مرتب کیا ہوگا۔ جو نسخہ "حمیدیہ" کے نام چھپ چکا ہے اور چونکہ نسخہ "حمیدیہ" کا مخطوطہ ۱۲۳۷ھ کا ہے اس لیے عمدۂ منتخبہ کے (۴۵) اشعار میں سے (۳۰) اشعار وہ ہو سکتے ہیں جو غالب کے بعد کے کلام سے لیے گئے ہوں گے۔ اس امر کی تصدیق کے لئے غالب کا وہ خط دیکھئے جو سید عبد الرزاق شاکر مچھلی شہری کے نام لکھا گیا ہے اور جس میں غالب نے بتایا ہے کہ پرانے کلام میں سے صرف دس پندرہ اشعار رہنے دیئے ہیں۔ غالب کی شاعری کا آغاز غالباً ان کی ۱۵ سال کی عمر یعنی ۱۲۲۷ھ سے ہوا۔ دو تین سال وہ اسد تخلص کرتے رہے پھر غالب ہو گئے اس لئے غالب تخلص کا کلام ۱۲۳۰ھ سے پہلے کا نہیں ہو سکتا اور چونکہ سرور کے انتخاب میں سے

بے خودی بے سبب نہیں غالب — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

Marfat.com

یہ مقطع بھی موجود ہے اس لئے تذکرے میں اس کی شمولیت ۱۲۳۰ھ کے لگ بھگ ہو سکتی ہے۔

زیر تبصرہ مخطوطے سے دو باتیں نئی معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خواجہ حیدر علی آتش ابتدا میں مولائی تخلص کرتے تھے۔ اس مخطوطے میں ان کا حال اسی تخلص کے ساتھ حاشئے پر تحریر کیا گیا ہے اور یہ دو نوں شعر شامل تذکرہ کئے گئے ہیں ؎

بتوں کے تئیں اس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

وہ برق تجلی جو ٹک ایک جلوہ گر آئے
تو پھر کے نظر دیکھنا سب کا نظر آئے

مطبوعہ نسخہ میں نہ صرف یہ کہ مولائی تخلص کا کوئی شاعر نہیں ہے بلکہ جہاں آتش کا ذکر کیا گیا ہے وہاں مذکورہ بالا دونوں شعر بھی درج نہیں کئے گئے۔

دوسرے یہ کہ مرزا علی لطف مصنف گلشن ہند جو سودا کے مشہور شاگرد ہیں لکھنؤ میں شاہ ملول سے اصلاح لیتے تھے مخطوطہ زیر تبصرہ میں شاگرد مرزا رفیع سودا کو قلم زد کرکے شاگرد شاہ ملول بنایا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جو شعر ان کے کلام کے نمونے کے طور پر دیئے ہیں وہ لطف کے اس کلام میں موجود ہیں جو انھوں نے گلشن ہند مخطوطہ مخزونہ کتبخانہ خاص میں شامل کیا ہے۔ خواجہ احمد فاروقی نے مطبوعہ عمدہ منتخبہ میں لطف کا یہ بیان بھی بدستور قائم رہنے دیا ہے۔ ص ۵۵۸ اور مرزا علی لطف کا ذکر جداگانہ بھی کر دیا ہے۔ ص ۵۵۔

خواجہ احمد صاحب نے عمدہ منتخبہ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ "جا بجا مصنف کی ذاتی تلاش اور معلومات کا ذخیرہ موجود ہے جس سے قاسم اور شیفتہ دونوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔" حالانکہ اس میں مکررات اور اغلاط اس قدر ہیں کہ ان کی موجودگی میں "ذاتی تلاش اور معلومات" کو اتہام کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی تفصیل ایک علیحدہ مضمون کی محتاج ہے۔

Marfat.com

اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور اعظم الدولہ ابوالہاشم مظفر جنگ کے لڑکے تھے۔ کتب متداولہ مرزا جان بیگ سامی سے پڑھیں دہلی کے معزز طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور امراء و عمائدین میں شمار ہوتے تھے۔ ناصر نے ان کو سراج الدین علی خاں آرزو کا شاگرد لکھا ہے اور ان کا تذکرہ حسن خاں شوق ٹیک چند بہار اور شاہ مبارک آبرو شاگردان آرزو کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن یہ بعید از قیاس ہے البتہ وہ فن سخن میں میر فرزند علی موزوں اور محمد جان بیگ سامی کے فیض یافتہ تھے۔ بقول شیفتہ ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوئے تذکرہ کے سوا دیوان اور مثنوی سبعہ سیارہ ان سے یادگار ہے۔

سرور نے عمدۂ منتخبہ میں اپنے ایک شاگرد حسن بخش خاں واصف کا ذکر کیا ہے جو ان کے ہی اعمام میں تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ صاحب تلامذہ بھی تھے۔

آغاز۔ آفتاب ؎

منہ کرے کس طرح دریا مالئے ڈر کے سامنے
ہر حباب پانی بھرے اس عظیم تر کے سامنے

اسعد۔ شہزادہ مرزا اسعد بخت بہادر کہ از جنیدے بملتان و کابلی رونق بخش شدہ امد ؎

تو ایسا ہے اسعد کہ ہاتھوں میں تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اختتام۔ آخر میں بھولا ناتھ عاشق کا ایک قطعہ ہے اس قطعہ کے مصرعوں کے حروف اول سے "اعظم الدولہ بہادر کے اذن سے ان کا تذکرہ لکھا" یہ عبارت حاصل ہوتی ہے قطعہ مذکور کے آخری تین شعر یہ ہیں ؎

مانند پوشیدہ دل ان کے صاف پر
آشکارا و عیاں ہیگا تمام

لب کو کھولے میں کہوں جوں یہ سخن
کہ سر سر مصرع لے کیجے نظام

ہووے واضح اسم تب ممدوح کا
اس پہ عاشق نے کیا ہے اختتام

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد کار من نظام شد

من نوشتم صرف کردم روزگار
من بمانم ہیں بماند یادگار

عمدۂ منتخبہ کے مخطوطات انڈیا آفس لائبریری لندن اور قومی کتب خانہ پیرس میں ہیں۔

Marfat.com

دواوین

Marfat.com

Marfat.com

فا

دیوان آبرو

سائز ۷×۴ ½ صفحات ۱۸۶ سطور ۱۵ سنہ تصنیف قبل از ۱۱۴۴ھ ـــ

سنہ کتابت ۱۱۴۴ھ

آبرو کا یہ دیوان اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے۔ اس کی کتابت خود مصنف کی حیات میں ہوئی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ترقیمہ میں ان کے نام کے بعد سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر ہے۔ مزید برآں بڑی حد تک نایاب ہے۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کے اس نسخے کے علاوہ دیوان آبرو کا ایک اور مخطوطہ ملتا ہے۔ یہ انجمن اصلاح دیسنہ (بہار) کے کتب خانے میں ہے۔ نوائے ادب بمبئی کی ایک اشاعت میں اعلان ہوا تھا کہ کوئی صاحب دیسنہ کے نسخے کی بنا پر دیوان آبرو مرتب کر رہے ہیں۔ خدا جانے یہ تکمیل کو پہنچا یا نہیں۔

زیر تبصرہ مخطوطے کی صورت خطی وہی ہے جو اس زمانے کی دوسری کتابوں میں نظر آتی ہے۔ یائے معروف و مجہول یکساں ہیں۔ ہائے دوچشمی کا استعمال قطعی نہیں کیا گیا۔ اُس کو 'اُوس' پہ کو 'پے' مصرع کو 'مصرا' قطرہ کو قطرا اور اُن کو اون لکھا ہے۔ گاف میں کاف کی طرح ایک ہی مرکز ہے۔ ڈ اور ڑ کے لئے اس طرح (∴) تین نقطے اور ٹ کے لیے (∷) چار نقطے لگائے گئے ہیں۔ کرنا کو کرناں لکھا ہے۔

آبرو کو محمد شاہی دور کا شاعر کہا جاتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ فرخ سیری عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی پچاس سال کی زندگی میں سے صرف ۱۵ سال محمد شاہ کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ۲۵ سال اس سے پہلے دور سے متعلق ہیں۔ البتہ انھوں نے شہرت محمد شاہی دور میں پائی ہے۔ مشفقی سید مسعود حسن رضوی ادیب لکھنوی نے نواب صدرالدین خاں فائز دہلوی کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر لکھا ہے۔ بعد کی تحقیق اس کے خلاف ہے۔ پہلے صاحب دیوان شاعر قلی

Marfat.com

قطب شاہ ہیں جن کا کلیات چھپ چکا ہے۔ محمد قلی کو جنوبی ہند سے تعلق ہے۔ شمالی ہند میں فائز اور آبرو دونوں ہم زمانہ شاعر ہیں۔ ان میں آبرو کو فائز کے مقابلے میں بعض وجوہ سے تقدم حاصل ہے اول یہ کہ آبرو کا انتقال فائز سے چار پانچ سال قبل ہوا۔ دوسرے یہ کہ فائز کے کلام میں اردو کا کلام معمولی مقدار میں ہے۔ پھر تمام اصناف سخن موجود نہیں۔ آبرو نے غزلیات کے سوا رباعی بھی لکھی ہے اور واسوخت بھی تصنیف کیا ہے۔ اس لئے انھیں کو شمالی ہند کا پہلا صاحب دیوان شاعر کہنا چاہیئے۔

آبرو کے اس دیوان میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کو بعد کے فصحا نے متروک قرار دے دیا ہے لیکن وہ اپنی پوری معنویت کے ساتھ ملک کے کسی نہ کسی حصے میں بدستور رائج ہیں ؎

جو کھیل ہو تو ڈھول بجا کھیل عشق کا — منصور دیکھ بانس کے چڑھنے میں کب نٹا

کھیل، ڈھول، بانس اور نٹ کی رعایت کی طرف نہ دیکھیے۔ یہ خیال کیجیے کہ نٹا کا مصدر نٹنا یعنی انکار کرنا ابھی تک اجمیر اور راجپوتانے میں برابر مروج ہے ؎

یہ بات آبرو کی ہے جو اور سیں ملے — تو تم سے پھر ملوں تو تمھاری ہے سوں مجھے

سوں اور سوں دونوں طرح بولا جاتا ہے اور اس وقت بھی زبان سے خارج نہیں ؎

پڑیگا شور اگر بدنام ہوگا آبرو جگ میں — جکڑ دیوانے کوں اپنے مہربانی کے سانکل میں

سانکل یعنی زنجیر اس لفظ کو بعض لوگ صحیح نہیں سمجھتے تھے لیکن آبرو نے استعمال کرکے مستند بنا دیا ؎

برن سیاہ پھنکارا مگر مداری ہے — کہ تیرے راگ سیں مجلس میں ہے دھمال آجال

دھمال کراچی کی مقامی آبادی کا خاص لفظ ہے۔ دھما چوکڑی غالباً بہ حذف لام اسی سے بنا ہے۔ اہل سندھ میں دھمال اس کیفیت کا نام ہے جس میں ڈھول کے ساتھ لوگ ناچتے ہیں ؎

صحبت سیتی پواج کے دل کیا اکتا ہے دور — نفروں کو جمع دیکھ کے ہوتا ہے دل نفور

پواج، پاجی کی جمع بنائی ہے۔ نفر غیر شریفانہ حرکات و سکنات رکھنے والے کو کہا گیا ہے۔ یہ دونوں لفظ شاید آبرو کے سوا کسی اور شاعر کے ہاں نہ ملیں۔

Marfat.com

ڈنالوں کے ہر اک کھینچے میں خوش وقتی نرالی ہے
جو دستک ہو سو دل کے قفل کوں گویا کہ تالی ہے

کھینگا اور تالی دونوں لفظ ثقات کی زبان سے خارج سمجھے جاتے تھے مگر آبرو نے ان کی آبرو رکھ لی ہے

آبرو کہتے ہیں رونے میں اثر ہے درد کے
رو نا تیرا اگر سچا نہیں طوفان ہے

یہاں طوفان انھیں معنی میں استعمال ہوا ہے جو جھوٹ طوفان کہنے سے حاصل ہوتے ہیں ؎

جب سیں تیرے زنخ میں پیارے کوئی ہے گہری
تب سیں نین ہیں میرے پانی بھری ڈہری

کوئی یعنی چھوٹا کنواں آبرو کا ذاتی اجتہاد ہے اس کی مثال کسی دوسری جگہ شاید ہی ملے ؎

دہقان میں زمین ہاری کے سب کو رکھا ہے کھیت
کھلیان کی مثال دلوں کا ادھم ہوا

ادھم کے لئے اس سے بہتر مثال کہاں مل سکتی ہے ۔

رعایت لفظی اور ایہام اس دور کی خصوصیت تھی حتی کہ معنی کی کبھی پروا نہیں کی جاتی تھی آبرو کے یہاں اس قسم کی سیکڑوں مثالیں ہیں ۔ مثلاً نعمت خاں اور عالی کو ایک شعر میں اس طرح جمع کیا ہے ؎

نہ پوچھو مجھ سے نعمت خاں کی تعریف
بیاں کرنے کے ہے رتبے سیں عالی

ایک شعر میں پانی پت کو گنور اور سنبھالکے تین شہروں کو عجب انداز سے اکٹھا کیا ہے ؎

پانی پت آج چھوڑ جو گنور تم چلے
تو راہ بیچ جائیو جانی سنبھال کے

لطف یہ ہے کہ سنبھال کے کی بستی پانی پت اور گنور کے راستے میں آتی ہے ۔ ایک اور شعر میں اسی طرح ایہام کے ساتھ ہانسی اور حصار دونوں بستیوں کو یکجا بیان کیا ہے ؎

رکھتے ہو مسکرا کے لوگاں کے دلوں کو گھیر
پیارے تری پیار کی ہانسی حصار ہے

دو شعروں میں سنگ مرمر اور شکر کا ایہام دیکھئے ۔

عاشقاں دیکھ تیری سنگ دلی
جان دیتے ہیں دم بدم مر مر

ان لباں کو یقین مصری جان
راست کہتا ہوں اس میں مت شک کر

پہلے شعر میں جان کے ساتھ دم اور دوسرے شعر میں یقین کے ساتھ شک بھی ایک صنعت کی طرف نشان دہی کرتے ہیں۔ ایک اور شعر ہے ؎

ڈرایا مت کر عاشق کوں ہر دم   اپنا ہوّا کبھی نہیں ہوتا ہے آدم

"یہ حوّا" دراصل "ہوّا" ہے جس سے بچّوں کو ڈرایا کرتے ہیں۔ مگر کاتب نے ہائے حطی سے لکھ کر آدم کے ساتھ پیوند لگا دیا ہے ؎

میں اپنے آنجھواں کی گرم جوشی میں سمندر ہوں   لگائی غیر نیں آتش تو کیا ڈر آبرو ہم کوں

آتش اور گرم کے ساتھ سمندر اور پھر سمندر کے ساتھ آبرو اور آنسو استادی اسی کا نام ہے

آبرو نے بعض تصرفات بھی کئے ہیں ایک غزل ہے ؎

جان ہے مجھ دل کا تو اچھا برس   جیوتا ہے دیکھ کر تیرا درس

اس غزل میں عبث کے ث کو س سے بدل کر یہ مقطع لکھا ہے ؎

آبرو کا جیو جاتا ہے عبس   مہربان بے رحم ممکن نہیں کہ ہو۔

ہونٹ میں نون غنہ ہے لیکن آبرو نے بغیر نون استعمال کیا ہے۔ مصرا اور مصری کی تذکیر و تانیث بھی قابل لحاظ ہے ؎

آبرو نیں شعر میں جب سے سراہے تیرا ہونٹ   تب سے ہر مصرا ہوا ہے اس کا مصری کی ڈلی

ایک مقطع میں شیراز کو شراز بنا کر لکھا ہے ؎

معتقد حافظ شرازی کا   آبرو شعر کے کمال میں ہے

آتا فعل ماضی تمنائی ہے لیکن آبرو نے اسے فعل حال کے طور پر استعمال کیا ہے ؎

حشم خوبی کا جس رکاب آتا   کون یہ سلطنت مآب آتا

قد عربی میں بہ تشدید دال ضرور ہے لیکن اردو میں اسے مفرد صورت میں دو حرفی ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن آبرو نے دال کو مشدد ہی رکھ کر نظم کیا ہے۔ اسی طرح ایک شعر میں سر کو بہ تشدید را نظم کیا ہے ؎

Marfat.com

کاکل تمن کے بیائے نا حق جو تم سیں اکڑے　　کچھ سرّ لوجھتے نہیں یہ طور کب سے بگڑے
قدِّ خوش طرح تراشنے کا　　سرسوں سے ہے پاؤں لگ تماشے کا

ایک شعر میں صحیح کی (ح) کو ساقط کر کے صحی بھی لکھا ہے ؎

حق میں میرے رقیب یہ کہتے ہیں سب غلط　　ظالم ٹک ایک بات کے تیئں جو صحی کہے

مُسَلمان مسلمان کی تبدیل شدہ صورت ہے۔ آبرو نے خیال کیا ہو گا کہ مُسلم پر "ان" کا اضافہ کیا جائے تو حرکات بدلنے کی کیا ضرورت ہے اس لئے مُسلمان نظم کر دیا ہو گا ؎

آبرو اب کہو غلام حسین　　ہو گیا مُسَلمان صاحب رائے

اسی طرح ڈانوا ڈول میں سے الف ادل کم کر کے ڈنواں ڈول بھی لکھ گئے ہیں ؎

پیا تیرے زنخ سے چاہ کر کے　　ہوئے سب عاشقاں کے دل ڈنوا ڈول

حرف نہی "مت" بھی ہے اور "نہ" بھی لیکن ایک شعر میں انھیں یکجا کر دیا ہے شاید تاکید کے لئے ؎

عیب ہے غیر سے اتنا ملنا　　مت نہ مل اس سے آبرو کے نمط

یہی استعمال ایک اور شعر میں بھی ہے ؎

بھلا ملتا نہیں تو مت نہ مل پر خوش تو رہیے　　کہ خوب اس طرح میں بھی کچھ مرے دل کی خلاصی ہے

اس قبیل کے کچھ اشعار اور سن لیجئے۔

دل کس قدر سپھر کروں اپنا کہ ہو وصال　　جل جا ہے تیری برق تجلی سیں کوہ طور

چھوڑ تسبیح ہزار دانے کی　　ہاتھ اپنے تو ایک دل لے شیخ!

آبرو نے اپنے معاصرین میں محمد شاکر ناجی اور مصطفی خاں یکرنگ کو یاد کیا ہے ؎

سخن سنجاں میں ہے گا آبرو آج　　نہیں شیریں زباں شاکر سری کا

Marfat.com

آبرو ناجی کے اس مصرے کا ہے اسلوب خوب ۔۔۔ اپنی چھب تختی دکھاتے ہو یہ کیا ترکیب ہے

سخن یک رنگ کے سب گانٹھ باندھو ۔۔۔ کہ یہ گوہر ہیں بحر آبرو کے

ایک مقام پر اپنے شاگرد عبدالوہاب یکرو کا ایک مصرع بھی تضمین کیا ہے ؎

دعا کرتا ہوں سن کر آبرو یکرو کا یہ مصرا ۔۔۔ ترے پیوستہ ابرو کیوں نہ ہو دیں مسجد جامع

معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تخلص آبروئی بھی تھا۔ دو مقطعے اس تخلص کے ملتے ہیں ؎

کیوں کر نہ ہوئے کلک ہمارا گہر فشاں ۔۔۔ کرتے ہیں آبروئی تخلص سخن میں ہم

دے پیٹھ طرف میرے بولے کہ ہم تو سوئے ۔۔۔ تیرے بھی جی آوے لے آبروئی سو کر

ایک مقطع میں اپنے تخلص کے ساتھ لقب کا ذکر بھی کیا ہے ؎

مبارک نام تیرے آبرو کا کیوں نہ ہو جگ میں ۔۔۔ اثر ہے یہ ترے دیدار کی فرخندہ فالی کا

تعلی قدیم شاعری کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ آبرو بھی اس سے خالی نہیں تھے۔ جا بجا اپنے کلام کی تعریف کی ہے ؎

تجھ شعر کی شگفتہ زمیں دیکھ آبرو ۔۔۔ لالا کی طرح جل کے ہوا داغ داغ گل

عزت ہے جوہری کی جو قیمتی ہو گوہر ۔۔۔ ہے آبرو ہمن کوں جگ میں سخن ہمارا

سلک اس کی نظم کا کیونکر نہ ہووے قیمتی ۔۔۔ آبرو کا شعر جو دیکھو سو مروارید ہے

آبرو ولی کی سخن گستری اہمیت کے قائل ہیں مگر اس طرح کہ خود کو ان سے بالاتر جانتے ہیں

آبرو شعر ہے ترا اعجاز ۔۔۔ گو ولی کا سخن کرامت ہے

Marfat.com

کرامت اور اعجاز میں جو فرق معنوی ہے وہ ظاہر ہے۔ کرامت کا اظہار ولی سے ہوتا ہے۔ لیکن اعجاز کا یہ مرتبہ تو ولی سے بلند تر شخصیت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسروں کی تحقیر سے دامن بچا کر اپنی تعریف کرنا تعلّی کا احسن طریقہ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ ولی کے کمال کے قائل نہ تھے۔ ایک قطعہ میں ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

ولی ریختہ بیچ استاد ہے ۔۔۔ کہے آبرو کیونکہ اس کا جواب
ولیکن تتبع سے کہتا سخن ۔۔۔ کرے تیئیں سوں فکر میں کامیاب

کرتا ہے اس کے حسن کی جھلکار کی صفت ۔۔۔ جا شعر آبرو کا سنا الوری کے تئیں

آبرو کو گانے اور گویوں سے خاص دلچسپی تھی جس کا ثبوت ان غزلیات سے ملتا ہے جو مختلف گویوں کی تعریف میں کہی گئی ہیں۔ ایسی ایک غزل جمال نامی کسی موسیقار کی تعریف میں ہے ؎

کبھی تو دل کی مرے عاجزی کا مان جمال ۔۔۔ خدا کے واسطے مت کر غرور مان جمال
کلیم کیوں نہ تجھے دیکھ ہووے روشن چشم ۔۔۔ تو سر سے پانو تلک ہے تجلی کی کان جمال

ایک اور گویا تھا جس کا نام صاحب رائے تھا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا اور غلام حسن کہلاتا تھا۔ صاحب رائے کو ردیف قرار دے کر اس کی تعریف میں دس شعر وں کی پوری غزل لکھ ڈالی ہے۔ اس میں اس کے گانے ہی کی تعریف نہیں ہے بلکہ اس کے حسن، کم اعضا، جوانی اور اخلاق و عادات کا بیان بھی ہے۔ ؎

بولی کے ایک تان صاحب رائے ۔۔۔ لے گیا کا ترے زبان صاحب رائے

مقطع میں اس کے اسلام لانے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

آبرو اب کہو غلام حسن ۔۔۔ ہو گیا مسلمان صاحب رائے

تیسرا سدا رنگ نام کا ایک بین بجانے والا تھا۔ چند اشعار اس کی تعریف میں بھی ہیں۔ مثال کے لئے ایک شعر درج کیا جاتا ہے ؎

آبرو جب کہ سدا رنگ نے بجا بین میں راگ ۔۔۔ رات استاد کیا خلق کو نت تار کیا

Marfat.com

لستار اور نستار میں تجنیس خطی بھی ہے۔ ایک مقطع میں لکھتے ہیں۔

بلبل ہوا ہے دیکھ سدا رنگ کی بہار — اس سال آبرو کو بن آئی بسنت رت

شمالی ہندوستان کے موسموں میں بسنت کا موسم خاص دلکشی کا حامل ہوتا ہے۔ کوئل کوکتی ہے اور آموں کے درختوں میں بور آتا ہے۔ آبرو نے اس موسم کی منظر کشی سات اشعار کی ایک غزل میں کی ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

کوئل نیں آ کے کوک سنائی بسنت رت — بورائے خاص عام کہ آئی بسنت رت

کوئل، بسنت، بورآئے (بور معنی پھول) عام (آم) میں صنعت مراعات النظیر کا رنگ جھلکتا ہے۔

اس دیوان میں چند غزلیں ایسی بھی ہیں جن کا مضمون مسلسل ہے اور چونکہ ان غزلوں کا مخاطب شاعر کا محبوب ہے اس لئے ان کو اشتیاق نامہ و شکایت نامہ کہنا زیادہ صحیح ہے۔ گیارہ اشعار کی ایک غزل میں آبرو اپنے محبوب سے کہتے ہیں ؎

زلفوں کے تئیں نہ دیکھا مدت ہے میرے صاحب — یہ بخت کی ہمارے شامت ہے میرے صاحب

گزرے ہے جو میرے دل پہ ہر وقت میں قیامت — یہ قد نہیں تمہارا آفت ہے میرے صاحب

دشمن ہیں لوگ سارے کہتے ہیں جھوٹ باتیں — تم جانتے ہو میری قدرت ہے میرے صاحب

اسی طرح ایک اور غزل ہے ؎

تو ہی ہے سرو خوباں، دگر ہیں تیری سپاہ — بجا ہے نام تمہارا جگت میں سید شاہ

تمام چشم سراپا ہوا ہے دل میرا — امیدوار یہ کرنا کبھی کرم کی نگاہ

الس کے مہر سیں اے ماہ رو کر روشن — کیا ہے زلف میں تیری برہمن کا روز سیاہ

آبرو کے یہاں بعض محاورے اس خوبی سے کھپ گئے ہیں کہ داد دینے کو جی چاہتا ہے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجیے ؎

Marfat.com

اٹھ چیت، کیوں جنوں سیں خاطر نچنت کی آئی بہار، تجھ کو خبر ہے بسنت کی

آج پھر ہم سے کر دیا ہے اداس ان رقیبوں کا جائے ستیاناس

آشنائی ہمن سے کیوں کٹ کی کیا ترے دل کو آ گئی ٹپکی

ان اشعار کی سلاست، بے ساختگی اور آمد دیکھنے کے قابل ہے ـ

شوق کی گرمی ہے دونوں اور دل کی لاگ ہے غیر سیں کہہ بیچ میں مت آ، جلے گا آگ ہے!

پہلے مصرع میں "دونوں اور" کو دیکھیے واقعی دونوں اور رہے چاہے شوق کی گرمی کے ساتھ رکھیے چاہے دل کی آگ کے ساتھ ـ

زلف کے عقدے کھلے اب اور بھی مشکل ہوئی دل کے اوپر یہ نئے سر سے بلا نازل ہوئی

تمہارا دل اگر ہم سیں پھرا ہے تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

دل کیوں نہ بھنور ہو آج میرا چیرا ترے سر پہ لہریا ہے
تجھ حسن کے باغ میں سریجن خورشید، گل دوپہریا ہے
اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق تمام دہریا ہے

کیا بند اس کے ملنے سیں مجھے اس چشم گریاں نے ہمارے پانوں کو یہ اشک کی ندی ہوئی بیڑی

عشق کی صف منیں نمازی سب آبرو کوں امام کرتے ہیں

Marfat.com

چمن میں بوس کے قطروں کے مانند　　پڑے ہیں تجھ گلی میں جابجا دل

اس شعر کے ساتھ امیر مینائی کا ایک مطلع بھی سن لیجیے شاید دونوں میں کچھ مطابقت ہو ؎

وہ کہتے ہیں کہ مردانے پہ آنا اب تو مشکل ہے　　قدم کوئی کہاں رکھے جہاں دیکھو وہاں دل ہے

محبوب کی گلی میں دلوں کا فرش "ادھر بھی ہے اور ادھر بھی ہے۔

اس کی کنجی زبان شیریں ہے　　دل مرا قفل ہے بتاشے کا

جو کہ محرم ہے عشقبازی کا　　دل سیں عاشق ہے جاں گدازی کا
ہر گدا گوشۂ قناعت میں　　شاہ ہے ملک بے نیازی کا

عبث بیدل کرو مت آبرو کوں　　مسافر ہے سسکتا ہے گدا ہے

آبرو میں قصور ہوتا ہے　　زن نہ کر حور اگرچہ ہو بیوا

اس شعر میں آبرو نے شیخ سعدی کی فارسی ضرب المثل "زن بیوہ مکن اگرچہ حور است" کو اردو کردیا ہے۔ تاکہ فارسی نہ جاننے والوں کے لئے سند رہے اور وقت پر کام آئے

مرتا وہی ہے جسکوں ملے یار پیار سے　　ہو جس کا دوست دشمنی اس کوں اُسی سے ہے

داغ کے اس مطلع میں آبرو کے شعر کی روح کارفرما معلوم ہوتی ہے۔ ؎

ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے　　مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

حالات : — آبرو ایک معروف شاعر ہیں۔ اردو کے تقریباً تمام تذکروں میں ان کا نام موجود ہے۔ ایک غزل میں ان کے ایک مصرع کو سودا نے تضمین کیا ہے ؎

نمل کم ظرف ہے ہرگز بقول آبرو سودا　　کسے برداشت ہے ناحق اٹھاوے کون نکھٹو

آبرو کا نام چمنستان شعرا میں شیخ نجم الدین، گلشن گفتار میں میر مبارک اور کریم الدین کے طبقات الشعراء میں نجم الدین علی خاں درج ہے۔ دراصل ان کا نام سید نجم الدین تھا لیکن عام طور پر میر مبارک کہلاتے تھے۔ قائم چاندپوری نے انھیں از فرزندان محمد غوث بتایا ہے اور قدرت اللہ شوق نبیرۂ شاہ محمد غوث گوالیاری لکھتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں نسبتیں صحیح نہیں۔ شاہ محمد غوث کی وفات ۱۵ رمضان ۹۷۰ھ کو ہوئی یعنی دسویں صدی میں۔ اور آبرو بارھویں صدی کے وسط سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے نہ وہ فرزند ہو سکتے ہیں نہ نبیرہ بلکہ صرف اعقاب میں شامل ہو سکتے ہیں۔ کریم الدین نے خدا جانے کہاں سے معلوم کرلیا کہ آبرو سراج الدین علی خاں آرزو کا بیٹا تھا جس سے کہ اصلاح لیتا تھا۔" ممکن ہے سراج الدین ان کے والد کا نام ہو اور شرکت اسمی کی بنا پر کریم الدین نے سراج الدین کے ساتھ آرزو کا اضافہ کرلیا ہو۔

آبرو کی پیدائش تو گوالیار ہی میں ہوئی تھی لیکن ابتدائے شباب میں دلی آگئے تھے۔ یہیں فکر سخن کی ابتدا کی (نکات الشعرا ص ۹) سراج الدین علی خاں آرزو کے شاگرد بھی تھے اور ان سے قرابت بھی رکھتے تھے۔ (گلشن بیخار ص ۶) فتح علی خاں حسینی گردیزی کا بیان ہے کہ آبرو ان کے والد کے ساتھ کافی مدت نارنول میں مقیم رہے تھے اور لکھا ہے کہ "در ایام محمد شاہ بادشاہ ترک منصب و دنیا کردہ بود" اس فقرے سے ان کا صاحب منصب ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ آبرو درویش منش اور قلندر مشرب تھے۔ ان کی حسن پرستی مشہور عالم تھی۔ دیوان میں بہت سے اشعار اس قبیل کے موجود ہیں۔ سید شاہ کمال بخاری کے فرزند ارجمند میر صلاح الدین عرف میر مکھن ایک خوبرو جوان تھے جو شاعری بھی کرتے تھے۔ ان کا تخلص پاکباز تھا۔ آبرو کو ان سے بدرجہ کمال عشق تھا۔ ایک شعر میں ان کا ذکر اس طرح کرتے ہیں ؎

مکھن میاں غضب ہیں نقدوں کے حال پہ　　آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پہ

یہ میر مکھن ان کے پیرزادے تھے۔ یہ مصرع بھی انھیں کے لئے کہا تھا ؎

عالم ہمہ دوغ است محمد مکھن

میر حسن کا بیان ہے کہ سنام کے ایک باشندے اور ظریف الطبع شاعر تھے تخلص کرتے

کرتے تھے۔ وہ دہلی کی ایک محلس میں بیٹھے تھے۔ جہاں آبرو بھی موجود تھے۔ آبرو نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ اس پر بنوا نے کہا "میاں آبرو صاحب آپ ہماری طرف بھی تین آنکھیں کیجئے" چونکہ آبرو ایک آنکھ سے معذور تھے اس لئے چار آنکھیں کرنے کے بدلے تین آنکھیں کرنے کا فقرہ ایک برمحل لطیفہ ہو گیا جس پر حاضرین نے خوب قہقہہ لگایا۔

بقول آزاد مرزا جانجاناں مظہر اور آبرو میں معاصرانہ چشمکیں رہا کرتی تھیں۔ مرزا جان جاناں نے ایک مرتبہ چوٹ کی ؎

آبرو کی آنکھ میں اِک گانٹھ ہے   آبرو سب شاعروں کی .... ہے

آبرو کب چوکنے والے تھے جواب لکھا لیکن اس جواب میں وہ بات کہاں جو ان کے حریف کے طنز میں تھی ؎

کیا کروں حق کے کئے کو، کور میری چشم ہے   آبرو جگ میں ہے تو جان جاناں پشم ہے

قائم چاندپوری نے مخزن نکات میں ایک اور لطیفہ بیان کیا ہے جس کا تعلق آبرو کے ایک شعر سے ہے وہ شعر یہ ہے ؎

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے !   کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے

جب یہ شعر ایک شخص نے سنا تو از راہ ظرافت کہا کہ "کانے نے کیا اندھا شعر کہا ہے"

آبرو کی شعر گوئی کے بارے میں تمام تذکرہ نویس متفق الرائے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے بے نظیر استاد تھے۔ میر تقی نے انھیں شاعر نادرہ گوئے ریختہ اور مستغنی وقت خود تحریر کیا ہے، طبقات الشعراء میں ہے "سر دفتر و سرآمد ایہام گو، در ایہام گوئی استاد بے نظیر و مستغنی وقت خود بود" میر حسن لکھتے ہیں "غنچہ گلزار گفتگو و شاعر خوشگوی در وقت خود بود"

مصنف خمخانہ جاوید کا بیان ہے کہ اگرچہ ان کے کلام میں پرانے محاورے اور اس وقت کے متروک الفاظ بکثرت ہیں، مگر جن اشعار کو اس وقت کی ہوا نہیں لگی وہ بالکل اس زمانے کے موافق ہیں اور ہو بہو آج کل کے روزمرہ کا لطف دے رہے ہیں" اور اپنے اس بیان

Marfat.com

کے ثبوت میں ان کے (۳۴۲) اشعار درج تذکرہ کیے ہیں۔

آبرو نے ۲۴ رجب ۱۱۴۶ھ کو وفات پائی۔ ان کے ہم عصر سنا تھ سنگھ بیدار نے یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے ؎

رفت چوں شاہ آبرو زجہاں — خشک شد بحر شعر و جوئے سخن
شد معانی سیاہ پوش ز لفظ — از غمش سوخت مو بموئے سخن
سال آں سرو باغ شطاری — کہ ازو بود رنگ و بوئے سخن
ہاتف از دیدہ آب ریختہ گفت — آبرو بود آبروئے سخن

چوتھے مصرع کے اعداد ۱۱۵۰ ہوتے ہیں۔ اس میں سے "آب" کے چار عدد تصور کر کے کم کیے گئے ہیں۔ اگرچہ اس کے عدد تین ہوتے ہیں۔ یہ قطعہ تاریخ بیدار کے مجموعہ تواریخ قلمی میں موجود ہے۔

آبرو کی تصنیف سے ایک تو یہ دیوان ہے جسے بے ترتیب مجموعہ کلام کہنا چاہیئے۔ اور (۱۵۰) ابیات کی ایک مثنوی اور بتائی جاتی ہے جو "در باب تعلیم آرائش خوبان روزگار" موزوں کی تھی۔ اس مثنوی کی بیت اول یہ ہے ؎

ہے سزاوار ثنا وہ باکمال — جلوہ گر جس نے کیا حسن اور جمال

آبرو کے کچھ شاگرد بھی تھے۔ ان میں سے چند کے نام تذکروں میں ملتے ہیں۔ ایک عبدالوہاب جن کا تخلص یکرو تھا۔ ان کا ذکر نکات الشعرا، تذکرہ گردیزی اور چمنستان شعرا میں ہے۔ دوسرے میر سجاد ان کا تذکرہ بھی گردیزی نے کیا ہے۔ ان کا ایک دیوان قلمی انڈیا آفس لائبریری میں موجود ہے۔ عمدہ منتخبہ میں فدوی، سبحان اور ثاقب سیوہاروی کو بھی آبرو کا شاگرد بتایا گیا ہے۔

آغاز۔ زیر نظر مخطوطے کی ابتدا حمد و نعت کی کسی غزل سے نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ ایک عاشقانہ غزل کے ان دو شعروں سے کی گئی ہے ؎

پھوار جھکا ناد یکھ ان سجنوں کا نام مٹ دھروا — کرنا محرموں کے یوں • تھکے بندمت کردا

Marfat.com

کہاں ملتا ہے جان عنقا ہے الیا بے نیاز عاشق کہ خان اور مال دیا ہے سبا ڑا اور پھر نہیں پروا

ص۱ سے ص۷ تک ردیف وار غزلیات ہیں۔ ان ردیفوں میں ٹ۔ ج۔ چ۔ ح۔ ڈ۔ س ش۔ ع اور گ کی کوئی غزل شامل نہیں ہے۔ غزلوں کے درمیان فردیات بھی ہیں۔ ص۲۰ میں ایک رباعی ہے۔ آبرو شمالی ہند کے پہلے شاعر ہیں اور یہ ان کی واحد رباعی ہے ؎

اے ابر کرم تند جو تو برسا ہے
یہ کافر جی شراب کوں ترسا ہے
پیتا ہوں میں اس برس توئی دھو نجیے
نامۂ عصیاں کا جو ابتر سا ہے

رباعی کے ساتھ ایک مستزاد بھی ہے۔ صفحہ ۸۸ سے مخمسات شروع ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد (۳) ہے۔ دو عاشقانہ ہیں۔ تیسرا ہولی کے تہوار کی تعریف میں۔ یہ مخمسات آبرو نے اپنی غزلوں سے مرتب کئے ہیں۔ ص۹۳ سے ص۹۵ تک ایک ترکیب بند نما واسوخت ہے جس کے ۸ بند ہیں اور ہر بند میں (۴) اشعار ہیں۔ پھر ایک ترجیع بند ہے جس کے ہر بند کا اختتام اس شعر پر ہوتا ہے۔ یہ چار صفحات میں ہے ؎

تغافل نہ کر حال تو جان کر
جِلا لے مجھے ایک دم آن کر

ص۱۰۱ سے دوسرا دیوان شروع ہوتا ہے۔ اوپر کی تین سطریں جن میں ایک شعر اور ایک مقطع تھا، سیاہی پھیر کر بیکار کر دی گئی ہیں۔ یہ پڑھی ہی نہیں جاتیں۔ ان کی ردیف لالا اور ڈالا کسی قدر ظاہر ہے۔ ان تین سطروں کے بعد جو غزل شروع ہوئی ہے اس کا مطلع یہ ہے :

ہے ہمن کا پیام کوئی لیجا
کہ ہمیں آکے ٹک درس دیجا

دوسرے دیوان میں پ، ث، خ، ظ، ع، اور ق کی کوئی غزل نہیں ہے۔ باقی تمام ردیفیں موجود ہیں۔ بعض غزلیں نامکمل ہیں۔ کئی غزلوں کے دو شعر لکھے گئے ہیں۔

ص۱۸۵ کے بعد کے ایک دو صفحات ضائع ہو گئے ہیں کیونکہ ص۱۸۶ کا آغاز ص۱۸۵ کے ترک سے مطابقت نہیں رکھتا۔

ترقیمہ :- تمت دیوان ریختہ محمد مبارک آبرو سلمہ اللہ تعالےٰ بروز یکشنبہ بتاریخ

Marfat.com

بست و نہم صفر ختم اللہ بالخیر والظفر در عہد محمد شاہ غازی سنہ جلوس نہ الا
قلمی شد۔

کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ محمد شاہ کے جلوس کا تیرھواں سال ۱۱۳۱ + ۱۳ = ۱۱۴۴ ہوتا ہے۔ دیوان آبرو کا ایک مخطوطہ الاصلاح لائبریری دیسنہ ضلع پٹنہ میں موجود ہے۔ (ڈلی کا دبستان شاعری ص۱۱۹) دکن میں غالباً اس کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ پروفیسر سروری نے بھی اس کی کمیابی کا اظہار کیا ہے۔ (تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول ص۲۸۹)

دیوان اوج

سائز ۹ x ۶ صفحات (۶۰) سطور (۱۴) سنہ تصنیف x سنہ کتابت ۱۸۲۹ء

اوج کون تھے اور کہاں کے ساکن تھے۔ اس بارے میں دیوان قلمی خاموش ہے عام طور پر شعرا کہیں نہ کہیں ایسے اشارے کہہ جایا کرتے ہیں جن سے ان کے سوانح حیات کی ترتیب میں مدد مل جاتی ہے۔ لیکن اوج کے پورے دیوان میں ایک مصرع بھی اس نوع کا نہیں پایا گیا۔ البتہ مندرجہ ذیل اشعار سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ گو وہ مصحفی و انشا کے معاصر نہ ہوں لیکن ان کی شاعری کی ابتدا ان متقدمین کے عہد سے ضرور تعلق رکھتی ہے۔ دولت بجائے بدولت اور ترور بجائے تلوار جو انشا اور ان کے معاصرین کے کلام میں پایا جاتا ہے، اوج نے بے تکلفی کے ساتھ نظم کیا ہے ؎

ترور جو کھینچی کف قاتل میں لگی چوٹ
زخمی نہ ہوا دل پہ مرے دل میں لگی چوٹ

ہیں ہم جو گلا دھرتے ہیں رہ جا کے آگے
رستم بھی ٹھہرے تری ترور کے آگے

Marfat.com

مری آہوں کی بیلوں میں سموم عشق کی ذلت … لدے ہیں پھول شعلوں کے شراروں کی لگی پھلیاں

کب کی جگہ کد جو انشا کے کلام میں موجود ہے، اوج کے یہاں بھی ہے۔ بدمزاج اور مزاج والی غزل میں یہ شعر آتا ہے ے

ابتدائے عشق ہی سے حال اپنا ہے کدھب … اس مرض سے اوج تیرا آہ سنبھلا کد مزاج

یہ مثالیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اوج کا زمانہ گزشتہ صدی ہجری کے اوائل کا نہیں تو وسط کا ضرور ہے۔ سنہ کتابت بھی اس مخطوطے کا ۱۸۲۹ء ہے جو اسی سے مطابقت رکھتا ہے۔

خمخانہ جاوید کی جلد اول اور سخن شعرا میں اوج تخلص کے (۱۳) شاعر درج ہوئے ہیں۔ یعنی :-

(۱) منشی عبداللہ خاں اوج ساکن سردھنہ وفات ۱۲۷۰ھ (خمخانہ و سخن شعرا)

(۲) میر محمود جان اوج دہلوی ہم عصر بہادر شاہ ثانی (خمخانہ)

(۳) مرزا جعفر بیگ اوج ساکن بلاد شرقیہ (خمخانہ)

(۴) قاضی عنایت حسین خاں اوج غازی پوری (سخن شعراء)

(۵) مرزا علی حسین اوج لکھنوی شاگرد آتش (سخن شعرا)

(۶) مولوی امام الدین اوج پھانوی شاگرد عاشور علی خاں (سخن شعرا)

(۷) محمود خاں اوج لکھنوی شاگرد علی اوسط رشک لکھنوی (سخن شعرا)

(۸) اشرف علی خاں اوج لکھنوی شاگرد آغا حجو شرف (خمخانہ)

(۹) مرزا محمد حسین اوج لکھنوی شاگرد حسین مرزا عشق لکھنوی (خمخانہ)

(۱۰) سید عابد حسین اوج رام پوری خلف و شاگرد سید احمد علی رسا (خمخانہ)

۱۱ شیخ عبدالکریم اوج میرٹھی وفات ۱۲۹۱ھ (سخن شعرا)

Marfat.com

(۱۲) مرزا محمد جعفر اوج خلف و شاگرد مرزا دبیر لکھنوی (خمخانہ)

(۱۳) محمد یعقوب اوج گیاوی (خمخانہ)

ان میں سے آخر کے ۹ شاعر تو خارج از بحث ہیں کیونکہ یہ تمام یقیناً متاخرین میں شامل ہیں۔ مرزا جعفر بیگ اوج نمبر ۳ اور قاضی عنایت حسین خاں نمبر ۴ کا زمانہ اگرچہ متعین نہیں ہے۔ لیکن ان کے منتخب اشعار جو تذکروں میں درج ہیں زبان کے اعتبار سے انھیں بھی متاخرین کی صف میں شامل کرتے ہیں۔ صرف مولوی عبداللہ خان اوج اور میر محمود جان اوج باقی رہ جاتے ہیں۔ میر محمود جان اوج ایک غیر معروف شاعر ہیں اور صاحب دیوان بھی نہیں اس لئے زیر نظر دیوان مولوی عبداللہ خان کا ہی ہوسکتا ہے جن کے آٹھ دیوان مشہور ہیں مگر نایاب ہیں۔

اس دیوان کو عبداللہ خان اوج کا دیوان تصور کرلینے کے اور اسباب بھی ہیں۔

۱۔ صفحہ ۷ پر ایک غزل ہے جس کے ساتھ سرخی سے لکھا ہے "غزل بطرز صاحب" یہ صاحب اوج کے ہم عصر مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب ظفریاب خاں معلوم ہوتے ہیں جو شاہ نصیر کے شاگرد تھے اور بہنگام قیام دہلی بزم مشاعرہ منعقد کرتے تھے

۲۔ عبداللہ خاں اوج بقول صاحب تذکرۂ خمخانۂ جاوید مشکل اور سنگلاخ زمینوں میں زور طبع دکھاتے تھے۔ اس دیوان میں بھی متعدد ایسی غزلیں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض غزلوں کے مطلع درج کئے جاتے ہیں ؎

پی مئے شنجرف گوں ہوگی نہ بیتابی ہوا
لاجوردی ابر ہے آج اور سیمابی ہوا

———

بلا کے زہر سے اے عشق تیغ یاس بجھا
اور اس کے آب سے زخم جگر کی پیاس بجھا

———

ہیں اس کی نگہ سے یہ دل زار میں سوراخ
جوں خانۂ زنبور ہے دل دار میں سوراخ

———

Marfat.com

بن ترے اے رشکِ گل خار دل پہ لوٹا رات بھر　　تارے میں گن گن کے انگاروں پہ لوٹا رات بھر

کھیتیاں دل کی نہ کرتے ہوئے پامال چلو　　چیونٹی کو بھی نہ دکھ جس میں ہو وہ چال چلو

ہے اسپند جیسے ہوئے آتشناک پر مکھی　　وہ کوئی بیٹھنے دیتا ہے اپنی ناک پر مکھی

منشی عبداللہ خاں سردھنہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے مگر دہلی میں رہا کرتے تھے۔ اگرچہ علمی استعداد کچھ زیادہ نہ تھی لیکن طبیعت میں رسائی اور فکر میں خداداد تیزی تھی۔ عارضۂ خلل دماغ میں مبتلا تھے۔ اکثر شعرائے مشاہیر مثلاً ذوق، مومن، غالب، آزردہ وغیرہ جو ان کے ہم عصر تھے مزاحاً ان کو استاد کہا کرتے تھے۔ مرزا گنگو محزوں نبیرہ شاہ عالم کے استاد بھی تھے

اور ملازم بھی۔ سنہ ۱۲۷۰ھ میں انتقال کیا (خمخانہ جاوید جلد اول)

آغاز ۔ اس دیوان میں حمد و نعت کی کوئی غزل نہیں ہے۔ پہلی ہی غزل عاشقانہ ہے جو اس طرح شروع ہوتی ہے ؎

ہے تجھ میں جلوہ نام خدا شمع طور کا　　پروانہ کیوں نہ دل ہو یہاں ماہ و ہور کا

اس غزل کا مقطع یہ ہے :۔

ہنس ہنس کے ماہ رات یہ کہتا تھا اوج سے　　لاؤ نہ ہم بھی دیکھیں تو دیوان حضور کا

اختتام :۔ غزلیات و رباعیات کے بعد دیوان مندرجہ ذیل تین مطلعوں پر ختم ہوا ہے ؎

تا ترا خنجر مژگاں نہ کرے حلق بُری　　میری آنکھوں میں نظر آتی ہے سب خلق بُری

تیرھواں ہو کے جو رکھا چودھویں میں تو نے پا　　اٹھتی کونپل سی تری طوبیٰ کی دبتی چھاتو ہے

جب اُس لعل مسی آلود کا بوسہ لیا میں نے　　تو تاریکی سے آب خضر یہ گویا پیا میں نے

Marfat.com

ترقیمہ :۔ تمام شد نہم محرم ۱۲۲۹ھ / ۱۸۲۹ء۔ انداز تحریر کی یہ ندرت دیکھنے کے قابل ہے کہ تاریخ و ماہ ہجری ہے اور سن عیسوی

اوج کے دیوان پر ایک مضمون قاضی عبدالودود صاحب کا غالباً معاصر میں شائع ہوا ہے موصوف نے بھی اسے عبداللہ خاں اوج کا دیوان بتایا ہے۔

دیوان بیاںؔ دہلوی

نشان ف ۳۰

سائز ۸ x ۶½ صفحات (۹۵) سطور (۱۷) سنہ کتابت ماہ صفر ۱۳۲۷ھ

کاغذ دبیز چکنا دیسی

اس دیوان کے سرورق پر لکھا ہے " دیوان بیاں یعنی خواجہ احسن اللہ خاں شاگرد حضرت مظہر جان جاناںؒ کی فکر کا نتیجہ" اسے سید محمد علی ملیح آبادی نے ایک صحیح نسخے نقل کیا ہے۔ وہ مختصر سا دیباچہ بھی لکھنا چاہتے تھے۔ اس غرض کے لئے چھ صفحے چھوڑے تھے لیکن کسی وجہ سے یہ دیباچہ تحریر نہ کیا جا سکا خط نستعلیق ہے۔ ہر صفحہ کا تہائی حصہ بطور حاشیہ چھوڑا گیا ہے۔ صفحہ ۹۲ پر سید محمد علی ملیح آبادی کی اردو انگریزی مہر ہے۔ عنوانات اور اسماء کو سرخ روشنائی سے نمایاں کیا گیا ہے۔ ردیفوں کے نام حاشیہ پر سیاہ روشنائی سے لکھے ہیں۔ جن شعرا کے تخلص اس دیوان میں آئے ہیں۔ حاشیہ میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً ردیف میم کی پہلی غزل کا مقطع ہے ؎

اس غزل پر گر فغاں دیکھے تو یہ پڑھے بیاں میں تو اس لائق نہیں لطف یہ فرماتے ہو تم

حاشیہ پر لکھا ہے اشرف علی خاں دیکھو آب حیات صفحہ ۱۱۳ دو جگہ حاشیہ پر دو دو شعروں کا پنسل سے اضافہ کیا گیا ہے۔ ایک صفحہ پر مندرجہ ذیل مشہور فرد بھی پنسل سے لکھی گئی ہے ؎

Marfat.com

یہی مضموں ہو خط کا احسن اللہ   کہ حسنِ ماہ رویاں عارضی ہے

یہ مشہور شعر احسن اللہ ایہام گو کا ہے جو آبرو اور ناجی کے معاصر تھے۔ کاتب نے غلطی سے بیاں کے نام سے لکھ دیا ہے۔

دیوان میں متعدد مصرعوں کی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ شاید وہ اصل مسودہ میں سمجھ میں نہ آئے۔ الف۔ ق اور ی کی ردیفوں کے آخر میں متعدد فردیات ہیں۔

بیاں کے نام میں اختلاف ہے۔ گلزار ابراہیم میں احسان اللہ خاں، مجموعہ نغز میں ایک مقام پر خواجہ احسن اللہ خاں اور دوسرے مقام پر خواجہ احسن الدین خاں لکھا ہے۔ شفیق، میر حسن، گردیزی اور شیفتہ نے بھی خواجہ احسن اللہ بتایا ہے۔ سخن شعرا میں بھی یہی نام ہے۔ عمدہ منتخبہ کے مصنف نے ان کا نام خواجہ احسن الدین خاں لکھا ہے۔ اور یہی نام صحیح بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے شاگرد گلاب چند ہمدم نے اپنے دیوان میں جو قطعہ تاریخ وفات بیاں کے انتقال کا لکھا ہے اس میں خواجہ احسن الدین خاں درج ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسا شاگرد جو برسوں ساتھ رہا ہو اپنے استاد کے نام کو غلط نہیں لکھ سکتا۔

بیاں کے بزرگ کشمیری الاصل تھے مگر آگرے میں آ بسے تھے۔ بیاں کے والد نے دہلی میں سکونت اختیار کی۔ ان کی پیدائش دارالخلافہ میں ہوئی۔ مرزا جانجاناں مظہر کے مخصوص شاگرد اور مولانا فخرالدین چشتی دہلوی کے مرید خاص تھے۔

کریم الدین نے لکھا ہے کہ ۱۷۹۳ء میں دہلی سے حیدرآباد گئے اور آصف جاہ ثانی میر نظام علی خاں (۱۱۷۳ - ۱۲۱۸ھ) کی سرکار سے توسل ہو گیا۔ یہ نواب ارسطو جاہ (۱۱۸۷ - تا ۱۲۱۸ھ) اور راجہ چندو لال متوفی ۱۲۶۱ھ کے مداحوں میں تھے۔ متعدد شاگرد چھوڑ کر ۱۲۱۳ھ میں حیدرآباد ہی میں انتقال کیا۔ ہمدم حیدرآبادی نے قطعہ تاریخ وفات لکھا جو ان کے دیوان مطبوعہ میں موجود ہے

ماہ صفر بجمعہ ازدہر چوں بیاں رفت	صد نالہ از تہِ دل تا اوج آسماں رفت
تاریخ رحلتِ وے ہمدم چو جستم از دل	نالید و گفت ہاتف استاد از جہاں رفت
	۱۲۱۳ھ

Marfat.com

نصیر الدین ہاشمی صاحب نے ان کے شاگرد ہمدم کا نام "دکن میں اردو" کے صفحہ ۵۳۴ پر دیا ہے گلاب چند اور کتبخانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے صفحہ ۲۲۵ میں تعقب تحریر کیا ہے لکھا ہے ایک مصنف کے قلم سے ایک ہی شخص کے دو نام بڑی حیرت کی بات ہے۔

اکثر تذکرہ نویس بیاں کی خوشگوئی کے معترف ہیں۔

"شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است" مجموعۂ نغز ص۱۲۴ جلد ا

"کلام ان کا بہت شیریں ہے" سخن شعرا ص۸

"در ریختہ گوئی مشاق و خوش فکر است مربوط گو فصیح البیان" (عمدہ منتخبہ ص۱۲۵)

"کلامش چوں تبسم گلرخاں نمکین و بیانش چوں قند دلبراں شیریں، بندہ از فکر او لبیار محظوظ است" (تذکرہ میر حسن ص۶۰)

دیوان کے علاوہ بیاں نے ایک مثنوی بھی لکھی تھی جس کا نام یادگار شعرا میں مثنوی منتخب تذکرہ قاسم میں جنگ نامہ اور تذکرہ میر حسن میں چنچل نامہ درج ہے۔

آغاز ہے

کیا کیجے بیاں اس کے وجوب اور قدم کا — طاقت نہ زباں کو ہے نہ مقدور قلم کا

آداب رہ نعت پیمبر نہ ادا ہوں — یوں خامہ نہ ٹھہرے سر سے اگر یہ قدم کا

کیا مدح کروں آل اور اصحاب کی اس کے — یہ مرتبہ بھی ہو مری تحریر و رقم کا

بندے سے ثنا حضرت استاد کی کیا ہو — مظہر ہے خداوند کی وہ شان اتم کا

سنتا ہے بیاں عذر ترے سب ہی سمیع — کیا مدح کرے جس کو سلیقہ نہیں ذم کا

ص۵۴ تک ردیف وار غزلیں ہیں جن کی تعداد ہے۔ ان میں ایک پنج شعری غزل مدح نظام کی بھی ہے۔ اس کے بعد کچھ متفرق اشعار ہیں۔ پھر تین قطعات مدحیہ۔ ان قطعات کے بعد سودا کی غزل اور نعمت خان عالی کے دو فارسی شعروں کی تخمیس ہے۔ پھر چار مدحیہ رباعیوں کے بعد عاشقانہ رباعیاں شروع کی گئی ہیں۔ جن کی تعداد ۳۸ ہے۔ رباعیات کے اختتام پر ایک قصیدہ منقبت حضرت علی، گیارہ بندہ

Marfat.com

مسدس بنا مرثیہ اور ایک مختصر سا واسوخت بطور ترکیب بند ہے۔ پھر تین مثنویاں ہیں۔ پہلی مثنوی والائے روئے سخن بمیر سجاد" ہے۔ دوسری کا عنوان چیک نامہ ہے اس میں دنیا بھر کے پرندوں کے نام آگئے ہیں تیسری مثنوی میں مومن خاں کے بنائے ہوئے کنویں کی تعریف ہے۔ اس کے بعد دو غزلیں ردیف نون کی بے ترتیب آگئی ہیں۔ انعام اللہ خاں یقین کی پنج شعری غزل اور مخلص کے ایک فارسی شعر کی تخمیس عرض آداب بدرگاہ رسالت، ایک مرثیہ، ایک قصیدہ، ایک مدح میر نظام علی خاں اور سات شعر کی مثنوی ریختہ کے بعد یہ دیوان ختم ہوگیا ہے۔ آخری مثنوی کی بیت اول و بیت آخر مندرجہ ذیل ہے ؎

مجھے ایک ہی نام سے کام ہے — وہی نام آغاز و انجام ہے

بیاں بس اسی نام کو یاد رکھ — دو عالم سے خاطر کو آزاد رکھ

ترقیمہ — ترقیمہ کی عبارت یہ ہے

ورقمہ کھم سیت ضلع ورنگل ملک نظام بعرصہ سہ یوم اختتام یافت۔ ۱۶ ر صفر المظفر ۱۳۲۷ھ روز سہ شنبہ بقلم بیچمداں سید محمد علی ملیح آبادی

ترقیمہ کے بعد فہرست مضامین ہے جو تقریباً دو صفحوں میں ہے۔

دیوان بیاں کا ایک مخطوطہ سر سالار جنگ کے کتب خانہ میں بھی ہے جس کا نشان سلسلہ (۵۳۷) ہے۔ یہ ۱۲۰۸ھ کا کتابت کیا ہوا ہے اور زیر نظر مخطوطے سے زیادہ مکمل ہے۔ دوسرا مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے (داخلہ ۲۹۸۹)

دیوانِ حقیقت

سائز ۸ ½ × ۶ صفحات (۹۸) سطور (۱۱)

حقیقت کا یہ دیوان جو عمر استاد مصحفی کی زبان کا اچھا نمونہ ہے۔ رد العجز علی الصدر اور تجنیس لفظی قسم کی صنعتوں کا حامل بھی ہے۔ کہیں کہیں ایسے مصرعے بھی آگئے ہیں جن کا حقیقت جیسے صاحبِ علم

Marfat.com

کی طرف منسوب ہونا قابلِ افسوس ہے مثلاً ایک غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

تصور ترا جان جاتا نہیں ترے بن کوئی یاد آتا نہیں

لیکن اسی غزل میں یہ شعر بھی ہے جس کا مصرع اول خارج از بحر ہے ؎

تو ہی مجھکو بھاتا ہے تیری قسم ہے قسم لے کہ کچھ اور بھاتا نہیں

اسی طرح ایک مقام پر آثار کو واحد استعمال کرنے کی مثال بھی ہے ؎

یہ عشق آخر کو دیکھیں آفت کیا ہم پہ لاتا ہے نظر اول ہی سے اچھا نہیں آثار آتا ہے

حقیقت کا نام قدرت اللہ قاسم مصحفی، عبدالغفور خاں نساخ نے شاہ حسین لکھا ہے۔ مثنوی ہشت گلزار مطبوعہ سنہ ۱۲۶۷ھ لکھنؤ کے خاتمہ کتاب پر بھی شاہ حسین ہے اور ان کے لڑکے سید محسن علی محسن نے بھی سراپائے سخن میں اپنے حالات کے تحت یہی نام لکھا ہے۔ لیکن خمخانۂ جاوید اور خزینۃ الامثال میں ان کا نام سید حسین شاہ درج ہے۔ خود حقیقت نے ایک رباعی میں اپنا نام میر حسین شاہ بتایا ہے

پھرتا ہے جو یوں تباہ کیا تجھکو ہوا ہے کس سے جدا تو آہ کیا تجھکو ہوا

جو دیکھے ہے تیری شکل رو دیتا ہے اے میر حسین شاہ کیا تجھکو ہوا

اسی طرح حقیقت کے جدی وطن میں بھی اختلاف ہے۔ صاحب خمخانہ جاوید نے خوست نواح غزنی کو وطن قرار دیا ہے اور مجموعہ نغز میں نجفی الاصل بتایا گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ توابع بلاد غزنی کے رہنے والے تھے جیسا کہ ان کے لڑکے نے سراپائے سخن میں تحریر کیا ہے۔

محسن کا بیان ہے کہ ان کے جد اعلیٰ سید میر کلال نے عربستان سے آکر خوست میں قیام کیا تھا ان کی اولاد میں سے سید امیر برہان حسب الطلب فرخ سیر مع تحائف خاندانی لاہور وارد ہوئے۔ یہاں سے حقیقت کے دادا سید میرک شاہ شاہ عالم کے عہد میں دہلی چلے آئے۔ حقیقت کی پیدائش یہیں ہوئی۔ سن تمیز کو پہنچے تو اپنے نانا حکیم میر محمد نواز کی ہمراہی میں لکھنؤ آگئے۔ مجموعہ نغز اور سخن شعراء کے مصنفین نے بریلی کو حقیقت کا مولد بتایا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

لکھنؤ میں حقیقت نے سواروں میں نوکری کی۔ یہ زمانہ ان کی نومشقی و نوجوانی کا تھا۔ اسی کے

Marfat.com

ساتھ وہ اپنے استاد جرأت کے کلام کی کتابت بھی کرتے تھے۔ امام بخش کشمیری ایک صاحب لکھنؤ میں تھے۔ انھیں اپنے تذکرے کے لئے منشی کی ضرورت ہوئی تو جرأت کی سفارش سے حقیقت اس خدمت پر مامور ہوئے۔ امام بخش خاں کا تذکرہ مصحفی کے تذکرے سے ماخوذ ہے اور اس کا بیشتر حصہ تذکرہ مصحفی مستعار لے کر حقیقت سے نقل کرایا گیا تھا۔ مصحفی نے ایک قطعہ میں اس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

جانتے ہیں سب کہ اک مدت سے یہاں مصحفی کے تذکرے کا شور ہے
تذکرہ یہ جو حقیقت نے لکھا بے حقیقت مصحفی کا چور ہے

حقیقت نے لکھنؤ میں مختلف نوکریاں کیں۔ ایک رباعی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سبزی منڈی میں کسی خدمت پر مامور تھے ؎

کس منہ سے ادائے شکر ہم حق کا کریں بندہ پرور نہ کیونکر پھر اس کو کہیں
یعنی ہم تھے جو عاشق سبزہ رنگ خدمت بھی ملی تو سبزی منڈی کی ہمیں

دوسری رباعی سے متبادر ہے کہ انھیں مرزا سلیمان شکوہ کے دربار سے بھی توسل رہا تھا۔

یک خلق کیا عجب جو یہاں ہوا نبوہ اور حکم میں ہو ہر یک خلقت کے گروہ
کیا شان دمراتب اس کا کہیے جس کی وابستہ ہو نام سے سلیمان کا شکوہ

مجموعۂ نغز کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ لکھنؤ میں معلمی کرکے اوقات بسر کرتے تھے۔ خوش قسمتی نے کٹ غا ایک انگریز کے پاس پہنچا دیا اور اس کے میر منشی ہو کر چینا پٹن مدراس چلے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انگریز فوج کا کوئی عہدیدار تھا۔ کیونکہ حقیقت نے ایک رباعی میں اس تعلق کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

کل بازہ ہم سے چھوٹیگا صد افسوس یک غم کا پہاڑ ٹوٹے گا صد افسوس
لشکر جاتے ہی اسکے لشکر غم کا آ کشور دل کو لوٹے گا افسوس

اس ملازمت کے چھوٹنے کے بعد حقیقت بہت پریشان رہے اور اس پریشان حالی کے زمانے میں ۱۲۲۵ھ

Marfat.com

میں انھوں نے امیر خسرو کی مثنوی ہشت بہشت کا ترجمہ ہشت گلزار کے نام سے (۲۷۶۵) اشعار میں کر کے نواب عبدالقادر خاں ثابت جنگ ابن نواب والا جاہ مرحوم والی کرناٹک کی خدمت میں پیش کیا۔ خود کہتے ہیں ؎

پورب آیا کبھی گیا پچھم | نکیا لیک دل کا درد و غم
گاہ اتر پھرا گیے دکھن | پر کرم کے گئے نہ بد لچھن
دیکھا پھر آ کے ملک کرناٹک | کہتے دکھن کا جس کو ہیں پھاٹک

معاودت وطن کی حسرت کس کو نہیں ہوتی حقیقت بھی اس سے خالی نہ تھے ؎

جلد یہاں سے نجات دیوے خدا | مجھ کو دکھلائے پھر وطن اپنا
کب تلک کوہ اور بن دیکھوں | جلد پھر جا کے میں وطن دیکھوں

افسوس ان کی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی اور دہیں دنیا کو خیر باد کہا۔ صحیح سنہ وفات کا پتہ نہیں چل سکا خزینۃ الامثال کے دیباچے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آخر وقت میر منشی کے فرائض انجام دیتے تھے اور اس خدمت کے سلسلے میں ان کی اولاد نے سرکار سے وظیفہ پایا۔

حقیقت شیخ قلندر بخش کے شاگرد تھے اور اپنے استاد سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک رباعی میں اپنے استاد کے بیماری سے شفایاب ہونے کی دعا کی ہے ؎

ہے درد میں مبتلا دوا بخشو تم | صحت جرأت کو اب شہا بخشو تم
جس کے مدفن کی خاک ہے خاک شفا | صدقے سے اس کے اب شفا بخشو تم

حقیقت کی تصانیف کی تعداد آٹھ بتائی جاتی ہے۔ ان میں سے دیوان کے علاوہ چند کتابیں یہ ہیں (۱) تحفۃ العجم (۲) خزینۃ الامثال مطبوعہ (۳) مثنوی ہشت گلزار مطبوعہ (۴) جذبۂ عشق مطبوعہ (۵) عشکدۂ چین مطبوعہ (۶) مثنوی سیر من طوطا۔ جذبۂ عشق میں ۱۲۲۷ھ کے ایک چشم دید واقعہ کا بیان ہے۔

کرناٹک کے علاقے میں حقیقت کے کچھ شاگرد بھی ہو گئے تھے جن میں نواب حشمت، جنگ حشمت

Marfat.com

اور سید ابوالحسن حیرت نمایاں ہیں۔ منور خاں گوہر نے سخنوران بلند فکر میں غلام محی الدین شائق کو بھی حقیقت کا شاگرد بتایا ہے۔

دیوان حقیقت کے زیر نظر مخطوطے کی ردیف الف کی ابتدا ۶ فردوں سے ہوتی ہے۔ ان میں سے آخری مطلع یہ ہے ؎

جرأت لبوں پہ آہ تھا مرنے میں ہمارے کیا رہا تھا

یہ مطلع مصحفی کا ہے اور دیوان مصحفی مطبوعہ رام پور میں موجود ہے۔

ان مطالع کے بعد حافظ شیرازی کی غزل ؎

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا شاید کہ باز دیدم آں یار آشنا را

کی تلمیح ہے جس کے بعد ردیف ب شروع ہو گئی ہے۔ دو ب کی تین ت کی، ایک ٹ کی، ایک د کی چھ ر کی اور ایک ز کی غزل درج کرنے کے بعد فارسی کی ایک فرد، ایک مربع اور اردو کی ایک مستزاد رباعی ہے۔ مذکورہ رباعی کا مصرع سوم "ابلیس نے جنت سیتی آدم کو نکالا" رباعی کے وزن سے خارج ہے۔ غزلوں کے اختتام پر دو مخمس ہیں۔ ایک ان کے استاد جرأت کی غزل پر ہے اور ایک قیس تخلص کے کسی اور شاعر کی غزل پر۔ یہ قیس غالباً مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ ہیں جو جرأت کے خواجہ تاش تھے۔

فارسی کے تین اشعار کو مثلث کرنے کے بعد رباعیاں شروع ہوتی ہیں ان کی تعداد ۱۷ ہے جن میں ایک فارسی زبان میں ہے۔ آخر میں ایک قطعہ ہے ؎

شمع ساں سوز دل کہوں کیا آہ بن کہے گو کہ جان نکلے ہے
کہ چھری بات بات میں یہاں تو کاٹنے کو زبان نکلے ہے

دیوان کی بعض خصوصیات — اس دیوان سے بعض خاص امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) مدراس میں زینت نام کی کوئی رقاصہ تھی اور اس سے حقیقت کو عملی لگاؤ تھا۔ اس کے رقص کی تعریف میں (۱۹) اشعار کی طویل غزل لکھ کر حق آشنائی ادا کیا گیا ہے۔ اس غزل کا

Marfat.com

عنوان ہے "در توصیف رقص زینت بائی"۔ اس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

بہ ادا بزم میں گر آکے وہ زینت نلچے — رقص میں آئے فلک زہرہ وہیں گت ناچے

وجد میں کیونکہ نہ آجاوے یہ بیخود ہو کر — جب کہ زینت سی صنم پیش حقیقت ناچے

اسی قبیل کی ایک رباعی بھی ہے ؎

زینت وہ بزم عاشقاں ہے زینت — تن جملہ جہاں اور جاں ہے زینت

ہے خواب گزشتہ دائندہ خیال — ہر حال تو زینت جہاں ہے زینت

(۲) مدراس کے علاقہ میں ان مردوں کو سفید کپڑے پہننے کی اجازت نہ تھی جن کی بیویاں زندہ ہوتی تھیں۔ حقیقت نے ایک رباعی میں اس رواج کا مضحکہ اڑایا ہے ؎

عورت کا تھا سہاگ ہر جا پہ سنا — مردوں کا سہاگ دیکھا مدراس میں آ

جورو والے نہ پہنیں پاجامہ سفید — بس ... ہی میں سہاگ ان کا انکا مہنگا

خالی جگہ پر ایک ایسا لفظ ہے جسے خلاف تہذیب ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا گیا۔

زیر نظر دیوان نامکمل ہے کیونکہ سخن شعرا، خمخانہ جاوید، تذکرہ ہندی اور سراپا سخن میں مندرج متعدد اشعار اس میں نہیں ہیں۔

کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سنہ کتابت اور کاتب کے نام کا علم ہو سکے۔

دیوان حسرت

سائز ۷ × ۵ صفحات (۱۰۷) سطور (۹) سنہ تصنیف و کتابت

یہ دیوان نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ املا کی غلطیاں کافی ہیں۔ ص۶۶ میں حب حلیت کو حب جلبت ص۶۸ میں نخچیر کو نچھپیر اور ص۸۵ میں مفتوں کو مفت خاں تحریر کیا ہے اسی قبیل کی اور غلطیاں بھی ہیں۔

Marfat.com

حالات مصنف۔ حیرت کا نام سید ابوالحسن تھا وہ میر شاہ حسین حقیقت سے تلمذ رکھتے تھے (گلزار اعظم ص ۱۳۰) یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں کے باشندے تھے۔ البتہ ان کا قیام پٹن (مدراس) میں تھا جس کا ثبوت اس شعر سے ملتا ہے ؎

پٹن تو نہیں ہے بہشت جس میں مرے ہیں قحط کیچ
کھانا نہ ملے یہاں تو پانی نہیوں میں بھی یکدم

وہ حقیقت کی شاگردی کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

میں نے تو حقیقت سا نہ دیکھا کوئی حیرت
شاعر کوئی جرأت سے غزل خوان کی سوگند

شاعرانہ تعلی جو متقدمین کے خمیر میں داخل تھی حیرت کے یہاں بھی پوری آن بان کے ساتھ نظر آتی ہے ؎

کیا شعر سناؤں میں ہمدم تجھے سوز کے
جرات کے سوا گھر میں دیوان نہیں باقی

ایک اور سنا تو ہی یا دوں کی غزل حیرت
سودا نہیں گو قائم حیران نہیں باقی

سوز سے غالباً شیخ شمس الدین دہلوی مراد ہیں جو میر سوز کے شاگرد تھے۔ سودا اور قائم مشہور شعرا ہیں۔ حیران میر حیدر علی کا تخلص تھا جو سرب سکھ دیوانہ کے شاگرد اور ان کے ہمعصر تھے۔ ایک شعر میں کرناٹکی زبان پر بھی طنز کر گئے ہیں ؎

کرناٹکی شعروں کو جاناں نہ پڑھا کیجئے
اشعار کو حیرت کے حیرت سے سنا کیجئے

حیرت گزشتہ صدی ہجری کے وسط تک حیات تھے کیونکہ اس دیوان میں ایک قصیدہ ہے جو نواب عظیم الدولہ والی کرناٹک خلف فخر الامرا کی وفات حسرت آیات اور نواب عظم جاہ کی مسند نشینی کے سلسلے میں کہا گیا ہے۔ اس قصیدے کے ایک شعر میں سنہ وفات کا اظہار بھی کیا گیا ہے وہ شعر یہ ہے ؎

"ایک جہاں آج ہے مغموم کہا ہاتف نے
سال رحلت ہو مصر، میں نے جو پوچھا ہر کا

"اک جہاں آج ہے مغموم" سے ۱۲۲۵ھ برآمد ہوتے ہیں۔

آغاز۔ اس دیوان کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اس غزل سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

کیا یہ دیواں شکل آئینہ پریخی نہ بنا　　　جس نے دیکھا اس کو حیرت بس کہ دیوانا بنا

ردیف الف کی صرف چھ غزلیں ہیں۔ ب کی دو اور ت کی ایک غزل ہے۔ ج اور ح کی کوئی غزل نہیں ہے۔ اسی طرح ذ، ز، س، ش، ص، ض، ظ، ع، غ تک یہ ردیفیں بھی غزلوں سے محروم ہیں۔

ر کی ردیف میں (۹) شعر کی ایک غزل ہے جس کا مطلع ہے ؎

بیوفائی نہ کر خدا سے ڈر　　　کج ادائی نہ کر خدا سے ڈر

یہ غزل ولی دکنی کی غزل کا چربہ ہے جس کے "سوں" کو "سے" سے تبدیل کرلیا گیا ہے۔ مطلع کے علاوہ مندرجہ ذیل مصرعے بھی وہی ہیں۔ جو ولی کے ہاں موجود ہیں۔ فرق صرف سے اور سوں کا ہے۔

ع خود نمائی نکر خدا سے ڈر

ع آشنائی نکر خدا سے ڈر

مقطع میں قافیہ عجیب طرح استعمال کیا ہے ؎

رکھ کدورت نہ صاف رہ حیرت　　　دل کو آئینہ کر خدا سے ڈر

ل کی ردیف میں آٹھ غزلیں لکھی ہیں۔ اور ان کا عنوان "رشک ہشت بہشت" قائم کیا ہے ان غزلوں کے اشعار کی مجموعی تعداد (۹۰) ہے۔ پہلی غزل کا مطلع یہ ہے ؎

مانگا چمن میں اس سے جو میں نے گلاب پھول　　　تو کھینچ مارا تاڑ کا ہو پُر عتاب پھول

(۴۷۴) اشعار کی کل (۴۷) غزلوں کے بعد تین متفرق مطلعے درج ہیں۔ پھر ۱۵ رباعیاں ہیں۔ ان رباعیوں میں دو فارسی کی رباعیاں بھی شامل ہیں۔ رباعیوں کے بعد ایک مستزاد ہے جس کا ایک شعر متن کے ذکر میں درج کیا جا چکا ہے۔ پھر (۱۲۴) اشعار کا ایک قطعہ ہے۔ اسی قطعہ میں نواب عظیم الدولہ کی وفات اور نواب اعظم جاہ کی مسند نشینی کا بیان ہے۔ اس طویل قطعہ کے سوا پانچ قطعات اور ہیں۔ پانچواں قطعہ (۱۱) اشعار کا ہے اور صنعت تلمیع میں ہے جس کا ہر مصرع اول فارسی اور مصرع دوم اردو ہے۔ یہ قطعہ خواجہ حیدر فرزند کلاں خواجہ عارف خاں منجم کی شادی کی تقریب کا

Marfat.com

ہے جو ۱۲۲۸ھ میں ہوئی تھی۔ آخری شعر میں سنہ عقد کی طرف اشارہ ہے ۔

زد قلم بہر سال شادی او ۔۔۔ خواجہ حیدر ہوا ہے اب نوشہ
۱۲۲۸ھ

ان قطعات کے بعد حافظ شیرازی کی ایک غزل کی تخمیس ہے جو حقیقت نے صنعت ملمع میں لکھی تھی۔ اب مثنویوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یہ تعداد میں چار ہیں۔ پہلی مثنوی میں (۲۶) اشعار ہیں اس میں ذوالفقار علی خاں صفا لکھنوی کے بھیجے ہوئے مرغوں کی تعریف کی ہے۔ صفا اپنے وقت کے مشہور شاعر تھے۔ میر تقی سے تلمذ تھا۔ لکھنؤ سے حیدرآباد چلے گئے تھے۔ وہیں ۱۲۲۶ھ میں وفات پائی۔ حیرت نے صفا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ۔

وہ صفا جس نے مثنوی ہے کہی ۔۔۔ نام اس کا ہے ذوالفقار علی
وہ صفا جس کا شعر بے شک و عیب ۔۔۔ جوں گہر آبدار ہے بے عیب
وہ صفا آشنائے بے کینہ ۔۔۔ جس کا سینہ ہے شکل آئینہ

دوسری مثنوی ماش کی شکایت میں ہے اور طوطا رام نام کے ایک پوربیئے کی ہجو میں کہی گئی ہے۔ اس مثنوی میں غیر مہذب الفاظ کا استعمال بڑی آزادی سے کیا ہے۔ یہ مثنوی پوری نہیں ہے۔ (۴۴) اشعار کے بعد کا ایک ورق غائب ہے۔ اسی ورق میں یہ مثنوی ختم کر کے تیسری مثنوی شروع کی گئی ہوگی۔ جس کا نام حیرت نے چار باغ رکھا ہے۔ اس کا آخری شعر تاریخ کا حامل ہے ۔

سر گل ہے تو چار باغ ملا ۔۔۔ تا ہو تاریخ سے فراغ دلا

"چار باغ" کے اعداد (۱۲۰۷) ہوتے ہیں۔ اس میں سر گل (گ) کے اعداد (۲۰) ملانے سے ۱۲۲۷ برآمد ہوتے ہیں۔ آخری مثنوی میں اپنی تنگ دستی اور قرضداری کا رونا رویا ہے اور دستگیر صاحب (عہدہ دار) سے تنخواہ نہ ملنے پر نواب صاحب سے امداد کی درخواست کی ہے ۔

عرض ہے اب جناب عالی سے ۔۔۔ جیب خاص اپنے سے دلا دیجئے

آخر میں ۶ نوحے ہیں جن میں مصائب شہدائے کربلا کا ذکر کیا گیا ہے۔ پانچویں نوحے کے مقطعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایک لڑکا بھی تھا جو شاید انھیں کے ساتھ تھا ۔

Marfat.com

اور یہیں دونوں سرخ رد تھامے ہوئے رکاب کو | بندہ و بندہ زاد جو آپ کے ہیں غلام دو

ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

دیوان داؤد

سائز ۸×۵ صفحات ۳۶ سطور ۱۸ سنہ تصنیف قبل از ۱۱۶۸ھ سنہ کتابت ۱۳۱۲ھ

یہ داؤد اورنگ آبادی کا مختصر سا دیوان۔ اس دیوان کی نقل ہے۔ جس کی ایک نقل تمکین کاظمی صاحب نے ادارۂ ادبیات کو عنایت کی ہے۔ تمکین کاظمی کا بیان ہے کہ "حضرت والد ماجد کے کتب خانے میں دیوان داؤد کا قلمی مطلا مذہب نسخہ تھا اور اس کی ایک نقل خود حضرت قبلہ کی قلمی تھی۔ ۱۹۲۰ء میں دیوان "نذر دیمک" ہو گیا۔ البتہ جو نقل میرے پاس تھی محفوظ رہی۔ مولوی ابو عمر صاحب نے نقل مجھ سے لے کر سنہ ۱۹۲۴ء میں بہبود علی صاحب صفی اورنگ آبادی سے نقل النقل کرالیا اور نقل دست بدست چلی گئی۔ میں نے اسی صفی صاحب کے نقل کردہ نسخے سے یہ نقل کیا ہے۔ آخری غزل کے مقطعہ کا مصرع ثانی ضائع ہو گیا اور کلام مکمل ہے۔ (تذکرہ مخطوطات جلد اول صفحہ ۴۳، ۴۷)

بالکل یہی صورت اس دیوان کی بھی ہے آخری

مصرع اس میں بھی نہیں ہے۔ ناقل دیوان صفی اورنگ آبادی نے اسے بڑے خوشنما خط میں لکھا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اپنی طرف سے نامانوس اور قدیم الفاظ کے معنی یا ان کی صحیح صورت بھی حاشیہ میں بتادیں اور صفحہ اول پر یہ سلسلہ شروع بھی کیا تھا لیکن دوسرے صفحہ سے آگے نہ چل سکا صفحہ اول پر (۶) نشانات ہیں۔ دوسری غزل کا مطلع ہے ؎

مجھ ہے مشتاق پیو کے درشن کا | کس کو نہیں احتیاج درپن کا

اس مطلع میں پیو اور درپن پر ۲ اور ۵ کا نشان ہے۔ ۲ کے معنی معشوق لکھے ہیں اور ۵ کے معنی نہیں بتائے صرف (۵) نشان لگا کر چھوڑ دیا ہے۔ اگرچہ پورے دیوان میں یہ التزام

Marfat.com

قائم رہتا تو مطالعہ کرنے والوں کو بڑا فائدہ ہوتا۔ پروفیسر زور نے دیوان داؤد مخزونہ ادارہ ادبیات کی غزلوں کی تعداد ۷۳، بتائی ہے۔ لیکن زیر تبصرہ مخطوطے میں جو بالکل اس کی نقل ہے ۷۴، غزلیات ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

الف کی (۱۸) ی کی (۲۵) ن کی (۱۱) د کی (۳) ب، ل، م، ہ کی دو دو اور ت خ، خ، ر، ش، ع، ف، ق، گ میں سے ہر ایک کی ایک ایک غزل ہے۔ بقیہ ردیفوں کی کوئی غزل نہیں ہے

پروفیسر زور کہتے ہیں " داؤد کے اس دیوان میں تقریباً (۵۰۰) اشعار ہیں۔" اشعار کی یہ تعداد غالباً شفیق کے اس فقرے کی بنا پر تقریباً پانچ سو بتائی گئی ہے۔ "دیوانش قریب پانصد بیت بنظر درآمدہ" (چمنستان شعراء ص ۸۰) حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ کل اشعار صرف ۴۶۰ ہیں جو دیوان شفیق کے مطالعہ سے گزرا ہوگا۔ اس میں یقیناً اتنے اشعار ہونگے۔ کیونکہ ان کے دیتے ہوئے انتخاب میں متعدد ایسے اشعار ہیں جن کی غزلیں اس دیوان میں نہیں ہیں۔ ردیف الف کی اس دیوان میں ۱۸ غزلیں ہیں۔ لیکن شفیق نے داؤد کا جو کلام دیا ہے اس میں اس ردیف کے مندرجہ ذیل اشعار اور ملتے ہیں دیوان ان غزلوں سے خالی ہے۔

مسند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش
ہے بے ریا کو بوئے ریا نقش بوریا

مجھے طومار لکھنا ہے وہ زلف عنبریں ہو کا
قلم کیوں نکروں آ باغباں اب شاخ شبو کا

لالہ رو کو دیکھ کر لالے کا پھول
داغ دل لے ہاتھ دکھلانے لگا

مجھ بزم میں رقیب عبث سرکشی نہ کر
شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجھ سوز آہ کا

عاقبت اس سنگدل کے جور سوں
دل کا مینا ... کڑھ .... لگا

ہجر میں ابرو کے ابر چشم آج
اشک کا برسات برسانے لگا

تجھ ابروئے کج راہ کے پیچ میں
...... آج بل کھانے لگا

جب بوستاں میں وہ گل رخسار ہوئیگا
بلبل بہار گل سیتی بیزار ہوئے گا

Marfat.com

سرمہ لگا نین میں کہتا ہے یوں وہ دلبر — عشاق بے خطا پر اب زور وار ہوگا

دیکھ تجھ جام چشم کا اک دور — دل کے تئیں نشۂ شراب ہوا

لکھتا ہوں جب سے تجھ لب شکریں کی وصف — مجھ ہاتھ میں تدھا سیں قلم نیشکر ہوا

آیا ہے بر میں جب سیتی وہ صندلی قبا — داؤدا! تب سوں رفع مرا دردِ سر ہوا

نین سیتلا کے داغ ترے مکھ پہ آ صنم — آئینہ تجھ جمال کا جوہر نما ہوا

کاش ہم بحر خوں میں ہوتے غرق — جب حسین علی شہید ہوا

جب سوں کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا — یکبارگی دکھا کے چھپا عاشق کا من ہرا

گل بدن ہنستا ہے مجھ روتے کو دیکھ — خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا

یاد کرنے سے گل رخاں کے سدا — گلشن آباد دل ہوا میرا

زرگر! اب مجھ سے زرگری مت کر — بھاؤ تبلا شتاب سونے کا

ب کی ردیف میں ان اشعار کی غزلیں بھی نہیں ہیں ؎

آتش عشق سوں ترے جل جل — دل ہوا، دل ہوا، کباب کباب

زنگ کاغذ ہوا ہے فاختئی — جب لکھوں سرو قد کے تئیں مکتوب

ر کی ردیف میں ان اشعار کی غزلیں بھی موجود نہیں ؎

برجا ہے برگِ گل سوں کفن اسکے نصیب — جو کوئی ہوا شہید وہ گلگوں قبا اُپر

کہتے ہیں عاشقاں تو مرا حال دیکھ کر — شاید ....

آباد کیوں نہ یاد علی میں رہوں مدام — روزِ ازل سے دل ہے مرا مرتضیٰ نگر

ن، و، ہ، ی کے یہ اشعار چمنستان شعرا میں درج ہیں مگر ان کی غزلوں سے دیوان زیر نظر خالی ہے ؎

مجھ بر سوں بوئے مے اگر آوے عجب نہیں — اس چشم پر خمار کو دیکھا ہوں خواب میں

لے گیا دل کو دلربائی سوں — میرزائی نے میرزائی سوں

Marfat.com

کیوں نگہ کا قدم رہے ہر جا — مکھ پہ تیرے صنم صفائی سوں

کر دمت وعدۂ کل، جانِ من عشاق بیکل سیں — جو آپ کل سیں بیکل ہوا سے کیا کام ہے کل سیں

تیمم اس کا اور دل کے وضو کرنے سے افضل ہو — کیا ہے جس نے حاصل خاکساری سے عبادت کوں

شاہ خیبر کشا کی یاد مستی — دل مرا کرم سیں (؟) ہوا یاد

ہے شراب و کباب فصلِ بہار — کوئی اس وقت میں پیالا دو

اسی کے نام سے ...... — عجب طرح سے چڑھے جو کمان ملتانی

ہوا ہوں چار چشم اب عاشقی میں — مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے

میر تقی اور فتح علی خاں نے داؤد کا صرف ایک مطلع نقل کیا ہے جو سخن شعرا میں بھی ہے ؎

زلفِ دلبر سے مجھ کو سودا ہے — لوگ کہتے ہیں تجھ کو سودا ہے

لیکن اس مطلع کی غزل بھی دیوان زیرِ نظر میں نہیں۔

دیوانِ داؤد کے اس مخطوطے میں جو غزلیں ہیں ان میں سے بعض کے زائد اشعار بھی چمنستانِ شعرا میں ہیں ؎

بجا ہے محتسب کے سر اُپر آج — مجھے اب پھوڑنا بھرے کا مٹکا

دل پہ خوں مرا بہ نگہ حنا — لے گیا گلبدن نے ہاتھوں ہاتھ

بعض اشعار دیوان زیرِ تبصرہ میں ایسے بھی ہیں جن کے الفاظ چمنستانِ شعرا کے مقابلے میں تبدیل شدہ ہیں ؎

اے زاہداں اٹھاؤ جبیں کو زمیں تیں — جو سرنوشت ہی اسے کاں تک مٹاؤ گے

یہ شعر چمنستانِ شعرا میں اس طرح ہے ؎

اے زاہداں! اٹھاؤ جبیں کو زمیں سے — جو سرنوشت ہے اسے کا لگ مٹاؤ گے

چمنستانِ شعرا میں ایک اور شعر ہے ؎

قانونِ شفا نطق میں ہر یار کے موجود — اے دل نہ ہو محتاج طبیباں کی دوا کا

Marfat.com

یہ شعر زیر تبصرہ دیوان میں مطلع کی صورت میں ہے اور اس طرح لکھا گیا ہے ؎

اے دل نہ ہو محتاج طبیباں کی دوا کا ہے نطق میں اس یار کے قانون شفا کا

چھوڑی ہوئی (۲۷) غزلوں کے اشعار کا اوسط ۵ شعر فی غزل سمجھ لیا جائے جو زیر تبصرہ دیوان میں کم و بیش قائم ہے تو تقریباً ڈیڑھ سو اشعار بڑھ جاتے ہیں۔ اگر یہ غزلیں بھی دستیاب ہو جائیں تو داؤد کے دیوان میں چھ سو سے کم اشعار نہ ہوں گے۔

داؤد کے کلام سے ان کی واقفیت تامہ نمایاں ہے۔ ایہام، مراعات النظیر، مبالغہ اور اسی نوع کی اکثر صنائع لفظی جا بجا نظر آتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا کلام دور ولی و حاتم کے نمایندہ کلام کا بڑا کامیاب نمونہ ہے

سالار جنگ حیدر آباد کے کتب خانہ میں دیوان داؤد کا جو مخطوطہ ہے اس کی پہلی غزل زیر تبصرہ دیوان سے مختلف ہے۔ یہ حمد کی غزل ہے اور اس دیوان میں موجود نہیں۔ اس غزل کے ابتدائی تین اشعار یہ ہیں ؎

ابتدا لکھتا ہوں اسم اللہ کا کھینچ مد دیوان پہ بسم اللہ کا

بعد حمد و ذکر اللہ الصمد شغل ہے نعت رسول اللہ کا

فرض ہے نعت رسول اللہ بعد منقبت کہنا ولی اللہ کا

حالات مصنف ۔ ان کا نام بھی نواب شفیق نے مرزا داؤد لکھا ہے۔ گردیزی بھی یہی نام بتلاتے ہیں، اور دکن میں اردو کے مصنف بھی انہیں کے ہمنوا ہیں۔ بیکو علی ابراہیم خاں کہتے ہیں۔ "اسمش داؤد بیگ از موزونان عہد محمد شاہ۔ فردوس آرام گاہ بود" (گلزار ابراہیم ست ۱۳۴) میر حسن کہتے ہیں "از متوسطین مرزا داؤد بیگ تخلص" تذکرۂ مخطوطات عابد سوم کے ص ۱۵۳ پر بھی مرزا داؤد بیگ نام بتایا گیا ہے۔ مولوی کریم الدین نے دونوں ناموں کو جمع کر دیا ہے یعنی مرزا داؤد بیگ مشہور نام مرزا داؤد۔ پروفیسر زور کا بیان ہے کہ ان کے آباد اجداد بلخ سے عہد اورنگ زیب میں اورنگ آباد آئے اور منصب سے سرفراز ہوئے۔ داؤد

Marfat.com

اورنگ آباد میں پیدا ہوئے اور وہاں کے ذوق علم و فضل سے بہرہ یاب ہوئے (تذکرۂ مخطوطات جلد اول صد۳۲) مولوی عبدالجبار خاں لکھتے ہیں کہ علما و فضلا کی صحبت میں لیاقت قابلیت پیدا کی۔ شعر گوئی کے میدان میں قدم رکھا۔ چند ہی روز میں ہمعصروں سے بڑھ گیا۔ لچھمی نرائن شفیق نے داؤد کو شاعر ادا بند، موجد خیالات ارجمند کہا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شکر بیانی اس کے کلام سے اور خوش الحانی اس کے نام سے ظاہر ہے۔

داؤد کی شاگردی میں اختلاف ہے۔ گردیزی۔ کریم الدین اور میر تقی ان کو میر عبدالولی عزلت سورتی کا شاگرد بتاتے ہیں۔ صاحب تذکرہ شعرا دکن کو اس سے اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ولی کی کرامت کے قائل تھے اور اس کو اپنا استاد سمجھتے تھے لیکن یہ صحیح نہیں۔ سید فتح علی خاں گردیزی نے جن کا تذکرہ ۱۱۶۶ھ میں مرتب ہوا جبکہ داؤد بقید حیات تھے۔ صاف طور پر انہیں " از تربیت یافتگان عزلت " لکھا ہے اور ان کا ایک شعر دیا ہے عزلت جس پائے کے صاحب علم شاعر تھے۔ اس کا لحاظ کرتے ہوئے داؤد کا ان سے تلمذ مستبعد نہیں ہے۔ خود مرزا داؤد کے لڑکے مرزا جمال اللہ عشق بھی عزلت کے شاگرد تھے۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ وہ اپنے والد کی تقلید میں عزلت کے شاگرد ہوئے ..... ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ داؤد نے اپنے کسی مقطع میں استاد کا نام صراحتاً نہیں لیا۔ بلکہ اکثر مقامات پر ولی کے کمال کی تعریف کی ہے۔ اسی لئے بعض تذکرہ نگار انھیں ولی کا شاگرد سمجھنے لگے۔ پروفیسر زور قادری نے تو انھیں ولی کا جانشین قرار دے دیا ہے (تذکرۂ مخطوطات سوم صد۳۵۱)

داؤد کا سنہ وفات عام طور پر ۱۱۶۸ھ لکھا گیا ہے۔ تذکرۂ محبوب الزمن، دکن میں اردو اور فہرست مخطوطات کتب خانہ سالار جنگ میں یہی سنہ درج ہے اور اس کا ماخذ لچھمی نرائن شفیق کا تذکرہ چمنستان شعرا ہے جس میں انھوں نے مرزا داؤد کے فرزند ارجمند مرزا جمال اللہ عشق کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ " مرزا داؤد در سنہ سبع و خمسین و مائتہ و الف وفات یافت "۔ (صفحہ ۸) اور اس کے ساتھ یہ قطعہ تاریخ درج کیا ہے۔ ے

بلبل گلزار معنی طوطی رنگیں بیاں | از غم آباد جہاں بگذشت چوں تیر از کماں
مصرع تاریخ فوتش گفت از من ہاتفے | کہ "برفتہ میرزا داؤد از فانی جہاں"

اسی قطعہ کو پروفیسر قادری نے بھی تذکرہ مخطوطات جلد اول کے صفحہ ۴۷ پر نقل کرکے مصرع چہارم کے نیچے ۱۱۶۸ھ لکھ دیا ہے اور "چمنستان شعرا میں" "کہ" غلط چھپا تھا اُسے "گو" بنا دیا ہے مگر قطعہ تاریخ کا تطابق عبارت سے نہیں ہوتا۔" اگر چوتھے مصرع کے اعداد "گو" کو شامل کئے بغیر نکالے جائیں تو ۱۱۶۸ ضرور ہوتے ہیں لیکن شفیق نے عبارت میں سبع و خمسین و مائۃ والف لکھا ہے جس کا ترجمہ ۱۱۵۸ ہوتا ہے۔ خدا جانے شفیق نے عبارت کی تحریر میں غلطی کی ہے یا قطعہ تاریخ صحیح درج نہیں ہوا۔

تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ پروفیسر زور قادری نے تذکرہ مخطوطات جلد سوم ص ۴۳ پر لکھا ہے (مرزا داؤد) دکن کے مشاہیر شعراء میں شامل ہیں ۱۲۲۵ھ میں وفات پائی۔ حالانکہ وہ خود اسی فہرست کے ۱۵۳ پر داؤد کا سنہ وفات ۱۱۶۸ھ بتاتے ہیں۔

مرزا داؤد اثنا عشری طریقے کے پیرو تھے۔ مندرجہ ذیل اشعار ان کے مشرب کا اعلان کرتے ہیں ؎

کیا ہے اے داؤد اسے روزِ جزا سوں نہال | حب علی جس کے تئیں مایۂ ایماں ہوا
مجھ کو اے داؤد کیا تاریکیِ عصیاں سوں خوف | حبِ حیدر دل میں میرے شمع نورانی ہوا
نگین دل پہ تیرے نقش داؤد | علی مرتضیٰ کا نام ہے بس
خاک راہ علی ہوں اے داؤد | پوچھ میرا اعتبار دلدل کو
اسم اعظم علی کا اے داؤد | میرے دل کے گلے میں ہیکل ہے
نہ کر داؤد ہرگز خوفِ محشر | شفاعت خواہ تیرا ابوالحسن ہے
سبحۂ اسمِ حیدر کرار | سپر دل کو مجھ علی بند ہے
آباد کیوں نہ یاد علی میں ہے ہوں مدام | روز ازل سے دل ہے مرا مرتضیٰ نگر

Marfat.com

بعض اشعار میں اہلبیت اطہار کی منقبت بھی ملتی ہے ؎

سراو پہ جیکے افسر سایۂ اولاد احمد ہے
اسے کیا باک اے داؤد خورشید قیامت کا

بام مصطفی سلطان لولاک
علی برحق امیر المومنین ہے

کیا دین محمد جگ میں روشن
علی خورشید رب العالمین ہے

مثال عین ہو عین علی دیکھ
اسی میں مقصد دنیا و دیں ہے

میں ہوں اے داؤد خاک راہ اولاد علی
شعر میرا وہ پڑھے جو ہو محب بوتراب

نکر کچھ خوف اے داؤد ہرگز روز محشر کا
تجھے آل محمد کی شفاعت کا وسیلہ ہے

دوستی رسول و آل رسول
مومناں کو کمال ایماں ہے

کہیں کہیں نعت رسول کریم کے جوہر بھی دکھائے ہیں۔ خصوصاً یہ شعر بھی خوب لکھا ہے

محمد مصطفیٰ کی یاد سیتی
مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

ایک شعر سے ان کے مسلک کی سختی کا اظہار ہوتا ہے ؎

پسند ہر خارجی کو کیونکر آوے
سخن داؤد تیرا حیدری ہے

معلوم ہوتا ہے کہ داؤد کے کلام کو خاصی مقبولیت حاصل ہو گئی تھی جس سے معاصرین جلنے لگے تھے۔ مندرجہ ذیل دو شعر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں ؎

جب سے روشن ہے مجھ سخن کا شمع
رشک سیتی سراج جلتا ہے

شعر داؤد کا مثال خار
حاسدوں کے جگر میں پلتا ہے

تعلی لازمۂ شاعری ہے۔ داؤد کے اس مختصر سے دیوان میں اس کی مثالیں کافی ہیں ؎

دُرِ شہوار اس کو بھاتا نہیں
شعر داؤد کا کیا جو گوش

جو سنے داؤد یہ شیریں غزل
نا ہے رغبت اسے شکر طرف

جو کہ رنگیں خیال ہے داؤد
وہ پڑھے تیرے شعر رنگیں کوں

ترا یہ شعر اے داؤد کیا سمجھے ہر اک اجہل
سخنداں ہو تو پاوے اس کے معنی کی لطافت کوں

Marfat.com

حلاوت فہم کی مجلس میں داؤد — ترا ہر شعر شیریں جیوں شکر ہے
بوالہوس کیا سمجھ سکے داؤد — شعر تیرا تمام رازی ہے
ہر بیت اپنے لوح دل اوپر کرینگا نقش — داؤد کا یو شعر جسے تم سناؤ گے
شعر تیرا مثال میں داؤد — غزل صائب صفا ہاں ہے

اردو شعرا میں داؤد کو ولی سے بڑی عقیدت تھی۔ ولی کی متعدد غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں اور جابجا ان کے مصرعوں کو تضمین کیا ہے۔ اس قبیل کے چند شعر یہ ہیں ؂

کہتے ہیں سب اہل سخن اس شعر کو سن کر — تجھ طبع میں داؤد ولی کا اثر آیا
حق نے بعد از ولی تجھے داؤد — صوبۂ شاعری بحال کیا
سند بس ہے تجھے مصرع ولی داؤد — کہ مجھ کو شور قیامت سوں بے نیاز کیا
ہوا معلوم مصرع سوں ولی کے — پری رخسار سے ملنا قہر ہے
راست اے داؤد کہتا ہے ولی — عشق میں صبر و رضا درکار ہے
کیا مجھ صید مصرع نے ولی کے — شکار انداز دل من ہرن ہے
ولایت کے ہے دفتر سوں وہ منکر — رکھے جو نام دیوان ولی کون

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ مرزا داؤد کے ایک لڑکے بھی تھے جن کا نام مرزا جمال اللہ تھا۔ وہ عشق تخلص کرتے تھے اور عبدالعلی عزلت کے شاگرد تھے۔ عشق نے ۱۱۹۵ھ میں وفات پائی۔

داؤد صرف غزل گو نہ تھے بلکہ دوسرے اصناف سخن میں بھی طبع آزمائی کرتے تھے ان کا (۶) اشعار کا ایک نوحہ بیاض مراثی و سلام مخزونہ ادبیات اردو میں شامل ہے

Marfat.com

(تذکرۂ مخطوطات سوم صفحہ ۳۵۱) اور ایک مختصر سی مثنوی دیوان داؤد مخزونہ کتب خانہ سالار جنگ میں ہے (فہرست صفحہ ۲۹۹)

آغاز :- دیوان داؤد کا آغاز .... جس غزل سے ہوتا ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

ہوا دہ فارغ التحصیل علم عشقبازی کا — مطالع جو کیا دل سوں کتاب بے نیازی کا

عزیز اچھا ہے دائم آرسی مانند عالم میں — طریقہ جو لیا داؤد عشق پاکبازی کا

اختتام :- آخری غزل کا پیش مقطع اور مقطع کا مصرع اول یہ ہے ؎

سنگ رسوائی طفلاں سوں جنوں ہے ظاہر — میر کر سیر کہ اس دل میں عجب ہاموں ہے

دیکھ زنجیر تری زلف کی لے لیلی حسن — .....

....

ترقیمہ :- مولوی ابو عمر صاحب نے ایک نسخہ دیوان داؤد قلمی جناب سید منتجب الدین صاحب تجلی حیدرآبادی، ابو رضا سید مصباح الدین صاحب تمکین (خلف جناب تجلی مذکور) کے ذریعہ حاصل کر کے مجھے نقل کرنے کے لیئے عنایت فرمایا ہے جس کو میں نے لفظاً لفظاً من وعن نقل کیا ہے۔ جہاں کہیں اپنی طرف سے کچھ لکھنا چاہا فٹ نوٹ میں لکھ کر یہ علامت (صفی ۱۲) کر دی۔

اصل نسخہ میں بھی اس (موزوں ہے، گل گوں ہے) والی غزل کے مقطع کا دوسرا مصرع نہ تھا۔ میں نے بھی ایک ہی مصرع لکھ کر ختم کر دیا ہے فقط

محمد بہبود علی صفی اورنگ آبادی

۱۷ ج ۱-۴۲ } چہار شنبہ محلہ مغل پورہ - کوچہ مفتی صاحب
۲۲-۳-۴۳ ف } بمکان امیر یار جنگ بادشاہ رقم
محمد مظفر الدین خاں مرحوم (خوش نویس)

Marfat.com

دیوان داؤد کے مخطوطے مندرجہ ذیل کتب خانوں میں بھی ہیں :-

۱- کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو حیدر آباد

(تذکرہ مخطوطات اول ص۴۳)

۲- کتب خانہ سر سالار جنگ اردو حیدر آباد

(فہرست کتب ص۳۹۸)

۳- کتب خانہ آصفیہ اردو حیدر آباد

(فہرست کتب)

۱۹۵۸ء میں خالدہ بیگم ایم۔اے نے سر سالار جنگ کے مخطوطے کو اصل قرار دیکر باقی دونوں نسخوں سے اس کا تقابل کیا اور ایک مکمل نسخہ مرتب کر کے ایک مختصر سے مقدمہ کے ساتھ ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کو عنایت کیا۔ یہ دیوان اسی ۱۹۵۸ء میں چھپ گیا ہے۔ مذکورہ دیوان میں ۲۱۲ غزلیں اور (۱۳۸۵) اشعار ہیں۔ غزلیات کے بعد ایک دوبیتی در تعریف حقہ (۶۱) فردیات اور (۱۹) ابیات کی ایک مثنوی ہے۔ اس طرح مکمل دیوان داؤد مطبوعہ کے مصرعوں کی تعداد (۱۳۸۵ + ۸۲ = ۱۴۶۷ × ۲ = ۲۹۳۴) ہو گئی ہے۔ یہ تعداد انجمن کے زیر نظر مخطوطے کے مقابلے میں تین گنا سے زائد ہے۔

Marfat.com

کلام شاکر

سائز ۷ × ۵ صفحات (۵۲) سطور (۱۷) تاریخ تصنیف ۱۳۴۲ھ و تاریخ کتابت ۱۳۴۲ھ

یہ مجموعہ شاکر دہلوی کے کلام پر مشتمل ہے جو یکم فروری ۱۹۵۵ء کو عصمت میموریل پبلشر کراچی کی جانب سے مولانا عبدالحق صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ہر نظم کے شروع میں اس کا وزن لکھا گیا ہے اگرچہ بحر کا نام نہیں دیا گیا۔ کتابت غالباً مصنف نے خود کی ہے کیونکہ چند مقامات قلمزدہ ہیں۔ چونکہ آخری قطعہ تاریخ ۱۳۴۲ھ کا ہے اس لئے ہم نے تاریخ تصنیف و کتابت ۱۳۴۲ھ قرار دی ہے۔

حالات مصنف۔ شاکر کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ تھا۔ ان کے دو بھائی اور تھے ایک کا نام علی مرزا بیگ تھا جو ۱۳۳۶ھ میں فوت ہوئے اور دوسرے مرزا عبدالصمد بیگ جو ذاکر تخلص کرتے تھے اور ۱۳۲۶ھ میں وفات پائی۔ ذاکر کا دیوان موسومہ "بہار نظم سخن" ۱۹۰۸ء میں ان کی وفات کے بعد مطبع نظام دکن حیدرآباد سے شائع ہوا ہے۔ اس دیوان کو ذاکر نے خود ترتیب دیا تھا۔ اور اس کے سرورق پر یہ عبارت تحریر کی تھی "الحمدللہ دیوان سحر بیان مسرت بخش دل و جان از تصنیف مرزا عبدالصمد بیگ ذاکر ولد مرزا عبداللہ بیگ عرف مرزا دولہ نبیرۂ مرزا مومن خاں صاحب مومن دہلوی" دیوان کے آخر میں شاکر کا قطعہ تاریخ طبع ہے۔ شاکر دیوان کے دیباچے میں کہتے ہیں "نواب افضل الدولہ مرزا افضل بیگ ان کے اور میرے دادا اکبر ثانی بادشاہ دہلی کی طرف سے بعہدۂ سفارت مامور ہو کر کلکتے میں نواب گورنر جنرل بہادر کے دربار میں متعین تھے۔ مرزا افضل بیگ کے فرزند یعنی میرے اور مرزا عبدالصمد بیگ کے والد مرزا عبداللہ بیگ عرف مرزا دولہا، مرزا مومن بیگ مومن کے

Marfat.com

حقیقی ہمشیر زادے تھے۔" دیباچہ کی اس عبارت کے بعد شاکر کے نام و نسب کے بارے میں کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں۔

شاکر کو بیعت راج شاہ نام کے ایک بزرگ سے تھی جن کی وفات ۱۳۰۶ھ میں ہوئی۔ (۲۱) اشعار کے ایک قطعہ تاریخ وفات میں شاکر نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ یہ قطعہ اس مجموعہ میں موجود ہے۔

آغاز۔ سب سے پہلے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہے جس کے (۲۱) اشعار ہیں۔ اس کے بعد قدسی، شمس تبریز، شاہزادہ قائم الملک قائمؔ، محمد اکبر خاں اکبر میرٹھی اور خواجہ قمر الدین خاں عرف خواجہ مرزا خاں راقم کی غزلیات کے مخمس ہیں۔ پھر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے کریما کے (۲۰) اشعار کو مسدس میں تضمین کیا ہے۔ اس کے بعد ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد زباغباں　　　بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

کا شش مصراعی ترجیع بند ہے۔ اس میں ۱۴ بند ہیں۔ پھر چار بند فارسی کے اور تین بند اردو کے اس انداز کے ہیں کہ ہر بند کو ایک دوہے پر ختم کیا گیا ہے۔ اب رباعیات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کل ۸ رباعیاں ہیں۔ ان میں ۶ وزن اخرب کی ہیں۔ اور دو وزن اخرم کی۔ پھر ۲۷ دو بیتی، ۲ سہ بیتی، ایک چار بیتی اور ایک پنج بیتی کل ۳۱ قطعات ہیں۔ ان قطعات کے بعد قطعہ بابت ۱۳۰۳ھ قطعہ بابت معراج سرور کائنات صلعم، قطعہ بابت حکم اخفائے جنگ یونان ۱۹۲۰ء طغیانی رود موسیٰ ۱۹۰۸ء ہے۔ یہ قطعات کافی طویل ہیں۔ رود موسیٰ کے قطعہ کے آخر میں تاریخ بھی نکالی ہے ؎

بہر تاریخ طبع شد جویاں　　　گفت ہاتف زغیب شاکر را

فسق عالم گرفت چوں بے کد　　　فتنہ برخاست از جوئے موسیٰ

شاکر اچھے تاریخ گو تھے۔ اس مجموعہ میں فتح سمرنا، فتح قسطنطنیہ، وفات مولوی عبداللہ شاہ ابن راج شاہ، وفات شاہ یونان، وفات مرشد خود راج شاہ، وفات عبدالصمد ذاکرؔ، وفات

Marfat.com

مکرم علی مرزا کے متعدد قطعات ہیں جن کا سلسلہ ص۴۲ پر ختم ہوتا ہے۔ ان کے آخر میں اپنے پیر میاں راج شاہ کی تعریف میں (۷) اشعار کا ایک قصیدہ لکھا ہے۔ اسکے بعد دو صفحے خالی چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ص۴۹ پر مولوی عبداللہ شاہ کے انتقال کی مثنوی نما نظم ہے۔ اس نظم میں متعدد عروضی غلطیاں ہیں۔ مثلاً ؎

ولی تھے ویا کوئی ابدال تھے　　　انھیں دیکھ کر سارے جہاں حیران تھے

اس بیت میں قافیہ غلط ہے ؎

دلِ مومنوں کو جو کعبہ کہا　　　سکونت خدا اس میں ہے برملا

پہلے مصرعے میں مومنوں کی جگہ "مومنان" چاہیئے تھا۔ دوسرے مصرع میں "سکونت خدا" کا استعمال بغیر اضافت صحیح نہیں۔ اس نظم کے بعد ۲ رباعیاں فارسی زبان کی ہیں۔ پہلی رباعی یہ ہے جس سے ان کی فارسی گوئی کا اندازہ ہو سکیگا ؎

نے مال نہ ملک تو خدا میخواہم　　　نے حور نہ باغ پرفضا میخواہم

کارم بہ بہشت نے بدوزخ حاشا　　　من حب حبیب تو خدا میخواہم

اختتام۔ کلام شاکر فارسی کی اس رباعی پر ختم ہوتا ہے جسے بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے ؎

معشوق کو درپے آزار نیست　　　جز نیش زنی گلرخاں کار نیست

از دلربائی شکوہ کروں....　　　ہر گل را دیدم بے خار نیست

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

دیوان عیش

سائز ۸ $\frac{1}{2}$ × ۴ $\frac{1}{2}$ صفحات ۶۰ سطور ۱۵۔ سنہ تصنیف × سنہ کتابت سنہ ۱۱۹۷ھ

ایک اور دیوان حکیم آغا جان عیش دہلوی کا ہے جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ اس دیوان کے مصنف

Marfat.com

وہ نہیں ہیں۔ ایک اور عیش ہیں جن کا زمانہ حکیم آغا جان سے تقریباً نصف صدی پہلے کا ہے۔ ان کا نام مرزا علی ہے۔ قدیم تذکروں میں سے ریاض الفصحا کے سوا کسی میں مرزا علی عیش کے حالات درج نہیں ہیں۔ ریاض الفصحا میں بھی صرف ان کا نام لکھ کر یہ مطلع درج کر دیا ہے ؎

بات اب امتحان پر آئی　　　قصہ کوتاہ جان پر آئی

اس مطلع کے دونوں مصرع عیش کے اس دیوان میں دو مختلف اشعار میں درج ہوئے ہیں یعنی مصرع اول مقطع کا اور مصرع دوم مطلع کا مصرع دوم ہے۔ مطلع و مقطع اس طرح ہے؛

اب مصیبت زبان پر آئی　　　قصہ کوتاہ جان پر آئی
عیش تکرار تجربہ کا نکر　　　بات اب امتحان پر آئی

زیر نظر مخطوطے میں صرف ۱۲۱ غزلیات ہیں۔ ان میں سے ۹۷ غزلیات ایسی ہیں جن کے اشعار کی تعداد پانچ سے زائد نہیں ہے۔ کتابت کی غلطیاں بہت ہیں۔ کاتب نے کل سے کلسے، زندگی کو زندہ گی۔ ہم نے کو ہمنیں کہ کو کے اور چُکا کو چُو کا لکھا ہے۔ ایک قصیدے میں عازم کو عاظم تحریر کیا ہے ؎

پے شکار جو وہ شہسوار عاظم ہو　　　تو شیر قاف میں ہیبت سے چھوڑ دے نخچیر

قدیم زبان اور رسم الخط کے بعض نمونے بھی موجود ہیں ؎

ہم گئے جان اپنی جان سیتی　　　تجکوں اب تک بھی کچھ خیال نہیں
تجھ عشق میں کچھ نہ کر گئے ہم　　　افسوس کہ مفت مر گئے ہم

کچھ ایسی مثالیں بھی ہیں جو اس وقت قواعد کے خلاف معلوم ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ اس زمانے میں انھیں درست سمجھا جاتا ہو مثلاً ؎

جب تلک عاشق کو پاس ننگ اور ناموس ہے　　　وہ غلط کاری سے اپنا آپ ہی مجبوس ہے

اس وقت ننگ اور ناموس کے درمیان واو عاطفہ کے بدلے اور لکھنا صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

اس قدر ہیں ہم پشیماں اپنے عمالوں سے آج — سر گریباں میں ہمارا اب خجل جانے لگا

اعمال خود جمع ہے۔ اس کی جمع اعمالوں بنا کر لکھنا آجکل جائز نہیں ؎

عرض احوال وہ کرے کیوں کر — جس کو دم مارنا محال نہیں

دم مارنے کی مجال" لکھنا چاہیئے۔ "دم مارنا" مجال تو کچھ یونہی سا ہے۔ یہ محال "دم زدن" کا بھونڈا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید اس وقت لکھنا معیوب نہ تھا۔ میر صاحب بھی ایک رباعی میں لکھ گئے ہیں ؎

"عمامہ گرد دیکھنے نکالا ہم نے"

آغاز۔ مخطوطہ کی پہلی غزل یہ ہے ؎

دیکھا میں ترے وصف میں مقدور رقم کا — شبدیز تھکا صفحۂ کاغذ پہ قلم کا

ہیں شیخ و برہمن ترے جلوے کے طلبگار — روشن ہے ترے نور سے گھر دیر و حرم کا

ہر نام کے لینے سے ترا نام ہے مقصود — کر یاد صمد کیجئے گر ذکر صنم کا

ہم دیکھ گئے ملک فنا سے بقا تک — مالک ہے تو ہی کشور ہستی و عدم کا

کر یاد میں اس کی تو ادا عیش جو دم ہے — آخر تو ترے یار بھروسا نہیں دم کا

غزلیات کے خاتمے پر میر کی ایک غزل تضمین کی گئی ہے۔ مطلع یہ ہے ؎

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

صرف سات اشعار تضمین کئے ہیں۔ حالانکہ غزل میں کچھ زیادہ شعر ہیں۔

اس تخمیس کے مقطع میں غلامی تخلص آیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ عیش کا تخلص ثانی ہو اگر کسی اور شاعر کا مخمس ہوتا تو کاتب اسے عیش کے کلام کے درمیان نقل نہ کرتا۔ مقطع یہ ہے ؎

خدا نے اگر دی ہیں آنکھیں تو دیکھو — یہ اشکوں کے دُر ہیں کوئی تھال بھر لو

غلامی سخن سن ہوا آپ " " — بس اے میر مژگاں سے پونچھ آنسوؤں کو

یہ کب تک تو موتی پروتا رہے گا

Marfat.com

شاید اس کے بعد کوئی مخمس اور لکھنا تھا جس کا عنوان تو قائم کر دیا گیا تھا لیکن اسے کاٹ کر ریختہ بنایا گیا۔ لیکن ریختہ بھی نظر انداز ہو گیا اور آئندہ صفحہ پر ایک قصیدہ لکھا گیا ہے۔ اس قصیدے میں کل (۲۲) اشعار ہیں اور حضرت علیؑ کی منقبت میں ہے جس کا ثبوت اس شعر سے ملتا ہے

یہی سوال رکھے تم سے عیش یا شہ لے — کہ مشتِ خاک کو اس کے نجف میں کر جاگیر

یہ "یا شہا" بھی خوب ہے۔

قصیدہ کے بعد دو رباعیاں ہیں۔ تیسری رباعی کی سرخی تو قائم ہے لیکن تسلسل کی نشاندہی لفظ "ریختہ" سے کی گئی ہے اور صفحہ مابعد میں ریختہ ہی ہے بھی۔ اس ریختے کا مطلع یہ ہے ؎

رشتے کو عاشق کے کیا مرگ سے خلل ہے — رسی اگر جلے ہے تو بھی ہزار بل ہے

اب سات بند کا ایک واسوخت آتا ہے۔ یہ بطور مسدس ترجیع بند ہے لیکن اس کا پہلا بند نامکمل رہ گیا ہے کیونکہ اس میں صرف دو مصرعے ہیں۔ پورا ہر بند چھ مصرعوں کا ہے۔ ترجیع بند میں اس شعر کی تکرار ہے ؎

ہم کو تو، اور تم کو ہم غنیمت ہیں — زندگی کے یہ دم غنیمت ہیں

آخر میں سات بند کا ایک اور مخمس ہے جسے مناجات کہنا چاہیئے۔ یہ بھی ترجیع بند کی صورت میں ہے یعنی ہر بند کا پانچواں مصرع ایک ہی ہے۔ بند اول یہ ہے ؎

گردشِ افلاک سے کیا کہیں بہت ہم ہیں خراب — سخت مشکل میں پڑا ہوں یا شہ عالی جناب
اب تو گزرے ہے مجھے دن رات ہر دم اضطراب — میں تو بندہ ہوں ترا یو خبر میری شتاب
یا امیر المومنیں سنیو مری فریاد کوں

اس مخمس کا دوسرا بند بھی نامکمل ہے کیونکہ تیسرا اور چوتھا مصرع لکھنے سے رہ گیا ہے

ترقیمہ۔ آخری صفحہ پر ترقیمہ ہے لیکن وہ حاشیہ سے ملحق تھا۔ جلد ساز کی بے توجہی کی وجہ سے اس کا کچھ حصہ کٹ گیا۔ اس پر بھی آغاز میں "تمت تمام شد" اور آخر میں "شوال ۱۱۶۶ھ" پڑھنے میں آتا ہے۔ یہ نسخہ کتابت ہے بے سنہ تصنیف اور کاتب کا نام درج نہیں۔

Marfat.com

دیوان عیش دہلوی

سائز ۱۳ × ۸ صفحات (۱۱۴) سطور — رباعیات میں (۱۴) باقی صفحات میں (۲۱) کاغذ دبیز۔ خط نستعلیق

اس دیوان کے مصنف حکیم آغا جان عیش وہ بزرگ ہیں جو مرزا غالب کے مدمقابل ہونے کے دعویدار تھے۔ یہ قطعہ انھیں کا ہے جو انھوں نے مرزا غالب کی موجودگی میں ایک مشاعرہ میں پڑھا تھا۔ (آب حیات) ؎

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے
مزا کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے

کلام میر سمجھے اور زبان میرزا سمجھے
مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

دیوان عیش کی ترتیب ان کے ایک شاگرد غمگین کی رہین منت ہے جس کا ذکر انھوں نے اپنے دیوان میں کیا ہے ؎

سعی غمگیں سے فراہم ہوا دیوان ورنہ
تھا پڑا یوں ہی کلام عیش پریشاں اپنا

حالات مصنف ۔عیش کے والد کا نام حکیم عیسیٰ جان اور دادا کا نام حکیم خواجہ عبدالشکور تھا۔ ان کا خاندان بخارا سے کشمیر اور کشمیر سے دہلی منتقل ہوا۔ سنی المذہب تھے۔ صبح کے وقت مطب کرتے تھے۔ باقی دن یاد الٰہی میں گزرتا تھا۔ نواب صاحب جھجر کے برائے نام ملازم تھے۔ دہلی کے قلعہ معلیٰ سے بھی تعلق تھا۔ شاہ رخ میرزا اور مرزا فرخندہ شاہ کی سرکار سے بھی وابستہ رہے تھے۔ آخر میں شاہی طبیب ہو گئے تھے۔ بیعت حضرت غلام محمد شاہ سے تھی۔

عیش کے سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ آزاد لکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے چند روز بعد دنیا سے انتقال کیا۔ (آب حیات ص ۴۶۳) اور مرزا فرحت اللہ بیگ نے عیش کی پوتی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۹۸ سال کی عمر پاکر ۱۲۹۷ھ میں وفات پائی (اردو اکتوبر ۱۹۲۸ء) لیکن تذکرۂ سخن شعرا کے ص ۳۳۹ کے حاشیہ پر تاریخ وفات ۱۱ رجمادی الاول ۱۲۹۱ھ روز جمعہ درج ہے اور سرگروہ

ملکِ سخن"۔ اس واقعہ کا مادۂ تاریخ بھی دیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی صحیح ہے۔

حکیم صاحب کو فنِ شعر میں رحمت اللہ مجرم اکبر آبادی سے تلمذ تھا۔ جو میر محمدی بیدار اکبر آبادی کے شاگرد اور سلسلہ میر درد و میر اثر کے ایک شاعر تھے چنانچہ خود کہتے ہیں ؎

مجرم کا میں شاگرد، وہ بیدار کے شاگرد ہے عیش سلالہ مرا یوں درد و اثر تک

عیش نے دو دیوان اور دو یادگار چھوڑے۔ ان کی نقلیں مرزا فرحت اللہ بیگ کے پاس تھیں زیرِ نظر مخطوطہ دیوان اول کا ہے۔ اس میں ۱۲۷۰ھ کے بعد کا کوئی کلام نہیں ہے۔ آخری مادہ تاریخ وفات ذوق کا ہے۔ جو ۱۲۷۱ھ میں واقع ہوئی۔

آغاز۔ اس دیوان کی پہلی پانچ شعر کی غزل یہ ہے ؎

صبح دم گھر سے وہ ٹکڑا جو قمر کا نکلا کانپتا شرق سے خورشید سحر کا نکلا

بھولا کہتے نہیں اس کو کہ مثل ہے مشہور شام کو آئے اگر کوئی سحر کا نکلا

ابر تر ہو گیا بس سنتے ہی پانی پانی کچھ فسانہ جو مرے دیدۂ تر کا نکلا

ساتھ اغیار کو لے کے پھر کون بھلا یہ سرا پہلے کدھر سے کہو شر کا نکلا

پھر رہا ڈھونڈتے کس بات کا اے عیش تما دل سے دھڑکا جو ترے نفع و ضرر کا نکلا

صفحہ اول سے صفحہ ۷۵ تک مکمل و نامکمل ردیف دار غزلیں ہیں جن کی تعداد ۱۰۴ ہے اس کے بعد رباعیات ہیں جن میں دو قطعے اور ایک مستزاد بھی شامل ہے۔ پھر ۱۳ قطعات تاریخ وفات درج کئے ہیں۔ اس کے بعد پانچ ابیات کی تضمینیں ہیں جن کے خاتمے پر ۱۴ پہیلیاں بھاشا کی ہیں۔ نمونے کے لئے پرچھائیں کی پہیلی دیکھئے ؎

اک ناری کا میلو رنگ لگی رہے وہ پیا کے سنگ

اجیالے میں سنگ براجے اندھیارے میں چھوڑ کے بھاجے

Marfat.com

اب مخمسات کا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ فارسی کی دو غزلیں ہیں ایک حضرت جنید بغدادی کی اور ایک حاجی جان محمد قدسی کی جن کو تضمین کیا گیا ہے۔ مخمسات کے بعد ایک قصیدہ نعتیہ ہے اور ۱۲ قصیدے سراج الدین بہادر شاہ ظفر خاتم سلاطین مغلیہ کی تعریف میں ہیں۔ یہ قصیدے کافی طویل ہیں۔ خصوصاً چوتھا قصیدہ جو تہنیت جشن میں پیش کیا گیا ہے (۱۲۶) اشعار میں ختم ہوا ہے۔

اختتام۔ آخری قصیدے کے چار آخری اشعار یہ ہیں۔

الٰہی رہو ے جہاں میں یہ جب تلک جاری زمیں کی سطح پر آب جمن او ر آب گنگ
شگفتہ رہوے سر شاخ غنچہ جب تلک اور ترانہ سنج رہیں بلبلان خوش آہنگ
رہے یہ زیر نگیں تیرے ہند سے تا چین بس اور چین سے تا روم و روم سے تا زنگ

غرض دعا ہے یہی عیش کی شہا کہ مدام
قدم سے تیرے رہے زیب و زینت اورنگ

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے جس سے سنہ کتابت اور کاتب کا پتا چل سکے
عیش کے دیوان کا ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں بھی ہے۔

دیوان عیشی

سائز ۹ ½ × ۶ صفحات (۱۰۸) سطور ۱۳ خط نستعلیق کاغذ دیسی۔ سنہ کتابت سنہ ۱۲۵۴ھ۔

مصنف دیوان کا نام طالب علی خان تھا۔ وہ علی بخش خان کے بیٹے اور لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ گلشن بیخار کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ فارسی میں مرزا قتیل اور اردو میں مصحفی کے شاگرد تھے۔ لیکن مصحفی کے بیان سے جو ریاض الفصحا (مطبوعہ انجمن ترقی اردو میں ہے) معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

کہ وہ کسی کی استادی کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مصحفی کے الفاظ یہ ہیں:۔

"خوشہ چینی از فیض صحبت انشاء اللہ خاں و مرزا قتیل وغیرہ ہمہ کردہ اقرار بہ شاگردی یک کس نمی کنند بالفعل خود استاد وقت خود است"

وغیرہ میں یقیناً خود مصحفی بھی شامل ہیں کیونکہ اس وقت یہی تین باکمال شاعر تھے۔

مصحفی نے ان کو جوان صلاحیت شعار بتایا ہے اور لکھا ہے کہ بہ فقیر از ابتدائے ملاقات تا الی الآن نیک وضع اتحاد آمدہ بود۔ عمرش از سی متجاوز خواہد بود

عیشی نے لکھنؤ کے بعض امراء کی مصاحبت میں زندگی گزاری جن میں الماس علی خان خواجہ سرا کا نام بھی شامل ہے۔ صاحب سخن شعراء کا بیان ہے کہ عین عالم شباب میں ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی

عیشی کا کوئی ذاتی رنگ سخن نہیں ہے۔ ان کا کلام اس دور کی یادگار ہے جب لکھنؤ میں ناسخ کا طوطی بول رہا تھا اور سادگی و آمد کی جگہ تصنع و آورد نے لے لی تھی۔ بندش کی چستی اور زبان کی درستی تو موجود ہے مگر تغزل کی روح کم نظر آتی ہے۔

عیشی نے ایک دیوان فارسی مع قصائد، ایک دیوان اردو۔ مجموعہ نثر سرو چراغاں وغیرہ کئی کتابیں یادگار چھوڑیں ان کے ایک مسدس کا مخطوطہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن کے کتب خانے میں ہے (صفحہ ۳۰/۴ جلد دوم)

زیر نظر دیوان کی ابتدا میں نہ حمد ہے اور نہ نعت۔ پہلی عشقیہ غزل کا مطلع یہ ہے

بس کہ آرام کی جا گوشۂ مدفن سمجھا
غلغل حشر کو میں یاروں کا شیون سمجھا

آخری غزل کا آخری شعر یہ ہے

شب غم میں مرا جل جل کے عیشی
سنا ہے شمع محفل کی زبانی

عیشی نے عام شعرا کی طرح خود ستائی بھی کی ہے لیکن کم۔ پورے دیوان میں چند شعر اس قدر

لکھ ...

Marfat.com

سخن مندو! غنیمت اس کو سمجھو   کہ عیشیؔ یادِ رفتگاں ہے

عیشیؔ اک بحرِ فصاحت تھا وہ ماشاء اللہ   تو نے اپنا جو ہمیں شعرِ سخن دکھلایا

میں غزل خواں سرِ گلزار جو گزرا عیشیؔ   زہر کھانے کو ہوئے مرغِ خوش الحاں تیار

چپ غم نے کر دیا ہمیں عیشیؔ وگرنہ تھے   استادِ عندلیب، غزلخوانیوں میں ہم

بلبل زباں نہ کھولیو عیشیؔ کے روبرو   اے بد دہن! وہ زمزمہ پیرائیاں کہاں

معلوم ہوتا ہے کہ آتشؔ کے ساتھ عیشیؔ کے مراسم دوستانہ تھے۔ جس کا ثبوت اس مقطع سے ملتا ہے ؎

عجب زمانہ یہ عیشیؔ بقولِ آتشؔ ہے   کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا اُلٹی

زیرِ نظر دیوان غالباً مکمل نہیں ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دو غزلیں پوری نہیں ہیں کیونکہ ان کے اشعار آخر میں موجود نہیں اور دونوں میں ایک ایک شعر کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ ان غزلوں کے مطلع یہ ہیں ؎

جلایا جوشِ آہِ سرد نے پھر دل کا داغ اپنا   ہوا روشن النسیمِ صبح سے عیشیؔ چراغ اپنا

چمن میں شاخ سے جس طرح گل کھل کھل کے گرتے ہیں   مرے مژگاں میں یوں مژگاں سے ٹکڑے دل کے گرتے ہیں

پہلی غزل میں صرف (۵) شعر ہیں اور دوسری غزل میں (۸) دوسری غزل کا مطلع غالباً غلط کتابت ہے کہ دوسرے مصرعے میں پہلے "مژگاں" کی جگہ دامن کی ضرورت ہے۔ یعنی مصرع یوں ہونا چاہیئے ...

ریاض الفصحا میں جو منتخب اشعار دیئے گئے ہیں ان میں سے غزل کے کچھ شعر درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

اس مخطوطے میں شامل نہیں ہیں ۔

دفور کاہشِ غم سے مرا یہ حال ہوا ۔۔۔ کہ چشم مور میں میں پیکرِ خیال ہوا
بنا نہ کاسۂ دریوزہ نے سبوئے شراب ۔۔۔ ہزار بار میں خاکِ درِ کلال ہوا

ان اشعار کی جگہ انھیں قافیوں کے دوسرے اشعار ہیں یہ ممکن ہے کہ عیشی نے انھیں خود قلم انداز کر دیا ہو۔ اسی تذکرے میں یہ اشعار موجود ہیں۔ مگر زیرِ نظر دیوان ان دونوں غزلوں سے خالی ہے ۔

پہلی غزل: حال دل مجھ سخت جاں کا ہر نفس بدتر ہوا ۔۔۔ آخرش احباب کے سینے کا میں پتھر ہوا
دشت پیمائی مری عہدِ جنوں میں دیکھیے ۔۔۔ موئے سر سے ہر سرِ خار قدم ہمسر ہوا
غیر نے صندل لگایا وال جبینِ ناز میں ۔۔۔ رشک سے بیساختہ پیدا یہ دردِ سر ہوا

دوسری غزل: جو تنگ دل ہیں فیض کا ان میں اثر کہاں ۔۔۔ پایا گدا نے غنچے کی مٹھی سے زر کہاں

زیرِ نظر دیوان میں صرف الف ۔ د ۔ ر ۔ م ۔ ن ۔ و ۔ ہ ۔ ے ان آٹھ ردیفوں کی غزلیں ہیں ب سے خ تک اور ز سے لام تک کسی ردیف کی غزل موجود نہیں ۔

غزلیات کے علاوہ اس دیوان میں (۳۲) اشعار کا ایک قطعہ تہنیت شب برات بھی ہے جو کسی "امیر فلک قدر" کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا ۔ اس قطعہ کا مطلع یہ ہے ۔

شب برات ہے آج اور یہ نور کا ہے وفور ۔۔۔ کہ چشم روزنِ دیوار تک نہیں بے نور

ممکن ہے کہ یہ امیر فلک قدر الماس علی خاں ہوں یا نصیر الدولہ کیوں کہ عیشی نصیر الدولہ کی مصاحبت میں بھی رہے تھے ۔ اور الماس علی خاں کے یہاں بھی ۔

ترقیمہ ۔ تحریر فقیر حقیر کثیر التقصیر اللہ داد بیگ سنبھل بتاریخ بستم شہر شعبان المعظم دیوان ہندی عیشی ۱۲۵۴ھ

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ۔۔۔ زاں کہ من بندۂ گنہگارم

Marfat.com

اس کے بعد یہ عبارت درج ہے :۔

"طالب علی خاں عیشی مرحوم ہمعصر خواجہ حیدر علی آتش مرحوم کی غزلیں ختم ہوئیں۔"

اس تحریر کے بعد آخر میں شکستہ دستخط ہیں "جو میر انصر علی" معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس تحریر میں آتش کو مرحوم ظاہر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ داد بیگ سنبل کے کتابت کئے ہوئے مذکورہ بالا دیوانِ عیشی کو دوبارہ ۱۲۶۳ھ کے بعد نقل کیا گیا۔ کیوں کہ آتش اس سنہ میں وفات پا چکے تھے۔

کتب خانہ سالار جنگ کی وضاحتی فہرست کے صفحہ ۱۴۱ ۶ پر نصیر الدین ہاشمی نے دیوان عیشی کے بجائے دیوان عیش لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ نہیں معلوم یہ دیوان کون سے عیش کا ہے۔ حالانکہ اس کی ابتدائی غزل دیوان عیشی کی ہے۔ اس کا مطلع جو ہم اس سے قبل درج کر چکے ہیں انھوں نے بے معنی کر کے اس طرح درج کیا ہے ؎

غافل حشر کو میں یاروں کا نشیمن سمجھا　　　　ب کہ آرام کی جا گوشہ مدفن سمجھا

"غافل حشر او ریاروں کا نشیمن" خدا جانے کیا مطلب ہوا۔

(۱۸)

دیوانِ قدرت

سائز ۱۰ × ۶ صفحات ۵۳ سطور (۱۹) خط نستعلیق سنہ تصنیف و کتابت

یہ مختصر دیوان شاہ قدرت دہلوی کا ہے جس میں صرف ۴۳ غزلیں ہیں۔ ان کے اشعار کی تعداد ۷۵ ہوتی ہے۔ خط نستعلیق ہے۔ اکثر غزلیں مختصر ہیں۔ یا تو وہ اپنے معاصرین کی طول نویسی کے قائل معلوم نہیں ہوتے یا یہ ان کا مکمل دیوان نہیں بلکہ انتخاب ہے۔ بعض غزلوں میں مقطعے دو سطروں لکھے گئے ہیں اور جن مقامات پر دو سطری نہیں ہیں وہاں ایک سطر خالی چھوڑ دی گئی ہے چند غزلیں ایسی بھی ہیں کہ ان کے مقطع موجود نہیں مثلاً صفحہ ۵ پر ایک غزل ہے جس کا مطلع ہے

سو جگہ چاک سرِ جیب شکیبائی تھا　　　　بر سر جلوہ جو کل وہ بتِ ہرجائی تھا

اس میں صرف چار شعر ہیں اور مقطع نہیں ہے۔

Marfat.com

مندرجہ ذیل غزلیں بھی مقطعات سے مبرا ہیں ؎

ہم پر ایام مصیبت آج پھر آنے لگا　　یار گھر جانے لگا اے وائے گھر جانے لگا

ترا جلوہ یہ دل جلا یا تو دیکھا　　بلا سے پھنکا گھر تماشا تو دیکھا صـ ۱۰

مدتوں سوختۂ دل یہاں تو نت مسدود تھا　　اک ذرا کھولا تو دیکھا خانہ پُر دود تھا صـ ۱۱

بہ نہ مرہم سے ہووے داغ مرا　　کون گل کر سکے چراغ مرا صـ ۱۳

دے چکے صیاد ہم تو تیرے بس میں بال و پر　　یہاں تک پھڑکے کہ سب جھڑ گئے قفس میں بال و پر صـ ۱۶

شمع، گل، شمشاد، اور جانانہ چاروں ایک ہیں　　قمری اور میں، بلبل و پروانہ چاروں ایک ہیں صـ ۲۴

ابرو ترے کہتے ہیں کہ میں تیرِ دو سر ہوں　　عاشق کا یہ دعویٰ ہے کہ میں سینہ سپر ہوں صـ ۲۸

گلشن میں بھلا کس لیے پامالِ ہوس ہوں　　شایانِ چمن ہوں نہ سزاوارِ قفس ہوں صـ ۲۸

غمزۂ شوخ ترا دشمنِ دینداری ہے　　چشمِ مخمور تری آفتِ ہشیاری ہے صـ ۳۵

اشک آنے سے یہاں کچھ تھم رہے　　لختِ دل مژگاں پہ شاید جم رہے صـ ۴۲

بس کہ اٹھتے ہیں جگر سے شعلے　　مشتعل ہیں مرے گھر سے شعلے صـ ۴۵

قدرت کا ایک قطعہ بہت مشہور ہے جسے مکمل یا منتخب تقریباً ہر تذکرہ نویس نے نقل کیا ہے۔ یہ قطعہ جس غزل میں شامل ہے میر حسن نے اس کی تعریف کی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "دیوانش بنظر نیامدہ مگر ہمیں غزل کہ مشہورِ عالم است با چند بیت دیگر" "بنگارش می آرد" (تذکرۂ میر حسن صـ ۱۵۹) قطعہ مذکور اس شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے　　کیا ہی ملک روم کیا ہی سرزمین روس ہے

میر حسن نے اپنے تذکرہ میں مصرع دوم کا قافیہ روس کے بدلے طوس لکھا ہے

اس دیوان میں ایک قطعہ اور بھی ہے ؎

کہا میں نے قاتل کو، قدرت کو ظالم　　تری تیغ سے ہے جگر آزمائی

لگائی نہ ایسی کہ ہو کام اس کا　　میں دیکھی تری بس ہنر آزمائی

Marfat.com

سسکتا ہی چھوڑا اسے خاک و خوں میں | کہ تیغ ستم ادھر آزمائی
لگا کہنے مت بول تو ذوق میرا | جدھر آزمائی تدھر آزمائی

دیوان قدرت میں تمام ردیفیں نہیں ہیں۔ الف کی (۳۳) ب کی ایک اور ت کی تین۔ پنج شعری غزلوں کے بعد ر کی ردیف شروع ہو گئی ہے۔ ث سے ذ تک تمام حروف نظرانداز ہو گئے ہیں۔ اسی طرح ز۔ س۔ ص۔ ض۔ ظ۔ ع اور ہ کی بھی کوئی غزل یا شعر موجود نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دیوان قدرت کے ناقل سے بعض جگہ لغزشیں بھی ہوئی ہیں جسے قدرت کی طرف منسوب کرنا ہمارے نزدیک قرین انصاف نہیں۔ غزل ۸۹ میں ایک شعر ہے ؎

لذت اہل قفس اہل قفس سے پوچھو | قدر اس درد کی کیا جانے جو آزاد ہے

اس شعر کے پہلے مصرع میں اہل قفس کی تکرار کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ شاید لذت اہل قفس اصل کلام میں نہ ہو "لذت قید قفس ہو"

کتابت کی بعض غلطیاں اور بھی ہیں مثلاً غزل ۸۸ کا پانچواں شعر ہے ؎

اگر برسیگا یوں ہی متصل مہ ابر مژگاں سے | تو لے ڈوبیں گی اک پل میں یہ آنکھیں عالم کو

پہلے مصرعہ میں مینہ کی جگہ مہ تحریر کیا گیا ہے۔

غزل ۹۱ کے مطلع کا دوسرا مصرع کتابت کی غلطی سے ناقابل فہم بن گیا ہے ؎

دل میں اوس پیکاں کی شیرینی کا ازبس شور ہے | جو شبکا ہے جگر پر خانۂ زنبور ہے

غزل ۱۲۱ کا مقطع ہے ؎

قدرت تو اس میں پیاروں کی خاطر اب تو | اک اور بھی غزل کہہ جو قوت بیاں ہے

لیکن اس زمین پر ایک "در غزل" کا مطلع دیکھئے جس سے معلوم ہوگا کہ قدرت کے خیال میں "زمین" قافیہ و ردیف کا نام تھا۔ اس میں بحر و وزن کو دخل نہیں تھا ؎

سرگشتہ ترے لئے جہاں ہے | اے خانہ خراب تو کہاں ہے

قدرت کے اس دیوان کے بعض الفاظ و تراکیب ان کے زمانے کی زبان کا پتا دیتے

Marfat.com

ہیں۔ ایسے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ؎

قتلِ قدرت کون پوچھے ہے جہاں ہو یہ اندھیر　　شمع بھی اوس کے مزار پر جو ہے خاموش ہے
ہمیں حسرت رہی منصور کے ذوقِ شہادت کی　　کہ بوجہا سربلندی سامنے حبا اس کے در آئی

اسی غزل میں یہ شعر بھی ہے ؎

جلایا مجھ کو داغِ عشق نے لیکن خدا جانے　　کہ خرمن کے لئے میرے کہاں سے یہ شرار آئی

شرار کو مونث لکھا ہے حالانکہ ذوق، ناسخ اور ان کے بعد کے شعرا کے یہاں مذکر نظم ہوا ہے ؎

مگر لختِ جگر اب سدِ راہِ چشم تر ہیں گے　　کہ تا نوکِ مژہ اب جو نہیں آتے ذرا ڈھل کے
یہ دل آشوبِ محشر ساتھ ہی لا کے تعجب نہیں　　جہاں مدفون ہو قدرت وہاں کی سو گز زمیں ہلے
مرکبِ تن کو گرانجانی نے یاں ٹھہرا رکھا　　جنبش ہر دم دگرنہ اس کو ایک مہمیز ہے
چھڑک تو سودۂ الماس ہر گھڑی قدرت　　کہ تا نہ ہوئے یہ زخمِ خدنگ چھاتی پر
ہم پہ ایام مصیبت آج پھر آنے لگا　　یار گھر جانے لگا اے وائے گھر جانے لگا

"ایام" یوم کی جمع ہے مگر اس شعر میں واحد نظم کیا ہے ؎

داغِ عاشق جی پہ کھٹکے ہے سدا معشوق کے　　شمع کا دل جانتا ہے سوزِ پروانے کی قدر

یہ شعر جس غزل کا ہے اس کی ردیف "کی قدر" اور جانے قافیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اضافت کی حالت میں "سوزِ پروانہ کو" "سوزِ پروانے" نہیں بنایا جا سکتا۔ مگر قدرت نے اسے جائز سمجھا ہے۔

ایسا ہی استعمال ایک اور مقام پر ہے۔ "جانے میں جاتا ہوں اور آنے میں جاتا ہوں" اس ردیف قافیہ کی غزل میں یہ شعر بھی ہے ؎

بھڑک اٹھتا ہے سینے میں چراغِ داغِ محرومی　　میں تیرہ روز جس شب بزمِ پروانے میں جاتا ہوں

سقوطِ حروفِ صحیح کی مثالیں بھی اس مخطوطے میں کہیں کہیں ملتی ہیں۔ مثلاً غزل نمبر ۱ کا پیش مقطع ہے ؎

جی میں صبر ہے نہ ادس میں بوئے وفا　　حسبِ دل خواہ کس طرح گزرے

پہلے مصرع میں (ر اور ہ) میں سے ایک حرف ساقط ہے۔

Marfat.com

قدرت کے کلام میں بعض الفاظ ایسے بھی نظر آتے ہیں جو آج کل کے قارئین کو شاید اجنبی معلوم ہوں۔ نیچے لکھے ہوئے شعروں کے خط کشیدہ الفاظ اسی قبیل میں داخل ہیں ؎

ہر خار و گل دو دشت میں دل کھول کر روئے
جوں ابر جدھر گزرے بہ مژگان نمیں ہم

یا حکم ذبح کیجئے یا دیجئے نجات
تا کہ شکنجۂ دام میں، میں ناتواں ہوں

تا نہ ہو تجھ سے سار کے قاتل سے کوئی آشنا
نقش قدرت کی بپا لائق تشہیر ہے

یہاں جی پہ آ بنی ہے نامہ کے پہنچتے ہی
جب لگ پھرے کبوتر پرواز رنگ ہے

لب طلب لگے اگر سینہ پہ تیر از خم تیغ
آرزو مندوں کو یہ بہر دعا محراب ہے

جب پہنچ چکا قافلہ منزل پہ ہوئی شام
اے وائے میں تب منتظر بانگ جرس تھا

نہ کعبہ میں تسلی ہو نہ بتخانے میں چین آوے
کہاں اس کو پرے جاویں اب اے شیخ و برہمن ہم

"کیا" جو "کیسا" اور "کس قدر اچھا" کے معنی میں آتش کے اس مقطع میں آیا ہے ؎

گر مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تو نے کہی عاشقانہ کیا

غالباً اسے پہلے قدرت نے استعمال کیا ہے۔ ان کا ایک مقطع ہے ؎

تڑپھوں ہوں خاک و خوں میں پڑا جس کے وار سے
قدرت میں کیا کہوں کہ وہ کیا شہسوار تھا

کھڑے تھے آکے اس در پر سمجھ کر اپنا مامن ہم
اگر تو بھی نہیں راضی تو جاویں آہ کس کن ہم

قدرت کے اشعار میں بعض تذکرہ نویسوں نے ترمیمیں بھی کی ہیں۔ مثلاً گلشن ہند میں ان کا ایک مطلع ہے ؎

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

سینہ اس کا ہے دل اس کا ہے جگر اس کا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اس کا ہے

Marfat.com

قدرت کے بعض اشعار نے اچھی خاصی مقبولیت حاصل کی ہے خصوصاً یہ دو شعر اکثر دیکھنے میں آتے ہیں ؎

ٹوٹی کمند بخت کا وہ نہ دور رہ گیا
جب بام دوست ہاتھ سے کچھ دور رہ گیا

ہوسکتا ہے کہ یہ ترمیم خود قدرت نے کی ہو۔ مندرجہ بالا مطلع کی ساخت جس میں نہ دور کو دور کا قافیہ کیا گیا ہے۔ ان کے اوائل شاعری کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس مضمون کو بعد کے کسی شاعر نے کسی قدر صفائی اور بندش کی چستی کے ساتھ اپنا لیا ہے ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کمند کہاں
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

لیکن زیر نظر مخطوطے میں یہ مقطع ہے اور تبدیل کر کے اس طرح لکھا گیا ہے ؎

قدرت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند
جب بام دوست ہاتھ سے کچھ دور رہ گیا

اس قسم کی ترمیمیں قدرت کے اشعار میں بھی ہیں جن کی تفصیل فرصت کی محتاج ہے۔

مصنف کے حالات :- قدرت کا نام قدرت اللہ تھا۔ وہ عام طور پر شاہ قدرت کہلاتے تھے۔ بنی عباس میں سے تھے اور دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ بزم سخن میں انھیں از خلفائے مولانا عبدالعزیز دہلوی لکھا ہے۔ لیکن مجموعہ نغز اور عمدہ منتخبہ میں شاہ عبدالعزیز شکرپار کی اولاد میں ظاہر کیا گیا ہے جن کا مزار کوتنک کے پاس واقع ہے۔ شعر گوئی کی ابتداء میں اپنے چچازاد بھائی میر شمس الدین فقیر سے اصلاح لی اور آخر میں مرزا جان جاناں مظہر سے متوسل ہوئے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے جن میں مولوی عبدالغفور خاں نساخ اور نواب علی حسن خاں بھی شامل ہیں انھیں مرزا جعفر علی حسرت کا شاگرد بھی لکھا ہے۔ مجموعہ نغز اور عمدہ منتخبہ دونوں میں شمس الدین فقیر کو ان کا برادر عمزاد کہا گیا ہے لیکن مولوی کریم الدین نے خدا جانے کس طرح لکھ مارا ہے کہ میر شمس الدین فقیر اس کا بیٹا تھا جس نے حدائق البلاغت لکھی ہے۔ (تذکرہ کریم الدین (ص ۱۶۳)

جب افاغنہ ابدالی کی بدولت دہلی میں پریشان حالی کا دور دورہ ہوا تو دوسرے اہل علم کی طرح یہ بھی وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور دہلی سے نکل کر پہلے لکھنؤ پہنچے اس وقت میر حسن

Marfat.com

بھی لکھنو میں موجود تھے۔ چنانچہ میر حسن اپنے تذکرۂ شعرا میں لکھتے ہیں کہ بندہ وے را یک بار مشاعرہ بہ لکھنؤ دیدہ ام۔ لیکن (۱۱۸۸ھ ۱۱۹۲ھ) کے دوران وہ مرشد آباد جا چکے تھے (تذکرہ میر حسن) یہی وجہ ہے کہ مصحفی جو ۱۱۹۵ھ میں دہلی سے لکھنؤ گئے تھے قدرت سے ملاقات نہ کر سکے تھے۔ وہ اپنے تذکرے میں لکھتے ہیں" اما فقیر او را ندیدہ "(تذکرہ ہندی ص۱۷۷)

مرشد آباد میں وہ نواب دلاور جنگ ابن مظفر جنگ کے ملازم رہے (روز روشن ص۵۵۲)

مرزا علی لطف کا بیان ہے کہ قدرت نے شاید ۱۲۰۵ھ میں بمقام مرشد آباد وفات پائی۔ صاحب بزم سخن نے بھی اسی قول کو مستند خیال کر کے سنہ وفات ۱۲۰۵ھ بتایا ہے اور سخن شعرا کے مصنف کا خیال بھی یہی ہے۔ قدرت بڑے اچھے کہنے والے تھے۔ تمام تذکرہ نویس ان کی خوشگوئی اور قدرت شاعرانہ کے قائل ہیں۔

مصحفی کہتے ہیں "شخص کہنہ مشق و با قوت و قدرت است" (ہندی ص۱۷۷)

مظفر حسین صبا کا بیان ہے معہ در نظم فارسی وار دو مہارتے نیکو داشت (روز روشن ص۵۵۲)

علی ابراہیم خاں کہتے ہیں۔ در نظم ریختہ اقتدار و شستگی و برشتگی کلام بسیار دارد و شعر فارسی بدرستی میگوید (گلزار ابراہیم)

میر حسن یوں تعریف کرتے ہیں۔ سمند فکرش در میدان فارسی و ہندی چالاک و چست و تصویر بے نظیر معانیش در استخواں بندی الفاظ درست" (تذکرۂ میر حسن ص۱۵۹)

فارسی بھی لکھتے تھے۔ روز روشن میں ان کے فارسی کلام کا انتخاب موجود ہے۔

شاہ قدرت کے چند شاگرد بھی تھے۔ ایک شاگرد کا ذکر مرتب تذکرۂ مخطوطات ادارۂ ادبیات اردو نے یادگار شعرا کے حوالے سے کیا ہے جن کا نام قربان علی خاں ولد میر محمد قاسم خاں تھا اور قربان تخلص کرتے تھے۔ (جلد سوم ص۳۵۵)۔ اس کتاب میں ان کے ایک سلام اور دو نوحوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ادارے کے کتب خانے میں بصورت بیاض موجود ہیں لیکن ہمارے خیال میں صحیح نہیں ہے کیونکہ جو زبان ان میں استعمال کی گئی ہے وہ خالص دکنی ہے۔

Marfat.com

نوحہ کا ایک بند ہے ؎

قربان ہو شہا پر یو منقبت کیا ہے	زاری یو مرثیہ سن سب شش جہت گیا،
تجکو یو فقر بانی حق مرحمت کیا ہے	تعظیم سرتے کرنے سب انجمن اُٹھیگی

چوتھے مصرع میں تے "سے" کے بدلے آیا ہے۔ یہ قدرت سے بہت پہلے کی زبان کا لفظ ہے۔

آغاز۔ دیوان قدرت کا آغاز اس غزل سے ہوتا ہے ؎

بتیا ہوں سے یہ دل بیتاب رہ گیا	اپنی طپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا
دامن سے اسکے چھپنے تھے گستاخ لگ چلے	میں تیرہ روز از روئے آداب رہ گیا
سمجھا نہ ہائے دولتِ بیدار کی میں قدر	خوابیدہ بخت خفا، گردِ خواب رہ گیا
آنسو تھمیں ہیں پر نہیں سوکھی ہے چشم تر	دریا اتر گیا ہے یہ گرداب رہ گیا
قدرت نشان اس دل از خود رمیدہ کا	نوکِ مژہ پہ قطرۂ خوں ناب رہ گیا

غزلوں کے اختتام پر چار مخمسات ہیں جو حافظ شیرازی کی غزلوں پر لکھے گئے ہیں۔

پہلے مخمس کا مطلع یہ ہے اس میں پانچ بند ہیں ؎

ملا تو یہ کہتا ہے ہے درسِ کتاب اولیٰ	اور شیخ سنا دے ہے آئینِ صواب اولیٰ
پر میں یہ سمجھتا ہوں دونوں کو جواب اولیٰ	ایں خرقہ کہ من دارم در دین شراب اولیٰ

ویں دفتر بے معنی غرقِ مئے ناب اولیٰ

دوسرے مخمس کا مطلع یہ ہے اس میں ۸ بند ہیں ؎

نالے کو دوں اجازت گر میں ستم کا مارا	پانی سے ہو کے پتلا بہہ جاوے سنگ خارا
بس تاب ضبط تا کے، غم کا نہیں کنارا	دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدارا

دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

Marfat.com

تیسرے مخمس میں ۶ بند ہیں اس کا مطلع یہ ہے ؎

ڈھونڈوں میں تجھے کیدھر آشاہد ہرجائی
تیرے غم فرقت میں میری تو اجل آئی (؟)

نے صبر مرے دل میں نے جی میں شکیبائی
اے بادشہ خوباں، داد از غم تنہائی

دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

چوتھے مخمس میں بھی ۶ بند ہیں۔ اس کا مطلع یہ ہے ؎

غم سے ہیں دست و گریباں الغیاث
تو بھی نہیں پوچھے ہے جاناں الغیاث

الغیاث اے ہمنشیناں الغیاث
درد ما را نیست درماں الغیاث

ہجر ما را نیست پایاں الغیاث

اسی چوتھے مخمس کے چھٹے بند پر دیوان قدرت ختم ہوگیا ہے۔

میرے دامن پر ہے جیب پیرہن
گھر تو قدرت ہوگیا دار المحن

جس جگہ جاتا ہوں پیش مرد و زن
ہجو حافظ روز و شب نے خوشیتن (؟)

گشتہ ام گریاں و سوزاں الغیاث

کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔ صرف "تمام شد" لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

مثنویات

Marfat.com

Marfat.com

مثنویات

"اسرار محبت"

سائز ۹×۵ ۱/۲ تعداد صفحات (۵۸) سطور فی صفحہ (۱۱) سنہ تصنیف ۱۱۹۷ھ سنہ کتابت ۱۲۴۳ھ

یہ مثنوی محبت نے ایک انگریز مسٹر جانسن (Johnson) کی فرمائش سے تصنیف کی۔ یہ وہی جانسن صاحب ہیں جن کو دربار لکھنؤ سے ممتاز الدولہ کا خطاب ملا تھا۔ جانسن صاحب بڑے ادب پرور تھے لکھنؤ میں رہے تو اس صفت میں نیک نام رہے اور بنارس چلے گئے تو وہاں بھی رام جس محیط وغیرہ ان کے متوسل رہے محبت نے سبب تالیف کے سلسلے میں اس انگریز کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

کہ فرمائش ہے یہ اک نکتہ داں کی
شفیق و قدر دان و مہرباں کی

وہ ایسا صاحب والا مناقب
کہیں والا مناقب جس کو صاحب

وہ مثل جان دعالم جیلا تن ہے
تبھی نام اس کا مسٹر جانسن ہے

لگا دے ہوش اس جادہ سخنداں
جہاں ہو عقل کی بھی عقل حیراں

کہا دے کیوں نہ مرزا یہاں وہ صاحب
کہ ہے فخر فرنگستاں وہ صاحب

اسی سلسلے میں مسٹر جانسن سے اپنے تعلقات کا ذکر بھی کیا ہے اور سبب تصنیف پر بھی روشنی ڈالی ہے ؎

قضارا یہ ہوا اک روز مذکور
کہ افسانہ ہے اک دلچسپ مشہور

وہ قصہ ستی اور پنو کا ہے گا
اگر منظوم ہو جاوے تو اچھا

Marfat.com

سسّی پنوں کا قصہ مشہور خاص و عام ہے جسے پنجابی زبان سے اخذ کر کے محبت نے مثنوی کی صورت دی ہے۔ زیر نظر نسخے میں کتابت کی چند در چند غلطیاں ہیں۔ ایک عنوان میں تا ثیر کو تا سیر لکھا ہے۔ یائے معروف و مجہول میں کوئی امتیاز نہیں برتا۔ "اک" کے بدلے ہر جگہ ایک تحریر کیا ہے جس سے مصرعوں کا توازن صحیح نہیں رہتا۔ "جس سے" کا املا "جستے" قرار دیا ہے۔ ایک شعر یہ ہے۔

ہوا یوں گھر سے اس دم اس کا جاناں　　　کہ جیسے جان ہو تن سے روانا ں

اس شعر میں جانا اور روانا کو جاناں اور رواناں بنا دیا گیا ہے۔ یہ غلطی بعض دوسرے مقامات پر بھی ہے۔ مثنوی اسرار محبت کی زبان میں کہیں کہیں قدامت کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ گذشتہ صدی کے عام استعمال کی مطابقت میں "کوئی" کو "فعلن" کی جگہ "افعل" کے وزن پر نظم کیا ہے۔ وہ کو "ود" کی صورت میں بدل کر جو کا قافیہ قرار دیا ہے۔ یہ استعمال مرزا غالب کے زمانے تک تو جائز تھا مگر اب متروک ہے۔

سنہ تصنیف: اسرار محبت کا سنہ تصنیف ۱۱۹۷ھ ہے جسے محبت نے "عجب قصہ ہے اسرار محبت" سے برآمد کیا ہے۔ یہ مثنوی کا آخری مصرعہ ہے۔ یہاں ایک شبہ واقع ہوتا ہے کہ نواب علی ابراہیم خاں نے گلزار ابراہیم میں لکھا ہے کہ "سال یک ہزار و یکصد و نود و شش ہجری باشد در لکھنؤ اقامت وہ را سلہ بار اتم دارد چنانچہ در کمال محبت اشعار خود با مثنوی موسوم بہ اسرار محبت کہ حکایت عشق سسّی و پنو بفرمودہ ممتاز الدولہ مسٹر جانسن بہا در منظوم نمود، فرستاد۔"

اگر سنہ تصنیف ۱۱۹۷ھ قرار دیا جائے تو محبت نے ۱۱۹۶ھ میں مثنوی علی ابراہیم خاں کے پاس کس طرح روانہ کر دی اور اگر ۱۱۹۶ھ میں مثنوی کا بھیجنا مان لیا جائے تو سنہ تصنیف ۱۱۹۷ھ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۱۹۷ھ کو مادۂ تاریخ کی روشنی میں نادرست نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ نواب علی ابراہیم خاں کے بیان کی صحت کم ہو جاتی ہے اور اصل

Marfat.com

بات ہے بھی یہی کیونکہ نواب ابراہیم خاں نے زمانہ ماضی کا اظہار "باشد" سے کیا ہے "بود" سے نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے سنہ پر مطمئن نہیں تھے۔ اندازے سے ۱۱۹۶ھ لکھ دیا ہے۔ ممکن ہے کہ انھیں دراصل ۱۱۹۷ میں مثنوی ملی ہو۔

حالات مصنف: نواب محبت خاں محبت جن کا خطاب مظفر الدولہ شہباز جنگ تھا، حافظ رحمت خاں والی کٹھیر (بریلی) کے فرزند ارجمند تھے سنہ پیدائش ۱۱۶۵ھ ہے اپنے والد کے واقعہ شہادت کے بعد ۱۱۸۸ھ میں گرفتار ہوکر لکھنو پہنچے لیکن جاں بخشی ہوگئی آخر حکومت اودھ و حکومت برطانیہ کے وظیفے سے زندگی گزار کر بقول مصنف "حیات حافظ رحمت خاں" ۱۲ر صفر ۱۲۲۴ھ مطابق ۱۸۰۹ء کو بمقام لکھنو وفات پائی۔ اس کے خلاف مولوی عبدالغفور خاں نساخ نے سخن شعرا میں ان کا سنہ وفات ۱۲۲۲ھ لکھا ہے لیکن یہ دونوں سنہ غلط ہیں۔ محبت کا انتقال نہ ۱۲۲۴ھ میں ہوا نہ ۱۲۲۲ھ میں بلکہ انہوں نے ۱۲۲۳ھ میں وفات پائی جیسا کہ ان کے پوتے نواب سلیمان خاں اسد نے "نقش سلیمان" میں ظاہر کیا ہے اس کی تصدیق مصحفی مرحوم کے اس قطعۂ تاریخ سے بھی ہوتی ہے

چو مشتاق کہن نواب جمجاہ | قضا را گشتہ برخوان قضا حیف
بجستم از خرد تاریخ سالش | ہمیں گفتا "محبت خاں کجا حیف" ۱۲۲۳ھ

نواب محبت خاں علوم عربی و فارسی میں یگانہ روزگار اور سنسکرت کے اچھے ماہر تھے پشتو سے بھی کافی واقفیت تھی، علم و ادب کے سوا سپہ گری و موسیقی میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے۔ سیر المتاخرین، عماد السعادت اور تاریخ سلیمانی کے مصنفین نے ان کی وجاہت و لیاقت کی بڑی تعریف کی ہے۔

محبت کو شعر و سخن میں خواجہ میر درد اور مرزا جعفر علی حسرت سے تلمذ تھا (سخن شعرا) بعد میں قلندر بخش جرأت سے اصلاح لینے لگے تھے (سراپا سخن) فارسی میں مرزا فاخر مکین کی شاگردی اختیار کی تھی (انیس الاحبا) محبت کی تعریف میں ان کے استاد

Marfat.com

کا یہ مطلع مشہور ہے۔

بس کہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے　　ہوئے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

محبت کا ہر زبان کا کلام کافی تھا لیکن ہنگامہ غدر میں تلف ہوگیا۔ کچھ متفرق اشعار مختلف تذکروں میں ملتے ہیں۔ قواعد فارسی کا ایک "آمدنامہ" بھی لکھا تھا اور لغات کی ایک کتاب بھی ترتیب دی تھی لیکن یہ دونوں کتابیں نایاب ہیں۔ محبت خاں کے ۱۸ لڑکے تھے جن میں منصور خاں مہر، محمد نعیم خاں نعیم اور علی اکبر خاں عاشق (روز روشن میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے) اول الذکر دو اُردو کے اور تیسرے فارسی کے شاعر تھے۔

اسرار محبت کے کل اشعار کی تعداد ۵۹۱ ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے ۔

محبت نام اور ہر دل نگیں ہے　　محبت سے کوئی خالی نہیں ہے

جو سمجھو ذات مطلق فی الحقیقت　　محبت ہے محبت ہے محبت

محبت بوئے گل گل ہے محبت　　محبت جزو اور کل ہے محبت

محبت باطن اور ظاہر محبت　　محبت اول و آخر محبت

محبت کی ہمہ گیری کا اظہار (۲۴) اشعار میں ہے جس کا آخری شعر یہ ہے۔

کھلا ایسا ہے بستان محبت　　ہے پھولا جس سے ریحان محبت

حمد کے بعد نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (۹) اشعار ہیں اور اس کے خاتمہ پر "در بیان اسرار عشق و تاثیر کردن می گوید" کے زیر عنوان (۲۲) ابیات میں دوبارہ تاثیرات عشق کی موشگافی کی گئی ہے۔

اختتام: مثنوی اسرار محبت کے آخری دو شعر ہیں۔

توقع ہے جو کوئی اھل نظر ہو　　محبت سے کرے اس پر نظر وہ

کہی تاریخ اس کی یہ بصنعت　　عجب قصہ ہے اسرار محبت

۱۱۹۷ھ

Marfat.com

ترقیمہ ۔ تمام شد مثنوی نواب محبت خاں ولد حافظ رحمت خاں در قصہ سسی پنوں التاریخ دوئم شہر شوال بروز چہار شنبہ بوقت چاشت بدستخط فقیر پر تقصیر لالہ ٹیکا رام ولد دال چند مرحوم ساکن اصالت پور چارلی پرگنہ تروڈی مضاف صوبہ دار الخلافت شاہجہاں آباد ۱۲۴۳ھ برائے خاطر داشت اخوند زادہ قلمی شد۔

اس مثنوی کا ایک مخطوطہ نواب سالار جنگ حیدر آباد کے کتب خانے میں بھی ہے جو اس کی وضاحتی فہرست کے ۸۷۲ پر درج ہے۔ اس نسخے کی توضیح کے بارے میں مرتب فہرست نصیر الدین ہاشمی نے سنہ کتابت کے ساتھ سنہ تصنیف بھی ۱۲۴۵ھ بتایا ہے تعجب ہے کہ انہوں نے گلزار ابراہیم سے سخن شعرا تک کسی تذکرے کے مطالعہ کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ اور کتاب کو اس زمانے کی تصنیف ظاہر کیا جب اس کے مصنف کی وفات کو بیس اکیس سال ہو چکے تھے مثنوی اسرار محبت اکبسار بیت السلطنت لکھنو سے طبع ہو چکی ہے جس کا ایک نسخہ انجمن کے کتب خانہ میں محفوظ ہے لیکن اس میں یا تو کتابت کی غلطیاں ہیں یا اصل مخطوطے سے نقل کرنے میں احتیاط نہیں برتی گئی مثلاً مثنوی کا پہلا شعر جو ہم نے اوپر درج کیا ہے، مطبوعہ نسخہ میں اس طرح ہے۔

محبت نام در ہر دل مکیں ہے　　محبت سے کوئی خالی نہیں ہے

ظاہر ہے کہ اس طرح مصرعے کے کوئی معنے نہیں۔ اگر مثنوی کا تقابل کیا جائے تو اور غلطیاں بھی برآمد ہو سکیں گی۔

مثنوی اگر گل

سائز ۷ ½ × ۵ ½، صفحات ۲۱۵، سطور فی صفحہ ۱۲، کاغذ قدیم بانس کا۔ سنہ تصنیف قبل از ۱۱۸۰ھ سنہ کتابت ندارد۔

Marfat.com

اس مثنوی کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ تخلص بھی متعین نہیں ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

ہوا حکم سائل کو شہزادی کا
توں دکھنی زباں میں یو قصہ بنا

توں اپنے سخن کوں ترازو میں تول
اے سائل تو یہ قصہ دکھنی میں بول

دوسری جگہ لکھتا ہے ؎

اگر گل کے قصے کوں کر اختتام
کیا جرائت عرض مذنب غلام

دعا گوئے دولت ہوں میں ہنت پاس
خدا بعد مجکو اسی گھر کی آس

نہیں کہا جا سکتا کہ سائل اور مذنب کے الفاظ بطور تخلص استعمال ہوتے ہیں یا ان سے اظہار انکسار مقصود ہے۔ مصنف کا وطنی تعلق غالباً اورنگ آباد سے ہے کیونکہ اس نے سالار جنگ کی وساطت سے سردار جنگ کے پاس ملازم ہونے کا ذکر کیا ہے اور سالار جنگ اورنگ آباد میں تھے۔

سبب تالیف کتاب کے بیان میں مصنف نے نواب عمدۃ الامرا والی کرناٹک کی مدح سرائی کی ہے۔ (نواب عمدۃ الامرا اردو کے شاعر بھی تھے اور ممتاز تخلص کرتے تھے) اس کے بعد شہزادی سلطان النسا (بڑی شہزادی) کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

کہ سلطان النسا کا بڑا خاندان
ہے زیر اماں اس کے سب دو دماں

او ساری نساؤں میں سلطان ہے
بڑی شاہزادی کہیں سب اسے

نواب عمدۃ الامرا کے مورث اعلیٰ نواب انور الدین خاں آنور ساکن گوپاموَ تھے جو ریاست کرناٹک کے پہلے حاکم تھے ایک شعر میں اس تعلق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے ؎

یہ سب باغ انور کے گلشن کے پھول
کہ ہیں اونسے راضی خدا و رسول

مصنف کے جو مزید حالات مثنوی سے معلوم ہوتے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ وہ سالار جنگ کی سفارش سے شجاعت علی خاں سردار جنگ کا ملازم ہوا اور بیس روپے

(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

Marfat.com

ماہانہ وظیفہ پاتا رہا جو لبعد میں تیس ہو گئے تھے۔ اس دوران میں اسے اپنی شادی کا خیال ہوا اس لئے سالار جنگ موصوف کے ذریعہ امداد کی درخواست کی، اب وہ اس قصے کے لکھنے پر مامور کیا گیا اور صرف اکتیس روپے پا سکا تاکہ کتاب واپس مانگی گئی، لیکن اسے کام چھوڑنا گوارا نہ ہوا اور صبر کر کے بیٹھ رہا۔ حیدر آباد میں بدو نام کے کوئی بزرگ تھے ان کے عرس کے موقع پر سپہر عرضداشت پیش کی جس پہ پانچ روپے عنایت ہوئے آخر میں اس نے اپنے پیر و مرشد حضرت لیقین سے استمداد چاہی کہ اگر دو سو روپے وصول ہو جائیں تو ماہ مبارک میں دھوم دھام سے شادی کرے۔

زیر نظر مثنوی میں لال دیو اور لعل شاہ کی داستان نظم کی گئی ہے۔ یہ داستان فارسی نثر میں تھی جسے اس مصنف نے دکھنی زبان میں ترجمہ کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خاتش خاتش ملک کے بادشاہ عادل کے کوئی اولاد نہ تھی اس کے چار وزیر تھے جو سب صاحب اولاد تھے مایوسی کے عالم میں بادشاہ نے ترک دنیا کا ارادہ کیا اور تخت و تاج بڑے وزیر کے سپرد کر کے فقیری اختیار کرنی چاہی وزیر زیادہ وفادار تھا اس نے کہا عالیجاہ میرے یہاں بھی کوئی لڑکا نہیں ہے صرف ایک لڑکی ہے اس لئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ یہ دونوں فقیرانہ بھیس میں جا رہے تھے کہ ایک خدارس درویش سے ملاقات ہو گئی۔ درویش نے از خود بادشاہ کو خوشخبری سنائی کہ تیرے یہاں انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام شہزادہ لعل رکھنا پھر وزیر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے یہاں بھی لڑکا

لہ سالار جنگ کا نام لقب ذوالقدر درگاہ قلی خاں تھا۔ ان کی ولادت سنگمنیر میں ۲۹ رجب ۱۱۲۲ھ کو ہوئی تھی وہ میر قمر الدین خاں کے مقرب خاص رہے دہلی کے سفر میں ان کے ساتھ تھے یہ سفر ۱۱۵۰ھ میں ہوا تھا چنانچہ اس وقت کے دہلی کے واقعات انہوں نے "مرقع دہلی" میں درج کئے ہیں مرحوم اچھے شاعر فارسی اور شعراء کے قدر داں تھے وفات ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ کو ہوئی اور اورنگ آباد میں دفن ہوئے (مرقع دہلی)

Marfat.com

پیدا ہوگا اور تو اس کا نام محمود رکھنا۔ جب وہ واپس آنے لگے تو درویش نے وزیر کو دوبارہ بلایا اور کہا کہ تیرے یہاں ایک لڑکی بھی لڑکے کے بعد پیدا ہوگی لیکن یہ بات بادشاہ کو نہ بتانا۔ بادشاہ و وزیر دونوں کے یہاں لڑکے پیدا ہوئے اور پرورش پاکر جوان ہوتے تو ساتھ ساتھ شکار کو جانے لگے۔ ایک روز لعل دیو موقع پاکر لعل شہزادہ کو اٹھا کرلے گیا، اسی طرح ایک دن محمود بھی غائب ہوگیا۔ انجام کار بادشاہ نے وزیر کی لڑکی کو جواب پانچ برس کی ہوگئی تھی اور اگر نام رکھنی تھی اپنا دوسرا لڑکا ظاہر کرکے دربار میں پیش کر دیا اور تخت و تاج اس کے حوالے کرکے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

اس کے بعد آگر کے مردانہ لباس میں زندگی گذارنے اور گل کے ساتھ محبت ہو کر شادی کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

ابتداء: مثنوی کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے۔

خدا کے کروں نام سے ابتدا ۔۔۔ زمیں آسماں جن نے پیدا کیا
کیا پہلے قدرت سے عنصر چہار ۔۔۔ اوسی سے کیا جن دانس آشکار
فلک پر کیا مہر و مہ منتخب ۔۔۔ جدا کر دونوں کو کیا روز و شب

حمد کے بعد نعت سرور کائنات ﷺ اور منقبت حضرت علی و دیگر آئمہ کرام میں (۳۷) اشعار لکھ کر سبب تالیف کتاب اور اصل قصہ بیان کیا ہے۔

اختتام:

کرم فضل کا بس ہوں امیدوار ۔۔۔ تصدق دلا دیو مجھے نامدار
خدا عمر اور دیوے دولت زیاد ۔۔۔ نبی لاویں بر آپ سب کی مراد
رکھے خانہ آباد مولا تمام ۔۔۔ بحق محمد علیہ السلام
دعا میں شب روز دل وجاں سے ہوں ۔۔۔ دم زیست تک سب دعا میں رہوں
جو واجب تھا سو کیا عرض سب ۔۔۔ زیادہ لکھا بس کے حد ادب

Marfat.com

ترقیمہ: موجود نہیں ہے۔

اگر گل کا قصہ دکنی نثر میں بھی ہے جو ۱۲۸۴ھ کا کتابت کیا ہوا ہے اور ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کے کتب خانے میں ہے (ج ۲، جلد اول)

بحرِ الفت

سائز ۱۲×۷½، صفحات (۲۱۰) سطور (۱۴/۱۳) سنہ کتابت ۱۲۶۸ھ، سنہ تصنیف قبل از ۱۲۶۸ھ۔

تقریباً ساڑھے چار ہزار اشعار کی یہ مثنوی سلطان عالم سکندر جاہ اختر والی اودھ کی تصنیف سے ہے۔ کتابت کا انداز قدیم ہے جس میں اُڑ کو اور غم سے کو غمسی، میری کو مری، اکڑی کو کری، دے کو دی، جنوں کو جنو اور کہیں کہیں مسکن کو مشکن لکھا ہے۔

اختر کا زمانہ اگرچہ زیادہ قدیم نہیں ہے لیکن انہوں نے بعض مقامات پر زبان قدیم کی پیروی کی ہے۔ مثلاً ان دو شعروں میں اس زبان کا استعمال دیکھیے ؎

گر بھلا ہوں یا برا ہوں میں — بندہ اے رب مگر ترا ہوں میں
روح قالب سے جب روانہ ہووے — نام تیرا مری زباں ہووے
مجھکو رسوا نہ حشر میں کیجو — پردہ اے پردہ پوش رکھ لیجو
پہنچیں دونوں پلنگ پاس جو ہیں — ماہ و پرند یں قدم بڑھا کے وہیں

اختر نے سبب تالیف کے سلسلے میں اول اپنے والد بزرگوار ثریا جاہ شاہ امجد علی کی محبت و شفقت کا ذکر کیا ہے پھر بتایا ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے دو قصے نظم کئے تھے ان میں سے ایک کا نام "فسانۂ عشق" تھا جسے بد دستوں نے اڑا لیا۔ دوسرا قصہ یہ ہے جسے بحر الفت کہا ہے ؎

Marfat.com

قبل بھی کہہ چکا ہوں دو قصے | دوستوں نے لگا لئے حصے
ایک کا نام ہے فسانۂ عشق | درحقیقت ہے کارخانۂ عشق
سادہ دل مجھ کو جانتے تھے غریب | یا رب لے گئے وہ نظم عجیب
بحر الفت ہوا جو نام اس کا | مثل دریا ہوا کلام اس کا

بحر الفت کی توجیہہ اختر کے ان تین اشعار میں خوب کی ہے ؂

عشق اس مثنوی میں تھا جو بھرا | بحر الفت ہر اک نے اس کو کہا
خوب اعجاز اس بیان میں ہے | سحر اختر تری زبان میں ہے

مثنوی بحر الفت کی زبان اگرچہ سادہ ہے لیکن بے ساختگی کے ساتھ چستہ چستہ لفظی اور معنوی صنعتیں بھی آگئی ہیں۔ مراعات النظیر حسن التعلیل اور حسن تشبیہہ کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں ؂

ہو کہیں ساقی چمن رخسار | غنچے کے عطرداں میں عطر بہار
عدل کا تھا یہ اسکے زور یہ شور | قید فانوس میں تھا شمع کا چور
یوں نہالوں کی ان میں جلوہ گری | جس طرح سے نگینۂ شجری
کہکشاں کی فلک پہ یوں تھی جلا | جس طرح سے محک پہ نقش طلا

حالاتِ مصنف: واجد علی شاہ اختر کے حالات سے کون واقف نہیں۔ وہ ملک اودھ کے آخری فرمانروا، اپنے ملک کے مجازی حاکم ہی نہیں تھے بلکہ قلمرو سخن کے بادشاہ بھی تھے امجد علی شاہ کے بعد ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) میں مسند نشین ہوئے اور ۱۸۵۶ء میں سلطنت سے محروم کئے گئے اور حکومت برطانیہ کے ایما سے کلکتے بھیج دیا گیا۔ جہاں ۲۶ ماہ نظربندی کی زندگی گزار کر ۱۸۵۹ء میں آزاد ہو کر مٹیا برج میں قیام کیا۔ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۷ء مطابق ۳ محرم ۱۳۰۲ھ کو راہی عالم بقا ہوئے۔

اختر کو شاعری میں منشی مظفر علی اسیر اور مرزا محمد رضا برق سے تلمذ تھا مشق سخن

Marfat.com

نے انھیں اس درجے پر پہنچا دیا تھا کہ اکثر مصاحب ان سے اصلاح لینے کو اپنے لئے باعث فخر و عزت خیال کرتے تھے۔ اختر صاحب دیوان شاعر تھے۔ دیوان کے علاوہ ۴۰ دیگر تصانیف بھی ان سے یادگار ہیں۔

آغاز مثنوی: مثنوی بحر الفت کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے ؎

اے قلم حمد اس خدا کی کر — جس نے پیدا کئے ہیں شمس و قمر
ہر کواکب کی اس سے تزئین ہے — روشنی بخش ماہ و پروین ہے

یہ حمد (۴۹) اشعار کو محیط ہے آخری شعر یہ ہے ؎

حمد میں کیا تری یک انساں ہیں — مرغ و ماہی تلک ثنا خواں ہیں

اس کے بعد نعت کا سلسلہ ہے یہ (۶۵) اشعار اسی جوش و خروش کا مظہر ہیں، جو ایک مومن کا خاصہ ہو سکتی ہے۔ سبحان اللہ ۔

باعث نقش عالم ایجاد — ماحی کفر و بدعت و بیداد
شمع راہ یقیں ابوالقاسم — مشعل دودۂ نبی ھاشم
ماہ برج وقار و مہر شرف — ناسخ دین انبیائے سلف
واقف سر کبریائے جلیل — گل نورستۂ ریاض خلیل
نور حق، بحر جود، ابر کرم — نو بہار حدیقۂ عالم

نعت ختم کرکے مناجات کی طرف رجوع کیا ہے جس کے خاتمے پہ عیش باغ، موتی جھیل اور لکھنؤ کا ذکر دلکش انداز میں ہے۔ کچھ اشعار اپنی اور اپنے کلام کی تعریف و توصیف میں اور کچھ اشعار سبب تالیف میں تصنیف کرنے کے بعد اصل قصہ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ

ایک بادشاہ بہت عظیم الشان تھا جس کا نام مہر پرور تھا وہ اٹھارہ سال کا ہو چکا تھا مگر مکروہات دنیاوی سے کوئی رغبت نہ تھی، چودھویں رات تھی کہ چاندنی کی سیر کے لئے وہ اپنے باغ میں پہنچا، اس باغ کا نام بھی چاندنی باغ تھا، خادماؤں کو طلب کیا۔ محفل

Marfat.com

رقص و سرود آراستہ کی گئی ۔ جب یہ محفل نشاط ختم ہوئی اور بادشاہ آرام کرنے لگا، تو دو پریاں ماہ پروین اور اس کی خالہ زاد بہن ماہرو اپنے طلسمی تخت پر اڑتی ہوئی ادھر سے نکلیں۔ ماہ پروین شہزادے پر عاشق ہو گئی، اپنی انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنائی اور اس کے نام کی مہر لے کر چل دی۔ مہر پرور خواب سے بیدار ہوا تو نام کی مہر کے بدلے انگوٹھی دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ اب اس کی تلاش شروع کی۔ آگے چل کر مہر پرور اور ماہ پروین کی ملاقات، مہر پرور پر یاسمین نام کی جادوگرنی کا عاشق ہونا۔ دیار قمر کا ماہ پروین کو اٹھا لیجانا۔ شہپال جادوگر کا اس کو قید میں رکھنا۔ آخر نرگس جادو کی اعانت سے پہلے رفیق جادوگر کا مسخر و مسلمان ہونا، پھر اس کی شرکت سے شہپال جادوگر کے ساتھ معرکہ آرائی اور آخر کار فتح پا کر مہر پرور کا ماہ پروین کو قید سے چھڑانا مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

مثنوی کا اختتام ان اشعار پر ہوتا ہے ۔

آگے اختر دعا خدا سے کر ، اور یہ التجا خدا سے کر
مہر کی یہ ہے روشنی جب تک ، ماہ کی ہے یہ تیرگی جب تک
جب تلک نور اس سحر میں ہے ، جب تلک یہ ضیا قمر میں ہے
ماہ و پروین کی جب تلک ہے جھلک ، زہرہ اور مشتری ہیں یہ جب تک
گردش ہر ستارہ ہے جب تک ، برج بارہ ہیں یہ پردۂ فلک
جاہ و حشمت زیادہ ہو اور فوج ، رہے یارب سدا ہمارا اوج
بڑھے ہر وقت اوج جاہ و سپاہ ، تا قیامت رہے یہ دولت و جاہ

ترقیمہ:

بحولہ تعالےٰ دعونہ، بتاریخ بست و یکم شہر جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ کتاب مبنی فسانۂ عشق از دست نحیف کثیف ضعیف طالب علی تمام شد۔

Marfat.com

بوستانِ خیال

سائز ۸×۵ صفحات ۷۹، سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۱۶۰ھ سنہ کتابت ۱۱۸۰ھ

یہ مثنوی جس کا نام تاریخی ہے سید شاہ سراج اورنگ آبادی کی تصنیف ہے جو ۱۱۶۰ھ میں ان کی وفات سے ۷ا سال قبل لکھی گئی اور سنہ ۱۱۸۰ھ میں کتابت ہوئی جب ان کو وفات پائے ہوئے صرف تین سال ہوئے تھے۔ خط نستعلیق ہے چار سطری زنگین حاشیہ اور جدولہ کا درمیان سرخ لکیروں سے بنایا گیا ہے عنوانات بھی سرخی سے لکھے گئے ہیں اور ان کی زبان فارسی ہے۔ صفحہ اول مطلا منقش اور بہت دیدہ زیب ہے سنہ تصنیف اور تعداد اشعار کے بارے میں خود سراج نے صریحی اشارے کئے ہیں ؎

کیا میں جب اس مثنوی کا خیال | تھے ہجری ہزار و صد و شصت سال
شمار اس کی ابیات کا جب کیا | تو ہجرت کے سن سے موافق ہوا
زبس اس میں ہے سیر گلشن مدام | رکھا "بوستان خیال" اس کا نام
عدد جب کہ اس نام کے آئے ہاتھ | مطابق ہوئے سال و ابیات سات

یہ وہی مثنوی ہے جس کا ذکر نصیر الدین ہاشمی نے فہرست کتب خانہ سالار جنگ صفحہ ۶۳۲ پر کیا ہے۔ اسی نام کی ایک مثنوی ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کے کتب خانے میں بھی ہے۔ (تذکرہ اردو مخطوطات جلد اول صفحہ ۳۲۷) سید محی الدین زور نے اس کو قبل از ۱۱۷۸ھ کی تصنیف بتایا ہے حالانکہ قبل از ۱۱۷۷ھ ہونا چاہیے تھا کیونکہ سراج کا انتقال بالاتفاق ۱۱۷۷ھ میں ہوا ہے۔ خود زور صاحب نے اسی فہرست کے صفحہ ۹۹ پر شاہ سراج کا عہد حیات (۱۱۲۵-۱۱۷۷) ظاہر کیا ہے۔ ہاشمی صاحب نے مثنوی کی تفصیل میں لکھا ہے۔

مثنوی کا آغاز اپنے درد دل سے شروع کیا ہے۔ دل کو کسی طرح تسلی نہیں ہوتی باغ و بہار گل و گلزار کی تفریح میں دل نہیں لگتا۔ غم نے جان بلب کر دیا۔ آخر کسی محبوب کی

Marfat.com

تلاش ہوئی، کئی محبوب ملے جو اپنی فسوں گری، شوخی، سادگی، لاابالی پن میں اپنے آپ مشہور تھے۔ اس کی بڑی تلاش رہی۔ ایک عزیز غم خوار ملا مگر بے قراری کو تسکین نہیں ہوئی۔ "اس غم خوار کو حال دل بیان کیا۔ محبوب کی بے وفائی کی داستان سنائی۔ تمام داستان سن کر اس سردار کو رحم آگیا اور ہمدردی ظاہر کی۔ مگر حیرت عشق کے باعث اس سردار کے مکان سے نکلنا ہی پڑا۔ جنگل بیابان کی سیر کی۔ اور آخر الامر دیدار یار سے شاد کام ہو گئے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ نصیر الدین صاحب نے صرف عنوانات سے قصے کا استخراج کرنا چاہا ہے۔ ابیات کے پردے میں جو واقعات چھپے ہوئے ہیں ان تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی، ورنہ وہ یہ نہ لکھتے کہ "آخر الامر دیدار یار سے شاد کام ہو گئے" یہ نوسترھویں عنوان کا سادہ سا ترجمہ ہے وہ بھی جز اول کا یعنی فائز شدن بحصول دولت، دیدار و بتازگی عہد محبت بستن آں شوخ مکار، دراصل انجام تو اٹھارویں عنوان میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "تلخ شدن زندگانی از یاس، بسبب بدعہدی یار بیوفائی اساس" اس عنوان کے آخر میں سراج لکھتے ہیں ؎

سراج اب عنان زباں ہاتھ لے قلم کو روانی کی رخصت نہ دے
دعا کا یہی ہاتھ اٹھا حق کے پاس کہ جاوے ترے پاس سے غم کی باس
کسی سے نہ اب غیر حق بات کر نپٹ التجا سیں مناجات کر

اور اس مناجات کا آغاز اپنے تجربات کی روشنی میں اس طرح کیا ہے ؎

الٰہی بتوں سیں مرا دل پھرا کہ ہر گز نہیں ان میں بوئے وفا

مناجات میں چہاردہ معصومین کے تصدق میں جو کچھ طلب کیا ہے وہ یہ ہے ؎

پھرا دل مرا صحبت غیر سیں کہ کعبے طرف جاؤں اب دیر سیں
سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

قصے کی تفصیل: سراج نے پہلے دو عنوان اپنی پریشان حالی کی نذر کیے ہیں، جو

Marfat.com

انھیں اپنے محبوب کی جدائی میں عارض تھیں۔ تیسرا عنوان ہے "دلبری کردن خوبان منتخب وردے توجہ نیاوردن بہیچ سبب" یہیں سے مثنوی کی ابتدا ہوتی ہے۔ سراج کہتے ہیں کہ اکثر حسینوں نے مجھے درویش ملکہ دلریش جان کر اور دل پسند شعر کہنے والا سمجھ کر اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

ولیکن مرا دل تو کہیں اور تھا　　　مرے پر قیامت کا کچھ دور تھا

جب انھوں نے مجھے اس قدر بے التفات پایا تو بے حجابی کے ساتھ ملنے جلنے لگے، اور ہر ایک اس کوشش میں رہنے لگا سے

کہ آوے دل اس کا ہماری طرف　　　محبت کے تیروں کا ہووے ہدف
جو دیکھے سو جانے کہ سید سراج　　　فلانے کا عاشق ہے اور لاعلاج
ہمارا ہر ایک جا بجا نام ہوئے　　　جو مقصد ہے شہرت کا سو کام ہوئے

ان حسینوں میں ایک سردار زادے بھی تھے جو فوج میں نمبردار تھے وہ بہت ہی حسین و مہ جبیں تھے اور جو شخص ان سے ملنے کی سعی کرتا تھا اس سے بڑے تپاک سے ملتے تھے۔ اس حصے میں سراج نے سردار زادے کے حسن و جمال کی بڑی اچھی تصویر کھینچی ہے۔ دیکھیے کتنے اچھے الفاظ ہیں سے

جو دیکھے سو واقف ہو اس بات کا　　　کہ یہ چاند ہے چودھویں رات کا
خط کم نما، زیب لوح عذار　　　کہ باریک ہوتا ہے خط غبار
زنخداں ہے سیب گلزار حسن　　　یہی بخشش آزار بیمار حسن
یہ خوبی نہ بلور پاوے کہیں　　　صفائی ہے لیکن یہ نرمی نہیں
کف دست، لخت دل عاشقاں　　　ہر انگلی نزاکت میں ہے نبض جاں

وغیرہ وغیرہ۔

سردار زادے کی طرف سے آنے والوں کی آؤ بھگت کی تفصیل دیکھیے سے

Marfat.com

نظر آگیا۔ اس واقعہ نے اس کے ہوش و حواس کھو دیئے۔ اس کے بہت سے علاج کئے گئے مگر طبیعت بحال نہیں ہوئی۔ دیوان کے ایک ہمراز دوست نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا کہ مجھے بتا تجھے کیا ہوگیا ہے تاکہ اس کا تدارک کیا جائے۔ اس پر اس نے ایک آہ کھینچی اور سارا ماجرا من وعن بیان کر دیا اور کہا کہ اگر بادشاہ کو یہ حال معلوم ہو جائے گا تو میری جان و آبرو پر بن جائے گی۔ انجام کار اس نے توشہ خانہ سے زہر کے تین شیشے اٹھائے اور یکے بعد دیگرے پی گیا۔ اس پر بھی وہ زندہ رہا بلکہ بیقراری پہلے سے زیادہ ہوگئی بادشاہ نے اسے طلب کیا اور کہا کہ تو کسی جسمانی مرض میں گرفتار نہیں ہے اس کے باوجود فرائض منصبی اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ نوکری چھوڑ دے اور توشہ خانہ کا سامان دوسرے کی تحویل میں دے دے۔ جب سامان تحویل میں دیا جانے لگا تو زہر کے تین شیشے کم نکلے، بادشاہ نے قید کرنے کا حکم دیا اس پر شخص مذکور نے اول سے آخر تک تمام قصہ سنا دیا جس میں زہر پینے کا واقعہ بھی تھا بادشاہ کو اس کے حال زار پر رحم آگیا اور محل میں جتنی عورتیں تھیں سب کو ایک صف میں کھڑا کر کے دیوان سے کہا کہ وہ ہاتھ پہچان لے جو تو پہلے دیکھ چکا ہے۔ جیسے ہی اس نے اپنے محبوب کا ہاتھ پکڑا جان تن سے نکل گئی۔ بادشاہ گھبرا کر اس کی طرف گیا ؎

سو کیا دیکھتا ہے کہ بیجان ہے — چمن زندگانی کا ویران ہے
دہر کو وہ معشوقۂ دلفریب — کہ تھا حسن کے ملک کو جس سیں زیب
کیا ناشکیب دل نے اثر — برابر ہوئی یہ ادہر وہ ادھر
شہ اس حال کو دیکھ لرزاں ہوا — نہ شہ بلکہ سب خلق حیراں ہوا

اب سراج اپنے قصے کی طرف لوٹتے ہیں۔

کسی اور کے حال سیں تجھکو کیا — وہی سرگزشت اپنی لکھنے میں لا

سردارزادہ مجبور کر کے سراج کو سیر باغ کے لئے لے گیا، باغ کی کیفیت کیا کہئے مگر ؎

عجب وقت تھا اور عجب رنگ تھا ولیکن مرا دل نہایت تنگ تھا
عنانِ خرد چھٹ گئی ہات سیں اوٹھا آہ و فریاد و بیہات سیں

سامنے سرو کا ایک درخت تھا تصور نے اسے قد محبوب بنا دیا بے اختیاری میں وہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئے سردار زادہ سے

ہوا مضطرب اور اٹھایا مجھے یکایک وہیں ہوش آیا مجھے

اسی حالت میں باغ سے واپس آگئے رات کو جب سردار زادہ اور سراج تنہا ہوئے تو سردار زادہ نے اصرار کے ساتھ استفسار حال کیا ہے

نہایت بجد جب ہوا بار بار تو کہنا پڑا مجھ کو بے اختیار

اب سراج نے بتایا کہ ہے

مجھے نوخطی تھی جس ایام میں مقید نہ تھا میں کسی دام میں
جدھر جاؤں میں کیا غنی کیا غریب مرے ساتھ رہتے تھے اکثر نجیب
وہی پیشوائے سبھی قامتاں وہی مرجع فوج خوش طلعتاں
کہ تھا ان دنوں میں برس سات کا نہ تھا آشنا ظلم کی بات کا
کبھی ہوئے مرا اس گلی میں گذر تو اس وقت پر مجھ کو آئے نظر
سنا تھا مری قابلیت کا نام ادب سیں کرے مجھ کو جھک کر سلام
برس سات گذرے جب اس بات پر کیا یاد سب دلبری کے ہنر
فن دلربائی میں کامل ہوا دبستان خوبی میں قابل ہوا
لسے چودویں سال کی ہوئی گرہ ہوا ماہ نو کا مہ چار دہ
پڑی شہر میں اس کی خوبی کی دھوم ہوا سب طرف عاشقوں کا ہجوم

سراج کہتے ہیں کہ ایک روز چوک میں اس کا سامنا ہوگیا ہے

حجاب محبت نے گھیرا مجھے نہ تھا اس گھڑی ہوش میرا مجھے

Marfat.com

اسی... حالت میں ؎

تحمل ہیں میں جمع کر کہ حواس | سخن کو بہت غور سیں کر قیاس
نہ آوے خلل جس سیں تمکین میں | میں پوچھا اسی رسم و آئین میں
کہ لالا تمہارا کہو نام کیا | کدھر آئے ہو یہاں تمہیں کام کیا
تمہیں راہ میں دیکھتے ہیں کہیں | ہماری طرف گاہ آتے نہیں
کبھی اوس طرف کو بھی آیا کرو | کتاب اپنے ہمراہ لایا کرو

اس... پر محبوب نے جواب دیا ؎

مجھے بوجھئے کمترا پنا غلام | میں خدمت میں پہنچا کروں گا مدام

آخر یگانگت نے اس قدر ترقی کی کہ شہر میں چرچا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ؎

پڑی سب قبیلے میں اوس کے یہ دھوم | نہایت کئے سب نے اوس پر ہجوم
کہ ہندو پسر کو مناسب نہیں | مسلمان سے دوستی یہاں تئیں
تجھے قوم سیں سب نکالیں گے ہم | کہ یہ نہیں ہیں آئینِ ہندو دھرم

لیکن اس کو اس زجر و توبیخ کی کوئی پروا نہیں ہوئی اور جواب دیا ؎

سلامت رہے وہ مرے سر کا تاج | جسے نام روشن ہے سید سراج

بالآخر ؎

ہوئے اس کے ہم قوم لاچار سب | زباں کو کئے بند یک بار سب

دوستی اسی طرح قائم تھی کہ کسی درانداز نے جھوٹی سچی باتیں لگا کر محبوب کو سراج سے بدظن کر دیا اب اس کی آمد و رفت میں کمی ہونے لگی تھی کہ بالکل آنا جانا چھوڑ دیا۔ سراج بیتابی میں اس کی گلی سے گزرتے اور اتفاقاً سامنا ہو جانے پر اپنا حال زار بیان کرتے تو وہ ؎

غضبناک ہو سنگ باری کرے | زباں سیں بھی دشنام جاری کرے

Marfat.com

اسی حالت میں سات سال گذر گئے ؂

برس سات گزرے اسی رنگ میں ۔۔۔ کہ نہیں کچھ علاج اس دل تنگ میں
وہ ہی شیوۂ ظلم ہے پے بہ پے ۔۔۔ وہی طرز بیگانگی ہے سو ہے

سراج نے کہا کہ اے سردارزادے! میں تمہارے ساتھ اسی وجہ سے آگیا تھا کہ شاید تمہاری موجودگی میں میرا غم غلط ہوجائے لیکن ایسا نہیں ہوا اور باغ کی سیر نے میرے زخم کو از سر نو ہرا کر دیا۔ سردارزادہ پر یہ دردناک داستاں سن کر بڑا اثر ہوا اور خود کو ان کی سپردگی میں دینے کے لئے تیار ہوگیا۔ لیکن غیرتِ عشق نے سراج کو یہ اجازت نہ دی کہ قدیم محبت کو جدید محبت پر قربان کردیا جائے ؂

ولیکن یہ قصہ سُنے ہم نہیں ۔۔۔ کہ بیمار کس کا شفا ہو کہیں

رات کا وقت تھا اور بارش زور شور سے ہو رہی تھی کہ سراج سردارزادہ کے مکان سے اُٹھ کر باہر جانے لگے۔ سردارزادہ نے بیحد اصرار کیا کہ باقی رات گزار لو صبح کو سواری بھی موجود ہوگی اور خدمت گار بھی۔ لیکن سراج نے ایک نہ سنی ؂

لیا راہ میں حیدرآباد کی ۔۔۔ ہوئی یاد اس شوخ جلاد کی

یہاں سے راستے کی معوبت، بارش کی شدّت۔ بجلی کی چمک، بادلوں کی گرج اور تنہا پاپیادہ راہ روی کا ایک دلخراش نقشہ شروع ہوتا ہے آخر کار ؂

ہوئی قطع جب غم کی راہ دراز ۔۔۔ ہوا ایک بیک دل کا دروازہ باز
کیا طے مصیبت جب اس راہ کی ۔۔۔ لگی آنے بو شہر دلخواہ کی
لیا کوچۂ یار کی راہ کو ۔۔۔ کہ بلبل چلی باغ دلخواہ کو
میں دیکھا جب اس گلبدن کی گلی ۔۔۔ کھلی آرزو کے چمن کی کلی:
رکھا کانپتا اس گلی میں قدم ۔۔۔ کہ آیا نکل گھر سے باہر صنم

Marfat.com

سراج پاؤں پر گر پڑے محبوب نے ان کا سر اٹھایا اور گلے سے لگا کر کہا کہ ضبط سے کام لو ۔

وہ ہی ہوں تمہارا قدیمی غلام | کہ سمرن ہے مجکو تمہارا ہی نام
گزشتہ سیں انکار کرتا ہوں میں | نیا آج اقرار کرتا ہوں میں
یہ کہہ کر مجھے جلد رخصت کیا | مرے ساتھ عہد محبت کیا
کہ ہے ماندگی راہ کی تم کو اب | گزر جائیگی آن میں شب کی شب
دل جمع سے صبح کو آیئے | مرے سر پہ ہر ہر قدم لائیے

لیکن اس تمام وعدہ وعید کا نتیجہ برعکس نکلا ۔

گیا صبح کو شوقِ دیدار سیں | تمنا و مشتاقی یار سیں
سو کیا دیکھتا ہوں کہ ہے بیدماغ | نہ تھا کل کا کچھ بھی نشان و سراغ
وہی بے مروت وہی بے وفا | کہ گویا کبھی کچھ نہ تھا آشنا
غضب ہو کے پتھر لیا ہات میں | پھرا مجھ سیں پھر رات کی بات میں
زباں پر رہی حرف دشنام تھا | جو تھا حرفِ بد سو میرا نام تھا
میں ہر چند فریاد و زاری کیا | زیادہ مجھے سنگ باری کیا

یہی کیفیت تھی کہ جب سراج نے اس مثنوی کو دو دن میں تصنیف کیا ۔ دو دن کے صرف ۴۸ گھنٹے ہوتے ہیں ۔ اگر دو دن میں آرام کے ۱۸ گھنٹے نکال دیئے جائیں تو ۳۰ گھنٹے باقی بچتے ہیں ۔ اس قلیل مدت میں (۱۱۶۰) ابیات کی مثنوی کا تصنیف کرنا یقیناً ایک کارنامہ ہے ۔ ڈیڑھ منٹ میں ایک بیت کی تصنیف سراج کی قادر الکلامی کی ایسی دلیل ہے ۔ جس سے انکار کی جرأت نہیں ہوتی ۔ واقعی یہ دل کا جوش تھا جو کوہ آتش فشاں کے لاوے کی طرح ابل پڑا ۔

حال مصنف ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی ایک جانے پہچانے اور مشہور و معروف

Marfat.com

شاعر ہیں سید سراج الدین نام تھا اورنگ آباد کے رہنے والے درویش منش اور پرگو شاعر تھے۔ ۱۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور پچاس سال کی عمر پاکر ۱۱۷۷ھ میں وفات پائی پروفیسر محی الدین زور مرحوم نے ان کو ولی کا جانشین کہا ہے شاید یہ ادعا بلحاظ کمال ہو یا بربنائے فیض غائبانہ ورنہ وہ ولی سے بہت متاخر ہیں ولی کی وفات ۱۱۱۹ھ کے وقت وہ صرف ۸ برس کے تھے اس لئے جانشینی کیا شاگردی کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔

سراج کے کلام میں صفائی، سادگی، شگفتگی تمام محاسن موجود ہیں وہ بڑے خوش نصیب شاعر تھے کہ ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام مشہور ہو گیا تھا۔ سراج کی ایک غزل بہت مشہور ہے کہتے ہیں ؎

خبر تحیر عشق سن، نہ جنوں رہا نہ پری رہی ——— نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی ——— نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

چلی سمت غیب سیں کیا ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا ——— مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

سراج بہت پرگو شاعر تھے۔ ان کا کلیات پروفیسر سروری کا مرتب کیا ہوا مجلس اشاعت دکنی مخطوطات حیدرآباد نے شائع کر دیا ہے۔ اس کلیات میں یہ مثنوی بھی شامل ہے۔

آغاز مثنوی۔ بوستان خیال میں عام رواج کے خلاف نہ حمد ہے نہ نعت شروع ہی سے اپنے دردِ محبت کی کہانی بیان کی گئی ہے ؎

ارے ہم نشینو، میرا دکھ سنو ——— میرے دل کے گلشن کی کلیاں چنو

میرے پر عجب طرح کے درد ہیں ——— کہ سب دردِ اس درد کی گرد ہیں

سراج اب طلب مدعا کی نہ کر ——— کہ خاصوں میں یہ بات نہیں معتبر

اسی بیت کو ورد کر صبح و شام ——— جناب الٰہی میں کہہ تو مدام

Marfat.com

سپردم بتو مایۂ خویش را　　　تو دانی حساب کم وبیش را

اس کے بعد وہ چار ابیات ہیں جو ہم آغاز میں درج کر چکے ہیں اور جن میں کتاب کے نام اور ابیات کی تعداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ آخری دو بیتیں یہ ہیں ؎

یہ دو دن کی تصنیف ہے حسبِ حال　　　زباں پر نکل آیا دل کا خیال

نظر میں نہ لاؤ تم اس کا قصور　　　کہ ہے درد مندی سے یہ بات دور

ترقیمہ :۔ تاریخ اختتام پنجم شہر ذی قعدہ ۱۲۸۰ھ ہجری روز یکشنبہ اتمام رسید

مثنوی پرکالۂ آتش

سائز ۱۰×۶ ۱/۲ صفحات ۲۷ سطور ۱۵ سنہ تصنیف ۱۲۸۷ھ سنہ کتابت ۱۲۸۹ھ۔

یہ (۲۸۶) ابیات کی مثنوی منشی طوطا رام شایاں لکھنوی کی ہے اصل کتاب مطبع ثمر ہند لکھنؤ میں چھپی تھی۔ جس سے ایک خاتون نخوبی نے اسے نقل کیا اس کے آخر میں لالہ چندی سہائے نہاں کا یہ قطعہ تاریخ تصنیف ہے ؎

شایاں نے عجب قصۂ دلسوز کیا نظم　　　حاسد تو جلے، کر گئے ارباب سخن عش

گر دل کو حرارت ہے نہاں اپنے تاریخ　　　لکھ "واہ ہے کیا گرمیِ پرکالۂ آتش"

عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں۔ لفظی مناسبت جو اس وقت لکھنوی شاعری کی جان سمجھی جاتی تھی ۔ اس مثنوی میں بھی موجود ہے لیکن کثرت کے ساتھ نہیں ہے ۔ مثال کے لئے یہ بیت پیش کی جاتی ہے ؎

وہ چاہ زنخداں نہیں جس کی تھاہ　　　جھکائے دلوں کو کنوئیں جس کی چاہ

شایاں نے "فکر موزوں تازہ" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ "جب میں دیوان

Marfat.com

اوّل ختم کر چکا تو کسی نئے مضمون کی تلاش ہوئی پہلے "دخترِ زرگر" کا قصہ نظم کرنا چاہا مگر دوستوں نے منع کیا کیونکہ یہ متداول تھا آخر لکھنؤ ہی کے ایک تازہ قصے کو نظم کرنے کا خیال ہوا۔

قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ لکھنؤ میں ایک خوبصورت اور خوش خصال برہمن زادہ تھا وہ گھی ٹولہ میں رہتا تھا اسی کے پڑوس میں دوسرے برہمن کا ایک لڑکا بھی تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ پہلا فرہاد تھا دوسرا شیریں آپس میں میل محبت زیادہ ہو گیا تو محبوب نے ایک رقم اپنے محب کو دی تاکہ وہ تجارت کر سکے۔ اتفاقاً کسی بات پر ان کے دلوں میں میل آگیا اور محبوب نے اپنا روپیہ طلب کیا روپیہ موجود نہ تھا۔ آپس میں تلخ کلامی کی نوبت آئی۔ محبوب اپنے گھر کو واپس جا رہا تھا۔ رات اندھیری تھی معلوم نہ ہو سکا اور وہ ایک کنوئیں میں گر گیا۔ کنوئیں میں گرنے کی آواز سن کر محلے والے چوکنا ہوئے اور انہوں نے ایک آدمی کو معاوضہ دے کر کنوئیں میں اتارا لیکن ڈوبنے والا ختم ہو چکا تھا۔ لاش نکالی گئی اس کے وارثوں کو خبر ہوئی تو اس کی بیوی نے بے حد آہ وزاری کی۔ میّت تیار کی گئی اور راغۂ گومتی کی طرف لے کر روانہ ہوئے۔ بیوی بھی روتی ہوئی میّت کے پیچھے پیچھے چلی۔ گومتی کے کنارے پر بیوی اپنے شوہر کی میّت کے پاس بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد لاش کو ایک کشتی میں لے کر پار اتارنے کا ارادہ کیا۔ بیوی بھی کشتی پر سوار ہو گئی۔ دریا پار کر کے لاش کو محرق (شمسان) میں لایا گیا جب لکڑیوں کے انبار میں لاش رکھ کر آگ دینے کا ارادہ کیا تو بیوی آگے بڑھی اور لاش کو اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھ گئی اور آخرکار اس کے ساتھ ستی ہو گئی۔ سپاہیوں کا جو دستہ پُل پر تعینات تھا۔ وہ دوڑا عورت کو بچانا چاہا لیکن وہاں کیا دھرا تھا۔ انہوں نے (۳۵) آدمیوں کو جو وہاں موجود تھے گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ تیسرے دن حکم شاہی سے رہا ہوئے۔ جس جگہ ستی کا

Marfat.com

یہ واقعہ ہوا تھا وہاں ایک چبوترہ بنا دیا گیا اور اس پر چھتری قائم کی گئی ستی کے اس واقعہ نے لوگوں کو اس قدر متوجہ کیا کہ وہاں ہزاروں دوکانیں بن گئیں پھول ہار بکنے لگے۔ چڑھاوا چڑھنے لگا۔

حالات مصنف :-

منشی طوطارام شایاںؔ لکھنؤ کے باشندے منشی آتمارام ولد لالہ سکھ رام کے بیٹے تھے ان کے ایک مورث اعلیٰ رائے تلسی رام کو نواب آصف الدولہ کے یہاں سے رائے کا خطاب عطا ہوا تھا۔ وہ نواب سعادت علی خاں کے زمانے تک فوج کے بخشی رہے۔ منشی آتمارام بڑے لیجے نثار تھے۔ شایاںؔ نے ان کے انتقال کی تاریخ ۸ ذی القعدہ ۱۲۷۵ھ بتائی ہے۔

شایاںؔ کو فن شعر میں منشی مظفر علی اسیرؔ لکھنوی سے تلمذ تھا۔ بہار معارف منظوم میں اس کی تشریح اس طرح کی ہے ؎

کچھ اوصاف استاد تحریر ہوں ورق نظم سے رشک تصویر ہوں
ہے منشی مظفر علی ان کا نام دیار سخن میں رواں حکم عام
تخلص ہے مشہور عالم اسیرؔ نہیں ان کا ہندوستاں میں نظیر
سخن کی ہے اقلیم زیر نگیں نہ کس طرح قبضے میں ہو ہر زمیں

شایاں مدت تک مطبع اودھ اخبار لکھنو سے متوسل رہے۔ بڑے درجے کے شاعر تھے۔ سنہ وفات معلوم نہ ہوسکا۔ تذکرہ شعرائے ہنود کے مصنف کا بیان ہے کہ "حضرت شایاں کا انتقال ابھی چند سال پیشتر ہوا ہے۔ یہ تذکرہ ۱۲۹۹ھ میں مرتب ہوا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۹۰ھ کے لگ بھگ ہوا ہوگا۔

شایاںؔ کی تصنیفات میں اس مثنوی کے علاوہ دو مثنویاں اور بھی ہیں۔ ایک قصہ

Marfat.com

امیر حمزہ معروف بہ طلسم شایان دوسری الف لیلیٰ منظوم۔ مہا بھارت منظوم بھی ان کی تصنیف ہے۔ یہ تیسری مثنوی ہے جو ۱۲۷۶ھ میں لکھی گئی اور اسی سال طبع ہوئی تھی۔ مہا بھارت منظوم کے آخر میں میر مہدی حسین شمیر منشی سیتل پرشاد حقر سید مقصود عالم مقصود پہانوی اور سید غلام حسین قدر کے قطعات تاریخ درج ہیں۔ مہا بھارت کا یہ نسخہ کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔ دیبی پرشاد نے تاریخ ستارہ ہند کو بھی انہیں سے منسوب کیا ہے ایک دیوان بھی مکمل کر لیا تھا۔ جس کا ذکر پرکالۂ آتش میں کیا ہے۔ اور ایک واسوخت بھی لکھا تھا جو طبع ہو چکا ہے ؎

آغاز

زہے ابر الطاف رب جلیل ۔۔۔ بنے آگ کے پھول باغ خلیل
وہ ذرے کو چاہے ستارہ کرے ۔۔۔ وہ اخگر کو الماس پارہ کرے
حباب مئے ناب تبخالہ ہو ۔۔۔ ہر اک شیشہ آتش کا پرکالہ ہو

حمد کی دس ابیات کے بعد رسمًا یہ ایک بیت نعت شریف کی بھی ہے ؎

محمد سے جلوہ ہے اس نور کا ۔۔۔ کہ جس سے بڑھا مرتبہ طور کا

عشق کی تعریف میں چودہ ابیات لکھنے کے بعد اصل داستان بیان کی گئی ہے ؎

اختتام :-

کروں مختصر طول ہے داستان ۔۔۔ طبیعت کا بھی ہو چکا امتحان
خلاصہ کیا میں نے سب انتخاب ۔۔۔ نکالا ستاروں سے یہ ماہتاب
کیا طبع موزوں نے قصہ یہ طے ۔۔۔ زمانہ پہ اظہر من الشمس ہے

ترقیمہ :-

تمت تمام شد۔ بتاریخ دوئم شہر صفر ۱۲۸۹ھ از دست نغوبی با تمام رسید۔

Marfat.com

چندر بدن و مہیار

سائز ۴×۲½ صفحات ۷۰ سطور ۹ سنہ تصنیف ۱۰۲۷ھ سنہ کتابت ...

عرب کے لیلیٰ مجنوں، روم کے وامق و عذرا، ایران کے شیریں خسرو، مغربی پاکستان کے ہیر رانجھا سسی پنوں اور سوہنی مہینوال کی طرح جنوبی ہندوستان میں بھی عشق و محبت کی ایک داستان زبان زد خاص و عام ہے جس کے کردار چندر بدن و مہیار ہیں۔ مخطوطہ زیر تبصرہ میں اسی داستان کو مثنوی کی صورت میں منظم کیا گیا ہے۔ اصل داستان کے بارے میں مولوی غلام صمدانی خاں گوہر کا بیان ہے۔

ابراہیم عادل شاہ فرمانروائے بیجاپور کے عہد میں مہیار نامی ایک آزاد منش اس نواح کے ایک مرزبان کی لڑکی چندر بدن پر عاشق تھا۔ ایک دفعہ چندر بدن پرستش کے لئے دیولی آئی اس شوریدہ سر نے راستے میں اس کے قدموں پر گر کر اپنے عشق کا اظہار کیا اور فراق کے صدمے بتلائے چندر بدن نے بمقتضائے عزت جواب دیا کہ افسوس کہ اب تک تو فراق کے صدموں سے زندہ رہا۔ اس کلمے کا نکلنا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ چندر بدن چلتی بنی۔ اتنے میں ابراہیم عادل کی سواری آ گئی۔ اس واقعہ کو سن کر تعجب کیا اور دفن کا حکم دیا غسل و کفن کے بعد تابوت لے چلے تو چندر بدن کے مکان کے سامنے تابوت ٹھہر گیا ہر چند بڑھانے کی کوشش کی لیکن ایک قدم آگے نہ بڑھا۔ تمام گاؤں میں شور مچ گیا۔ یہ خبر چندر بدن کو بھی ہوئی عشق نے اپنا رنگ دکھایا۔ اس عاشق کش نے اسلامی طریقے سے غسل کر کے کلمہ طیب پڑھا۔ اور چادر اوڑھ کر سو گئی جب یہاں یہ سامان ہوا تو تابوت بھی آگے بڑھا۔ قبرستان میں لے جا کر تابوت

Marfat.com

کھولا گیا تو دونوں عاشق و معشوق ہم آغوش پائے گئے۔ علیحدہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ وصلی کی طرح چسپاں تھے۔ جدا نہ ہوئے ناچار ایک ہی قبر میں دفن کر کے قبر پر دو تعویذوں کے نشان بنا دیئے گئے۔

دربار آصف ص ۶۸و۶۹

یہ قبر کدری کوٹرکے موضع میں بتائی جاتی ہے۔ دربار آصف کے مصنف اسی صفحے پر لکھتے ہیں کہ آپ (نظام علی خاں آصف جاہ ثانی) محمد علی خاں والا جاہ کی تنبیہہ کے لئے ترچی کی جانب متوجہ ہوئے۔ اثناءِ راہ میں موضع کدری کوٹرکے مقام پر ایک قبر ایسی نظر آئی کہ جس کے دو تعویذ تھے دریافت کرنے پر وہاں کے باشندوں نے عرض کیا کہ یہ قبر مہیار و چندر بدن کی ہے۔

"صاحب توزک آصفیہ کا بیان بھی یہی ہے۔ لیکن سراج الدین طالب صاحب میر احمد علی موسوی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔" انہوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا پایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے۔ جو ابراہیم عادل شاہ ہی کے زمانہ کا مورخ ہے۔ البتہ اس کا ذکر تاریخ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے۔ جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد سے متعلق کرتا ہے۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہ تجلی مصنف توزک آصفیہ نے اس واقعہ کو بہ شکل مثنوی مفصلاً لکھا ہے۔ کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں۔ جن سے اس قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و مہیار کی وہ اردو مثنوی ہو۔ جس کو مرزا محمد مقیم مقیمی نے ۱۰۲۷ھ اور ۱۰۵۰ھ کے مابین لکھا ہے"۔

(حاشیہ نظام علی خاں حصہ دوم ص ۲۸)

Marfat.com

چندر بدن و مہیار کے قصے کو ابراہیم عادل شاہ کے زمانے کا سمجھا جائے یا محمد عادل شاہ کے زمانے کا مانا جائے چند امور ایسے ہیں جو اس داستان کے وضعی و غیر حقیقی ہونے کا اشتباہ پیدا کرتے ہیں۔

(۱) اس افسانے کے دو کردار چندر بدن و مہیار ہیں اور چندر بدن کے وطن کا نام۔ حسن آباد۔ ان ناموں کی ترکیب کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ بادی النظر میں شاعرانہ تخیل کی کارفرمائی معلوم ہوتی ہے۔

(۲) قصے میں بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ نے مہیار کو بہت بیتاب پایا تو تسلی و دلجوئی کے لئے اسے اپنے محل میں لے گیا اور اپنی چاروں بیویاں اور تمام کنیزیں اس کے سامنے پیش کر دیں۔ ظاہر ہے کہ کسی فرمانروا خصوصاً ایک مسلمان والی ملک کی غیرت و حمیت یہ بات کس طرح گوارا کر سکتی ہے کہ ایک دیوانہ عشق کی طبیعت بہلانے کے لئے اپنی بیگمات کو برائے انتخاب پیش کر دے۔

(۳) کہا گیا ہے کہ مہیار کا جنازہ شہر کے کسی راستے سے بھی قبرستان کی طرف نہ جا سکا بار بار راستہ تبدیل کرنا پڑا اور صرف اسی راستے پر روانہ ہوا۔ جو چندر بدن کے مکان کے سامنے تھا۔ یہ بات عقلاً چاہے ممکن ہو۔ لیکن عادتاً قطعی محال ہے جنازہ گھسیٹا نہیں جاتا۔ بلکہ انسان کے کاندھوں پر لے جایا جاتا ہے ہر راستے میں اس کا آگے بڑھنے سے رک جانا سمجھ میں نہیں آتا کیا یہ ممکن ہے کہ جنازہ اٹھانے والوں کے قدم ایک مخصوص راستے کے علاوہ ہر راستے پر مفلوج ہو جاتے ہوں۔

عشق و محبت کی ایسی داستانیں جن میں عاشق و معشوق کا مرنے کے بعد یکجا ہونا بتایا گیا ہے متعدد لکھی جا چکی ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) دریائے عشق۔ یہ مثنوی اردو کے مشہور شاعر میر تقی کی ہے اس میں محب و محبوب کی لاشیں دست و بغل دریا سے برآمد ہوتی بیان کی گئی ہیں۔

Marfat.com

(۲) غرقاب عشق۔ بالکل دریائے عشق کا پلاٹ ہے جسے مولوی محمد باقر آگاہ ویلوری نے مثنوی کے قالب میں ڈھالا ہے۔

(۳) بحر المحبت۔ دریائے عشق کے مقابلے میں اور شاید اس سے متاثر ہو کر یہ مثنوی مصحفی نے لکھی ہے۔ اور چھپ چکی ہے۔

(۴) طالب و موہنی۔ سید محمد والہ موسوی متوفی ۱۱۸۷ھ کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

(۵) مثنوی عشق صادق۔ شاہ تراب دکنی کی تصنیف ہے جس کا انجام چندر بدن و مہیار سے ملتا جلتا ہے۔

(۶) شمع عشق۔ انور تخلص کے کسی شاعر کی تصنیف ہے اور طبع ہو چکی ہے۔

سید مظفر حسین ضمیر اور مرزا ثابت علی بیگ ثابت کی بعض مثنویاں بھی اسی موضوع کی عکاسی کرتی ہیں۔

مثنوی چندر بدن و مہیار کے مصنف نے اس مثنوی میں اپنا تخلص مقیمی اختیار کیا ہے ؎

مدد دے مقیمی زبان پہ صفا۔ بہ نعت محمد نبی مصطفیٰ
دنیا تو مقیمی فنا ہے سبھی۔ رہیگی بچن کی نشانی یہی

اکبر الدین صاحب نے چندر بدن و مہیار مطبوعہ ۱۹۵۱ء کے مقدمہ میں مصنف کا نام مرزا محمد مقیم رضوی مشہدی ابن ملا محمد رضا رضوی مشہدی لکھا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ قصہ نے مرزا محمد مقیم مقیمی کے نام سے شہرت پائی

فارسی شعرا کے تذکرے مقیمی کے بارے میں کچھ نہیں بتاتے۔ صبح گلشن روز روشن اور شمع انجمن میں بالترتیب مقیمی تخلص کے (۷) اور مقیم تخلص کے (۸) شعرا کا ذکر ہے۔ لیکن ان میں نہ کوئی رضوی ہے اور نہ مشہدی۔ روز روشن

Marfat.com

میں مقیمی تخلص کے جس شاعر کا ذکر ہے اس کا نام حسن بیگ تھا وہ نواب بیرام خاں اور جہاں شاہ کا قرابت دار تھا۔ ۸۹۹ھ میں ہندوستان آیا۔ اور بقیہ عمر یہیں بسر کی وفات کا سنہ اور سکونت کا مقام معلوم نہ ہو سکا۔ اس کا تذکرہ شمع انجمن میں بھی ہے اور روز روشن میں بھی چندر بدن و مہیار کے مصنف مقیمی کا معما ان کتابوں سے حل نہیں ہوا۔

اکبرالدین صاحب نے ایک اور دلچسپ انکشاف کیا ہے کہ مرزا محمد مقیم سلمی کا ایک دیوان خمسہ خود اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ دیوان کی ابتدا میں قصائد ہیں۔ اس کے بعد غزلیات، ترجیع بند، رباعیات قطعات مخزن الاسرار کے طرز پر ایک مثنوی ہے .... اس کے بعد ساقی نامہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے ..... ساقی نامے کے ختم پر ایک مثنوی یوسف زلیخا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے ؎

خداوندا غم مرد آزما دہ
کلید گنج حکمت را بما دہ

لیکن مثنوی 'لیلی مجنوں' تو مرزا محمد مقیم قزوینی کی ہے۔ نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں ؎

"مرزا محمد مقیم قزوینی یوسف زلیخا لطیف گفتہ و جواہر مضامین شریفہ سفتہ ازانست" (صبح گلشن ص ۴۴۳)

موصوف نے اسی مثنوی کی یہ بیت بھی مقیم کے کلام کے نمونے کے طور پر نقل کی ہے۔

براہش خانۂ از نے بنا کرد
درا نغانہ بسان نالہ جا کرد

Marfat.com

دونوں بیتیں ایک ہی بحر میں ہیں ممکن ہے کہ جس دیوان کا ذکر اکبرالدین صاحب نے کیا ہے۔ وہ مقیم قزوینی کا ہو اور چونکہ اس میں بیجاپور کے سلسلے کی کچھ تاریخیں بھی ہیں شبہ ہوتا ہے کہ مقیم قزوینی شاید دکن میں آیا ہو۔

چندر بدن و مہیار کا قصہ اردو ہی میں نہیں لکھا گیا بلکہ چند شعرا نے اسے فارسی زبان میں بھی لکھا ہے۔ ان شعرا میں حکیم محمد امین آتشی تو مقیمی کا ہم عصر ہے۔ دوسرا شاعر عشق ہے جس کا حوالہ واقف کی مثنوی میں ہے۔ تیسرا شاعر مرزا قاسم علی بیگ انگر حیدرآبادی ہے۔ آخرالذکر داستان کا مخطوطہ جو ۱۲۱۱ھ کا مکتوبہ ہے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔

اُردو میں بلبلؔ، باقر آگاہ اور واقفؔ نے بھی چندر بدن و مہیار کی داستان عشق کو نظم کیا ہے۔ اکبرالدین صاحب نے واقف کا نام بابا چندا حسینی بیجاپوری بتایا ہے اور ان کی مثنوی کا سنہ تصنیف بعد از ۱۲۰۰ھ ظاہر کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے ان کا نام شاہ میراں محی الدین قادری ہے وہ ادگیر کے باشندے تھے اور مدراس میں رہتے تھے۔ انکی مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۲۲۷ھ ہے۔

بلبل کی مثنوی کا مخطوطہ ادارہ ادبیات حیدرآباد دکن کے کتب خانے میں ہے۔ اس کا سنہ تصنیف معلوم نہیں ہو سکا۔ ڈاکٹر زور قادری کا بیان ہے کہ یہ دراصل آتشی کی فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے جو شاعرانہ تخیل اور لطافت زبان کے لحاظ سے مقیمی کی مثنوی سے بہتر ہے (اردو مخطوطات اول صفحہ ۳۹)

ڈاکٹر زور نے اسی صفحہ پر مقیمی اور بلبل کی مثنویوں سے اُس موقع کی چند ابیات نقل کی ہیں۔ جب مہیار چندر بدن سے مل کر اظہار محبت کرتا ہے تو وہ اپنے ہندو ہونے اور مسلمان کے ساتھ محبت نہ کر سکنے پر مجبوری ظاہر کرتی ہے۔

میراں واقف کے قصہ چندر بدن و مہیار کی تفصیل اسی کتاب میں آگے چل

Marfat.com

کر بیان کی گئی ہے ۔

مولانا باقر آگاہ کی مثنوی کا نام ندرت عشق ہے یہ ۱۲۱۴ھ کی تصنیف ہے اور اس کا ایک بہت خوشخط نسخہ انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔ دوسرا نسخہ بقول اکبر الدین صاحب سالار جنگ حیدر آباد کے کتب خانے میں ہے۔ اور جواہر خمسہ آگاہ میں شامل ہے ۔

ایک نسخہ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ میں بھی بتایا جاتا ہے ۔ ندرت عشق میں عنوانات کے لئے اشعار درج کئے گئے ہیں ۔ اور اس میں کسی قدر تصوف کا رنگ پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے ۔

مخطوطہ زیر تبصرہ میں کتابت کا انداز وہی ہے جو اس زمانے میں رائج تھا ک و گ یکساں ہیں یائے معروف و مجہول میں کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا ۔ ٹ اور ڈ کے لئے چار نقطے (::) لگائے گئے ہیں ۔ کہیں کہیں ایسے الفاظ کو جدا جدا لکھا ہے جو ملا کر لکھے جاتے ہیں ۔

وے یو یہاں تی نکل تا نہیں   قصہ یو کسی کو سمجھتا نہیں

کہلوانا کے بدلے کوانا ، فہم کے بدلے فام اور بعد ازاں کے بدلے ۔ بزاں عام طور پہ لکھا ہے (کے) علامت اضافت (کہ) حرف بیاں کی صورت میں ہے ۔

کہ عاشق کو انا برا کام ہے   پرت کا نزاکت کے فام ہے

بزاں بول بھیجا سو راجے کر پاس   سلام اور حقیقت بدست خواص

کہ مجہ کوں رضا دے رضا دے رضا   کریو کام کرتی ہوں ہر کس وضا

بعض مقامات پر کثیر الاستعمال الفاظ کے املا میں بھی غلطیاں کی

Marfat.com

گئی ہیں۔ مثلاً۔

تطبیع غواصی کا باندیاں ہوں میں ‏ ‏ ‏ سخن مختصر ایک سا ندیا ہوں میں
(تتبع غواصی)

آغاز :-

رحیماں خلق پر تو رحمان ہے ‏ ‏ ‏ نرنکار بیچوں تو سبحان ہے،
اندھالا کرے اور اُجالا تُہیں ‏ ‏ ‏ اوچا دی سلادی تعالیٰ تُہیں
کیا رزق سب پر بہی مقسوم توں ‏ ‏ ‏ توی دست قائم ہے قیوم توں

اختتام۔ مرتب ہوا یاں قصے کا تمام ‏ ‏ ‏ درود پر محمدؐ ہزاراں سلام
دنیا تو مقیم منا ہے صحی ‏ ‏ ‏ رہے گی بچن کی نشانی یہی
الٰہی کرم کر لکھن ہار کوں ‏ ‏ ‏ پڑن ہار کوں ہور سونن ہار کوں

کوئی ترقیمہ نہیں ہے صرف منت تمام شد لکھا ہے۔

آخری صفحہ کے دوسری طرف رحمتی تخلص کے دو شعر ریختہ لکھے ہوئے ہیں ؎

ہیکل سبحہ کے گل مے مصحف تن دیتا ہوں میں ‏ ‏ ‏ جیوں حافظوں کوں یاد کر اوس نام کوں پڑتا ہوں میں
لب عدا ابر کو بسم اللہ در لعنت پے دائیں جیوں، ‏ ‏ ‏ یے درس قرآں رحمتی شمس الضحیٰ پڑتا ہوں میں

چندر بدن و مہیار کے متعدد مخطوطے متعدد پاکستان میں ہیں۔ یورپ کے بعض کتب خانوں میں بھی اس کی نقلیں موجود ہیں، انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانہ خاص میں مطبوعہ نسخے کے علاوہ چار مخطوطے ہیں جن میں سے ایک زیر تبصرہ ہے بقیہ تین نسخوں کی تشریح اس کے بعد آتی ہے۔

چندر بدن و مہیار (دوسرا نسخہ)

سائز ۱۰ ½ × ۷ ½، صفحات ۳۲، سطور ۱۴، سنہ تصنیف ۱۰۹۰ھ سنہ کتابت ....

Marfat.com

چندر بدن و مہیار کا یہ دوسرا نسخہ بہت ناگفتہ بہ حالت میں ہے۔ تمام اوراق شکستہ و بوسیدہ ہیں مخطوطہ زیرِ تبصرہ غالباً پانی میں بھیگا ہوگا۔ جس کی وجہ سے طاق صفحات کے مصرعہ ہائے ثانی اور جفت صفحات کے مصرعہ ہائے اول جزوی طور پر ضائع ہو چکے ہیں کتابت صاف نستعلیق خط میں ہے۔ جدولیں اور عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں اور دو مصرعوں کے درمیان دُہری سرخ لکیریں ہیں، کل ابیات کی تعداد (۳۷۶) یعنی پہلے نسخے کے مقابلہ میں (۴) کم ہے۔ آغاز قصہ سے قبل سرخ روشنائی سے "قصہ چندر بدن و مہیار نگفتار مقیمی" تحریر ہے۔ موجودہ حالت میں ترقیمہ موجود نہیں، ورق آخر طول و عرض دونوں طرف سے پھٹا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ ترقیمہ ہو اور ورق مذکور کے اس حصے میں ہو جو نابود ہو گیا ہے۔

آغاز

رحیماں خلق پر نور رحمان ہے | نرنکار بیچوں تو سبحان ہے
اندھارا کری اور اُجالا تھیں | اجاڑی سلاوی تعالیٰ تھیں
کیا رزق سب پر بھی مقسوم توں | توی دست قائم ہے قیوم توں

اختتام:-

دنیا تو فنا ہی تھی ..... | رھیگی ....
مرتب ہوا یا تے قصہ تمام | ....

چندر بدن و مہیار (تیسرا نسخہ)

سائز ۱۰×۶½، صفحات (۲۷) سطور (۱۵)، سنہ تصنیف ۱۰۵۰ھ سنہ کتابت ۱۲۸۹ھ

یہ چندر بدن و مہیار کا تیسرا نسخہ ہے جس میں (۴۹۳) ابیات ہیں، یہ مخطوطہ قصہ

Marfat.com

آئینہ عالمگیر، ہرمز دینی رنج، پرکالہ آتش، مثنوی رافت و مثنوی مہر و ماہ وغیرہ ۲۸ دوسرے مخطوطات کے ساتھ ہم جلد ہے کل صفحات ۸۵۱ ہیں اور تمام کتابیں ایک خوش ذوق خاتون نتھو بی بی کی لکھی ہوئی ہیں۔ ان کتابوں میں سے پرکالہ آتش اور قصہ بیبی والا کی تفصیلات حسب ترتیب پیش کی جا چکی ہیں۔ اسے نتھو بی بی نے واصلا بی کے پڑھنے کے واسطے نقل کیا ہے۔ املا کی غلطیاں بے شمار کی گئی ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نسخہ جس نسخہ سے نقل کیا گیا ہے وہ اس حد تک غلط تھا یا نتھو بی بی نے اپنے علم کی کمی کی وجہ سے اسے غلط نقل کیا ہے۔ مثال کے طور پر نسخہ اول میں ایک بیت تھی۔

ہوئی جو مسلماں نیت باصواب — دلایاں عالم کوں دینی جواب

یہ بیت نسخہ زیر تبصرہ میں اس طرح لکھی ہے۔

ہوئی جب مسلمان نیت کرکے صاف — دی وہاں سے عالم کو اس نے جواب

اس صورت میں نہ صرف قافیہ غلط ہو گیا بلکہ زبان میں بھی ایسی تبدیلی ہو گئی کہ بیت چندر بدن و مہیار کے زمانہ تصنیف سے بعد کی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ بیت تھی۔

بوسنے کو دعا کی کھولوں بیاں — اتا نا اتک سے جنازہ بیاں

یہ بیت بھی ترمیم شدہ صورت میں اس طرح لکھی گئی ہے۔

کہ شاہ کو دعا کہہ کے دلو پیشان — کہ اب وہ نہ اٹھے جنازہ بیاں

معلوم ہوتا ہے کہ نتھو بی بی کو کوئی ایسا نسخہ دستیاب ہوا تھا جس کے کاتب نے چندر بدن و مہیار کی اصلی ابیات کی زبان کو اپنے زمانے کی زبان کے مطابق کر کے لکھا ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی ترمیمیں تقریباً تمام ابیات میں ہیں۔

آغاز

رحیا خلق پر نور رحمان ہے — نرنکار بیچوں نو سبحان ہے

اندھیارا کرے تو اجالا تو ہی — امنڈا دی جلادی تعالیٰ تو ہی

Marfat.com

اختتام ؎

سو منزل کو پہنچا یا مہیار کو | نکل کر چلا جب دہیں شہر کو
مرتب ہوا ہے یہ قصہ تمام | محمد پہ بھیجو درود اور سلام

ترقیمہ ، تمت تمام قصہ چندر بدن مہیار درماہ صفر المظفر ۲۱ روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۰۲ھ از دست منقوبی عاصی و گنہگار برائے خاندان واصلابی نوشتہ شد۔

مہیار و چندر بدن (چوتھا نسخہ)

سائز ۹ ½ × ۵ ½ ، صفحات ۹ ، سطور ۷ ، بر حاشیہ ۱۷ ، سنہ تصنیف ۱۰۵۰ھ سنہ کتابت ...

یہ مثنوی وہی ہے جس کا نام چندر بدن و مہیار ہے ، کاتب نے اس کا نام مہیار و چندر بدن لکھا ہے ۔ اس لئے ہم نے بھی یہی نام برقرار رکھا ہے ۔ زیر تبصرہ مخطوطہ بہت خوشنما خط نستعلیق میں لکھا ہے جس میں دائروں کی ساخت اور حروف کی کشش خاص نوعیت رکھتی ہے ۔ نمونہ یہ ہے ؎

پرست او سوم اور کے پرت جوش ہو | رہیا دل محبت میں بے ہوش ہو

ابتدائی دو بیتیں اور عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں ۔ ہر صفحہ کا تہائی حصہ حاشیہ کے طور پر استعمال کیا ہے جس میں اسی مثنوی کی ابیات تحریر ہیں ۔ ابیات کی کل تعداد ۲۷ ہے ۔ آخر میں ایک بیت فارسی کی بھی ہے جو دوسرے نسخوں میں نہیں ہے ۔ اور اس کا وزن مثنوی کی ابیات کے وزن کے خلاف ہے یہ نسخہ جدا نہیں ہے بلکہ دوسرے ۹ رسالوں کے ساتھ شامل ہے ۔ یہ تمام رسالے ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہیں لیکن کاتب نے اپنا نام اور سنہ کتابت ظاہر نہیں کیا ۔ ان رسالوں کا تعلق عادل شاہی دور سے ہے ۔

Marfat.com

آغاز

رحیا خلق پر تو رحمان ہے | نرنکار بیچوں تو سبحان ہے
اندھار کرے پور اجالا تہیں | اوجیاوے سولا دے تولے نہیں
کیا رزق سب پر لے معلوم تو | توی دست قائم ہے قیوم تو

اختتام:

دنیا تو فنا ہے مقیمی سہی | رہ جے گی بچن کی نشانی یہی
یہ دنیا دل نہ بندد ہر کہ مرد است | کہ دنیا سر بسر اندوہ و درد است
مرتب ہوا یاں قصے کا کلام | درود بر محمد ہزاراں سلام

ترقیمہ: مرتب شد قصہ مہیار و چندر بدن گفتار مقیمی۔

چندر بدن و مہیار

سائز ۸ × ۵، ۷ × ۵، صفحات ۳۶، سطور ۱۲، سنہ تصنیف ۱۲۲۷ھ، سنہ کتابت ۱۲۲۹ھ

اس سے قبل چندر بدن و مہیار نام کی ایک مثنوی کا ذکر کیا جا چکا ہے وہ مرزا مقیمی کی تصنیف تھی۔ زیر تبصرہ مثنوی کے مصنف کا تخلص واقف ہے۔ واقف کی مثنوی کی بنیاد اگرچہ وہی قصہ ہے جو مرزا مقیمی کی تصنیف میں ہے لیکن اس میں کسی قدر تشریح سے کام لیا گیا ہے۔ مقیمی نے صرف سوداگر زادہ لکھا تھا۔ واقف نے بتایا کہ

کوئی ہے ہند میں یک شہر اُجین | جسے آنکھوں سے دیکھے دل کو ہو چین
وہاں رہتا تھا کوئی ایک تاجر | وہ تھا مال و منال اپنے سے فاخر
سبھی کہتے تھے اس کا نام منصور | سبھوں کے پاس اس کا کام منظور

یہی منصور تھا جس کے لڑکے کا نام مہیار تھا۔

Marfat.com

مثنوی اگرچہ اردو میں ہے لیکن اس میں متعدد فارسی ابیات بھی ہیں مثلاً

خیال دریا بد اورا عقل چالاک ... کہ پیر دلست اُو از عقد ادراک
تماشا میکن اسرار صفاتش ... کہ آئینست کس از کنہ ذاتش

بگفت یک آہ سرد از دل کشیدہ ... شنیدہ کے بود مانند دیدہ
چو خود بر کردم از شہ چوں خرد شم ... خطا ئے خو ز چشم خود ہو شم

اس چندر بدن و مہیار کے مصنف کا زمانہ وہی ہے جو مصحفی و انشا کا زمانہ ہے، لیکن مصحفی و انشا کی زبان کے مقابلہ میں اس مثنوی کی زبان کسی قدر مختلف ہے، اسے خواہ شمالی ہندوستان اور دکن کی زبان کا فرق تصور کیجئے خواہ مصنف چندر بدن و مہیار کا اجتہاد مانیئے۔ بات ایک ہی ہے۔ ذیل کے چند الفاظ سے اس فرق کا اندازہ ہو سکے گا۔

یہ کہہ کر بے زن دخویش اپنے یکیاں ... ہر ایک کوہ کے غارے میں پنہاں

اس بیت میں غار کی جگہ غارے لکھا ہے ۔

جدائی کچھ نہیں یوں ایک ہے یک ... کہ جیوں دو چشم ہیں اور دیکھ ہے ایک

یہاں دیکھ، بصارت، نظر اور بینائی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

کہ جب غواص خود کو سا نذا ہے ... وہ غوطے میں جو دم کو باندھتا ہے
بنائی اسی یک خاص عمارت ... ہو روشن جس کو دیکھے سے بصارت

یہاں بصارت آنکھ کے معنی میں ہے ۔ "کی" کی جگہ کیا کا مونث کئی (کی)، اکثر جگہ ہے

کئی آئینہ بندی اس میں ہر جا ... کہ مونہہ دیکھیں جہاں شام و سحر جا
ہوا جب اس قدر سے باغ تیار ... کئی فکر عمارت اوس نے یکبار

زیر تبصرہ مخطوطے میں کتابت کی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں ۔

وہاں کی خاک میں اب تک ہے تاثیر ... محبت کے ہے حق میں جیسے اکثیر

اکسیر کو اکثیر لکھا ہے ایک اور بیت میں اثنا س اور آم کا املا اس طرح ہے ۔

Marfat.com

بہی شفتوت وکہری موز اور جام   انا الناس دہینس الاکر کہ و عام

مخطوطہ کا خط نستعلیق ہے، عنوانات فارسی میں ہیں اور سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ یائے معروف و مجہول یکساں ہیں اسی طرح گاف اور کاف ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

مصنف نے سراپا نگاری میں اچھا خاصا زور طبع صرف کیا ہے وہ حسن آباد (سندر پٹن) کی تعریف کرنے کے بعد چندر بدن کے حسن کی تصویر کشی اس طرح کرتا ہے ؎

وہ ہاتھوں کی نزاکت کیا بیاں ہو   کہ شاخ گل میں یہ خوبی کہاں ہو
تلے موتی وہ آویزوں کے سارے   کہ جیسے ماہ کے نزدیک تارے
ہیکل سینے پہ تھا اس طرح تاباں   سحر خورشید نکلے جوں درخشاں
سیہ چوٹی بدست آں نگار ے   بشاخ صندلیں پیچیدہ مارے

مصنف نے ایک خاص قسم کے کپڑے کا نام چشم بلبل بتایا ہے جو شاید اس زمانے میں کرناٹک میں استعمال ہوتا ہوگا۔

کسی کی سرخ صنعی لوپٹ ک جوں گل   کوئی پہنے ہوئے ستھی چشم بلبل

اس مثنوی میں بعض مقامات پہ تشبیہات بڑی نازک ہیں، شاعر ایک جگہ تیزیٔ رفتار کے لئے کہتا ہے ؎

چلی یوں دشت میں جیوں سیل آبی   کہ جلدی میں نظر سے بھی شتابی

مثنوی زیر تبصرہ کا سنہ تصنیف ۱۲۲۰ھ ہے جسے صوری و معنوی دونوں صورتوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ صوری تاریخ تصنیف یہ ہے۔

سنہ ہجری سے دیکھا میں فی الحال   تھا بارہ سو پہ ستا ئیواں سال

اور معنوی اس طرح ہے ۔ ۔

تھی یہ تاریخ کوئی اس سے فائق   وہ پہنچے وصل کو معشوق و عاشق

Marfat.com

پوری مثنوی میں (۱۵۹۰) ابیات ہیں جسے مصنف نے ایک بیت میں بیان کر دیا ہے ؎

ہزار و پانچ صد نوے ہیں ابیات ہیں سب دیکھی تو یہ تعداد کے سات

حالات مصنف:۔ نصیر الدین ہاشمی کا بیان ہے کہ "واقف دکن کا شاعر ہے مگر اس کے حالات معلوم نہیں ہوئے" (فہرست سالار جنگ صفحہ ۶۶۵) دوسرے موقع پر لکھتے ہیں واقف کے متعلق کوئی معلومات نہیں ہیں۔ اس نے قدیم شعرا کی تقلید میں ایک مثنوی لکھی ہے جو فارسی سے ترجمہ کی گئی ہے۔ اس مثنوی کا نام "چندر بدن" (چندر بدن و مہیار) ہے۔ (دکن میں اردو صفحہ ۱۳۸) لیکن تیسری جگہ خود ہی لکھتے ہیں "واقف شاہ میراں محی الدین قادری بمقام اودگیر ۱۲۰۵ھ میں ولادت ہوئی، فائق سے تلمذ تھا۔ مدراس آکر اعظم کے مشاعرے میں شرکت کی۔ مدرسہ اعظم کی فارسی مدرسی کی خدمت پر مامور رہے۔ (مدراس میں اردو صفحہ ۳) یہاں تک بھی غنیمت تھا مگر ہاشمی صاحب کی دوسری کروٹ بڑی افسوسناک ہے۔ مندرجہ بالا معلومات کے بعد ان کی آخری تحقیق یہ ہے کہ "واقف دکن کا شاعر ہے، غلام علیم نام تھا، اس کا دیوان بھی اس کتب خانہ میں موجود ہے۔ (فہرست سنٹرل لائبریری جلد اول صفحہ ۱۳۶) پھر واقف کے صاحب دیوان ہونے کی تصدیق اس طرح کی ہے۔ غلام علیم واقف تخلص مرزا قربان علی بیگ سالک سے تلمذ حاصل تھا۔ سنہ تصنیف ۱۲۷۵ھ (فہرست متذکرہ بالا صفحہ ۵) گویا ۱۲۲۷ھ میں مثنوی چندر بدن و مہیار لکھنے والے واقف نے ۴۸ سال کے بعد اپنا دیوان ۱۲۷۵ھ میں مرتب کیا۔ یہاں ایک لطیفہ اور بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ ہاشمی صاحب نے واقف کو مرزا قربان علی بیگ سالک کا شاگرد بتایا ہے۔ یہ سالک مرزا غالب کے شاگرد تھے جن کا سنہ ولادت ۱۲۱۲ھ بتایا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوتے کہ واقف ایک ایسے شاعر کے شاگرد تھے جن کے استاد (غالب) کی عمر مثنوی چندر بدن و مہیار کی تصنیف ۱۲۲۷ھ

کے وقت صرف ۵ سال کی تھی اور خود واقف اس زمانے میں صاحب اولاد تھے جیسا کہ ان کی مناجات کے اس بیت سے ظاہر ہے۔

الٰہی رکھ مری اولاد کو شاد | جہاں تک ہیں مرے احباب کو شاد

واقعہ یہ ہے کہ واقف کوئی گمنام شاعر نہیں تھے ان کے حالات گلزار اعظم ص ۳۸۷ سخنوران بلند فکر ص ۱۲۸، صبح وطن ص ۲۵ اور عروس الاذکار مخطوط میں موجود ہیں ۔ صاحب گلزار اعظم نے ان کے حالات میں ۸ صفحے صرف کئے ہیں۔

ان کا نام شاہ میراں محی الدین قادری تھا۔ وہ شاہ احمد ابوتراب عارف قادری خلف محمد صبغۃ اللہ قادری کے بیٹے اور شائق علی خاں شائق کے برادر حقیقی تھے، ۱۲۰۵ھ میں قصبہ ادگیر میں پیدا ہوئے، ایام خورد سالی میں اپنے والد کے ساتھ مدراس آئے، یہاں مولوی محمد باقر آگاہ و غلام محی الدین معجز سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی۔ وہ خود تسلیم کرتے ہیں ؎

میکند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما | تا غلام محی دین معجز بود استاد ما

ملک العلما مولوی علاء الدین سے عربی پڑھی، اس کے بعد اپنے حقیقی ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت کی اور تمام سلسلوں میں خلافت پائی۔ اپنے پیر کی تعریف میں کہتے ہیں ؎

از سر حرف انا الحق شد بہ دستن من عصا | حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا

اسی مضمون کا ایک شعر اردو کا بھی ہے ؎

سر مخفی ہے انا الحق کہہ نہ سکتا میں واقف | جب تلک شیخ مرا حضرت منصور نہ تھا

واقف شعر گوئی میں سید خیر الدین فائق متوفی ۱۲۴۲ھ کے شاگرد تھے، جن کو مولوی محمد باقر آگاہ سے تلمذ تھا، ابتدا میں بسمل تخلص کرتے تھے، مرشد کے حکم سے واقف اختیار کیا۔

Marfat.com

مدراس میں نواب غلام محمد غوث خاں اعظم کا ایک مدرسہ تھا جس کا نام نواب موصوف کے انتساب سے ابھی تک مدرسہ اعظم ہے۔ واقف اس مدرسے میں مدرس مقرر ہوئے۔ مدراس میں ان کے کافی شاگرد تھے اور بقول صاحب سخنوراں بلند فکر "شہر استاد" کہلاتے تھے۔ اعظم نے اپنی محفل مشاعرہ میں انھیں حکم کا اعزاز عطا کر رکھا تھا۔

واقف کا صحیح سنہ وفات معلوم نہیں نصیر الدین نقش نے عروس الاذکار میں جو ۱۲۸۹ھ کی تصنیف ہے لکھا ہے: حالا از جہاں گذراں وداع شد، وکان ذالک فی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۸۹ھ میں ان کی وفات کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا۔

واقف فارسی اور اردو دونوں زبانوں کے شاعر تھے اور چاروں تذکروں میں جن کے نام اوپر درج ہیں ان کا فارسی اور اردو کلام موجود ہے۔ انھیں تاریخ گوئی میں بھی کافی مہارت حاصل تھی۔ "داستان غم" مصنفہ عمدۃ العلما مولوی محمد صبغۃ اللہ عظیم نواز خاں بہادر معتمد جنگ کے آخر میں ان کا ایک قطعہ تاریخ فارسی کا شائع ہوا ہے، جو یہ ہے ؎

چو بدر الدولہ یعنی مفتی دیں	کہ علمش را بود حسن عمل جفت
بہ تحریر غم شاہ شہید اں	سراسر گوہر اسرار راسفت
نمودم جستجوے سال تاریخ	دلم "غم نامہ ابن نبی" گفت
	۱۲۵۱ھ

واقف کا ایک قطعہ تاریخ اور بھی ہے جو مرحوم نے اپنے برادر خورد شائق کی وفات پر کہا تھا ؎

سید ل عصر حضرت شائق	قدس اللہ سرہ السامی
کام دل جست چوں بقرب الہ	کہ جہاں است جاے ناکامی
ہاتفم سال رحلتش فرمود	رفتہ ہیہات ہمدم جامی
	۱۲۴۹ھ

Marfat.com

صاحب عروس الاذکار نے واقف کے ایک شاگرد غلام دستگیر قدسی کلیم اللہی ویلوری کا ذکر اپنے تذکرے میں کیا ہے۔ اور ان کے دوسرے شاگرد غلام محی الدین شاعر کا ذکر صبح وطن میں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شاعری میں بھی استادی کے درجے پر فائز تھے۔

آغاز

صفحہ اول پر محمد عبدالقادر کی ۱۲۴۴ھ کی مہر ہے جس کے نیچے جلوۂ اوّل در حمد الٰہی اور بسم اللہ لکھ کر ان ابیات سے کتاب شروع کی گئی ہے۔

کرم سے اپنے اے ساقیٔ وحدت — پلا مجھ کو تو صہبائے محبت
پیا پے دے مجھے جام طہورا — کہ تا دیکھوں خدائی کا ظہورا

اختتام

ہوا اب فضل حق سے قصہ اتمام — بحق مصطفےٰ پر کر سرانجام
اے واقف بھیج تو صلوٰۃ بجد — محمدؐ پر و بر آل محمدؐ

ترقیمہ:۔ بتاریخ نہم شہر رمضان المبارک روز جمعہ ۱۲۲۹ھ نقل گرفتہ شد۔ کاتب الحروف میر عباس علی۔

راگ مالا

سائز ۸ ½ × ۷ ½ ۔ صفحات (۹۹) سطور (۱۳) کاغذ سفید چکنا دبیز

یہ مثنوی ہندوستانی موسیقی پر لکھی گئی ہے اس کتاب میں تمام راگوں اور ان کی قسموں کی تشریح کی گئی ہے۔ ہندو عقائد کے مطابق راگوں اور راگنیوں کی جو تصویریں فرض کی گئی ہیں اور جو خصوصیات مقرر کر لی گئی ہیں ان کو بہترین انداز میں نمایاں کیا ہے

Marfat.com

مثنوی راگ مالا کا سنہ تصنیف ۱۱۶۵ھ ہے جو ۱۷۵۲ء سے مطابق ہوتا ہے عزلت نے کتاب کی آخری بیت میں اس طرف اشارہ کردیا ہے ؎

ہوا عزلت کا باور حق تعالےٰ
کہا اتمام نظم راگ مالا

مثنوی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عزلت نے گجراتی نژاد ہوتے ہوئے اس مثنوی میں وہ زبان استعمال کی ہے جسے خاص دہلی کی زبان کہنا چاہیئے۔

اس مثنوی میں کچھ ایسے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں جو تقریباً اہل زبان ترک کر چکے ہیں لیکن روزمرہ ان سے خالی نہیں ہے۔ پہننا کو پہرنا اور جھاڑ کو درخت کے معنی میں لپیٹنا یا بانسری کو بانسلی اور زیادہ کے لئے گھنیری کا لفظ کام میں لانا اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

زیر نظر مخطوطہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد اس عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ "مثنوی راگ مالا بزبان ریختہ روزمرہ اردوئے معلّٰے شاہجہاں آباد از حضرت سید عبدالولی عزلت مدظلہ العالی" — یہ عنوان اس بات کا ثبوت ہے کہ زیر نظر مخطوطہ جس مخطوطے سے نقل ہوا ہے وہ سید عزلت کی زندگی میں لکھا گیا تھا۔

حالات مصنف: عزلت کا نام حافظ سید عبدالولی تھا وہ سید سعداللہ قادری سلونوی کے فرزند رشید تھے جو سورت میں آگئے تھے۔ تعلیم و تربیت اپنے والد کے زیر سایہ پائی سنہ پیدائش ۱۱۰۴ھ ہے۔ آغاز جوانی میں سورت سے اورنگ آباد آئے۔ بزمانہ ناصر جنگ کا تھا ان کی شہادت کے بعد سورت واپس چلے گئے۔ وہاں سے ۲۰ جمادی الاول ۱۱۶۴ھ کو دہلی پہنچے اور کئی سال مقیم رہے، دہلی سے بنگال کا رخ کیا اور علی وردی خاں مہابت جنگ کی مصاحبت میں رہنے لگے۔ ۱۱۷۱ھ میں بنگال سے جی اکتایا تو پھر اورنگ آباد ہوتے ہوئے حیدرآباد پہنچے اور نواب آصف جاہ ثانی (۱۱۷۳ — ۱۲۱۸) کی عنایات سے سرفراز ہوئے۔ تذکرہ نویس لکھتے

ہیں کہ وہ سنہ ۱۱۶۰ھ میں بنگال سے اورنگ آباد آئے۔ نواب ناصر جنگ بہادر نے فکر معاش سے بے نیاز کر دیا۔ جب نواب موصوف شہید ہوئے تو حیدرآباد آئے جہاں نواب نظام علی خاں ان کے ساتھ ہمیشہ مہربانی سے پیش آتے رہے (مجلہ عثمانیہ جلد ۳ ص ۲۰۳، ۲۱۳)

عزلت آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ لباس بھگوا تھا اور داڑھی مونچھ صفا، اسی بنا پر تاقشاں نے لکھا ہے۔ ملامتیہ مشرب وارد ریش و بروت تراشیدہ بوضع رنداں می باشد ربیع الاول میں میلاد نبویؐ اور عشرہ محرم میں مجالس عزا منعقد کرتے تھے، عزلت کو خطاطی، موسیقی، مصوری اور شاعری تمام فنون لطیفہ میں کمال حاصل تھا وہ زندہ دل اور رنگین مزاج اور سیاح طبیعت اعلیٰ درجے کے تھے۔

شیخ چاند کا بیان ہے کہ ۲۶ رجب سنہ ۱۱۹۸ھ کو ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی ۲۶ رجب سنہ ۱۱۸۹ھ (محبوب الزمن دوم ص ۸۲۱) لیکن یہ سنہ صحیح نہیں ہے۔ ان کی پیدائش کا سنہ خود شیخ چاند نے سنہ ۱۱۰۴ھ لکھا ہے اور ۸۵ سال اس میں جمع کئے جائیں تو سنہ ۱۱۸۹ھ ہوتا ہے۔ ۱۱۹۸ھ نہیں ہوتا۔ نصیر الدین ہاشمی نے بھی یہی سنہ لکھا ہے (دکن میں اردو ص ۳۲۳) اس لئے ان کی تاریخ وفات ۲۴ رجب سنہ ۱۱۸۹ھ سمجھنا چاہیئے معلوم ہوتا ہے کہ کتابت میں ۸ اور ۹ کے ہندسوں کے مقامات تبدیل ہو گئے جس سے ۸۹ کا ۹۸ ہو گیا ہے۔

چمنستان شعراء میں عزلت کے دو اور شاگردوں کا ذکر ہے ایک میر مرتضیٰ مہدی تخلص یہ سنہ ۱۱۷۴ھ میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔ دوسرے مرزا جمال اللہ عشق اورنگ آبادی جو مرزا داؤد اورنگ آبادی کے لڑکے اور صاحب دیوان شاعر تھے۔

عزلت کی تصنیفات سے مثنوی راگ مالا کے سوا فارسی اور اردو کے دیوان اور

Marfat.com

ساقی نامہ بھی ہیں۔ ہندی میں ان کی بہت سی پہیلیاں، مکرنیاں، کنتب، دوہے جھولنے اور بارہ ماسی ہیں اس میں ان کا تخلص نرگن (خالی از جبر) ہے جسے بعض تذکرہ نویسوں نے نرگس سمجھ لیا ہے۔

انجمن ترقی اردو پاکستان کے کتب خانے میں اردو دیوانِ عزلت کے دو قلمی نسخے ہیں ان میں سے ایک نسخے کا انداز کتابت بارھویں صدی ہجری میں لکھے ہوئے قلمی نسخوں سے ملتا جلتا ہے۔

عزلت کا رنگ سخن کیا ہے اس کا اندازہ ذیل کے چند منتخب اشعار سے ہو سکے گا۔

شباب کھا گئی پیری جوانی دو دن کی ۔۔۔ چھپی سحر میں شب کامرانی دو دن کی
کسی کے ہاتھ میں دل دیجے پاؤں لگ رہیے ۔۔۔ مزے سے کیوں نہ کٹے زندگانی دو دن کی

خاطر یاراں میں ہے ہم خاکساروں کا غبار ۔۔۔ صاف ہے شکوہ دلوں میں کیا محبت خاک ہے

تنہا میں جو چلا طرفِ وادیٔ جنوں ۔۔۔ زنجیر پاؤں پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

آغاز

مثنوی کے آغاز میں حمد و نعت کا صرف ایک ایک شعر ہے۔

خدا کی حمد میں کہتا ہوں ہر دم ۔۔۔ کیا اک حرف سے جس نے دو عالم
درود مصطفےٰ و آل اطہر ۔۔۔ کہوں ہوں مو بمو اپنا زباں کر

اس کے بعد سرود کی عظمت بیان کی گئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا نے جب آدم کا پتلا بنایا اور اس میں روح کو داخل ہونے کا حکم دیا تو روح گھبرانے لگی لہٰذا ایک فرشتہ کو حکم دیا گیا کہ وہ جسم میں داخل ہو کر ایک راگ الاپے، چنانچہ یہی ہوا اور روح راگ سنتے ہی دیوانہ وار جسم میں داخل ہو گئی۔ راگ کی عظمت کے سلسلے میں

Marfat.com

وہ لکھتے ہیں۔

نظام الدین ولی، خسرو کو بولا — کہ ایزد ساری روحیں کر کے پیدا
الست ربکم سب کو سنایا — مری جب روح کے کانوں تک آیا
وہ پردہ پوربی کا تھا یقیں جان — مجھے تو پوربی ہے راحت جاں
روایت ہے کہ فیثاغورث اعظم — را تب جب ہوا وہ بند کر دم
کیا پرواز روحی قید تن سے — گیا تا چرخ وہ اڑ کر بدن سے
سنا آہنگ افلاک اور ستارے — تب اس کی روح نے کئی نعرے مارے
جب آیا ہوش سے اس کا بجا دل — لکھا تب موسیقی کے فن کو کامل
غرض فن موسیقی کا ہے عبادت — جو باذ حق میں ہو اس کی سماعت

خدا نے جب تن آدم بنا کر — کہا اے روح تو جا اسکے بھیتر
کیا عرض آہ بھر کر روح نے یوں — اندھیاری کوٹھری میں جا بسوں کیوں
کہا تب ایک ملک کو بیٹھ تن میں — تو بول اک راگ آدم کے بدن میں
ملک سے سن کے تانیں درد کی کئی — دوانی ہو کے تن میں روح آ گئی
سرودوں سے ہوا یاں جیتا انساں — جو سچ بولوں تو تھا نغمہ ہی جاں

اس کے بعد چھ راگوں کی تفصیل میں کہتے ہیں:-

مرے آہنگ پر رکھ گوش دل یار — کہ ہندی راگ ہیں چھ سن بیاں دار
سری راگ اور دیپک اور ہنڈول — سرود مالکوش ان میں ہے انمول
کل بھیروں میں سب بوئے جنوں ہے — برستا میگھ سن آنکھوں سے خوں ہے
ہر اک کی راگنی پانچ آٹھ پتر — سمایا سن ہر اک کا گوشِ دل بھر

۶ راگوں کی ۶×۵=۳۰ راگنیاں اور ۸×۶=۴۸ پتر ہوئے، یہ سب اقسام

Marfat.com

۶+۳۰+۴۸=۸۴ عنوانات میں بیان کی گئی ہیں۔ مثنوی کے کل اشعار کی تعداد (۱۱۷۶)

اختتام۔ آخری عنوان سمایا کے سامان کا ہے۔ جسے میگھ کا آٹھواں

پتر بتایا ہے۔ اس کی تفصیل میں (۱۴) اشعار لکھے ہیں۔ آخری تین اشعار یہ ہیں ؎

زبس عشرت سے تھی مجلس لبالب — کدورت را، پاتی وال ذرا کب
سمایا دیکھ اور پاس اپنے دلبر — نکالا مردنے سامان بہتر
ہوا عزلت کا یادر حق تعالیٰ — کہا اتمام نظم راگ مالا

تخلص والے مصرع کے نیچے ۱۲۵ کا عدد لکھا ہے اور اس کے نیچے کی سطر

میں لکھا ہے۔ ۲۱۴ ب مالی ہم وص ل د ع ی ش

کوئی ترقیمہ تحریر نہیں ہے۔

راگ مالا کے قلمی نسخے کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد اور انڈیا آفس میں ہیں۔

سوال و جواب
بادشاہزادی مصر

سائز ۷½ × ۵½، صفحات (۳۶) سطور (۱۱) کل اشعار (۳۸۱)

مخطوطہ میں کسی جگہ مصنف کے نام کی صراحت نہیں ہے سبب

تالیف میں اس نے جو اشعار لکھے ہیں ان میں ایک شعر ہے۔

Marfat.com

تو کچھ نا کہے سکنے جائے یو جا — بہر حال عاجز کو دیوے دعا

اگر اس شعر کے دوسرے مصرع میں عاجز بطور اظہار عجز نہیں آیا ہے تو اسے مصنف کا تخلص قرار دیا جا سکتا ہے۔ اصل قصہ فارسی زبان میں تھا جسے مصنف نے کچھ زمین ملنے کے شوق میں دکنی زبان میں نظم کیا۔ اس کی تفصیل وہ سبب تالیف میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

سو ایکڑ زمیں شوق کے خیال میں — دیکھا اس قصے کر اسی حال میں

اتھا یو قصہ فارسی نثر سب — کیا ترجمہ نظم دکنی سو اب

ولیکن عرض ہے سبھوں کن مرا — جو کوی درس دیکھے یو قصے کیرا

تو کچھ نا کہے سکنے جائے یو جا — بہر حال عاجز کو دیوے دعا

آغاز: یہ مثنوی حمد کے ان اشعار سے شروع ہوتی ہے۔

رکھا ہے معلق زمیں آسماں — چلاتا ہے یو نت زمین و زماں

دوڑاتا ہے یو دیس نت سور تے — کریں رین روشن چندر نور تے

بنایا ہے آدم کو گل آب تے — اوسی دہات خلقت بنایا جتے

مثنوی میں بیان کیا گیا ہے کہ مصر کے بادشاہ فیروز شاہ کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ جب وہ مرا تو امرا، وزرا نے اس کی لڑکی کو تخت نشین کر دیا۔ یہ شہزادی ابھی نا کتخدا تھی اس نے اعلان کیا کہ جو شخص میرے سوالات کا صحیح جواب دے گا اس کے ساتھ شادی کرے گی اور جو جواب نہ دے سکے گا قتل کر دیا جائے گا۔ متعدد خواستگار آئے، مگر ناکامیاب ہو کر مارے گئے، آخر ہندوستان کے ایک عالم نے معقول و مدلل جوابات سے شہزادی کو قائل کر دیا۔ وہ تخت سے دست بردار ہو گئی اور اس عالم کے ساتھ شادی کر کے اسے تخت پر بٹھا دیا۔

اختتام۔ آخری اشعار یہ ہیں۔

Marfat.com

الہی اپس کے کرم فضل سوں | مراداں دے ہر یک کے من دہات سوں
مرتب ہوا ہاں تے قصہ تمام | درود بر محمد ہزاراں سلام

مخطوطہ کے آخر میں نہ سنہ کتابت دیا گیا ہے نہ کاتب کے نام کی صراحت کی گئی ہے

نواب سالار جنگ حیدر آباد کے کتب خانہ میں قصہ فیروز شاہ کے نام سے دو مخطوطے ہیں۔ ایک مخطوطے کا نمبر (۷۶۸) ہے اس کا سنہ تصنیف ۱۱۰۰ھ بتایا ہے اور مصنف کا نام محمود ظاہر کیا ہے اس مخطوطے میں انجمن کے زیر نظر مخطوطے سے کچھ اشعار زائد ہیں، عاجز والا شعر اس طرح ہے ؎

نہ منظور خامی یو رکھنا روا | بہر حال عاجز کو دیوے دعا

اور اختتام اس طرح ہے ؎

اے محمود اپس بیر کا ناؤں لے | ختم کر درازی کتیں چھوڑ دے
ہوا مختصر یاں سو قصہ تمام | درود بر محمد علیہ السلام

دوسرا نسخہ جس کا نمبر (۷۶۹) ہے ان اشعار پر ختم ہوا ہے ؎

اے محمود اب پیر کا ناؤں لے | ختم کر یہ قصہ سرپ چھوڑ دے
کہے گا اگر یوں تو ہے بوہو نت | جو تھوڑے میں اس وار کو کرتا مزدت
انا کر دل میں اپنا امام | درود بر محمد علیہ السلام
مبارک گھڑی میں کیا یو کلام | بحق محمد علیہ السلام

طوطی نامہ (حسرت)

سائز ۹+۶، صفحات ۱۹۲، سطور ۱۳، سنہ تصنیف ۔۔۔۔ سنہ کتابت ۱۲۵۴ھ

یہ (۳۳۴۵) اشعار کی مثنوی حسرت کی تصنیف ہے۔ بعض اصحاب کا خیال ہے کہ یہ

Marfat.com

حسرت مرزا جعفر علی ہیں جو قلندر بخش جراَت اور محبت خاں محبت کے استاد تھے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ طوطی نامہ کے مصنف ایک اور حسرت ہیں جن کا نام میر محمد حیات ہے اور جو مرزا جعفر علی حسرت کے معاصرین میں تھے۔ مرزا جعفر علی حسرت کا کلیات انجمن کے کتب خانہ خاص میں ہے اس میں چند مثنویات بھی ہیں۔ طوطی نامہ نہیں ہے۔ مزید براں کسی تذکرہ نویس نے مرزا جعفر علی حسرت کی تصنیفات میں مثنوی طوطی نامہ کا نام نہیں دیا، البتہ طبقات الشعرا (کریم الدین) میں طوطی نامہ کو میر محمد حیات حسرت کی تصنیف بتایا گیا ہے۔

مصنف کے حالات: گلشن ہند میں نام کی تشریح اس طرح ہے۔ حسرت تخلص، ہیبت قلی خاں لقب، ساکن عظیم آباد کے، شاگرد مرزا جان جاناں مظہر کے تھے "سخن شعرا" میں ان کا نام محمد حیات درج کیا گیا ہے۔ عام طور پر عظیم آبادی مشہور ہیں مگر بقول مولوی کریم الدین دہلی کے رہنے والے تھے، وطن سے نکل کر پٹنے پہنچے وہاں سے پورنیا، جہاں نواب شوکت جنگ پسر نواب صولت جنگ صوبیدار پورنیا کے رفیق رہے۔ لبعد ازاں نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار میں خدمت داروغگی حاصل کی (گلشن ہند کا بیان ہے کہ ۱۱۹۵ھ میں مبارک الدولہ نواب مبارک علی خاں بہادر تہور جنگ کی رفاقت میں نہایت عزت وپریشانی کے ساتھ بسر کرتے رہے۔ گلشن ہند میں سنہ وفات ۱۲۱۰ھ دیا ہے لیکن کریم الدین کا بیان ہے کہ ۱۲۱۵ھ میں فوت ہوئے۔

حسرت کو لطیفہ گوئی، ظرافت، بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی میں بڑا ملکہ تھا۔ طبقات الشعرا کا بیان ہے کہ "اس کے دیوان میں دو ہزار شعر ہیں اسی شاعر کے قصہ طوطی نامہ تصنیف سے ہے" حسرت کے ایک لڑکے میر حفوظ علی تھے جو محرم تخلص کرتے تھے اور بقول مصنف گلزار ابراہیم شاہ قدرت اللہ قدرت و دیگر موزونان مرشدآباد سے اصلاح لیتے تھے۔

Marfat.com

غالب نے کہا تھا ؎

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز
لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود تھا

طوطی بھی ابتدائے تعلیم ہی سے درس عشق لے رہا تھا اس تصور کا نقشہ طوطی نامہ میں اس طرح کھینچا گیا ہے ؎

جب وہ کرتا الف کی کچھ تکرار
یاد آتا تھا اس کو قامت یار

اس دہان و کمر کو سمجھے میم
یہی مضموں ہے عاشقوں کا قدیم

ہائی دیا کھینچ آہ جب کی واے
کچھ نہ مفہوم ہو مگر ایک ہائے

آہ پنہاں جو دل سے گاہ کرے
ساتھ استاد اس کے آہ کرے

اس مکتب نشینی نے استاد کو شاگرد کا فریفتہ بنا دیا۔ اور وہ ایک دوسرے کے راز دار بن گئے ؎

لگا کہنے وہ معقول علم و ادب
کاے میں قرباں کہوں ہوں تجھ سے اب

ایک مدت سے تجھ پہ تھا مفتوں
اب ترے غم نے کر دیا محزوں

میں تیرا تیر عشق کھایا ہے
تو نے اب دل کہاں لگایا ہے

تو بھی عاشق ہے میں بھی کھائی تیغ
مجھ سے اظہار حال رکھ نہ دریغ

ایک ہی عشق کے ہیں دونوں غلام
میں ترے کام آؤں تو مرے کام

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم
بندۂ بارگاہِ سلطانیم

استاد کی تسلی آمیز گفتگو سے شاگرد کو ہمت ہوئی اور اس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ ایک برہمن انوپ نام کسی کام سے ملک سہیل گیا تھا وہاں کے راجہ کی لڑکی سہیر کو نکلا کرتی تھی برہمن اسے دیکھ کر عاشق ہو گیا اور اس دلکش موقع کی ایک تصویر کھینچ لی۔ یہاں مصنف نے سراپائے معشوق بیان کرنے میں بڑی نازک خیالی سے کام

Marfat.com

لیا ہے۔ اس سراپا نگاری کا خاتمہ اس دوہے پر ہوا ہے ۔

ساجن کا گھر دور ہے جیسے پیڑ کھجور
چڑھوں تو چاکھوں پیم رس گروں تو چکنا چور

طوطی نے اس کے بعد بیان کیا کہ میں نے الوپ کی فریاد و زاری سنی تو اس کے پہنچا اور منت سماجت کرکے تصویر بھی دیکھی ۔

سے تصویر بن گیا ہوں میں
سخت حیران ہو رہا ہوں میں

اب کرو دیر کیونکے اپنا دل خورسند
کس طرح اس سے ہو مرا پیوند

اگرچہ الوپ اطوطی ایک دوسرے کے رقیب تھے مگر الوپ ایثار سے کام لیتا ہے اور طوطی کے باپ راجہ آنند کے حکم کے مطابق شادی کا پیام لے کر شکر پارا کے باپ کے پاس جاتا ہے۔ اس پیام شادی کے جواب میں شکر پارا کے باپ نے کہا ۔

نامہ لایا تھا تو بعظمت و شان
اس کا لے جا جواب تیر و کماں

راجہ آنند کے وزیر کی بیٹی امرت نے الوپ کو دعوت پر بلایا اور شکر پارہ کو پردے کے پیچھے بٹھا کر شہزادے کا سارا حال سنا۔ اب ایلچی وہاں سے روانہ ہوا۔ اس موقع پر صاحب مثنوی نے الوپ اور طوطی کے فراق میں امرت اور شکر پارا کے بیتاب و بے قرار ہونے کا بڑا اچھا نقشہ کھینچا ہے ۔

آخر فیصلہ ہوا کہ طوطی گھر داماد ہو کر رہے تو شادی ہو سکے گی اس کے سوا طوطی کو شکر پارا کی ایک شرط پوری کرنا پڑے گی اور وہ شرط نشانے پر تیر چلانے کی تھی جب شہزادہ یہ شرط پوری کرنے کے لئے خوب سج بن کر روانہ ہوا تو امرت نے شکر پارہ سے کہا کہ جو باغ سجا بنا ہے اسے خوب سجایا جائے اور خود کو بھی اچھی طرح آراستہ کیا جائے ۔

یہ حصہ مثنوی میں نہایت دلکش ہے۔ باغ کی حسن آفرینی اور شکر پارہ و امرت کے بناؤ سنگار کی تعریف میں تقریباً (۱۵۰) ابیات تحریر کی ہیں۔ اب طوطی باغ میں پہنچتا ہے۔ شکر پارا چھپ جاتی ہے اور امرت طوطی کا ہاتھ پکڑ کر ایوان میں لاتی ہے اور شرط

Marfat.com

بیان کرتی ہے کہ شہزادہ اور شہزادی باری باری سے تیر ماریں جس کا تیر پتھر سے پار ہو جائے وہ جیتا ہوا سمجھا جائے، اول شہزادی نے تیر مارا لیکن ناکامیاب رہی پھر طوطی نے تیر مارا جو پتھر سے پار ہو گیا۔ شرط جیتنے کے بعد شادی کی تیاریاں ہونے لگیں، ناگاہ طوپال دیونے جو امرت پر جان دیتا تھا اس کا بوسہ لے لیا، الوپ کو یہ بات ناگوار گزری تو اس نے تلوار سے اس کے دو حصے کر دیئے اور پھر ہر ایک حصے کے دو ٹکڑے کئے تو چار دیو نمودار ہو گئے امرت نے الوپ کو مشورہ دیا کہ سامنے جو حوض ہے اس میں ایک کنول ہے اور اس کنول میں ایک بھونرا ہے وہی اس دیو کی روح ہے، جلدی سے حوض میں کود اور کنول کو مسل ڈالو۔ الوپ نے ایسا ہی کیا اور دیو مر گیا۔ آخر کار طوطی کی شکر پارا سے اور الوپ کی امرت سے دھوم دھام سے شادی ہو گئی اور دونوں نے اپنی اپنی دلہنوں کو لے کر وطن روانہ ہونے کا ارادہ کیا، لیکن راجا نے رخصت کی اجازت نہ دی اور در پردہ ایک دیو کے ہاتھ سے طوطی کو مروا دیا۔ شکر پارا نے اپنے دولہا کی لاش کو ایک صندوق میں بند کر دیا اور غم میں رات دن پریشان حال رہنے لگی، ایک دن ایک طوطا پیڑ پر آ کر بیٹھا اور شکر پارا سے باتیں کرنے لگا۔ شکر پارا نے طوطے سے کہا کہ اے طوطے کوئی قصہ ہی سنا۔ اس پر طوطے نے کہا کہ میں اپنی آپ بیتی سناتا ہوں۔ طوطے نے کئی روز میں یہ قصہ بیان کیا۔ آخری روز اس نے شہزادے کی لاش دیکھنے کی تمنا کی اور سامنے آتے ہی سے

لاش دیکھا تو کر کے کایا پلٹ ۔۔۔۔ طوطا شہزادہ بن گیا جھٹ پٹ

اب شکر پارا اور طوطی وہاں سے چل پڑے۔ طویل مسافت کے بعد اس ملک سے نکل گئے اور ایک جگہ قدرے آرام کے لئے لیٹے، تھکن کی وجہ سے دونوں کی آنکھ لگ گئی۔

ایک شہزادہ اس جنگل میں شکار کے لئے آیا اور ان کو محو خواب دیکھ کر شکر پارا پر عاشق ہو گیا۔ شہزادے کو درخت سے باندھا اور اسے گھوڑے پر ڈال چلتا بنا۔ شہزادے

Marfat.com

کی آنکھ کھلی تو خود کو تنہا دیکھا بندھے ہوئے ہاتھوں کو دانتوں سے کھولا اور گھوڑے کے سم کے نشان پر تلاش کرتا ہوا چلا۔ اس کے بعد شہزادے کے طلسم میں پھنس جانے اور اس کے استاد کے جوگی کے روپ میں رہائی دلانے کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں لال شہزادی بھی نمودار ہو جاتی ہے جو طوطی کے استاد کی محبوبہ ہے آخر طوطی، الوپ، اور طوطی کا استاد، شکر پارا، امرت اور لال کے ساتھ شاہانہ زندگی گزارتے ہیں۔

اختتام

سہل سے شعر اس زمانے میں آتے ہیں سن نے اور سنانے میں
میں بھی سمجھا اسی میں خوش ہے دیس ہے مثل جیسا دیس ویسا بھیس
کیا اس بولی میں یہ قصہ تمام اور رکھا طوطی نامہ اس کا نام
حق سے امید ہے کہ ہو مقبول گو یہ معقول ہے کہ نا معقول

ترقیمہ: تمام شد مثنوی میاں حسرت صاحب مغفور از دست محمد علی ۱۲۵۳ھ اسی کے ساتھ حاشیہ پر یہ عبارت تحریر ہے (ایں مثنوی حسرت صاحب بتاریخ بیجم جون ۱۸۵۷ء بقیمت یک روپیہ چہار آنہ " (اس جملہ کا آخری حصہ کاغذ کے جوڑ میں آگیا ہے)

عشق صادق

سائز ۸×۶، صفحات ۷۸، سطور ۹ سنہ تصنیف قبل از ۱۲۳۱ھ سنہ کتابت ۱۲۳۱ھ اس مثنوی کے مصنف شاہ نواب ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں اس کے دو مخطوطے ہیں زیر نظر مخطوطہ زیادہ مکمل ہے اس میں (۶۳۱) ابیات ہیں، دوسرا مخطوطہ بھی مکمل تو ہے مگر اس میں ابیات کی تعداد ۵۳۵ رہ گئی ہے۔ تقریباً ایک سو ابیات

Marfat.com

نظر انداز کردی گئی ہیں۔ مخطوطے کے عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔ دوران مثنوی میں اسی بحر کی دو غزلیں بھی ہیں ایک غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

مجھے حسن ستمگر کی قسم ہے　　مجھے اس زلف دلبر کی قسم ہے
تراب یک رنگ غلام حیدری ہے　　مجھے نعلین حیدر کی قسم ہے

دوسری غزل مصنف نے اپنے پیر کی تعریف میں لکھی ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

کہے ہیں اہل دنیا ان کو شہباز　　وگر نیں ہے تو ہیں مردک غلیواز
تراب جاں عاشقاں بیٹھیں گے مل سب　　وہاں میرا سخن ہووے گا ممتاز

حالات مصنف: اس مثنوی سے جو کچھ حالات تراب کے معلوم ہو سکتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ پیر حسینی کے مرید تھے۔ غالباً یہ وہی پیر حسینی ہیں جن کا ذکر پروفیسر زور قادری نے تذکرہ مخطوطات جلد دوم کے صفحہ پر کیا ہے۔ وہ دیوان بیدل کے ضمن میں لکھتے ہیں: " اس دیوان کے پہلے ورق پر کسی دکنی شاعر پیر بادشاہ حسینی کی ایک اردو غزل بھی معمولی شکستہ خط میں درج ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے ؎

یونہی دل بے مشقت اس کو پایا　　جو کوئی عالم کے تئیں ہستی میں لایا
اٹھا خوش استراحت میں حسینی　　وہی آخود بخود آپی جگایا

تراب اپنے مرشد کی شان میں کہتے ہیں ؎

تراب اب اپنے مرشد کی صفت کر　　اسے جو جگ میں ثانی حیدر
حسینی پیر میرا ہمبلی ہے　　خدا ہے ہور محمد ہور علی ہور
ہے ثانی امین الدین علی او　　دیکھو بر حق خدا کا ہے ولی او

ایک اور موقع پر ہے ؎

لیجا لاہوت میں مجکو حسینی　　بتایا صورت رسمی میں عینی

Marfat.com

ہے حسن کا باپ ہور ہادی علی پیر — کریں سب اس کو سجدہ پیر ہور میر
امین الدین علی دادا ہے حسن کا — کروں پھر کس زباں سوں وصف اس کا

ان ابیات سے معلوم ہوتا ہے کہ تراب کے مرشد پیر حسینی علی پیر کے اور علی پیر شاہ امین الدین علی کے لڑکے تھے۔ شاہ امین الدین علی خلف شاہ برہان الدین جانم بیجا پور کے مشہور بزرگ گزرے ہیں ان کا انتقال ۱۰۸۶ھ میں ہوا، وہ شاعر بھی تھے روضۃ الاولیائے بیجا پور، دکن میں اُردو، اور دکن کی دیگر تاریخوں میں شاہ امین الدین علی کے حالات تو ملتے ہیں ان کی اولاد کی تفصیل نہیں ہے۔ پروفیسر زور مرحوم نے ایک دکنی شاعر اور صوفی شاہ تراب کی دو اردو غزلوں کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے ایک غزل کا مطلع و مقطع یہ بتایا ہے ؎

صورت پیر جان صورت رب — فی الحقیقی ہے ارچہ صورت سب
بھول مت اے تراب نام علی — جان آکر رہے اگر بر سب

(تذکرہ مخطوطات جلد دوم ص ۱۰۹ بضمن حالات عنصر دوم مکتوبہ ۱۳۳۱ھ)

یہ وہی تراب معلوم ہوتے ہیں جو زیر تبصرہ مثنوی کے مصنف ہیں کیونکہ تیسرے مصرع میں پیر کا نام "علی" بھی آگیا ہے۔ تذکرہ مخطوطات میں عنصر دوم کا سنہ تصنیف و کتابت درج نہیں ہے اگر ہوتا تو تراب کے زمانے کا پتہ چل جاتا۔

صفحہ اول پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ حمد شروع کی گئی ہے اس حمد کی ابتدائی ابیات یہ ہیں ؎

قلم وصف صنم کا جب اوچایا — لگن کا جگ منے جب غل مچایا
وہ ایسا سحر گر جادو نین ہے — کہ جس کے سحر کا جگ یک چمن ہے
دیکھو جب احدیت میں آپس تھا — چھپا تس سِن میں رمز کاف کن تھا
ملا دو کاف سوں لون نبوت — کیا اظہار وحدت سیتی کثرت

حمد کی یہ (۲۲) ابیات اس بیت پر ختم ہوتی ہے۔

تراب اب نعت کہہ معشوق رب کا
کہ ہے مشتاق دل سنتے کوں سب کا

نعت کا آغاز دیکھیے ۔

محمدؐ ہے ظہور اسم اعظم
محمدؐ زینت عرش معظم

اس عنوان کے تحت خلفار راشدین کی تعریف کرکے پہلے ایک عنوان میں حضرت علیؓ کی منقبت بیان کی ہے اور دوسرے عنوان میں تعریف مرشد ہے جس کے بعض اشعار درج کئے جا چکے ہیں۔ پھر (۲۶) ابیات بیان عشق میں ہیں اور (۴۶) ابیات میں مناجات ہے۔ اس کے بعد آغاز داستان عشق ہے۔

داستان کا خلاصہ یہ ہے کہ شہر گلشن آباد میں ایک حسین وجمیل عورت رہتی تھی وہ بہت پاک دامن نیک طینت اور پابند صوم وصلوٰۃ تھی اس کا خاوند شہر سے دور کہیں ملازمت پر چلا گیا، جب مدتوں تک اس کی کوئی اطلاع نہ ملی تو اس نے دائی کو بلایا اور کہا کہ کوئی پڑھا لکھا آدمی بلا لائے تاکہ خط بھیج کر شوہر کی خیریت معلوم کی جا سکے، دائی ایک ملا کو بلا لائی۔ عورت پردے کے پیچھے بیٹھ گئی اور ملا نے خط لکھنا شروع کیا اور قلم ہاتھ میں لیتے ہی کہا "کیا لکھوں" اور اپنی نگاہ اٹھائی، یکایک عورت سے آنکھیں چار ہوئیں اور ملا کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ وہ بار بار "کیا لکھوں" کہتا تھا اور کچھ لکھ نہ سکتا تھا۔ اسی حالت میں مکان سے نکلا اور پاگلوں کی طرح شہر کے گلی کوچوں میں مارا مارا پھرنے لگا۔ اتفاق سے ایک روز ماما کسی کام کو بازار میں گئی تو ملا کی نظر اس پر پڑی، وہ اپنے محبوب کا قاصد سمجھ کر اس کی طرف دوڑا۔ ماما ڈر کے مارے واپس آ گئی اور سارا حال اس عورت سے بیان کیا۔ عورت پر اس کیفیت کا بڑا اثر ہوا، اب اس نے دائی سے کہا کہ میں خود اس ملا کی پرستار بن چکی ہوں۔ تو جا اور ایک بار اسے میرے پاس لے آ۔ دایہ نے اول اول بناوٹ سے عورت کو سمجھایا بجھایا

Marfat.com

آخر کار اسے لانے کے لئے مکان سے چلی، لیکن اتنے میں خبر ملی کہ اس کا شوہر آرہا ہے، اب دایہ نے عورت کو سمجھایا کہ مدت کے بعد تیرا شوہر واپس آیا ہے، اپنی حالت درست کر اور اس خیال سے باز آ۔ جب شوہر مکان پر آیا تو ظاہر میں عورت نے خوشی ظاہر کی مگر دل ملا کے لئے رنجیدہ تھا۔

ایک دن شوہر نے گلی میں لڑکوں کا شور سنا، وہ دروازے پر آیا تو دیکھا کہ ایک دیوانہ ہے جس پر لڑکے پتھر پھینک رہے ہیں۔ اور وہ "کیا لکھوں، کیا لکھوں" کی ہانک لگا رہا ہے۔ اس نے لڑکوں سے استفسار حال کیا تو اس کو بتایا گیا کہ یہ تیری عورت کا عاشق ہے، شوہر یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور چاہا کہ اپنی بیوی کو مار ڈالے، بیوی نے سارا قصہ خط لکھنے کے لئے ملا کے بلانے کا اور اس کے پاگل ہونے کا بیان کر دیا۔ اب یہ فیصلہ ہوا کہ ؎

ہمیں دونو جنے ندی کو جانا   دغا سوں وہاں لیجا اس کو ڈبونا

الغرض شوہر اپنی بیوی کو لے کر ندی کی طرف چلا راستے میں ملا بھی مل گیا، عورت نے ملا کو دکھا دے کے لئے خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ عشق مجازی سے درگزر اور عشق حقیقی اختیار کر۔ ملا نے کہا ؎

تصدق سر مرا تیرے چرن پر   تصدق جان و ایماں تج سخن پر

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ شوہر نے اپنی بیوی کی پاپوش ندی میں پھینک دی اور اس شہید ناز سے کہا کہ اگر تو سچا عاشق ہے تو اس پاپوش کو نکال کر لا۔ ملا نے یہ سنتے ہی چھلانگ لگائی اور دو تین غوطے کھا کر ندی میں ڈوب گیا۔ اس واقعہ سے ؎

پڑی دھن کے کلیجے بیچ آتش   لگی کہانے اپس میں آپ ادغش

کہی پھر اد خصم سے اب چلو گھر   ہمارا کام کیا ہے اس ندی پر

ادہر شوہر نے واپسی کا ارادہ کیا ادہر عورت پیشاب کے بہانے سے اٹھی اور جس

Marfat.com

جگہ ملا دو بالمشافہ ہیں ندی میں کو د گئے ؎

ملے معشوق و عاشق ایک جا گے
ہی کئی دن بعد ادن کے بھاگ جا گے

خبر یہ سارے شاگردوں نے پائے
ہی روتے پیٹتے سب دوڑ آئے

بہر حال اس کو اس ندی سے کاڑے
اوسی ندی کے بہر گڑ کی لوگا ڑے

کئے دونوں جنوں کی ایک تربت
ہوا حق مہرباں دیکھ ان کی عزت

پڑا آ فاتحہ عالم سشہر کا
شہر کا اور یل نگری نگر کا

اس کے بعد عشق حقیقی کی تعریف میں (۶۷) ابیات ہیں۔ آخری دو ابیات یہ ہیں ؎

آ تا تو عیب پوشی پر نظر دہر
کسی کے حال کی رسوائی مت کر

مثن کر تو اپس کا لنگ لنگوٹا
بتا تا بیٹھ رہ دنیا کو سونٹا

ترقیمہ: تمت تمام شد۔ کار من نظام شد۔

مرقوم دہم جمادی الاول روز سہ شنبہ ۱۲۳۱ھ راقمہ غریب عاجز حیدر حسین۔

اس مثنوی کے اختتام پر (۳۵) ابیات کی ایک اور مختصر مثنوی ہے جس میں تمثیل کے طور پر ایک مسافر، شیر اور ایک اژدہے کا ذکر کرکے بتایا گیا ہے کہ انسان کے لئے اجل شیر ہے۔ قبر ناگ ہے، حیات درخت ہے، رات دن کی دورنگی اور دنیا میٹھا شہد ہے۔

نہیں جانتا ہے تو مر جاویگا
کہ یو شہد دنیا دو جا کھا ئیگا

اس کے ساتھ نہ مصنف کا نام ہے نہ ترقیمہ، صرف تمت تمام شد لکھا ہے اور اس کے نیچے جعفر زٹلی کا یہ شعر ہے ؎

نہ یاروں میں رہی یاری نہ خویشوں میں وفاداری
محبت اٹھ گئی ساری عجب کچھ دور آیا ہے

Marfat.com

اس کے بعد کے صفحہ پر اسی جعفر زٹلی کی ایک نظم ہے جس کا اول اور آخر یہ ہے ۔

لشنو اے طوطی روحانی من ۔۔۔ مسکر الفت بر نگی پنجرے تن (؟)

بیا جعفر توکل سر قدم رکھہ ۔۔۔ خدا کو یاد دل میں دم بدم رکھہ

تمت تمام شد

اس نظم کے بعد ایک غزل ہے جس کے (۱۳) شعر ہیں۔ یہ غزل مقطع سے خالی ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ کس کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے مصنف بھی شاہ تراب ہی ہوں کیونکہ زبان اور طرز کتابت میں یکسانیت ہے۔

غزل کا مطلع اور آخری شعر یہ ہے ۔

اگر فرصت وقت پاوینگے ہم ۔۔۔ اپس ماجرا سب سنا دینگے ہم

کہ جب لگ نہیں ہم سے تم چپ جبیں ۔۔۔ نہیں چین ماچین جاوینگے ہم

اس غزل کے بعد یہ شعر تحریر ہے ۔

دو رنگی خوب نہیں یکرنگ ہوجا ۔۔۔ سراپا موم یا تو سنگ ہوجا

تمت تمام شد

علی نامہ

سائز ۸ ½ × ۶ ، صفحات (۲۲۱) سطور (۱۵/۱۴) سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ سنہ کتابت ۲۰ محمد شاہی

یہ مثنوی دکن کے مشہور شاعر نصرتی بیجاپوری کی تصنیف ہے۔ علی نامہ کے اس مخطوطے میں کل (۵۲۷۸) ابیات ہیں ان میں (۳۴) ابیات عنوان کی (۱۷) قطعات تاریخ کی اور (۶۹۹) ابیات قصائد کی بھی شامل ہیں۔ اس طرح صرف مثنوی کی ابیات کی تعداد (۴۵۱۹)

Marfat.com

رہ جاتی ہے۔ مثنوی کو دو کالموں میں لکھا گیا ہے ایک بیت کے دونوں مصرعے اوپر نیچے ہیں، اور دوسری بیت خوبصورتی کے لئے آڑی تحریر کی گئی ہے۔ قصائد کے اشعار معمول کے مطابق ہیں عنوانات میں سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

عام طور پر نصرتی کی اس تصنیف کا نام علی نامہ مشہور ہے جیسا کہ خود مصنف نے تین مقامات پر اس کا اظہار کیا ہے۔ نصرتی نے علی نامہ شروع کرنے سے قبل ایک دو بیتی عنوان لکھا ہے جس میں "علی نامہ" نام کی صراحت ہے ؎

رکھیا اس فتح کے نامے کا علی نامہ ناؤں
جس کی ہر مد میں رستم کے گلے کا ہوئے ہیکل

دوسری جگہ علی عادل شاہ کی تعریف لکھتے ہوئے کہتا ہے ؎

چلا اس سفینے پہ خوش خامہ ہیں
دیکھو کیا لکھا ہوں علی نامہ میں

پھر آخری عنوان میں بھی اسے دہراتا ہے ؎

صفت شعر علی نامہ و خوش ختم کتاب
مدح عادل کا کہ ہے جس پہ عطا جس لوطل

لیکن کئی مقامات ایسے بھی اس مثنوی میں ہیں جہاں مصنف نے اپنی تصنیف کے دوسرے نام بھی بتائے ہیں، ایک جگہ اسے شاہنامہ دکن کہا ہے ؎

کہتا ہوں سخن مختصر بے گمان
کہ یو شاہنامہ دکن کا ہے جان

اور دوسرے مقام پر فتحنامہ نام بتایا ہے ؎

لکھیا ریو فتحنامہ لوئل
کرے ابتدا بات یوں بے بدل

کہ میں فتحنامہ لکھا ہوں سو آج
نہ اکثر کیا بات مضمون باج

لکھیا ہوں سو کیا کر کے عالی خیال
سنو تو بری فتحنامہ اتال

عنوان اول کی بیت دوم میں بھی جو اوپر درج کی جا چکی ہے نصرتی نے اسے فتح نامہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے یعنی فتح کا نامہ۔

علی نامہ نصرتی کے کمال شاعری کا بہترین نمونہ ہے۔ بابائے اردو کا یہ خیال صحیح ہے

Marfat.com

کہ یہ نظم خاصی طویل اور دکھنی شاعری کا شاہکار ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لبعد کی اردو زبان میں بھی ایسی پرشکوہ اور پرزور رزمیہ نظم نہیں ہے (گلشن عشق ص ۲۱)

اس میں شک نہیں کہ نصرتی نے علی نامہ کو فردوسی کے شاہنامہ کا صحیح جواب بنا کر پیش کیا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بعض باتوں میں وہ اس سے افضل ہے۔

نصرتی نے عنوانات نظم میں لکھے ہیں اور ان کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر سب ابیات عنوان یکجا کرلی جائیں تو (۴۴) اشعار کا ایک قصیدہ مرتب ہوسکتا ہے جس میں علی نامہ کا اختصار کم وبیش آجاتا ہے۔ یہ روش کہ عنوانات نظم میں لکھے جائیں دوسرے دکنی شعراء کے یہاں بھی نظر آتی ہے۔

علی نامہ میں قصیدے بھی ہیں جن کی تعداد نصیرالدین ہاشمی نے سات بتائی ہے (یورپ میں دکنی مخطوطات)۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل میں قصیدے ۶ ہیں موصوف نے جس قصیدے کو پانچواں نمبر دیا ہے وہ دراصل تیسرے قصیدے کا تتمہ ہے خود نصرتی نے چوتھے قصیدے کے مقطع میں اس کی صراحت کردی ہے۔

اے نصرتی ہنر ہے تجہ پیچ دل گری کے تئیں   کہہ مطلع ثانی سوں پھر وہ شعر شکر باز آج

اس کے بعد یہ عنوان ہے۔

"مطلع ثانی من قصیدہ اول در وصف جشن   باز آمدن بادشاہ غازی بہ شہر"

اور اس عنوان کے تحت جو مطلع ثانی کہا گیا ہے وہ یہ ہے

اے نرتی ہو کی سکر تجہ بول دنیا استری   بلبل سنوارے تجہ انگیں ہردم دکھانے دلبری

قصیدے کے دونوں حصوں میں وزن اور قافیہ ردیف کی یکسانیت قائم ہے۔

ہاشمی صاحب نے تمام قصیدوں کے کل اشعار کی تعداد ۱۵۵+۵۵+۲۷+۲۲+۶۵+۱۲۸+۲۲۰ ؛ ۶۹۳ بتائی ہے لیکن زیر نظر مخطوطہ میں ان کی تعداد ۶۹۹ ہے یعنی قصیدہ اول و پنجم میں دو دو اور سوم و چہارم میں ایک ایک بیت زائد ہے۔

Marfat.com

پہلا قصیدہ قلعہ پنالہ کی فتح کے ذکر میں ہے اس قصیدے میں سیواجی کے ہاتھ سے افضل خاں کے قتل، سیدی جوہر (صلابت خاں) کی چڑھائی، صلابت خاں اور سیواجی کے اتحاد اور علی عادل شاہ کی لشکر کشی و قلعہ گیری کی تفصیل ہے، اس کے بعد کے تین قصیدوں میں صلابت خاں کے عروج، بغاوت، گمراہی اور موت کا ذکر ہے ضمناً علی عادل شاہ کی فاتحانہ واپسی دارالسلطنت اور تعریف فصل زمستاں بھی آگئی ہے۔

پانچویں قصیدے میں بادشاہ کی مجالس عاشورہ کا ذکر ہے آخری قصیدہ فتح ملنار کے بیان میں ہے جو ۱۰۷۰/۷۴ھ میں حاصل ہوئی۔

نصرتی کے قصائد میں قصیدہ گوئی کے تمام لوازم موجود ہیں، علوئے تخیل، نفاست تشبیہ، ندرت بیان، اور کثرت اشعار کے اعتبار سے وہ مرزا سودا کے پیشرو معلوم ہوتے ہیں۔

علی نامہ میں نصرتی نے تین قطعات تاریخ بھی لکھے ہیں۔ یہ قطعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ نصرتی کو تاریخ گوئی پر بھی کافی قدرت حاصل تھی۔ ممکن ہے کہ نصرتی اردو کا پہلا تاریخ گو شاعر ہو کیونکہ ابھی تک اس سے پہلے کے زمانے کے کسی شاعر کا کوئی قطعہ تاریخ نگاہ سے نہیں گذرا۔

علی نامہ عام رواج کے مطابق حمد سے شروع کیا گیا ہے۔ نعت شریف میں معراج کا ذکر بھی ہے اس کے بعد تین خلفائے راشدین کی مجمل اور حضرت علی کی مفصل منقبت بیان کی گئی ہے، پھر تالیف کتاب کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ" ایک روز بادشاہ کے سامنے اکابر کا مجمع تھا۔

اسی دن میں شہ کی شجاعت کا دست — دیا پنجۂ دشمناں کو شکست

تب لباب فن پر ہوا مدح فرض — دس آیا ادا لو طبائع پہ قرض

اس مجلس کے ایک معتمد رکن قاضی کریم اللہ فرزند سید علی محمد قادری تھے۔ انہوں

نے مثنوی لکھنے کی فرمائش کی دوسرے صاحب علم بزرگ سید نوراللہ تھے جو اس سے پہلے ایک تاریخ لکھ چکے ہیں (یہ نوراللہ صاحب اعلیٰ درجہ کے منشی اور نثار تھے) تیسرے صاحب شاہ ابوالمعالی تھے یہ ابوالمعالی وہی بزرگ ہیں جن کے سپرد علی عادل شاہ کے کلیات کی ترتیب تھی۔ ان ارباب فہم کی تعریف نصرتی نے بڑے اچھے الفاظ میں کی ہے۔ صرف نام کے اشعار سنیئے ؂

نہ ہے حاکم شرع دالا نژاد ۔۔۔ سو قاضی کریم اللہ فرخ نہاد

نہ ہے شاہ نوراللہ فرخندہ نام ۔۔۔ منور ہے جس فضل تھے جگ تمام

نسب میں سیادت سوں عالی اہے ۔۔۔ تو تس ناؤں شاہ ابوالمعالی اہے

علی عادل شاہ کی تخت نشینی (۱۰۷۶ھ) سے اس کے حالات شروع کئے ہیں جس کی ابتدا ان ابیات سے ہوتی ہے ؂

بیجاپور جو یک شہراں کا شاہ ۔۔۔ کہ ہے ہفت اقلیم کا تخت گاہ

جب اس شہر کے تخت پر نوجواں ۔۔۔ جو بیٹھا علی شاہ صاحبقراں

گھرے گھر نوی شادمانی ہوئی ۔۔۔ زمانے کو پھر نوجوانی ہوئی

نصرتی نے علی نامہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ بڑی تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ بقول بابائے اردو،

"نصرتی کا بڑا کمال یہ ہے کہ اس نے تاریخی واقعات کو صحیح ترتیب، بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ بیان کیا ہے حسن بیان اور زور کلام کے ہوتے ہوئے کہیں تاریخی صحت سے متجاوز نہیں۔ تاریخ سے واقعات کو ملا لیجئے کہیں فرق نہ پایئے گا بلکہ بعض باتیں شاید اس میں ایسی ملیں گی جن کے

Marfat.com

بیان سے تاریخ قاصر ہے" (نصرتی ص۱۴۸)

نصرتی کا زمانہ اگرچہ اب سے تین سو برس قبل کا ہے لیکن اس کی زبان خاصی صاف ہے۔ جو حضرات اسے دکنی کہتے ہیں وہ غالباً انصاف نہیں کرتے۔ لچھمی نرائن شفیق کی رائے اس بارے میں بڑی معقول ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اشعار او اکثر مضامین تازہ دارد و معانی بیگانہ را بہ الفاظ شناسا سازد"

"اگرچہ الفاظش بطور دکنیاں برزبانہا گراں می آمد اما خالی از لطف ولذتے نیست"

اس جچی تلی رائے کی تصدیق علی نامہ سے بخوبی ہو جاتی ہے بعض ابیات اس قدر برجستہ اور بے جھول ہیں کہ آج کل کے شعرا کے کلام کا دھوکا ہوتا ہے اور اکثر ابیات جن میں دکنی الفاظ استعمال ہوتے ہیں ذرا سی ترمیم کے بعد موجودہ زبان کے قالب میں آجاتی ہیں۔

ترا ذہن نرمل تری طبع صاف	سخن سنج باریک بیں موشگاف
جوانمرد دخوش خلق نیکو شیم	گلستان فیض و بہار کرم
سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس	کہ جوہر پرکھتا ہے جوہر شناس
علامت قیامت کا پیدا ہوا	کہ دجّال گویا ہویدا ہوا

آخری دو بیتوں پر اختلاف تذکیر و تانیث کے سوا قدامت کا کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ علی نامہ سے بعض ایسے الفاظ کے استعمال کا پتا بھی چلتا ہے جو کسی قدر تبدیل ہیئت کے ساتھ مروّج تھے۔ ذیل کے اشعار میں خط کشیدہ الفاظ ان کی مثال ہیں ؎

دھیا سوندل میں یوں وسی اُرگجا تا شاہ باجیاں سوں

مگر سرگشت کا نو شو چلیا ہے خوش بنی گھر کوں
(شہر گشت)

سیوا دیکھ میدان خالی بچار	کہستان تے بے تھک نکل آئے بھار (باہر)
سورج او کہ جس سامنے ہو زبوں	چھپاتی ہے حوراں بچانے میں موں (منہ)
سر رنگ سیج ہو لہو سوں ان بے درنگ (لہو)	رنگیلیاں کیا سب ہیلیاں کو رنگ

دکھیت پائیدل ہور سواروں کا زور | چھپے سے کے بہاراں بلخ اور مور
پیدل

علی نامہ کے مطالعہ سے بعض شہروں کے گزشتہ حالات پر بھی روشنی پڑتی ہے اور متعدد ارباب تاریخ بھی سامنے آتے ہیں۔ علی نامہ کے ایک مکمل نسخہ میں اس کی تشریح کر دی جائے تو بہت مفید ہوگا۔ مذکورہ شہروں میں سے سورت کے متعلق نصرتی کہتے ہیں ؎

کہ سورت لگر ملک گجرات میں | بندر ایک اتھا خوب سب بات میں
یک یک کوچہ یک شہر معمورا چھپے | ہر یک گھر میں کئی گنج بھر پورا چھپے
لیوے ہندنت فیض اس سے لول | کہ جوں ابر کوں آب دریا تے بل

اس سلسلے میں اس کے برباد ہونے اور لٹ جانے کا بیان ہے اس قسم کی تفصیلات بیجاپور اور بعض دیگر شہروں کی بھی ملتی ہیں۔

حالات مصنف: نصرتی کا نام نصیر الدین ہاشمی اور عبدالجبار خاں آصفی دونوں نے محمد نصرت لکھا ہے۔ بابائے اردو فرماتے ہیں "بغیر سند کے اس کے تسلیم کرنے میں تامل ہے تخلص کی مناسبت سے محمد نصرت نام ہونا قرین قیاس تو ہے مگر یقینی نہیں" (نصرتی صفحہ)

علی نامہ میں ایک بیت اس قسم کی ہے جس میں نصرت کا لفظ استعمال ہوا ہے شاید اس میں نصرتی نے اپنے نام کی طرف اشارہ کیا ہو ؎

کھرا احوال ہور ان کہا نہ ہے مجھ قلم | مرا ناؤں نصرت سو کر دہاں علم

چمنستان شعرا کے مصنف کا بیان ہے کہ "نصرتی حاکم کرناٹک کے قرابت داروں میں تھا" بیجاپور اور کرناٹک کے خاندانوں میں اس قدر ربط تھا کہ نصرتی کا بیجاپوری مشہور ہوتے ہوئے حاکم کرناٹک کا قرابت دار ہونا ممکن ہے مگر اس کی کوئی تاریخی سند موجود نہیں حتیٰ کہ حاکم کرناٹک کا نام بھی نہیں بتایا گیا۔

ڈی ٹاسی نے "گلشن عشق" کے ایک قلمی نسخے کی سند پر اسے برہمن بتایا ہے۔ ہاشمی صاحب اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ "قدیم مورخین نے اس کو برہمن ظاہر نہیں کیا ہے

Marfat.com

ملایان کے بیان سے اس کے آبائی مسلمان ہونے کا پتا چلتا ہے۔ خافی خاں اس کو ملا نصرتی کے نام سے ذکر کرتا ہے۔ (یورپ میں دکنی مخطوطات ص ۲۹۰) ہمارے خیال میں لفظ "ملا" کا استعمال اس کا ثبوت نہیں کہ نصرتی عربی النسل تھا یہ لفظ نو مسلم کے لئے بھی اسی طرح لکھا جا سکتا ہے جس طرح ایک قدیمی مسلمان کے لئے، ہو سکتا ہے کہ نصرتی خود برہمن نہ رہا ہو' اس کے آباد اجداد میں سے کسی نے اسلام اختیار کیا ہو، اور نصرتی تک اس کی کئی پشتیں گزر چکی ہوں جس کا اشارہ خود نصرتی نے گلشن عشق میں کیا ہے وہ خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز (ہاشمی صاحب نے سید محمد حسینی لکھا ہے) کی مدح میں لکھتا ہے۔

بحمد اللہ کرسی پہ کرسی مری | چلی آئی ہے بندگی میں تری
جو ہوں میں بھی بندہ اسیر ہوا | جو آیا ہوں تج بندگی میں سدا

نصرتی نے حضرت گیسو دراز کی ارادت کا ذکر علی نامہ میں بھی کیا ہے ؎

نپٹ ار رہیا ہوں تول ہو مج رشید | کہ ہوں تج خلف کا کمینہ مرید
جسے نانوں عالم میں سب بندہ نواز | محمد حسینی ہے گیسو دراز

لیکن ان توضیحات سے یہ لازم نہیں آتا کہ نصرتی کے آباد اجداد برہمن نہیں تھے۔

بابائے اردو روضۃ الاولیائے بیجاپور مولفہ محمد ابراہیم بیجاپوری (سنہ تالیف ۱۲۱۱ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"شیخ نصرتی ملک الشعراء (شیخ منصور) کے برادر عینی تھے" اس کتاب کا ترجمہ شاہ سیف اللہ صاحب ایک بزرگ نے کیا ہے جس کا قلمی نسخہ ایک دوست کی عنایت سے میری نظر سے گزرا ہے۔ انہوں (مترجم) نے شیخ منصور کے حالات میں اپنی معلومات سے یہ اضافہ کیا ہے کہ "آپ کے دو برادر مولانا شیخ ملا نصرتی ملک الشعرا اور شیخ عبدالرحمن سپاہی تھے، یہ ہر سہ برادران حقیقی میں ہر ایک صاحب ایک ایک فن میں کمال رکھتے ہیں، شیخ منصور علم دعوت میں، شیخ عبدالرحمن سپہ گری میں اور شیخ ملا نصرتی شاعری میں، مولانا شیخ منصور

Marfat.com

اور شیخ عبدالرحمٰن دونوں کے اولاد صلبی نہیں ہے، مولانا شیخ ملا نصرتی ملک الشعرا کو آل ہے اولاد نہیں اور ان کی اولاد سے پانچ چادر والے، گھڑیال والے، منور والے، ہاشم پیر والے، مقبل والے، گو گسنگی والے، نگینہ باغ والے، ہم ساگر والے موجود ہیں (نصرتی ص۱۳)

بابائے اردو آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

• بیجاپور جاکر میں نے مزید حالات کی تحقیق و تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ مولانا نصرتی کی اولاد اب تک موجود ہے۔ ایک مہربان کی بدولت محمد ملتانی قادری صاحب عرف جعفر صاحب جاگیردار گوگسنگی سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اپنی عنایت سے اپنے خاندان کی سند جاگیر جس میں خاندان کا شجرہ بھی ہے میرے حوالے کردی۔ سند کے الفاظ یہ ہیں" باغ مذکور مع درخت ہائے وچاہ ہا شیخ پیر محمد بطریق انعام ابدی با اولاد و احفاد داده شد و محضرے کہ بر گم شدن سند انعام ابدی باغ مذکور بمہر علی عادل خاں بیجاپوری بنام شیخ منصور بدست دارد صحیح واز لوث تخیل و تلبیس مبرّاست"۔ (نصرتی ص۱۴)

سند مذکور میں شجرہ بھی آگیا ہے جس کی صورت یہ ہے،

• یک قطعہ باغ نگینہ کہ موازی نواز دو بیگہ محدودہ و مروفہ و معلومہ متصل باغ و مسجد ملک جہاں اندرون قلعہ است بموجب اسناد احکام سابق در قبض و تصرف شیخ پیر محمد قادری ابن شیخ برہان الدین بن شیخ علی خواہر زادہ شیخ منصور بن شیخ مخدوم بن شیخ ملک بود"

اس شجرے سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ نصرتی اور شیخ منصور چونکہ حقیقی بھائی تھے اور شیخ منصور کا سلسلۂ نسب ان کے والد شیخ مخدوم کے واسطے سے شیخ ملک تک پہنچتا ہے اس لئے نصرتی بھی شیخ مخدوم کے لڑکے اور شیخ ملک کے پوتے ہوئے لیکن پھر بھی یہ امر تحقیق طلب رہ جاتا ہے کہ یہ سلسلہ شیخ ملک پر جاکر کیوں ختم ہو گیا۔ نیز شیخ منصور، نصرتی کے برادر حقیقی اور شیخ پیر محمد ملتانی ان کے ہمشیر زادے بھی لیکن یہ اولاد نصرتی کی کس طرح ہو گئی۔ بابائے اردو نے سند

Marfat.com

کی نقل کے اختتام پر لکھا ہے۔

"چونکہ شیخ منصور لاولد مرے اس لئے ان کی معاش موقوعہ نگینہ باغ ان کے خواہر زادہ پیر محمد صدیقی (قادری) کو ملی"

نہیں معلوم صدیقی کا اضافہ کس بنا پر کیا گیا۔ صدیقی تو نہ اصل سند میں ہے اور نہ شجرے میں اس لئے مسئلہ جہاں تھا وہیں قائم رہ گیا۔ اس سے نصرتی کا اصلاً و نسلاً مسلم ہونا ثابت نہیں ہو سکا۔

نصرتی کے دونوں بھائی ان سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ علی نامہ کی ذیل کی دو بیتیں اس طرف اشارہ کرتی ہیں ؎

دو باز و مرے دین و دنیا کے زور | لڑے تھے سو تھا جیو میں مجھ عین شور
جنم جگ دیکھت ل کل مجھ باغ باغ | دیا تھا ننگ داغ بالائے داغ

نصرتی کا بیان ہے کہ اس کا باپ بیجاپور کے معزز افراد میں تھا۔ اس نے علی عادل شاہ ثانی کے ساتھ محل میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ یہ زمانہ علی عادل شاہ کی ولی عہدی کا تھا جب وہ تخت نشین ہوا تو نصرتی کو ملک الشعرا کا خطاب دیا اور اپنے ہم نشینوں میں شامل کر لیا۔ بقول ہاشمی صاحب وہ ۱۰۸۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے ثبوت میں یہ قطعہ تاریخ پیش کیا گیا ہے جس کے مصنف کا ذکر نہیں کیا گیا ؎

ضرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ | جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے
سال تاریخ آ ملائک نے | یوں کہے "نصرتی شہید آ ہے"
| ۱۰۸۵ھ

مزار شاہ حبیب اللہ کی درگاہ میں بتایا جاتا ہے۔

نصرتی اگرچہ باکمال شاعر اور علی عادل شاہ کا مصاحب تھا مگر اس کی زندگی آرام و آسائش میں نہیں گذری وہ علی نامے کے چوتھے قصیدے میں اپنے مکان مسکونہ کے ناقابل سکونت ہونے کی شکایت اور بادشاہ سے ایک ایسے مکان عطا کئے جانے کی درخواست کرتا ہے، جو

Marfat.com

اطمینان و فراغت کا باعث ہوے

اس سال تو لٹے کا ستم سامان گھر کا لے گیا ۔۔۔ اپر پلے ہے یک نہالی لحاف یعنی گگس اور دھر تری

مندے کا آخر عرض یو ہے اے جہاں کے سائباں ۔۔۔ یا کر پڑے گھر کو کھڑا یا کر کرم سوں یاوری

فرماں سوں عالی حکم کے بخشش ایا گھر دلا ۔۔۔ جو صاف تر مج طبع تے ہوے جہاں صفائی بہتری

نصرتی بڑا بدیہہ گو تھا۔ بساطین السلاطین کے مصنف کا بیان ہے کہ ایک روز بادشاہ محل میں تھے ملا نصرتی اس کے سامنے موجود تھا۔ بادشاہ نے فوارے کے پانی کی بہار دیکھ کر کہا ؎

اڑتا سو یو فوارہ پانی کا کیا اچھل ہے

نصرتی نے معاً جواب دیا ؎

تجھ شاہ پر اڑانے موتی کا مورچھل ہے

لچھمی نرائن شفیق نے اس کے غصے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ شاہ میر نام کے ایک فقیر نے نصرتی کے پاس آکر سوال کیا نصرتی نے کچھ دے دیا۔ بعد میں فقیر نے کہا کہ تم اپنا کوئی شعر سناؤ، نصرتی نے یہ شعر پڑھا جو اسی روز تصنیف کیا تھا۔

نہ بولا ہے نہ بولے گا کدی کو ۔۔۔ زمیں کی زلف میں بولا ندی کو

فقیر نے فی البدیہہ اس کے جواب میں کہا ؎

نہیں ظاہر کیے چیتی موے کو ۔۔۔ زمیں کی ۔۔ میں بولا کوے کو

نصرتی کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا، فقیر کو پکڑ کر کنویں میں لٹکا دیا اور تین روز تک خبر نہ لی (چمنستان سخن ص ۲۲۳) نصرتی کے کمال کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس کا کلام اس کی زندگی میں ہی کافی مقبول ہو چکا تھا۔ اور اسی مقبولیت کا سبب تھا کہ اس کا معراج نامہ جسے چمن خیات نصرتی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۱۰۸۲ھ میں نقل ہو کر اکبر آباد پہنچ گیا تھا۔ (گل رعنا ص ۲۶)

نصرتی صرف مثنوی گو ہی نہ تھا، بلکہ اس کو تمام اصناف سخن پر قدرت حاصل تھی۔ اس کے

Marfat.com

قصائد تمام اوصاف کے حامل ہیں غزلیات اگرچہ بہت کم ملتی ہیں مگر اچھے جذبات وخیالات سے مملو ہیں۔ تاریخ گوئی کی مثالیں علی نامہ میں موجود ہیں۔ رباعیات سے بھی اس کی استادی کا اظہار ہوتا ہے۔ حمد کی اس رباعی کے تیور دیکھئے ۔

اے اسم ترا سب میں مجے کافی ہے ۔۔۔ ہر درد کو اس دل کے وہی شافی ہے
غیرت ہے مرے جیو کوں ترے غیر کی آس ۔۔۔ یک تو نچ دو عالم میں مجے کافی ہے

عام طور پر نصرتی کی چار تصنیفات کا نام لیا جاتا ہے یعنی گلشن عشق، علی نامہ، تاریخ اسکندری اور دیوان مثنوی گلشن عشق انجمن ترقی اردو کی جانب سے چھپ چکی ہے، علی نامہ کے قلمی نسخے کتب خانہ سرسالار جنگ کے سوا سنٹرل ریکارڈ آفس حیدر آباد اور انڈیا آفس لائبریری لندن میں بھی موجود ہیں۔ تاریخ اسکندری کا قلمی نسخہ انجمن کے کتب خانے میں ہے۔ دیوان ابھی تک دستیاب نہیں ہوا۔

آغاز

علی نامہ کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے جو عنوان کی دو بیتوں کے بعد ہیں ۔

سراناسری اوس سکت دار کوں ۔۔۔ کر آدھار ہے اُن نرادھار کوں
سکندر کوں دارا پہ جن جس دیا ۔۔۔ ادک گج نے شتر زرے کے ہت کس دیا
نہاں ساچ ہیدا نپا کہن منے ۔۔۔ بڑا بل دیا پھینے کہن منے

حمد کی (۸۰)، مناجات کی (۴۲)، نعت و ذکر معراج کی (۱۲۰) منقبت حضرت علی کی (۵۵) مدح سلطان زماں کی (۱۱۱) اور سبب تالیف کی (۳۹) ابیات کے بعد اصل مثنوی شروع ہوتی ہے جس میں علی عادل شاہ کی تخت نشینی کے بعد سے ۱۰۷۶ھ تک کے واقعات مسلسل بیان کئے گئے ہیں۔

اختتام

علی نامہ کا اختتام ان ابیات پر ہے ۔

Marfat.com

الہی جلگ تیغ ہیں آفتاب ۔۔۔ ڈوبا دے ستاریاں کور کھ مہ پہ داب
تلگ جس سوں پشت مظفر اچھو ۔۔۔ دندیاں پر سدا تیغ جس، دوا چھو

لکھیا ہوں یہ قصہ بڑے شوق سوں ۔۔۔ پڑن ہار دنیاں ہیں رہے ذوق سوں
نقصاں میں نعمہ سجوت پُرآب ہے ۔۔۔ لکھنہار سپر تے .... ہے
کیا ہوں یہ قصہ کو تمت تمام ۔۔۔ زبر کت محمد علیہ السلام

معلوم ہوتا ہے کہ آخری تین ابیات نقل نویس کی دستکاری ہیں کیونکہ علی نامہ کے کسی نسخے میں بھی خواہ وہ انجمن کے کتب خانہ میں ہو یا دوسری جگہ یہ ابیات موجود نہیں ہیں۔

ترقیمہ۔

ایں کتاب علی نامہ آغاز کردن در ایلور بتاریخ بیستم شہر محرم الحرام و تمام کردن در مولکاپور بتاریخ چہارم ماہ ربیع الثانی سنہ محمد شاہی تحریر یافت۔

تمت تمام شد۔ کام من تمام شد۔ شیطان من غلام شد۔

شبانے ندارد جہاں اے پسر ۔۔۔ بغفلت مبر عمر در دے بسر

علی نامہ (نسخہ دوم)

سائز ½۱۰ × ½۶، صفحات (۲۹۵) سطور (۱۷) سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ سنہ کتابت ۱۱۴۶ھ

یہ علی نامہ کا دوسرا نسخہ خوش نما نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ حاشیہ اور درمیانی سطور سرخ روشنائی سے ہیں۔ نسخہ اول کے مقابلے میں اس نسخے کی ابیات کی تعداد کسی قدر کم ہے نسخۂ اول میں کل ابیات ۵۲۷۸ تھیں۔ اس نسخہ میں ۴۸۰۵ ہیں یہ کمی قصائد اور مثنوی دونوں میں ہے۔ اشعار قصائد ۶۹۹ کے مقابلے میں ۵۸۸ ہیں اور ابیات مثنوی ۴۲۱۱ کے مقابل

Marfat.com

۴۲۳۹ ہیں۔

صفحہ اول پر کتاب کا نام اس طرح لکھا ہے "کتاب علی نامہ من تصنیف شیخ نصرتی دراحوال بادشاہ علی عادل شاہ"

اختتام مثنوی پر ایک "رباعی دکھنی" اس طرح تحریر ہے۔ یہ غالباً کاتب مثنوی کی تصنیف ہے۔

دہرتا جو انہا دلمنے لکھنے کا ہوس | لکہتا تھا علی نامہ جو میں ایک برس

الٰہی ہر آنکس کہ ایں خط نوشت | عفو کن گناہ عطا کن بہشت
الٰہی بیا موز خوانندہ را | عفو کن گناہ نویسندہ را

جس فصل میں رغبت سوں کیا ختم کتاب | زاغ دکلنک دہدہد پاتے تھے جواس

چوتھے مصرعے کے دونوں واؤ عاطفہ چھیل دیئے گئے ہیں۔

نسخہ زیر تبصرہ اور نسخہ اول میں قدرے اختلاف ہے جس کا اندازہ ابتدائی ان (۶) ابیات سے ہوگا۔

نسخۂ دوم	نسخۂ اوّل
سرانا سری اس سکت دار کوں	سرانا سری اوس سکت دار کوں
کہ آدھار ہے جن نرادھار کوں	کہ آدھار ہے ان نرادھار کوں
سکندر کو دارا پہ جن جس دیا	سکندر کوں دارا پہ جن جس دیا
اوک گج نہیں شرزی کے ہت کس دیا	اوک گج تے شرزے کے ہت کس دیا
پڑیا ڈر تھے جس دل میں دیواں کے شور	دیایوں وو رستم کے پنجے میں زور
دیا یوں لوں رستم کے پنجے میں زور	پڑیا ڈر تے جس دل میں دیواں کے شور

Marfat.com

تہاساچ ہیرا پنا گہن منے
بڑا بل دیا ہینے گہن سنے
دیکہت سرکش آتش میں باد عنبر در
ہینے ہت سوں پانے کے تس مکہتے لوز
کرہنار سرکش کو مغلوب دے
طلب کاج طالب کے مطلوب دے

تہاساچ ہیرا پنا گہن سنے
بڑا بل دیا پینے گہن سنے
دکہت سرکش آتش میں باد عزدر
چہنی ہت تھی پانی کی تس مکہہ تے لوز
کرہنار غالب کو مغلوب دے
طلب کی ہے طالب کا مطلوب دے

اختتام

یہ مخطوطہ مندرجہ ذیل اشعار پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ تین شعر نہیں ہیں جو علی نامہ نسخہ اول میں ہیں۔

الہی جلگ تیغ سوں آفتاب ... دربادے تاریاں کوں اک مہیہ دلب
تلک جس سوں یوشہ مظفر اچھو ... دندیاں پر سدا تیغ تس دراچھو

ترقیمہ:۔

تمت ہذا الکتاب کرن ملک الوہاب بتاریخ بیست و دویم شہر ذی‌حجہ ۱۱۴۶ھ وقت طلوع آفتاب یوم الاربعاء در مقام قصبہ الپور کمترین شیخ محمد رقم اختتام یافت۔

علی نامہ (نسخۂ سوم)

سائز ۸×۶، صفحات (۳۲۵) سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ، سنہ کتابت ۔۔

علی نامہ کا یہ نسخہ ناقص الاول ہے۔ ابتدا کی (۲۱۱) ابیات نقل نہیں ہوئی ہیں۔ اس

Marfat.com

کے بعد (۳۰) ابیات کے دو صفحے موجود ہیں لیکن ان دو صفحات میں سبھی (۱۸) ابیات مکمل ہیں بقیہ (۱۲) ابیات کاغذ پھٹ جانے کی وجہ سے ندارد ہو چکی ہیں ان (۱۲) ابیات کی ابتدا اس بیت سے ہوتی ہے۔

جو تیزی کوں سبھی وہاں تا بڑی دیا　　　　چڑیک پل ہیں دمیں ساتواں گرمہ لیا

تیس ابیات کے دو صفحات کے بعد قصیدہ فتح پنالہ کے اختتام تک کی (۳۳) ابیات پھر ندارد ہیں اس طرح کل ابیات کی تعداد جو کم ہیں (۹۵۶) ہو جاتی ہے۔ اب سلسلہ ان ابیات سے شروع ہوتا ہے ؎

بری نسخ کرشاہ پھر آئے پہ　　　　یو ترکش مندے جلک کوں کھلائے پہ

چڑھی رکو اپس نصد کی دے کماں　　　　رکھے ملک ملناڑ جانب نشاں

اختتام

الہی جلگ تیغ سوں آفتاب　　　　ڈوبا دے ستاریاں کو کہ مہ پہ داب

تلک جس سوں شہ یو سطوا اچھو　　　　دندیاں پر سدا تیغ تس ورا اچھو

ترقیمہ:

بتاریخ بیست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۱۵ھ بر گلبرگہ شریف بر وقت سہ پہر از طفیل حضرت الٰہ مہرا گرفتہ بود۔

بے مہر خوبوں سے پالا پڑا جب سے　　　　دل کا پکر ہو گیا یعنے ٹھنڈا

پانی کی مچھلیاں ہو جالا پڑا جب سے دل کا پپ کر گھس گیا جیگر کے اندر ہو کر رنڈا

در دیوان سودا این کلام

ساقی سیمیں کو تیری دیکھ کے گوری گوری　　　　شمع حسرت سے ہوں جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

Marfat.com

علی نامہ (نسخہ چہارم)

سائز ۸ ۱/۲ × ۵ ۱/۲، صفحات (۲۸۸) سطور (کہیں ۱۷، کہیں ۱۶ کہیں اس سے بھی کم) سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ، سنہ کتابت ۱۰۹۶ھ۔

یہ نسخہ کافی قدیم ہے اور اس وقت نقل ہوا ہے کہ جب نصرتی کے انتقال کو صرف ۱۱ برس ہوئے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ مکمل نہیں ہے۔ کاتب نے عنوان نمبر ۱۵ کے بعد تیسرے قصیدے کے تتمہ کے ۶۵ میں سے صرف (۱۲) اشعار لکھے ہیں اس کے بعد (۵۳) اشعار قصیدہ مذکور کے (۱۵۰) قصیدہ پنجم کے (۲۲۰) قصیدہ ششم کے، دو عنوانات کے اور (۳۷) اشعار مثنوی کے کل (۴۶۲) اشعار نقل نہیں کئے، اس کے بعد ۲۲ سے ۳۷ تک عنوان کے (۱۶) اشعار بھی نقل نہیں کئے۔ اس طرح اس مخطوطے میں مخطوطہ نمبر ۱ کے مقابلے میں (۴۷۸) اشعار کم ہونے چاہیئے تھے، لیکن دوسرے عنوانات کے ذیل میں بھی چونکہ اشعار کم نقل ہوئے ہیں اس لئے کل (۴۶۰) ابیات پہلے مخطوطے کے مقابلے میں کم ہوتی ہیں۔

نصرتی کے حالات اور کتاب کے اندراجات کی تفصیل علی نامہ نسخہ ۱ کے بیان میں دیکھئے۔

سرورق پر ایک یادداشت ہے جس کے نیچے ان کتابوں کے نام لکھے ہیں۔

ملفوظ بندہ نواز یک جلد، بشر نامہ یک جلد، مجمع سعدی، پنج گنج نظامی، غنی یک جلد، زلیخا یک جلد، مشتری یک جلد، بوستان یک جلد، علی نامہ یک جلد، نصرت یک جلد، محمد حنفیہ نقشہ یک جلد، گلشن عشق یک جلد، سائل یک جلد، دُرمجالس یک جلد، قصہ محمد حنفیہ دکنی یک جلد، پدماوت یک جلد۔

اغاز

سرنا سری اس سکت دار کوں — کہ آدھار ہے ان نرادھار کوں

Marfat.com

سکندر کوں دارا پہ جن جس دیا | اوک گج تے شر رے کہت کس دیا

اختتام

الہی جلگ تیغ سوں آفتاب | ڈڈباوے ستاریاں کو رکھ مو یہ داب

تلگ جس سوں یو شہ مظفر اچھو | دندیاں پر سدا تیغ تس وراچھو

ترقیمہ:

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب بتاریخ بیست و ہفتم ماہ رمضان المبارک باتمام رسید سنہ ۱۰۹۶ھ۔

علی نامہ (نسخۂ پنجم)

سائز ۸ × ۶، صفحات (۳۲۸) سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۰۷۶ھ سنہ کتابت ۱۱۳۵ھ

ابتدا میں اس مخطوطے میں کل ابیات (۵۰۱۵) تھیں بعد میں کاتب نے غالباً کسی دوسرے نسخے سے اس نسخے کا مقابلہ کیا ہے (۱۴۰) ابیات اضافہ کی ہوئی ہیں جو مختلف صفحات کے حاشیہ پر لکھی گئی ہیں کل ابیات (۵۱۵۵) ہیں جن میں قصائد و قطعات بھی شامل ہیں اس طرح نسخہ اول سے (۱۲۳) ابیات کم ہیں۔ عنوان کی ایک بیت اس مخطوطے میں مخطوط نمبرا کے مقابلے میں زائد ہے۔ تقابل کا ثبوت مندرجہ ذیل مثالوں سے ملتا ہے

ایک عنوان (شعر) تھا سے

بات یو ہے کہ مدد شاہ نے تخنگ لشکر سب | بھیجیا تس پہ تھا سو بڑے مکر و حیل

اس بیت کے مصرع دوم میں بھیجیا کے بعد "جیسنکہ کوں" اضافہ کیا ہے جو حاشیہ پر ہے

ایک اور شعر ہے سے

فلک پر لوا کام جوں خواب اہے | نہ ہے یاد جوں نقش بر آب ہے

Marfat.com

اس بیت کے مصرع اول میں "کام" کے بدلے حاشیہ پر "جانا" لکھا ہے حالانکہ انجمن کے چاروں نسخوں میں "کام" ہی ہے۔

ایک اور بیت تھی ؎

کماتے جو ہوں سو نبی جان کوں　　　لجاتے ہیں ابتر انے نقصان کوں

اس بیت کے پہلے مصرع میں "نبی جان" کو "انسان" بنایا ہے، دوسرے نسخوں میں "نبی جان" ہی ہے۔

علی نامہ کا یہ مخطوطہ بعض وجوہ سے بہت اہم ہے۔

(۱) یہ مخطوطہ ۱۱۳۵ھ کا ہے اور انجمن کے کتب خانہ میں علی نامہ کے جتنے مخطوطے ہیں قدامت کے لحاظ سے اس کا دوسرا نمبر ہے۔ نصرتی کا سنہ وفات ۱۰۸۵ھ بتایا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ۱۱۳۵ھ میں اس کے انتقال کو صرف ۵۰ برس ہوئے تھے، ممکن ہے کہ اس وقت تک ایسے لوگ موجود ہوں جنہوں نے اپنے عنفوان شباب میں نصرتی کو دیکھا ہو۔

(۲) علی نامہ کے اختتام کے بعد نصرتی کا ایک نعتیہ قصیدہ ہے جسے "چرخیات نصرتی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے اس میں (۱۴۴) اشعار ہیں اس کا ایک جداگانہ مخطوطہ بھی انجمن کے کتب خانے میں موجود ہے جس میں (۳) شعر کم ہیں۔ چرخیات نصرتی کا ذکر حکیم عبدالحئی صاحب نے بھی کیا ہے اور اس کا نام معراج نامہ بتایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ایک پرانی بیاض میری نظر سے گذری جس میں نصرتی کا معراج نامہ پورا نقل ہے تاریخ کتابت ۱۰۸۳ھ اس میں درج ہے۔ اور اکبرآباد میں لکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نصرتی کا کلام انھیں کی زندگی میں اتنا مقبول ہو چکا تھا کہ اس کی نقلیں بیجاپور سے اکبرآباد پہنچ گئیں: (گل رعنا صد ۲۶)

اس کے بعد آٹھ اشعار نقل کیے گئے ہیں یہ وہی اشعار ہیں جو چرخیات (مخطوطہ) کے آخر میں ہیں۔ حکیم صاحب نے صفحہ ۹، پر بھر اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے اشعار کی تعداد (۴۱) بتائی

Marfat.com

ہے۔ یہی تعداد مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو کی ہے۔

(۳) حرحیات نصرتی کے بعد صابر تخلص کے کسی شاعر کے تین قصیدے ہیں پہلا قصیدہ فارسی در مدح حضرت غوث الاعظم ہے۔ دوسرا قصیدہ نصرتی کے گلشن عشق کی تعریف میں ہے اور بطور مثنوی لکھا گیا ہے اس کی تصنیف شوال ۱۰۶۸ھ میں ہوئی ہے اور "باغ دلکشا" مادہ تاریخ بنایا گیا ہے تیسرا قصیدہ فارسی زبان میں ہے یہ زاہد استاد کا نعتیہ قصیدہ ہے جس میں خلفاء راشدین کی منقبت بھی بیان کی گئی ہے۔ ان قصائد کے بعد ایک منظوم خط فارسی میں ہے جس کے مکتوب الیہ شاہ الحسن نام کے کوئی درویش ہیں مگر کاتب کا نام نہیں ہے۔

(۴) اس کے بعد برہان زبیری کا طویل اردو قصیدہ ہے جو شاہ محمد توکلی کے روضۂ منورہ کی تعریف میں ہے۔ مصنف نے اس کے اشعار کی تعداد (۱۴۴) بتائی ہے۔ جمن اصل میں محمد ہے اہل گجرات اس کا تلفظ اسی طرح کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق اس مقطع سے ہوتی ہے

تھے شاہ محمد توکلی جس پر فضل کرتار آج دریا پہ باندے مردوں نے ہو سکل ادبار آج

یہ بزرگ قدرت آباد کے ساکن تھے اس قصیدے میں شاہ عطاء اللہ نشر صوفی اصفہانی اور شاہ سیف اللہ کے نام آئے ہیں۔ قصیدے کے آخری دو شعر ہیں جن سے ابیات کی تعداد اور تصنیف کا سنہ ظاہر ہوتا ہے تخلص بھی انھیں سے معلوم ہوتا ہے

کیتا شروع میں ایک بار اس شعر کوں کر اختیار یک صد چہل ہیناں چہار کر میں جمع طومار آج

آخر جمادی ماہ حال گیارا سو پنج سنہ سال تاریخ دہم وقت زوال برہان زبیر اشعار آج

اس قصیدے کے ختم پر فکری تخلص کے ایک شاعر کا قصیدہ ہے یہ قصیدہ شیخ عبد القادر کی تعریف میں لکھا گیا ہے، زبان دکنی ہے اشعار کی تعداد (۴۱) ہے آخری شعر یہ ہے

مقصود اب حاصل ہوا فکری ممن من کا طلب یک معتقد طالب ہوں میں احقر محی الدین کا

علی نامہ کے مخطوطہ زیر نظر کے شروع میں بھی ۶ ورق زائد ہیں ان میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان کی تفصیل ترتیب وار اس طرح ہے۔

Marfat.com

(۱) نظامی کی دو غزلیں (اردو) ان میں گیارہ اشعار ہیں۔

(۲) نورجہاں بیگم کے نام سے تین اشعار فارسی۔

(۳) سوال وجواب شاہجہاں و نورجہاں، چھ اشعار فارسی۔

(۴) غزل خوشنود	ایک	پانچ شعر
(۵) غزل شوقی	ایک	پانچ شعر
(۶) قطعہ (دو بیتی) کلامی		
(۷) غزل کلامی		پانچ شعر
(۸) مختلف اشعار اردو	چھ	ان میں سے پانچ کا عنوان ترجیع بند ہے۔
(۹) رباعی قاضی محمود بحری	ایک	
(۱۰) پانچ غزلیات ولی		کل بائیس اشعار ہیں۔
(۱۱) افضل کی ایک فارسی غزل		چار شعر
(۱۲) ولی کی ایک اردو غزل		نو شعر

(۱۳) افضل (شیخ محمد افضل سورتی) کی ایک اردو غزل۔ پانچ شعر

(۱۴) افضل کی ایک غزل در مدح غوث الاعظم		گیارہ اشعار
(۱۵) مناجات نصیر الدین فارسی		بیس اشعار
(۱۶) ولی کی تین اردو غزلیں		اکیس اشعار

سب کے آخر میں درود شریف، کچھ دعائیں، کام بخش کی تخت نشینی کا قطعہ تاریخ، بعض مسائل اور نیت عقیقہ فارسی زبان میں ہیں۔

آغاز و اختتام علی نامہ وہی ہے جو عام نسخوں میں ہے ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

کتاب علی نامہ بہجت مشیخت آب قادر برہان خلف محمد درویش ابن محمد لطیف، دبیر ساکن عادل آباد عرف محل سنگر کوکی صوبہ دار الظفر بیجاپور از نزدیک سرکار سکر لنصرت آباد این نوشتہ

Marfat.com

تابہ ارگبیرہ تحریر فی التاریخ دوازدہم ماہ رجب المرجب روز دوشنبہ وقت ظہر سنہ ۹ محمد شاہی موافق سنہ ہجری ۱۱۳۵ مرتب شد زیادہ چہ نویسم والسلام۔ (نوٹ: ۱۱۳۵ھ میں محمد شاہ کے جلوس کا نواں سال نہیں ہوتا چوتھا سال ہوتا ہے)

سلیمان نامہ

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات (۲۴۰) سطور (۱۵/۱۷) سنہ تصنیف ۱۲۲۵ھ/۱۲۲۶ھ سنہ کتابت ۱۲۵۱ھ

کاتب نے پہلے صفحہ پر تین رباعیاں اور تین چیتانیں تحریر کی ہیں دوسرے صفحہ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی نے فہرست مخطوطات کتب خانہ سرسالار جنگ مطبوعہ ۱۹۵۷ء کے صفحہ ۵۱۹ پر اس کتاب کا نام قصہ سلیمان پیغمبر تحریر کیا ہے۔ حالانکہ دکن میں اردو مطبوعہ ۱۹۳۸ء کے ص ۶۹ پر نامی کی تصنیفات کے سلسلے میں وہ اس کا نام سلیمان نامہ تحریر کر چکے ہیں اور یہی صحیح نام ہے۔

سنہ تصنیف: اسی فہرست میں ہاشمی صاحب نے قصہ سلیمان پیغمبر کی تاریخ تصنیف ۱۲۲۶ھ بتائی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل اشعار دیئے ہیں ؎

ہوا ختم جب نسخۂ دلکشا ۔۔۔ میں تاریخ کی فکر کرنے لگا
یکایک سروش سعادت سرشت ۔۔۔ کیا ہے ندا "بوستان بہشت"
جو پوچھا میں سال شروع کتاب ۔۔۔ کہا "روضۂ حور" سے کر حساب
یہ تاریخ دونوں کیا جو بیاں ۔۔۔ ہے آغاز و انجام اس سے عیاں
اب یہ نظم کرتا ہوں میں اختتام (؟) ۔۔۔ بنام محمد علیہ السلام

آغاز تصنیف کا مادہ "روضۂ حور" ہے۔ جس کے عدد ۱۲۲۵ ہوتے ہیں اور اختتام کا مادہ "بوستان بہشت" ہے جس کے عدد ۱۲۲۶ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سلیمان نامہ کو نامی نے ۱۲۲۵ھ میں لکھنا شروع کیا اور ۱۲۲۶ھ میں یہ تصنیف اختتام کو پہنچی۔ خدا جانے ہاشمی صاحب نے

Marfat.com

۱۲۲۷ھ کہاں سے حاصل کر لیے۔ انجمن کے زیر تبصرہ نسخہ میں بھی یہی اشعار ہیں اور کاتب نے دونوں مادہ ہائے تاریخ کے نیچے غلطی سے سرخ روشنائی کے ساتھ ۱۲۲۶ھ تحریر کر دیا ہے روضہ حور کے نیچے ۱۲۲۵ھ ہونا چاہیے تھا۔

انجمن کے مخطوطے کے صفحات کی تعداد (۲۴۰) ہے ان میں سے (۴۰) صفحے ۱۵ سطری ہیں اور (۲۰۰) صفحے ۱۷ سطری۔ اس حساب سے کل سطور کی تعداد چار ہزار ہوتی ہے۔ ان میں سے ابتدا و آخر کی (۴۳) خالی سطور اور چالیس عنوانات کی (۴۰) سطور کل (۸۳) سطور منہا کرنے کے بعد اشعار کی تعداد ۳۹۱۷ رہ جاتی ہے لیکن ہاشمی صاحب "مدراس میں اردو" کے ص۷ پر کل تعداد تقریباً (۳۸۰۰) بتاتے ہیں۔ خود قصہ سلیمان پیغمبر میں انہوں نے ۱۲ سطری صفحات کی تعداد ۳۳۲ بتائی ہے اور ان کی سطور ۳۹۸۴ ہوتی ہیں۔ جو منہائی کے بعد ۳۹۰۰ سے کم نہیں رہ سکتیں۔

حالات مصنف:

نامی کا نام غلام اعز الدین خاں اور خطاب مستقیم جنگ تھا۔ وہ حامد علی خاں کے فرزند ارجمند اور دکن کے نامور شاعر تھے۔ عمدۃ الامرا (۱۲۱۰ھ تا ۱۲۱۶ھ) کے دربار سے ملک الشعرا کا امتیاز حاصل کیا تھا۔ سال ولادت ۱۱۸۱ھ ہے مولانا حافظ محمد حسین سے عربی و فارسی کی تکمیل کی تھی۔ شاعری میں مولانا محمد باقر آگاہ سے تلمذ تھا۔ اس مثنوی میں اپنے استاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں ؎

علاوہ جہاں سے کیا انتقال — جو تھا مولوی باقر باکمال
سخن گو، سخن رس، سخندان تھا وہ — علوم جہاں جسم اور جاں تھا وہ
کمالوں کا گھر اس سے آباد تھا — وہی عصر کا شہر استاد تھا
مجھے ہے ملا فیض اس ذات سے — وہ آگہ کیا مجھ کو ہر بات سے

نامی صرف اردو کے شاعر نہ تھے۔ انہوں نے فارسی و عربی میں بھی طبع آزمائی کی۔ وہ انشا، جرات، اور مصحفی کے معاصرین میں تھے ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ نامی نے بعض

Marfat.com

بعض تصنیفات میں سنقیم تخلص بھی استعمال کیا ہے۔ ان کی تصنیفات متعدد ہیں جن کی تفصیل انہوں نے خود بیان کی ہے ؎

کیا میں نے پہلے بحسن نظام حکایات شیریں و خسرو تمام
جو نبد اس کے پھر میں نے کھولی زباں کیا قصۂ قیس و لیلےٰ بیاں
سعادت نے سپہر رہنمائی جو کی لکھا مثنوی و وفات نبی
کیا فکر سپہر ساقی نامہ وہیں بنارس کا قصہ لکھا بعد ازیں
کہوں اب بفضل خدا دنبی حکایت سلیمان و بلقیس کی

مثنوی شیریں و خسرو، نظامی کی فارسی مثنوی کا ترجمہ ہے اور اس کا نام نوبہار عشق ہے۔ (فہرست مخطوطات اردو ازل ادارہ ادبیات صہ ۹۳)

مثنوی کی زبان کے بارے میں نامی نے خیرالامور پر عمل کیا ہے وہ اس زبان کو ریختہ کہتے ہیں اور فارسی و ہندی کی درمیانی کڑی ظاہر کرتے ہیں ؎

ہے اس مثنوی کی زباں ریختہ عرب اور عجم سے ہے آمیختہ
نہیں صرف اردو مگر ہے عیاں زبان مسلمان ہندوستاں
اگر بولتا سیٹھ ہندی کلام تو سب کا ستارہ پہ بیوں کا تمام
زبان دکن میں نہیں میں کہ کہ ہے وہ زباں بھی نپٹ بے مزا
جو دیکھا کہ اوسط ہے خیرالامور کیا اختیار اس کو میں بالضرور

سلیمان نامہ میں شمالی ہند کے ان شاعروں کو بری طرح لتاڑا گیا ہے جو جنوبی ہند چلے گئے تھے ؎

یہاں آئے جو اہل ہندوستاں نہ تھا پختہ شاعر کوئی بیگماں
جو شاعر یہاں آئے وہ چور آئے نپٹ جاہل و بے ہنر کور آئے

اور اس ضمن میں دلی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ؎

Marfat.com

جو کامل ہوئے ہند میں شاعراں — کئے ہیں دلی کی صفت ہر زماں
سخنور اسے اپنا بوجے امام — کہے بانیٔ ریختہ کا کلام
جو پائے اسے خوب صاحب تلاش — کہے ہر کوئی واہ وا شاہ باش
سب اس کی تلاش او بیاں پر گئے — نہیں اس کی دکنی زباں پر گئے
نہ رکھے زباں پر کوئی اس کی حرف — ثنا میں کئے صرف بہت کو صرف

آغاز مثنوی: مثنوی سلیمان وبلقیس کا آغاز اس طرح ہے ؎

سراؤں سدا اس سلیمان کو — دیا جان جو جان انسان کو
زمین و فلک اور عرش بریں — ہوئے اس کی قدرت سے کرسی نشیں
اگر جوئے شیریں ہے یا بحر شور — ہے دونوں کو بخشا دہی شور و زور

یہ حمد (۸۵) اشعار کی ہے اور اس شعر پر ختم ہوتی ہے ؎

ہماری ثنا سے غنی ذات ہے — بس اب نامی وقت مناجات ہے

اس کے بعد مناجات کے (۴۲) اشعار لکھے ہیں جن میں اپنے والدین، بھائیوں، بہنوں بچوں اور دوستوں کے لئے فلاح دارین کی دعا کرکے نعت شریف مناقب حضرت علی و حسنین مدح شیخ عبدالقادر جیلانی اور مناجات بجناب رسالت میں (۳۲۰) اشعار قلمبند کئے ہیں پھر کتاب کی تالیف کے سبب پر (۶۷) اشعار میں روشنی ڈالی ہے، یہاں سے اصل داستان شروع ہوتی ہے ؎

آغاز

پلا ایسی صہبا مجھے ساقیا — دوبالا ہو تا میری نظم و نثر کا
مغنی کہاں بربط و چنگ و نے — کہ دل شاد کرنے کا یہ وقت ہے
تفاسیر میں اس طرح ہے لکھا — کہ داؤد کو جب بلایا خدا
دیا قابض روح پیغام موت — پلانے کو لائے اسے جام موت

Marfat.com

تھے اس وقت حاضر اٹھارہ پسر | سلیمان ان سب میں تھا خورد تر
کیا حق نے فرمان جبریل کو | کہ جا پاس داؤد کے جلد تو
کئے ہیں سوالات اس کے جواب | تو دلوا دے اس کے پوچھ آشتاب
جو ان میں سے دلوے جواب سوال | اسی پر ہے بعد اس کے دولت بحال

سلیمان ان سوالوں کے جواب دیتے ہیں اور سلطنت کے مالک بن جاتے ہیں۔ اب ان کو ایک انگوٹھی بارگاہ الہٰی سے عنایت ہوتی ہے جس سے جن پری اور دیو اُن کے مطیع ہو جاتے ہیں مسجد بیت المقدس تعمیر ہوتی ہے حضرت سلیمان تمام انسانوں اور حیوانوں کو دعوت دیتے ہیں مگر جس قدر کھانا تیار ہوتا ہے وہ ایک مچھلی چٹ کر جاتی ہے۔ سلیمان اور شاہ سے جنگ ہوتی ہے جس میں وہ کامیاب ہوتے ہیں اور اس کی لڑکی سے شادی کرتے ہیں پھر ان کی انگوٹھی چوری ہو جاتی ہے اور اسی کے ساتھ حکومت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ انجام کار ایک اور عورت ان کے ساتھ شادی کرتی ہے جس کے ذریعہ سے کھوئی ہوئی انگوٹھی ملتی ہے اس کے بعد انھیں پیغمبری ملتی ہے پھر وہ مختلف بادشاہوں سے جنگ اور دیوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوہ قاف سیر کے لئے جاتے ہیں یہاں ان کا ایک بھائی ایک پری پر عاشق ہو کر اس سے شادی رچاتا ہے جس کے بطن سے بلقیس پیدا ہوتی ہے۔

ہدہد حضرت سلیمان کے پاس شہر صبا سے بلقیس کی خبر لاتا ہے اور یہاں سے پیغام لے کر جاتا ہے۔ ایک عالی شان محل تعمیر ہوتا ہے اور بلقیس حضرت سلیمان کی زینت خانہ ہو جاتی ہے۔ مدت مدید گزر جانے پر بلقیس کا انتقال ہو جاتا ہے جس کے بعد حضرت سلیمان بھی وفات پا جاتے ہیں۔

اختتام :۔ اختتام کے اشعار اوپر درج کئے جا چکے ہیں۔

ترقیمہ :

این نسخہ بتاریخ یازدہم ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ روز پنجشنبہ یک پاس روز بر آمدہ

Marfat.com

بہ اہتمام سلیمان کاتب الحروف محمد کریم الدین عرف منور حسین :

اس کے بعد منور حسین کی نصف انچ مربع مہر ہے ۔

سلیمان نامہ کا ایک نسخہ کتب خانہ سر سالار جنگ میں ہے (فہرست ص۵۱۹)

ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں ہے ۔ (مثنوی ص۳۷۸)

ایک نسخہ مولوی خلیل اللہ حیدر آبادی کے کتب خانہ میں ہے ۔ (مدراس میں اردو ص۔)

قصّہ بیل والا

سائز ۱۰×۶، صفحات ۳۳، سطور ۱۵، سنہ تصنیف ۱۲۷۱ھ سنہ کتابت ۱۲۸۸ھ

ہر یا دجو قیام پاکستان سے پہلے مشرقی پنجاب میں شامل تھا بعض محققین کے نزدیک وہ علاقہ ہے جہاں سے اردوئے قدیم کو الفاظ کا بیش بہا ذخیرہ ملا ۔ اسی خطہ کے ایک بزرگ مولوی ظہور علی ظہور تخلص کرتے تھے وہ مولوی نستیح علی متوفی ۱۲۴۴ھ کے لڑکے اور حضرت محمد ابن حضرت ابو بکر صدیق رض کی نسل سے تھے ۔ دہلی میں رہے اور وہیں تعلیم پائی ۔ سخن شعراء نے انہیں مومن خاں مومن اور شاہ نصیر کے شاگردوں میں شمار کیا ہے (ص۳۱۱) قادر بخش صابر کا بیان ہے کہ جناب منفرت مآب حافظ عبد الرحمان خاں احسان شاہ نصیر اور مومن خاں مومن سے کتب کیا ہے ۔ (گلستان سخن ص۳۵۶) لیکن اس بارے میں خود ان کا بیان یہ ہے ۔

مرے استاد جو شاہ سخن تھے
سر و سر کردۂ ارباب فن تھے

کہ یعنی حضرت احسان اور ذوق
ہوئے جو داصل رحمت بصد شوق

ان بیانات کے مطابق حافظ عبد الرحمان خاں احسان کا تلمذ تو متفق علیہ ہے ممکن ہے کہ وقتاً فوقتاً شاہ نصیر، ذوق اور مومن خاں سے بھی اصلاح لی ہو ۔

Marfat.com

ظہور کے جد امجد شیخ کریم الدین ساتویں صدی ہجری میں بخارا سے ہندوستان آئے، پہلے روہتک میں من بعد جھجر میں توطن اختیار کیا۔ ان کے اعقاب لعبدیں دادری منتقل ہو گئے۔

ظہور کے نانا مولوی مفضل علی سید شیر محمد قادری برہان پوری کی اولاد امجاد میں تھے، جن کا سلسلہ حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ بڑے طباع، ذہین اور کامیاب معلم تھے، مولوی ذوالفقار حسین غنی، مولوی مظہر حق مظہر اور تفضل حسین شوکت تین لڑکے یادگار چھوڑ کر ۱۸ر شعبان ۱۲۸۶ھ کو وفات پائی۔

قصہ بیل والا کے علاوہ ایک دیوان مطبوعہ اور دو مثنویاں اور بھی ان کی تصنیف ہیں کہا جاتا ہے کہ ان میں سے ایک مثنوی میر حسن کی "بدر منیر دبے نظیر" کے جواب میں لکھی تھی دوسری مثنوی کا نام "منظوم مقدس" ہے یہ ۱۲۲۰ھ میں تصنیف کی تھی جس میں سید محمود حسینی مالاماں کرمانی کے حالات مولوی محمد یوسف کی نثری تصنیف ۱۰۷۲ھ کی بنیاد پر نظم کئے تھے۔ یہ مثنوی ۱۳۸۰ھ میں الجمعیتہ پریس دہلی سے چھپ چکی ہے۔

زیر نظر مخطوطہ ان کی تیسری مثنوی ہے جس میں بیل والے کا قصہ بیان کیا گیا ہے پوری مثنوی میں تقریباً پونے پانچ سو ابیات ہیں۔ یہ مثنوی ۱۲۷۱ھ میں لکھی گئی اور اسی سنہ میں طبع ہوئی۔ ایک قطعہ تاریخ آخر میں خود مصنف کا ہے دوسرا ابتدا میں ان کے لڑکے محمد اسحٰق کا ہے۔

سبب تالیف یہ بیان کیا گیا ہے کہ بلبب گڈھ کے ایک رئیس عبدالحق خاں تھے۔ مصنف کو ایک روز ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک اور ظریف الطبع شخص بھی موجود تھا جو ظریفانہ قصے سناتا تھا اس نے جب یہ قصہ میرے سامنے سنایا مجھے بہت پسند آیا اور میں نے محمد حسین مالک مطبع مصطفائی کے اصرار پر اسے نظم کیا۔

قصہ کا اختصار یہ ہے کہ ایک نوعمر سپاہی مفلسی سے تنگ آکر وطن سے باہر

Marfat.com

نکلا اور کسی دہقان کے یہاں جا کر نوکر ہو گیا۔ لیکن دو برس کی نوکری کے بعد بھی اسے تنخواہ نہ ملی صرف روٹی نصیب ہوئی، ایک روز اس نے دہقان سے شکایت کی کہ مجھے اتنے دن ہو گئے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے واسطے کچھ خرچ نہیں بھیج سکا۔ دہقان نے تنخواہ کے بدلے میں ایک بیل اسے دے دیا۔ جب وہ بیل لے کر اپنے گھر کو چلا اسے راستے میں دو ٹھگ ملے جن کا نام امیرا اور منیرا تھا۔ دونوں ٹھگ اسے باتوں میں لگا کر اپنے باپ کے پاس لے گئے، جس نے سپاہی سے بیل چھین لیا۔ سپاہی بیل چھوڑ کر اپنے گھر گیا اور وہاں سے نہا دھو کر، ایک عورت کا بھیس بنا کر اور ایک ڈولی میں بیٹھ کر ان ٹھگوں کے پاس آیا امیرا اور منیرا اسے گھیرے گئے اور ان کے باپ کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ یہ دونوں تو باہر چلے گئے اور سپاہی بڈھے کو زد وکوب کر کے گھر کا کچھ سامان باندھ کر چلتا بنا۔ دوسری مرتبہ وید کے روپ میں آیا اور دوا لانے کے بہانے دونوں بھائیوں کو بازار بھیج کر بڈھے کو مارا پیٹا اور کچھ سامان لے کر روانہ ہو گیا۔ تیسری مرتبہ وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے کر گیا ان آدمیوں کو سمجھا دیا کہ امیرا منیرا کے دروازے پر جا کر آواز لگاؤ اور سے

دہ پوچھیں کون، کہنا بیل والا   کہ جس نے بیل اپنا بیچ ڈالا

ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ امیرا منیرا اس کی آواز سن کر پکڑنے کو دوڑے جب وہ گھر سے دور چلے گئے تو سپاہی نے بڈھے کی مرمت کی اور اپنا بیل لے کر گھر کو چل دیا۔ اب اس نے بیل کو بیچ کر مکان بنایا اور مزے سے رہنے لگا۔

اعجاز

خداوندا تو شاہ کبریا ہے   ترا محتاج ہر شاہ و گدا ہے

تجھی سے کارخانے سب ہیں جاری   سبھوں کو تجھ سے ہے امیدواری

تو ہی روزی رساں ہے جزو کل کا

تجھی پر ہے توکل اور بھروسا

Marfat.com

اختتام

ظہور اب ختم تو یہ گفتگو کر — دعا حق سے یہی اب قصد رو کر
کہ یارب شرم ہے پیری کی مجھکو — تو دے بس عزت دارین مجھکو
بچا مجھکو بدوں سے اور بدی سے — تو با ایماں اٹھا تیر دیں صدی سے
مری اولاد با عصمت ہو یارب — بعلم و دولت و حشمت ہو یارب
رہیں سب دوست میرے شاد و مسرور — بلیات جہاں سے رکھ انھیں دور
مرے ماں باپ کو تو بخش دیجو — انھے مرحوم اور مغفور کیجیو

اس کے بعد دو بیتیں اپنے اساتذہ کے لئے لکھی ہیں جو اوپر درج کی جا چکی ہیں مثنوی کے اختتام پر تین اشعار کا قطعہ تاریخ مصنف کا لکھا ہوا ہے، جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

کہ از امداد یزداں گشت مطبوع — بہفتاد و ہزار و دو صد و یک
(۱۲۷۱)

ترقیمہ:

در ماہ جمادی الاول دمنت تمام بعون الوہاب ۱۲۸۸ھ
کاتب الحروف نہو بی بی

مثنوی لیلیٰ مجنوں

سائز ۷ × ۵ ½، صفحات (۱۴۳) سطور (۱۶) سنہ تصنیف .... سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

یہ مثنوی تجلی دہلوی کی تصنیف ہے جس میں تقریباً سوا دو ہزار ابیات ہیں، اس کا جو نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد کے کتب خانہ میں ہے اس کی ابیات کی تعداد سید محی الدین قادری زور نے تقریباً دو ہزار بتائی ہے وہ لکھتے ہیں۔

Marfat.com

مثنوی کے اس نسخہ میں حمد و نعت کے عنوانات شامل نہیں ہیں بلکہ اصل قصے سے مثنوی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ معلوم نہ ہو سکا کہ مصنف ہی نے اس طرح مثنوی کا آغاز کیا تھا یا کاتب نے ابتدائی حصہ نقل نہیں کیا۔"

(اردو مخطوطات اول ص ۳۱۸)

واقعہ یہی ہے کہ کاتب نے کچھ صفحات چھوڑ دیئے ہیں۔ زیر نظر مخطوطے میں حمد بھی ہے اور نعت و منقبت بھی۔ حمد کی (۸) ابیات ہیں۔ اور اس کا آغاز اس طرح ہے۔

الٰہی یہ مجنون دلدار ہے ——— کہ خواہان لیلیٰ کا دیدار ہے
رہے تا کجا وعدۂ وصل میں ——— جگہ دے اسے محفل وصل میں
نشہ دے جنون محبت کا لیول ——— کہ جھوما کرے بید مجنوں کی جوں
غم ہر دو عالم کی زنجیر توڑ ——— مجھے اپنے دشت طلب میں تو جوڑ

پھر (۲۶) ابیات نعت میں ہیں اور (۱۳) ابیات میں خلفاء اربعہ کی منقبت کی گئی ہے۔ اس کے بعد (۲۸) ابیات کی مناجات ہے۔ اس مناجات میں دوازدہ ائمہ اطہار کے توسل سے اپنی فلاح دارین کی استدعا کی ہے پھر فرقت محبوب میں اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا ہے جس کی ابتدا ان ابیات سے ہوتی ہے ؎

مجھے ایک دن تھا نپٹ اضطراب ——— دل آتش میں تھا اور آنکھیں پر آب
وہ دن یاد آئے دل زار کو ——— توصل تھا جب اس سے دلدار کو

(۲۲) ابیات کے اس اظہار حال میں بیان کیا گیا ہے کہ میرے احباب مجھے آشفتہ حال و پراگندہ خاطر دیکھ کر سمجھانے لگے کہ اپنے دل کا حال بیان کر ورنہ زہر غم تیرا کام تمام کر دے گا اس لئے میں نے قصہ لیلی و مجنوں کے پردے میں اپنے حادثہ عشق کی تصویر کشی کی ہے۔ اس بات کی تصدیق کہ تجلی کی مثنوی لیلیٰ مجنوں ان کا ذاتی واقعہ ہے طبقات سخن مصنف مبتلا میرٹھی سے بھی ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں صاحب طبقات نے

Marfat.com

تجلی اور ان کے والد کا نام غلط لکھا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں۔

میر غلام علی نام میر طالب حسین کلیم و ہمشیر زادۂ میر تقی، قصہ لیلیٰ مجنوں
نام بزبان ہندی در عشق زنِ برہمنہ کہ بہ دختر لیفتہ در حبالہ نکاح آوردہ
بود بسیار دلچسپ گفتہ۔

(ہماری زبان یکم فروری ۱۹۶۰ء صلا)

مثنوی میں مصنف کہتا ہے کہ

ایک جنگل میں میرا گذر ہوا وہ جنگل بہت ہی وحشت انگیز تھا وہاں ایک بید کا درخت تھا جس کے نیچے ایک خوبصورت جوان مگر بہت ہی ضعیف و نحیف بیٹھا تھا اور اس کے پاس ایک حسین عورت تھی۔ اس جوان نے زبان عرب میں مجھے مخاطب کر کے سلام کیا، میں سلام کا جواب دے کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کا حال پوچھا۔ اس جوان نے کہا کہ میرا نام قیس ہے جسے مجنوں بھی کہتے ہیں اور یہ وہ زہرہ جبیں (لیلا) ہے جس سے میں عشق رکھتا ہوں۔ دنیا بھر میں میرا قصہ مشہور ہے۔ عربی میں متعدد کتابیں ایسی ہیں جن میں میرا ذکر آیا ہے ترکی و فارسی زبانیں بھی میرے قصے سے خالی نہیں۔ نظامی ہاتفی اور خسرو نے میرے عشق کی داستانیں لکھی ہیں ؎

ہے اس کہنے سے اب یہ حاصل کلام	کہے اس کہانی کو تو بھی تمام
زباں ریختے کے میں مذکور کر	بھلا اس طرح سے بھی مذکور کر
ے آغاز سے تا بہ انجام شب	کہا دونوں نے اپنا احوال سب
یہ کر چکا تھا اپنا قصہ بیان	تو وہ کہتی تھی اپنی ار داستان
سنا دونوں کے حال دونوں کے سب	کیا نظم کرنا قبول اس کا تب
انہیں باتوں کے بیچ تھا میں بحال	کہ آنکھیں مری کھل گئیں ناگہاں

Marfat.com

نے لیلیٰ سنی نے مجنوں آشفتہ حال — وہ صحبت تھی گویا کہ اک خواب و خیال
سحر ہوتے غواص دریائے دل — لگا کرنے گوہر بردل متصل
سوئے منشی خامہ لایا رجوع — کی اس طرح انشا نے قصہ شروع

یہیں سے لیلیٰ مجنوں کا قصہ شروع ہوتا ہے اس کی ابتدا بالکل وہی ہے جو ادارہ ادبیات کے مخطوطے کی ہے یعنی ؎

عرب کی ولایت میں تھا ایک شاہ — سکندر حشم اور دارا سپاہ
عدالت میں مانند نوشیرواں — رہے (رہ) جود میں جیسے حاتم رواں

قصے کے اختتام پر تجلی کہتے ہیں ؎

خموش اے تجلی پر آتش بجاں — زبانہ ہے آتش کا تیری زباں
سخن میں ترے جلوہ ہے اک مقیم — تو ہے سچ تجلائے حضرت کلیم
ترے دل میں کس درد کا ہے مکاں — کہ جس کا اثر ہے زباں پر عیاں
تجھے گلشن دہر میں اے حبیب — ملا کون سا سچ بتا عندلیب
کہ تو بے نوا خوش نوا ہو گیا — ہزاروں میں دستاں سرا ہو گیا

لیلیٰ و مجنوں کی داستان یہیں ختم نہیں ہوتی اس کے بعد تجلی پھر ایک خواب دیکھتے ہیں کہ ایک باغ کے دروازے پر پہنچے ہوئے ہیں اور اندر جا کر دیکھتے ہیں تو عمارت کی خوبی اور باغ کی رنگینی دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں سامنے ایک بید کا درخت آتا ہے جو جواہر کا ہے اس کے سایہ میں لیلیٰ و مجنوں الماس کے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ان کے پاس ایک کتاب ہے جسے دیکھ کر کبھی ہنستے ہیں اور کبھی اشکبار ہونے لگتے ہیں میں قریب پہنچا تو مجنوں نے بغل گیر ہو کر مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اب ؎

کیا بعد بندہ نے پھر یوں خطاب — کہ صاحب مطالعہ میں تھی کیا کتاب
لگے کہنے سمجھو کہ ہو با کمال — مرا حال ہے اور تمہارا خیال

Marfat.com

جو مرضی ہو کچھ اور ارشاد ہو — سنے منہ سے صاحب کے دلشاد ہو

اس کے بعد مصنف نے ؎

غرض ساری اس داستاں کو پڑھا — سنا خوش ہوئے اور کہا مرحبا
کہا اس کے نقشہ کو جب جاؤ تم — یہ دو حرف کردیجو اس جا رقم
کہ جو عاشق خستہ دنیا کے بیچ — گرفتار ہو رنج و ایذا کے بیچ
جدائی میں رہتا ہو مشتاق یار — یہ قصہ وہ پڑھا کرے اختیار

اب تجلی کی آنکھ کھلتی ہے تو نہ لیلیٰ ہے نہ مجنوں ہے نہ غلمان ہے نہ حور ہے اپنے بستر پر پڑے ہوئے ہیں۔ تجلی نے مدت تک یہ بات پوشیدہ رکھی لیکن ایک رات پیر بشارت ہوئی کہ ؎

کہ یہ بات پوشیدہ رہتی نہیں — عبث تو کیسے ہے کہ کہتی نہیں
بہت مختصر کر کے بعد از دو سالی — کہا میں نے اب یہ جواب و (سوال؟)

زور لکھتے ہیں کہ "اثنائے مثنوی میں مصنف نے اپنا تخلص بہت کم استعمال کیا ہے۔ البتہ آخری عنوان سے قبل مجنوں کی وفات کا بیان لکھ کر ایک جگہ لکھتا ہے ؎

خموش اب تجلی آتش بجاں — زباں ہے آتش کا تیری زباں

زور صاحب کی شکایت بجا ہے کیونکہ ادارہ ادبیات کے مخطوطے میں وہ حصہ ہی نہیں ہے جس میں کئی جگہ تخلص آیا ہے۔ حمد کے آخر میں کہتے ہیں ؎

تجلی یہی حمد ہے گی اگر — تو اس سے خموشی ہے بس خوبتر

اسی طرح مثنوی کے بالکل آخر میں لکھا ہے ؎

تجلی پہ تیرا تجلی ہوا — یہ احوال تب سے معلیٰ ہوا
الٰہی تم اپنا تجلے کرو — تجلی کو اہل تولا کرو
ترے در پہ دائم رہے با اصول — گنہ اس کا محشر میں کرنا قبول

Marfat.com

سنہ تصنیف :۔ زور صاحب کا بیان ہے کہ اس کا کاتب کم سواد ہے اکثر الفاظ کا املا غلط لکھا ہے چنانچہ آخری بیت کا آخری لفظ بھی غلط معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ سے کتاب کے سنہ تصنیف کے بارے میں شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیت یوں لکھی ہے ؎

یہ تاریخ تب پائی میں ہمنشیں کہ کل دیکھی جنت میں ہے آسطین۔

جس سے ۹۷۵ھ برآمد ہوتا ہے جو غلط ہے اگر آخری لفظ (آسطین) کو آستین پڑھیں تو سنہ تصنیف ۱۱۸۸ ہوتا ہے جو ایک حد تک قرین قیاس ہے . . . لیکن آستین پڑھنے کے بعد بھی شعر کا مطلب واضح نہیں ہوتا؂

اس کے مقابلہ میں نصیر الدین ہاشمی کا فیصلہ یہ ہے کہ مثنوی لیلیٰ مجنوں کی تصنیف ۱۲۲۹ھ میں ہوئی اور اس کے ثبوت میں وہ اسی بیت کی ترمیم شدہ (ان کے مخطوطے کے مطابق) صورت پیش کرتے ہیں ؎

یہ تاریخ تب پائے ہیں ہمنشیں کہ کل دیکھے جنت میں بھی ہم نشیں

اول تو دوسرے مصرع کا لفظ آخر "ہمنشیں" کس طرح ہو سکتا ہے تجلی اتنے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ دونوں مصرعوں میں ایک ہی قافیہ نظم کر کے ایطائے جلی کا نمونہ بنا دیتے۔ دوسرا مصرع موجودہ صورت میں بھی ۱۲۲۹ھ کا حامل نہیں ہے، بلکہ اس کے اعداد ۱۱۲۹ھ ہوتے ہیں. تیسرے اس کی تاریخ تصنیف ۱۲۲۹ھ ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ مصحفی اپنے تذکرہ ہندی میں جو ۱۲۰۰ھ اور ۱۲۰۹ھ کے درمیان کی تصنیف ہے تجلی کے حالات میں ان کی اس مثنوی کا ذکر کر چکے ہیں ظاہر ہے کہ جو مثنوی ۱۲۰۹ھ سے قبل موجود تھی اس کا سنہ تصنیف ۱۲۲۹ھ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ زور صاحب کا یہ بیان بھی ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے کہ تجلی کی مثنوی لیلیٰ مجنوں، میر حسن کی مثنوی بدر منیر د بے نظیر سے پہلے لکھی گئی اور اس کا سن تصنیف ۱۱۸۸ھ قرین قیاس ہے

Marfat.com

۱۱۸۸ھ میں تجلی کا شمار کامیاب شعرا میں نہیں تھا اگر وہ یہ درجہ حاصل کر چکے ہوتے تو میر حسن اپنے تذکرے میں جو ۱۱۸۸ھ اور ۱۱۹۲ھ کے درمیانی وقفہ میں تصنیف ہوا، ان کا ذکر متاخرین میں ضرور کرتے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ مثنوی لیلیٰ مجنوں کی تصنیف تکمیل تذکرہ مصحفی یعنی ۱۲۰۹ھ سے پہلے ضرور ہوئی لیکن اس قدر پہلے نہیں کہ اسے ۱۱۸۸ھ سے قبل کی تصنیف کہا جا سکے۔

زیر نظر مخطوطے میں تاریخ تصنیف والی بیت اس طرح لکھی ہوئی ہے۔

یہ تاریخ متب پائی ہے پیش میں — کہ کل دیکھی جنت میں یہ ہمنشیں

افسوس ہے کہ کاتب کی کم سوادی یہاں بھی مخل ہے دوسرے مصرع کے عدد کاف بیانیہ کو ملا کر ۱۱۷۴ھ ہوتے ہیں جو کسی طرح سنہ تصنیف نہیں ہو سکتا، ۱۱۷۴ھ میں تو تجلی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ مصحفی نے ان کی عمر ۴۰ سال بتائی ہے اگر تذکرہ ہندی کی ابتدا ۱۲۰۰ھ سے اس کا حساب لگائیں تو ان کا سنہ ولادت ۱۱۶۰ھ بنتا ہے اور تکمیل سے شمار کریں تو ۱۱۶۹ھ۔

حالات مصنف:۔ تجلی کا نام صاحب مجموعہ نغز نے میر محمد حسن اور صاحب خم خانہ جاوید نے میر حسین لکھا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ ان کا نام محمد حسن تھا اور میر حاجی کے نام سے مشہور تھے۔ خوش معرکہ زیبا قلمی مخزونہ انجمن ترقی اردو میں لکھا ہے "شاعر منتہی میاں حاجی تجلی" تجلی کے والد کا نام میر محمد حسین کلیم تھا اصل باشندے آگرے کے تھے مگر دہلی میں رہتے تھے۔ تمام تذکرہ نویس اس بات پر متفق ہیں کہ وہ محمد تقی میر کے بھانجے بھی تھے اور شاگرد بھی۔ لیکن نصیر الدین ہاشمی کی تحقیق یہ ہے کہ "مظہر جان جاناں سے تجلی کو تلمذ حاصل تھا" (فہرست کتب خانہ سرسالار جنگ صفحہ ۶۹۶) ہاشمی صاحب کی یہ منفرد رائے یقیناً کسی ثبوت پر مبنی ہوگی۔ ابھی تک ہماری نگاہ سے ایسا کوئی تذکرہ نہیں گزرا جس میں تجلی کو مرزا مظہر کا شاگرد لکھا گیا ہو۔ ۱۹۶۱ء

Marfat.com

میں عبدالرزاق قریشی اسکالر نے مرزا مظہر جان جاناں پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ جو ادبی پبلشرز بمبئی کی طرف سے چھپ چکی ہے۔ اس میں مرزا مظہر کے حالات بڑے تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن ان کے شاگردوں کی فہرست میں تجلی کا نام وہ بھی شامل نہ کر سکے۔

مصحفی کا بیان ہے کہ "(تجلی) روزگار در فرقہ سپاہ گری باستیاز تمام کردہ می گمند" وہ تجلی کو بسیار آشنا کہتے ہیں اور نہ صرف ان کے ملکہ سخن گوئی کے قائل ہیں بلکہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ "اکثر مخمس و مسدس خوب خوب و غزلہائے بحر کامل از د برزبان شائقان زمال در شاہ جہاں آباد جاری است۔"

تجلی دہلی میں بیگم کے باغ واقع چاندنی چوک میں رہتے تھے۔ مگر آخر زمانہ میں عرب سرائے میں تبدیل ہو گئے تھے اور سپاہ گری چھوڑ کر بہر طور زندگانی گذارتے تھے۔ (مجموعہ نغز اول ص۱۳۴) گردش قسمت آخر عمر میں دیار مشرق کی طرف لے گئی اور وہیں انتقال ہوا۔ انتقال کا صحیح سنہ معلوم نہ ہو سکا۔

تجلی کا ایک ضخیم دیوان تھا (تذکرہ مصحفی) جو اس وقت نایاب ہے، صرف دیر تبصرہ مثنوی کے مخطوطے کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے سوا لیلیٰ مجنوں کا ایک نسخہ کتب خانہ سر سالار جنگ میں ہے (م ۰۷٦) اور دوسرا ادارہ ادبیات میں (صفحہ ۲۲۸ جلد اول) معلوم ہوا ہے کہ اس کا ایک مخطوطہ نیا فنت نیشنل میوزیم کراچی میں بھی ہے۔

نثر قمیص:۔ تمت تمام شد کتاب قصہ لیلیٰ مجنوں من تصنیف تجلی بتاریخ بیست و ششم روز پنجشنبہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ جلوس اکبر شاہ (مطابق سنہ ۱۲۳۴ھ) در دستخط بندہ رام کشن تحریر یافت۔

Marfat.com

محیط الحقائق

سائز ۶½ × ۸½ صفحات (۱۱۴۳) سطور (۱۷) کاغذ دیسی سنہ تصنیف ۱۲۳۴ھ

یہ کتاب ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو پنڈت برج موہن ناتھ کیفی نے انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ کو عنایت کی۔ کتاب بہت احتیاط کے ساتھ لکھی گئی ہے دونوں مصرعوں کے درمیان سرخ رنگ کی دوہری لکیریں ہیں۔ حاشیہ سہ رنگا بنایا گیا ہے۔ عنوانات فارسی ہی ہیں اور سرخ لکھے گئے ہیں۔ ۷۷ قلمی رنگین تصاویر نے کتاب کی خوبصورتی میں خاصہ اضافہ کیا ہے مصنف نے متعدد غزلیں بھی مثنوی کی بحر میں لکھ کر شامل کی ہیں۔

مثنوی کے سنہ تصنیف کا اظہار مولراج نظمی کے نو شعر کے قطعہ سے ہوتا ہے جس کے آخری دو شعر یہ ہیں۔

زہے سالِ تاریخش بہ محفل ـــــ بہ نظمی شب کسے میگرد مذکور

کہ صورت ساز معنی گرد ایما ـــــ بگو آئینہ اسرار مستور

اس کے نیچے لکھا ہے "آئینہ اسرار مستور" مادہ تاریخ مذکور است۔ اس کے بعد ۱۲۳۴ھ درج ہے۔ "اسرار مستور" کے عدد ۱۱۶۸ ہوتے ہیں اس لئے ۱۲۳۴ میں سے ۱۱۶۸ منہا کرنے کے بعد ۶۶ باقی رہتے ہیں جنھیں آئینہ کے اعداد قرار دینا پڑے گا۔ لیکن آئینہ کے اعداد (۶۶) اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ (ی) کو خارج از حساب سمجھا جائے اور یہ طریقہ اصول تاریخ گوئی کے خلاف ہے۔

مولراج نظمی فارسی کے اچھے شاعر تھے ان کا ذکر صاحب گلشن نے کیا ہے مگر نام مولچند لکھا ہے (ص ۵۳۱)

Marfat.com

اس مثنوی کی کتابت کا انداز وہی ہے جو دوسری قدیم کتابوں کا ہے "ایک" کو "اک" "دکھایا" کو دیکھایا، "گل سے" کو گلسے، اس سے کو اُسے اور جس سے کو جسے لکھا گیا ہے۔ یک بیک کا املا ایک مقام پہ یکبیک قرار دیا ہے۔ علیٰ ہذا لقیاس چونکہ مصنف مثنوی محیط فارسی کے جید عالم و شاعر تھے اس لئے جو زبان استعمال کی ہے وہ کافی فارسی آمیز ہے۔ اور فارسی محاورات کو اچھے انداز کے ساتھ اُردو کا جامہ پہنایا ہے۔ مثلاً ؎

ہوا جوں گل وہ کرشن ایک روز خنداں — دکھایا ماں کو حق کا راز پنہاں

اب اس محبوبِ عالم کا وہ احوال — بیاں کرنا ہے واجب نزرِ اجمال

برہمن تھا سری دھر ایک بدحال — کر اس کو تو سمن ذلت کا پامال

وہ غائب نند کا ہونا بدریا — بہانا تھا پئے گفتن بدنیا

مثنوی محیط الحقائق ایک مذہبی تصنیف ہے اس میں ہندوؤں کے اوتار سری کرشن کے حالات کو بھاگوت گیتا کے دسویں اسکند سے اخذ کر کے نوّے فصلوں میں نظم منظم کیا گیا ہے۔

حالات مصنف:۔ مثنوی کے مصنف کا نام لالہ راجس ہے وہ کھتری عرف دھو توم کے فرد، لالہ گنگا بشن عاجز کے خلف الرشید اور لاہور کے متوطن تھے دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ تذکرہ گلزار ابراہیم میں ان کا ذکر مغموم تخلص کے تحت کیا گیا ہے اور (۲۳) اشعار نقل کئے گئے ہیں لیکن ریاست رام پور کے کتب خانہ میں گلزار کا جو مخطوطہ ہے اس میں مغموم کا حوالہ تو ضرور ہے۔ لیکن حالات محیط کے ذیل میں دیئے گئے ہیں اور بہت مفصل ہیں کلام بھی تقریباً (۱۰۰) صفحات میں ہے جس میں تمام اقسام نظم شامل ہیں۔ اس مخطوطے میں محیط کی دس مثنویوں کا ذکر ہے ان میں سے پانچ عشقیہ ہیں اور پانچ منصوفانہ عشقیہ مثنویوں کی تفصیل یہ ہے۔

Marfat.com

(۱) محیط عشق — ہیر درانجھا کے حالات میں۔
(۲) محیط درد — سستی پنو کی داستان۔
(۳) محیط غم — مرزا صاحبان کے بیان میں۔
(۴) حسن بخشی
(۵) حسن وعشق — مادھونل اور کام کندن کے ذکر میں۔

تصوف کی مثنویوں کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) محیط الحقائق — ترجمہ بھگوت گیتا۔ (زیر نظر مثنوی)
(۲) محیط الاسرار — ترجمہ بھگت مالا۔ (یہ ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ء کی تصنیف ہے)
(۳) محیط معرفت — ترجمہ جوگ باشسٹ (یہ ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء کی تصنیف ہے)
(۴) گلشن معرفت — ترجمہ پوتھی پربودھ، چندرادوی ناٹک
(۵) محیط اعظم — ترجمہ پوتھی جنم ساکھی براحوال گورونانک (یہ ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء کی تصنیف ہے)

محیط اعظم کے دو حصے ہیں۔ ہر حصے کا عنوان محل ہے۔ محل اول میں گورونانک سے گورو گوبند سنگھ تک کا حال ہے۔ دوسرے حصے میں مادھوداس المخاطب بہ بندہ کا حال درج کیا ہے۔ محیط کی ایک تصنیف اور بھی ہے جس کا نام محیط دانش ہے اور وہ انوار سہیلی المعروف بہ کلیلہ دمنہ کا ترجمہ ہے۔ علی ابراہیم خاں نے محیط کے حالات کی ابتدا اس طرح کی ہے"

"از دل برداشتگان سموم عشق و منسلکان سرکار ممتاز الدولہ مسٹر جانسن بہادر بودہ است۔ بعد ازاں بہ سررشتہ داری پرمٹ ضلع بنارس ماموراست۔ در ۱۱۹۹ھ براقم آثم در بنارس ملاقی شدہ"

(دیباچہ دستور الفصاحت ص)

Marfat.com

اس مخطوطے میں تقریباً ۱۰۰ صفحات پر محیط کے ہر قسم کے کلام کا انتخاب دیا گیا ہے۔ محیط کے چھوٹے بھائی لالہ جواہر سنگھ کا تخلص رام تھا۔ وہ بھی اپنے بھائی کی طرح مسٹر جانسن کے ملازم تھے۔ مسٹر ڈنگین کی عنایت سے غازی پور کے داروغہ پرمٹ ہو گئے تھے۔

محیط الحقائق کی ابتدا ان اشعار سے ہوتی ہے۔

بنام نقشبند صورت پاک — منقش جس سے ہے سب ارض وافلاک
یہ ہیں جو نقش گو ناگوں ہویدا — اسی کے کلک قدرت سے ہیں پیدا
فلک پر ہیں جو نور آگیں کواکب — اسی نقاش کے یہ نقش ہیں سب
زمیں پر یہ جو رنگا رنگ ہیں گل — اسی کی ہے یہ نقاشی جزو کل

اس قبیل کے پچاس اشعار لکھ کر اپنے عقیدے کے اظہار میں مصنف کہتا ہے ؎

سوئے کثرت ہو وحدت سے نمودار — گلوں سے کر دیا پُر سب یہ گلزار

اس کے بعد برہما، بشن، اور مہا دیو کی پیدائش اور ان کے اختیارات کا اظہار ایک بیت میں اس طرح کیا ہے ؎

انھیں تینوں کے ہے قبضے میں ہر دم — یہی رازِ الٰہی کے ہیں محرم

اسی سلسلے میں مختلف اوتاروں کا تعارف کرانے کے بعد آٹھویں اوتار سری کرشن کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں ؎

اب اس محبوب عالم کلاہ احوال — بیاں کرنا ہے واجب تر بہ اجمال
کہ تا یہ نسخۂ فرخندہ فرجام — بنام پاک پاوے حسن انجام

نسخۂ زیر نظر کی ترتیب کی تمہید اور سری کرشن کے ظہور کے اسباب پر روشنی ڈالنے کے بعد "مناجات واجب بے ہمتا" ہے جسے ان اشعار پر ختم کیا گیا ہے ؎

Marfat.com

محیط اس یاوہ گوئی سے ہو خاموش | بدرگاہ الٰہی رہ ادب کوش
طلب کر حق سے کچھ حاجت نہ زنہار | بذات خود وہ ہے دانائے اسرار
کرے وہ لطف سے جو کچھ عنایت | سمجھ اس کو نوائے ناداں رعایت

اس مناجات کا سرا ساقی نامہ سے جا ملایا ہے جس کے آخریں سات ابیات کی غزل درج کرکے پہلا ادھیائے " پرسیدن راجہ پرچھیت از لیلائے سری کرشن جیو از سکھدیو سوامی" کے عنوان سے شروع کیا گیا ہے۔

پہلے ادھیائے کی آخری بیت یہ ہے۔

نظر بے پردہ گر آوے وہ محبوب | سناؤں پھر غزل تجھ کو خوش اسلوب

مگر کوئی غزل درج نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کے بدلے دوسرا ادھیائے شروع کردیا گیا ہے۔ آخری ادھیائے کا عنوان یہ ہے۔

ادھیائے نودم از اسکندھ بیان خوبی درارکا واقعات شبا روزی سری کرشن جی و شرح کثرت اولاد و احفاد سری کرشن جیو"

اس ادھیائے میں سب سے کم اشعار ہیں یعنی صرف ۲۳۹ جن میں سری کرشن جی کی اقامت گاہ " دوارکا" کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ در و دیوار اور خاک کی تعریف میں کہتے ہیں :-

در و دیوار اس کی تھی سنہری | تمامی خاک وہاں کی تھی روپہری

دوارکا شہر کی تعریف کے بعد سری کرشن کی ازواج و اولاد کی تصریح کی ہے :-

بکثرت ان کی بھی تھی جو کہ اولاد | شماران سب کی یوں کرتے ہیں تعداد
کہ وہ یک لاکھ ہفت و یک الف تھے | اور اس سے زیادہ ان سے پرشرف تھے

یہ بیان برومن کے اخلاف کے شجرہ میں بھدرسین پر ختم ہوتا ہے۔

اختتام :- آخری اشعار یہ ہیں :-

Marfat.com

محیطِ رحمتِ ایزد ہے پُر جوش — سخن سازی سے بس اب ہو تو خاموش
پلا ساقی مے عرفاں کا اک جام — کہ میں نے داستاں یہ کی ہے اِتمام
مری مشکل جواب کی تونے آساں — بجا لاتا ہوں تیرا شکر احساں
بختم داستان روح پرور — غزل سن مجھ سے اے ساقیٔ کوثر

اس کے بعد (۱۱) اشعار کی ایک غزل لکھ کر کتاب ختم کردی ہے۔ اس غزل کا مطلع و مقطع ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حقیقت' حق کی وہ سمجھے کماہی — جو ہو کوئی واقف راز الٰہی
محیط عشق کا جو آشنا ہو — کبھی کشتی نہ ہو اس کی تباہی

ترقیمہ :۔

کاتب نے اپنا نام یوں ظاہر کیا ہے ؎

"بدستخط بندہ شیو پرشاد در بلدۂ بنارس تحریر یافت"

سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔

باغ ایماں (چراغ ایماں)

سائز ۱۰×۶، صفحات (۹۱) سطور (۱۰) سنہ تصنیف ۱۲۵۵ھ

اس مثنوی کے مصنف کا تخلص کشفی ہے۔ چونکہ آغاز کتاب میں محمد علی شاہ اودھ (۱۲۵۳ - ۱۲۵۸ھ) کی مدح کی گئی ہے اس لئے قیاس ہوتا ہے کہ کشفی کا وطن لکھنؤ تھا۔ کشفی لکھنوی کے ذکر سے خم خانہ جاوید جیسا جامع تذکرہ بھی خالی ہے۔ اس لئے یقین کے ساتھ ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں ایک کتاب "گنج نعمت" نام کی ہے جو مطبع مظہر العلوم لکھنؤ

Marfat.com

سے ۱۳۱۰ھ میں طبع ہوئی تھی۔ اس میں بھی مصنف کا نام نہیں بتایا گیا صرف کشفی تخلص آیا ہے۔ البتہ راقم سطور کی قلمی یادداشتوں میں کشفی تخلص کے ایک شاعر درج ہیں جو لکھنؤ کے ساکن تھے اور جن کا نام نواب باقر علی خاں تھا۔ ممکن ہے کہ یہی باغ ایمان اور گنج نعمت دونوں کتابوں کے مصنف ہوں۔

یہ مثنوی جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے سلیمان جاہ محمد علی شاہ کے عہد میں لکھی گئی۔ اس کی کتابت کا انداز وہی ہے جو قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ "کرینگے" "کراکرینگی" اس سے "کو" "اُستے" اور چودہ کو "چوداں" تحریر کیا گیا ہے۔ "کی" کی جگہ "کے" لکھا ہے مثلاً ایک شعر ہے ؎

بادفا قوم ہے نصارا کے   مینی تکلیف خود گوارا کے

بعض مقامات پر اس مخطوطے کی ابیات میں ترمیمیں بھی کی گئی ہیں جس سے گمان ہوسکتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کے قلم کا ہے۔ مثلاً ایک بیت تھی ؎

لایا ایک شخص بھر کے دلو پر آب   مضمضے سے ہوا وہ مشک ناب

چونکہ مصرعہ اول میں "پر آب" کے ہوتے ہوئے "بھر کے" کا وجود صحت کے خلاف تھا اس لئے اس طرح تبدیل کیا گیا۔

لایا ایک شخص وہاں جو دلو پر آب   مضمضے سے ....

ایسی ترمیمیں چند اور مقامات پر بھی ہیں۔ بعض صفحات کے حاشیوں پر زائد آیات بھی نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق ان مباحثات سے ہے۔

مثنوی کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک پادری جس کا نام یوسف وولف تھا یہودی سے عیسائی ہوا، اور اکثر ممالک کی سیر و سیاحت کرتا ہوا ۱۲۴۸ھ میں لکھنؤ پہنچا۔ اس وقت شاہ نصیر الدین حیدر سریر آرائے اودھ تھے انہوں نے یوسف پادری کو خلعت فاخرہ و انعام و اکرام سے نوازا۔ یہاں اسے بعض اسلامی مسائل پر علمائے اسلام سے تبادلہ خیالات کی

Marfat.com

سوجھی۔ اس وقت مولوی سید محمد صاحب متوفی سنہ ۱۲۸۴ھ مجتہد العصر تھے۔ اس نے مجتہد صاحب کو ایک مکتوب روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ۱۴ برس کے بعد حضرت عیسٰی خروج کریں گے اور عیسائیت کو فروغ ہوگا اور اس سلسلہ میں توریت صحف دانیال کا حوالہ دیا۔

مولوی سید محمد صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ

تم کو آنا یہاں مناسب ہے — کوشش دین راست واجب ہے

اور سے

پہلے الہام کی سند لاؤ — کیا دلیلیں ہیں اس کو بتلاؤ

اس کے جواب میں پادری نے ماہ مبارک کی ساتویں تاریخ کو سہ شنبہ کے روز دوسرا خط لکھا جس میں بتایا کہ صحف دانیال میں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی دو ہزار تین سو سال کے بعد خروج کریں گے کیونکہ ان کا زمانہ عیسٰی سے ۳۴۵ سال پہلے کا ہے اس لئے سنہ ۱۸۴۷ء میں حضرت عیسٰی کا خروج ہونا چاہیئے اور اب ۱۸۳۳ء ہے اس لئے ظہور عیسٰی کے ۱۴ سال باقی ہیں۔ اس نے وہ نشانیاں بھی بیان کیں جو انجیل کے چوبیسویں باب میں درج ہیں۔

سید محمد صاحب ابھی اس کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ وہ خود پہنچ گیا۔ جانبین میں جو گفتگو ہوئی اس کے نتیجہ میں پادری کو خفت اٹھانی پڑی مگر وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث اسلام نہ لا سکا۔

آغاز:۔

مثنوی کا آغاز اس طرح ہے ؎

اسم داور ہے زینت دفتر — اس کے باعث ہے عظمت دفتر

سب سے بالا ہے نام حق باللہ — کیوں نہ سر نامہ ہو بسم اللہ

Marfat.com

خوب دریائے شان دادر ہے　　غرق حیرت جہاں شناور ہے

حمد کے اکیس اشعار کے بعد حضور سرور کائنات صلعم کی نعت مبارک کے سلسلہ میں ۱۴ مشہور معجزات کا بیان ہے جس کا انداز یہ ہے ؎

مرغ بالائے سر نہ آتے تھے　　دور ہٹ کر ادب سے جاتے تھے

تن پہ بیٹھے مگس نہ تھی یہ مجال　　لیتے کے دل میں تھا ادب کا خیال

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب اور حاکم عصر نواب محمد علی شاہ کی تعریف اور توصیف کی ہے۔ جس کے آخر میں "ساقی نامہ دربیان باعث تالیف" ہے۔

اختتام:۔

یہ مثنوی ان اشعار پر ختم ہوتی ہے ؎

لکھنے اور پڑھنے والے شاد رہیں　　مرحبا کر کے مجھ کو یاد کہیں

میرے اشعار میں خطا گر ہو　　جو کہ ہو نیک وہ عطا پہ ہو

کون ہوتا ہے اس قدر مصروف　　اے تشفی سخن کو کر موقوف

گو نہیں عقلمند ڈرتے ہیں　　مختصر سب پسند کرتے ہیں۔

ترقیمہ:۔

تمام شد بتاریخ دوم ماہ مبارک رمضان یک شنبہ قریب سہ پہر ۱۲۵۵ھ

ترجمہ منطق الطیر

سائز ۱۱×۷، صفحات (۳۶۴) سطور (۱۱) سنہ تصنیف ۱۲۲۷ھ سنہ کتابت ×

یہ کتاب فارسی کی تصنیف منطق الطیر کا منظوم ترجمہ ہے جسے فریدالدین آفاق اور امیر بخش شہرت کی متحدہ کوششوں کا نتیجہ کہنا چاہیے۔ خط نستعلیق اور خوبصورت ہے

Marfat.com

اتنے بڑے سائز کے صفحہ میں صرف ۱۱ سطریں لکھی گئی ہیں جس سے بین السطور کافی نمایاں ہے جدولیں دورنگی ہیں۔ عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں اور فارسی میں ہیں ابتدائی پانچ ورق ندارد ہیں اسی طرح آخر کے بھی کچھ اوراق شامل نہیں۔ اس لئے یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ مصنفین نے اس ترجمہ کا نام کیا رکھا تھا۔ اور کس سنہ میں کس کاتب کے قلم سے نقل ہوا۔ محض اس بنا پر کہ اس میں منطق الطیر کا نام آیا ہے، اسے "ترجمہ منطق الطیر" کا نام دیا گیا ہے۔ وہ ابیات یہ ہیں ؎

منطق الطیر اب جو ہے یہ فارسی — چشم دل سے جوں نگہ خوب اس کو کی
پُر صفا ہر شعر ہے اس کا کمال — اور اس کا ہر صفحہ ہے آئینہ مثال
ہر لبسر آئینہ عرفاں ہے یہ — معرفت کے حسن کی زدکال ہے یہ
ہو زبان ریختہ میں یہ اگر — فہم میں آوے ہر ایک کے خوب تر

کلیلہ دمنہ کے اردو ترجمے کے ضمن میں آفاق و شہرت کے حالات درج کئے جا چکے ہیں۔ یہ دونوں بھائی شمس الامراء شمس الملک شمس الدولہ ابوالخیر خاں بہادر تیغ جنگ کے درباری تھے۔ منطق الطیر کا ترجمہ بھی انہیں کی ہدایت کے مطابق کیا گیا۔

ابتدا کے پانچ اوراق میں غالباً حمد اور نعت کی ابیات ہوں گی۔ ان کے بعد اپنے پیر مولانا فخرالدین دہلوی کی منقبت لکھی ہے جس کی آخری ابیات زیر نمبر و مخطوطہ میں موجود ہیں ؎

عذر کرا اے پیر از پا تا لغبرق — لجۂ عصیاں میں شہرت ہے غرق
دستگیری کر کے اس کو نکال — جلد اے اس پا فتادہ کو سنبھال
کر نہ محروم اس کو اے فخر جہاں — چھوڑ کر یہ در نرا جائے کہاں
عرض کرنے کی نہیں کچھ احتیاج — ہوئے اپنے کی ہر ایک کو آپ لاج

آفاق نے اپنے بھائی شہرت کی تعریف اس میں بھی اسی طرح کی ہے

Marfat.com

جس طرح کلیلہ دمنہ کے ترجمے میں ہے وہ کہتے ہیں ؎

خان شہرت وہ برادر ہے عزیز ذی خرد، ذی فہم ذی ہوش و تمیز

کیا کہوں اس کی ذکاوت کی ہیں بات کی برابر فکر اس نے میرے سات

آفاق و شہرت دونوں بھائیوں نے ۱۶ ر ذی قعد ۱۲۲۷ھ کو ترجمہ کا آغاز کیا اور اسی سال میں ۱۶ ر ذی الحجہ کو اسے ختم کر دیا۔ اس کی تفصیل وہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں ؎

سولویں تاریخ ذی قعدہ کی تھی جب یہ تصنیف اس کی ہی آغاز کی

سولویں ذی الحجہ کو پھر تو وقت شام ایک مہینے میں ہوئی یعنی تمام

سال ہجری پھر گئے جو ہیں نے سب سن تھے بارہ سو پہ ستائیس جب

ترجمہ منطق الطیر کی ابیات کا مجموعہ چار ہزار کے قریب ہے اور اشعار کی اتنی کثیر تعداد کا نظم کرنا آفاق و شہرت کی قادر الکلامی کی دلیل ہے ۱۶ ر ذی قعدہ سے ۱۶ ر ذی الحجہ تک صرف ۳۰ دن ہوتے ہیں۔

منطق الطیر کا ترجمہ چونکہ نواب شمس الامرا کی فرمائش اور انہیں کے عہد میں کیا گیا تھا اس لئے مناجات کے بعد ان کی توصیف و تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے اس مدح کی ابیات (۱۶) ہیں ؎

شمس الامرا زیب بخشش عز و جاہ حق رکھے اس کو سلامت دیرگاہ

ہے وہ نواب اس قدر عالی جناب فیض سے ہے جس کے عالم فیضیاب

پانی پانی بحر ہے دیکھ اس کا دل ابر و بخشی سے اس کی ہے خجل

اس مدح کے بعد وجہ تالیف کا ذکر کر کے حضرت عمرؓ کی حکایت نظم کی ہے پھر حضرت علیؓ اور رابعہ بصریؒ کی چند حکایتوں کے بعد شیخ فریدالدین عطار کے حوالہ سے ایک مسافر و قطاع الطریق کا قصہ بیان کیا ہے۔ پھر ہدہد، صعوہ، طوطی، کبک، شہباز

Marfat.com

طاؤس، تدرو، قمری، فاختہ، باز سفید، مرغ زریں سے خطاب کیا ہے۔ ان خطابات کے بعد یہ عنوان ہے ؎

"ترتیب دادن مجلس جمیع مرغان در رہبری کردن ہدہد تمامی مرغان را۔"

ان طائروں کا مجلس میں جمع ہونا اور ہدہد کے ساتھ گفتگو کرنا جس میں بہت سے بزرگان سلف کی نصیحت آمیز اور دلپسند حکایات شامل ہیں، بہت ہی عمدہ انداز میں بیان کیا ہے۔

آغاز:۔

زیر نظر مخطوطہ مناجات کی ان ابیات سے شروع ہوتا ہے۔ ابتدا میں اپنے پیر کی تعریف کی ہے ؎

اہل تقویٰ عارف شب زندہ دار ‏ ‏ شیخ وقت وصوفی وپرہیزگار
آستانے پر ہیں اسکے جبہ سا ‏ ‏ صدق دل سے ہردمہ صبح ومسا

اختتام:۔

زیر نظر مخطوطہ کا آخری عنوان ہے "حکایت بادشاہ کہ بر پسر وزیر عاشق شدہ بود"۔ اس عنوان کی (۹۴) ابیات موجود ہیں۔ آخری دو ابیات یہ ہیں ؎

جب کہ ہوگا روز محشر آشکار ‏ ‏ دے گا بدلہ .... پروردگار
شہ نے جس دم سنا اس سے جواب ‏ ‏ ہوگیا دل غم سے .... تاب

ترقیمہ نہیں ہے۔

مثنوی ضمیر

سائز ۱۰×۶، صفحات (۲۵) سطور (۱۷) سنہ تصنیف قبل از ۱۲۷۲ھ سنہ کتابت

Marfat.com

یہ مثنوی میر ضمیر لکھنوی کی ہے خط اگرچہ شکستہ ہے لیکن خوشنما ہے عنوانات نہیں لکھے گئے ہیں ان کی جگہ ایک ایک سطر چھوڑدی گئی ہے۔ سنہ تصنیف کا اظہار نہ مثنوی کی کسی بیت سے ہوتا ہے نہ کاتب نے کہیں اشارہ کیا ہے کل ابیات (۷۰۴) ہیں یہ ایک عاشقانہ مثنوی ہے جو مثنوی گلزار نسیم کی بحر میں لکھی گئی ہے۔

حالات مصنف: ضمیر ہندوستان کے مشہور مرثیہ گو ہیں۔ ان کا نام میر مظفر حسین تھا۔ میر قادر حسین کے فرزند ارجمند اور لکھنؤ کے باشندے تھے، شعر گوئی میں شیخ غلام ہمدانی مصحفی سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ قادر الکلام شاعر تھے، دربار حسین کے مصنف کا بیان ہے کہ ضمیر ضلع گوڑگاؤں کے موضع ہنگھوڑ کے رہنے والے تھے یہ موضع قصبہ سلطان پور کے قریب واقع ہے۔ ضمیر کے والد میاں الماس علی خاں خواجہ سرائے شاہی کے مصاحب و ملازم تھے جو نواب شجاع الدولہ و آصف الدولہ کے عہد میں تھے۔ اور نواب سعادت علی خاں کے زمانے تک حیات رہے، آدمی مالدار تھے مگر علم سے بالکل بے بہرہ۔ میر ضمیر کے والد فیض آباد میں بھی میاں الماس کے ساتھ رہے اور جب دار السلطنت لکھنؤ تبدیل کیا گیا تو ان کے ساتھ ہی لکھنو آگئے۔ ضمیر بھی ہمراہ تھے۔ طبیعت میں ایجاد و اختراع کا خداداد مادہ تھا مرثیہ میں سراپا کا اضافہ کرکے مرثیہ کی جدید طرز کی بنیاد رکھی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۴۹ھ کا ہے چنانچہ خود ایک مرثیہ کے مقطع میں کہتے ہیں۔

حسب سال کہے وصف یہ مشکل نبی کے — سنہ بارہ سو انچاس تھے ہجر نبوی کے
آگے تو یہ انداز سخن سنے نہ کسی کے — اب سب یہ مقلد ہوئے اس طرز نئی کے
دس ہیں کہوں سو ہیں کہوں یہ ورد ہے میرا — اس طرز میں جو جو کہے شاگرد ہے میرا

میر ضمیر کے پڑھنے کا انداز بہت دلکش تھا، نواب سید محمد علی خاں عرف نواب دولہا شمس آبادی کا بیان ہے کہ میر ضمیر مرحوم جب تحت اللفظ مرثیہ منبر پہ پڑھتے تھے

Marfat.com

تو مضمون کی صورت ہو جاتے تھے ان کے کسی بند پر واہ واہ ہوتی تھی اور کسی پر آہ آہ۔

خوش مزاج لطیفہ پرداز، نفیس طبع، خلق مجسم، وضعدار، پختہ رنگ، کشیدہ ابرو، متوسط قامت، لاغر اندام تھے۔ تاریخ و حدیث کا علم کافی تھا۔ مرزا قاسم علی کے شاگرد میر احمد علی داستان گو سے سماعت داستاں کی تھی۔ وہ ہجو کے ایک نئے طرز کے بھی موجد ہیں جسے سہرہ کہتے ہیں ان کے خیال میں ہر سہرہ میں تین دشمنان اہل بیت کی ہجو کی جاتی ہے جنھیں اہل تشیع نمرود شداد فرعون کا نام دیتے ہیں (نعوذ باللہ) حکیم مہدی علی خاں مرحوم بار دیگر بزمانہ سلطان محمد علی شاہ مسند وزارت پر متمکن ہوئے تو اپنے تعمیر کردہ امام بارہ حسین آباد میں سو روپے ماہانہ پر میر ضمیر کو مقرر کر دیا۔ ضمیر کے بعد یہ تنخواہ تاحیات مرزا سلامت علی دبیر کو اور بعدہٗ مرزا محمد جعفر اوج کو کچھ مدت ملتی رہی۔ ضمیر کا انتقال ۱۲۷۲ھ میں ہوا۔ ان کے بھانجے میر تفضل حسین ابر نے تاریخ وفات لکھی ہے ؎

جب سید ضمیر نے جام اجل پیا — دل نے خیال مصرع تاریخ کا کیا
آئی ندا یہ غیب سے ابر کان میں — دست اجل نے پیرہن آخرت سیا

سید افضل حسین ثابت لکھنوی نے مصرع چہارم کے "آخرت سیا" سے ۱۲۷۲ھ برآمد کئے ہیں حالانکہ اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں۔ ابر کا خیال مصرع تاریخ کے لئے تھا اور اسی کے سلسلہ میں غیب سے ان کے کان میں ندا آئی تھی۔ اس لئے تاریخ پورے مصرع چہارم سے برآمد ہونی چاہیے تھی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔

ضمیر کے استاد بھائی منشی مظفر علی اسیر کا قطعہ تاریخ بہت برجستہ ہے جو ان کے دیوان فارسی میں طبع ہوا ہے۔

میر ضمیر فارسی میں بھی شعر کہتے تھے چنانچہ ان کا ایک فارسی مرثیہ کلیات مراثی ضمیر میں شامل ہے۔ ان کے بعد ان کے خاندان میں مرثیہ گوئی کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

کلیات مراثی کے علاوہ مثنوی مظہر العجائب، معراج نامہ، اور چہار بند ان کی تصنیف ہے

Marfat.com

یادگار ہیں۔ یہ فہرست دربار حسین کے مصنف نے دی ہے۔ مثنوی زیر تبصرہ کا علم شاید انہیں نہ ہو سکا۔

ضمیر کے شاگردوں میں مرزا سلامت علی دبیر کے علاوہ مرزا اکبر علی منیر ملازم ریاست دھول پور بھی اچھا لکھنے والے تھے۔

آغاز مثنوی:۔

مثنوی حمد کی ان ابیات سے شروع ہوتی ہے ؂

لکھتا ہوں میں حمد ایزد پاک	پیدا کئے جس نے ارض و افلاک
پنہاں وہی اور وہی عیاں ہے	نام اس کا ہر اک کو حرز جاں ہے
عنقا کو ہوا پہ اس نے جا دی	طاؤس کو اطلسی قبا دی

حمد، نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور منقبت حضرت علی و ائمہ کرام سے گزر کر عشق سے خطاب کر کے کہتے ہیں ؂

اے عشق میں کیا کہوں تو کیا ہے	آشوب ہے فتنہ ہے بلا ہے
سودا ترا رکھتا ہو نہ جو سر	وہ کوزۂ خاک ہے سراسر
جو دل کہ نہ ہوئے تیرا مسکن	کہیئے اسے سنگ بلکہ آہن

عشق کی تعریف میں (۲۷) ابیات لکھنے کے بعد قصہ کا آغاز اس طرح ہے ؂

تاجر کسی ملک میں تھا کوئی	اہل زر و صاحب نکوئی

تاجر کی سیر حاصل تعریف کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ وہ ایک روز بڑے طمطراق کے ساتھ سیر کو نکلا اور چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچا جہاں ایک باغ میں فروکش ہو گیا۔ دن ناچ رنگ اور تفریح میں گزار کر اور کھانا کھا کر ایک کمرے میں چارپائی پر جا لیٹا اس کمرے میں دیواروں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں، ایک تصویر اسے بہت پسند آئی اور اس کے بنانے والے کے دھیان میں تمام رات بیقراری میں گزاری۔ صبح کو مکان کے

Marfat.com

مختار کو بلا کر نقاد یہ بنانے والے کا حال پوچھا۔ مختار مکان نے پہلے تو ٹالنا چاہا لیکن جب اس طرف سے زیادہ اصرار ہوا تو اس نے بتایا کہ چھ مہینے ہوگئے یہاں ایک قافلہ آیا تھا۔ قافلہ سالار کی ایک خوبصورت لڑکی تھی یہ نقش اسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے۔ تاجر یہ ماجرا سن کر بہت مضطرب ہوا، ندیموں نے اس کے خیالات تبدیل کرنے کی کوشش کی مگر کچھ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ وہ مزید چھ ماہ اس خیال سے وہاں مقیم رہا کہ شاید قافلہ واپس آجائے لیکن یہ امید بھی بر نہ آئی تو اس نے مختار مکان کو بلایا اور کہا کہ ؎

اب تیرے سوا جہاں میں زنہار — کوئی بھی نہیں شفیق و غم خوار
اینڈ دیتجھے رکھے بے ملامت — تا حشر بکام دل سلامت
دیتا ہوں میں تجھ کو مال و زر یہ — احسان تو اتنا مجھ پہ کر یہ
یعنی میں مسافر عدم ہوں — مانند چراغ صبحدم ہوں
کرتا ہوں میں تجھ کو یہ نصیحت — کیجو مری اس مکاں میں تربت
شاید کہ کبھی وہ پاک داماں — ہو میرے مزار پہ خراماں
اور جس گھڑی آئے وہ پری رو — سب حال مرا سنائیو تو

آخر کار تاجر مر گیا۔ قضارا کچھ دن کے بعد وہ قافلہ بھی واپس آگیا جس میں اس کی محبوبہ تھی اور اسی مکان میں قیام کیا وہ ایک روز پردہ اٹھا کر دیکھ رہی تھی کہ قبر پر نظر پڑی۔ اس نے مختار مکان کو بلا کر معلوم کیا کہ یہ قبر کس کی ہے۔ مختار مکان نے تاجر کے عاشق ہونے اور صدمۂ ہجر سے مر جانے کا مفصل حال بیان کیا۔ محبوبہ پر اس کا اثر اس قدر ہوا کہ واویلا کرنے لگی اور کہنے لگی ؎

بیزار ہوں اپنی زندگی سے — میں کیا کروں تجھ بغیر جی کے
نے صبر ہے نے قرار مجھ کو — پاس اپنے بلالے یار مجھ کو
سچ عاشق زار ہے اگر تو — اب بہر خدا نہ دیر کر تو

Marfat.com

کہتی تھی ابھی وہ غیرتِ ماہ　　شق ہوگئی قبر اس کی ناگاہ
بس جان سی ایک پا گئی وہ　　تربت میں غرض سما گئی وہ

اس کے بعد چار ابیات مزید لکھی ہیں اور مثنوی ختم کردی ہے۔ آخری ابیات یہ ہیں ؎

خاموش بس اے ضمیر خاموش　　دیکھا تری طبع گرم کا جوش
لکھنے کی ہوس نہ کر تو آگے　　بس ہاتھ سے اب قلم کو رکھ دے

ترقیمہ نہیں ہے۔

چار درویش منظوم

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات (۳۳۴) سطور (۱۶) سنہ تصنیف ۱۲۱۶ھ سنہ کتابت

یہ (۵۲۷۰) ابیات کی مثنوی میر عنایت اللہ خاں سرشار کی تصنیف ہے قصہ چار درویش مصنفہ محمد علی خاں شوق ۱۲۱۴ھ میں مکمل ہوا تھا اس کی ابیات پانچ ہزار سے کم تھیں یہ مثنوی اس کے ایک سال بعد یعنی ۱۲۱۵ھ میں شروع ہوئی اور ۱۲۱۶ھ میں ختم ہوئی۔ اس لئے نسبتاً بہتر ہے اور ابیات کی تعداد بھی زیادہ ہے۔

حیدر آباد کے بعد تیرھویں صدی کے آغاز میں ارکاٹ ہی دکن کا ایک ایسا علاقہ تھا جس نے اردو کی ترقی و سرپرستی میں اپنی بساط کے موافق حصہ لیا۔ چار درویش منظوم اس کا ایک ثبوت ہے۔ یہ مثنوی معین الملک عمدۃ الامرا امیر الہند والاجاہ (۱۲۱۰ھ تا ۱۲۱۶ھ) کے عہد میں تصنیف ہوئی۔ شاعر نے اپنی مثنوی میں نواب مذکور کی مدح میں متعدد ابیات لکھی ہیں۔

کروں مدح نواب عالی جناب　　کہ تھا عمدۃ الامرا جس کا خطاب

Marfat.com

بڑی اس کی دولت بڑے اسکے ٹھاٹ — وہ ہے وارث صوبۂ آرکاٹ
سخاوت کے گھر کا ہے روشن چراغ — تر و تازہ اس سے عدالت کا باغ
وہ شبیر دلاور بمیدان جنگ — ولایت میں اس نام لرزیں فرنگ
وہ باعث ہے عالم کے آرام کا — بہ امداد حق، قوت اسلام کا
سلامت رکھے حق تعالیٰ اسے — رکھے خلق میں دست بالا اسے

آخری بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدحیہ ابیات ۱۲۱۵ھ میں لکھی گئی ہوں گی کیونکہ عمدۃ الامرا ۲۱ ربیع الاول ۱۲۱۶ھ کو وفات پا چکے تھے اور مثنوی، جیسا کہ خود مصنف کا بیان ہے کہ ایک سال کی مدت میں ۱۳ رجب ۱۲۱۶ھ کو تاج الامرا کی وفات کے ۴ ماہ دس دن بعد مکمل ہوئی۔

اسی سلسلہ میں مصنف رقمطراز ہے ؎

ہے دولت میں اسکے قدیم اک امیر — خردمند بلند بخت روشن ضمیر

امیر کا نام ظاہر نہیں کیا گیا، لیکن قرائن کہتے ہیں کہ وہ سالار جنگ نام رکھتے تھے۔ اور ان کے صاحبزادے کا نام نجیب الدین خاں تھا۔

شجاعت کی شمشیر کا آب و رنگ — وہ یکتا بہادر ہے سالار جنگ
ہے اولاد میں اس کے ایک نامور — رکھا باپ نے جس کو تجویز کر
وہ فرزند والد پر اپنے فدا — رہے باپ کا اپنے ہوخاک پا
کر دل مدح اس کا تو امکان ہے — کہ جس کا اک عالم پہ احسان ہے
اگر دیکھیے اس مکاں غور کر — محمد نجیب الدین خاں نامور
وہ نیر امارت کے ہے برج کا — وہ گوہر سخاوت کے ہے درج کا
لے طفلی سے تا ایں زماں چہل سال — عبادت میں حق کے وہ صاحب کمال

نجیب الدین خاں اثنا عشری عقیدہ رکھتے تھے انہیں شعر و سخن کا ذوق بھی تھا

Marfat.com

اعجاز تخلص تھا۔ صاحب مثنوی نے بتایا ہے کہ ایک روز مکان آراستہ تھا نجیب الدین خاں اعجاز، واحد علی خاں، سید حسین خاں، رضا حسین خاں، معروف علی خاں، سیع الزماں خاں، نظام الدین خاں وغیرہ جمع تھے اور سے

تھا اس بزم میں شعر کا گفتگو ۔۔۔ اسی آن میں بھی گیا روبرو
کہا مجھ کو اے میر سرشار آ ۔۔۔ ہوا تیرے آنے سے دل خوش مرا
کہ تو باغ معنی کا ہے آب و رنگ ۔۔۔ ترے دیکھ اشعار عالم ہے دنگ
جو ہے چار درویش کی یہ کتاب ۔۔۔ ہے مضمون رنگیں زبس انتخاب
اگر نظم ہندی اوسے تو کرے ۔۔۔ جواہر معانی کے اس میں بھرے
جو دیکھے وہ قصے کو دیوانہ ہو ۔۔۔ سخن شمع ہو خلق پروانہ ہو
سنا جب سخن میں وہ سردار کا ۔۔۔ بنایا ہوں یہ رشک گلزار کا

سرشار نے مثنوی کا آغاز کیا اور ایک سال میں اسے مرتب کرکے پیش کر دیا، جس پر انعام و اکرام حاصل ہوا۔ اس کی تشریح اس طرح ہے سے

شروع کر ہوا سال ایک در حساب ۔۔۔ بفضل خدا ہوی مرتب کتاب
شب بدر رجب کی تھی دل فروز ۔۔۔ تھا شاہ نجف کے تولد کا روز
جو چاہا میں تاریخ یا بوتراب ۔۔۔ وہ ہاتف دیا چار گلشن خطاب
۱۲۱۶ھ
برابر سمجھ در شہوار کے ۔۔۔ کیا نذر جب میں وہ سردار کے
زر و سیم بھر تھالیاں بے شمار ۔۔۔ کرے خاد مال اس کے مجھ پر نثار

سرشار نے قصے کے دوران اپنی متعدد غزلیں شامل کی ہیں جو مثنوی ہی کی بحر میں ہیں ایک غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے سے

ہے لالے کا لسول میں تیار رنگ ۔۔۔ بتاوے نہ کیوں اپنا گلزار رنگ
کہا بزم رنگیں میں رنگیں غزل ۔۔۔ عجب کچھ جمایا ہے سرشار رنگ

Marfat.com

مطلع کے دوسرے مصرع سے ظاہر ہوتا ہے کہ "بتانا" دکھانا کے معنی ہیں جیسا کہ آج کل بعض اصحاب بولتے ہیں دکن میں قدیم سے رائج ہے۔ مثنوی پر رباعی کا عنوان ہے اور اس کے نیچے یہ دو بیتیں درج ہیں جن کو تعداد اشعار کے لحاظ سے رباعی کہہ دیا گیا ہے، حالانکہ وہ رباعی کے وزن میں نہیں ہیں ؎

ہے اغیار کے آج پہلو میں یار ترستی ہوں میں، غیر لوٹے بہار
لگا ای سخی میں باغ محنت کے ساتھ لگا ہات گُل غیر کے' میرے خار

عنوانات بہت کم ہیں اور سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

حالات مصنف:۔

سرشار کا وطن کیا تھا کس سے تلمذ رکھتے تھے، ارکاٹ میں کب سے تھے، کب اور کہاں وفات پائی۔ ان سوالات کا جواب نہ اس مثنوی سے مل سکتا ہے اور نہ کسی تذکرے سے۔ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے کہ "البتہ ان کی مثنوی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عمدۃ الامرا کے درباری شاعر تھے۔" حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، سرشار نے مثنوی میں کہیں نہیں لکھا کہ ان کا تعلق عمدۃ الامرا کے دربار سے تھا۔ البتہ ان کے ایک امیر سے توسل کا ذکر ضرور کیا ہے جس کی تحریک سے قصہ چار درویش نظم کیا۔ اس سلسلہ میں جو ابیات ہیں وہ ہم اوپر درج کر آئے ہیں۔

سرشار کی ایک اور مثنوی نزاکت بیان ہے جس کا ذکر جداگانہ کیا گیا ہے۔

آغاز مثنوی:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد مثنوی کا آغاز حمد سے ہوا ہے۔ ابتدائی ابیات یہ ہیں ؎

سخن کا جو ہے انجمن دلکشا ہے اس بزم کا شمع، حمد خدا
ہے ایسا شہنشاہ وہ بے نظیر جو شاہاں کو بخشا ہے تاج و سریر

Marfat.com

بڑے ہیں فلک گرچہ باآب وتاب — ترے بحر قدرت کے ہیں نہ حباب

حمد کی (۱۹) ابیات کے بعد "مناجات بدرگاہ قادر ذوالجلال" کی (۲۶) ابیات ہیں جس میں اپنے قدرداں "خان عالی نسب" اور ان کی اولاد کے لئے ازدیاد دولت وجاہ کی دعائیں کی ہیں۔ یہ مناجات ان ابیات پر ختم ہوتی ہے ؎

نکر خوف سرشار درد وسرا — پیمبر کی لے نعت کا آسرا
تو لے آب گوہر، دہن پاک کر — زباں وصف میں ان کے چالاک کر

یہاں سے نعت شروع ہوتی ہے جس کی (۲۷) ابیات ہیں اسی سلسلہ میں واقعہ معراج کا ذکر بھی کیا ہے جو نعت کے بعد (۵۳) ابیات میں ہے اس کے بعد (۲۵) ابیات میں حضرت علی کی منقبت نظم کی ہے۔ اس منقبت کی آخری دو بیتیں یہ ہیں ؎

دوئی چھوڑ دے یار ہو ایک رنگ — بنا آئینہ تو گلا دل کا سنگ
تو جب چشم انصاف سے اس میں دیکھ — نبی و علی تب نظر آویں ایک

اس کے بعد ساقی سے اس طرح خطاب کیا گیا ہے ؎

دے ساقی مجھے جام ایک زرنگار — نظر آوے پیتے ہی جس کے بہار
مجھے مدح در مدح کہنا ہے اب — اسی فکر کے بیچ رہنا ہے اب

اس کے بعد (۳۰) ابیات میں "نواب معین الملک عمدۃ الامرا بہادر امیر الہند والا جاہ کی مدح" اور "سبب تالیف این کتاب کی تشریح ہے جسے ان ابیات پر ختم کیا گیا ہے ؎

دے ساقی مجھے اب پیا لے ایاغ — کروں بزم شعراکتیں تر دماغ
کہوں داستاں کوئی کر دکھاؤں — حکایات رنگیں باتیں سناؤں

اب آزاد بخت بادشاہ روم کی حکایت شروع ہوتی ہے اس کا پچاس سال کی عمر تک بے اولاد رہ کر مایوس ہونا — وزیر کا تسلی وتشفی دینا، بادشاہ کا رات کی تاریکی میں لباس تبدیل کر کے زیارت مقابر کے لئے جانا اور وہاں چار درویشوں کی داستان

Marfat.com

سننا بیان کیا ہے۔ پہلے درویش کی داستان صہ۲۲ سے شروع ہوکر صہ۷۵ پر ختم ہوتی ہے دوسرے درویش کا بیان ۷۵ سے ۲۲۳ صفحہ تک ہے۔ تیسرے درویش کی کیفیت صہ۲۲۴ سے شروع ہوتی ہے اور ۲۴ صفحات میں ختم ہوتی ہے صہ۲۴۷ سے چوتھے درویش کا قصہ ہے۔ آخر میں آزاد بخت چاروں درویشوں کے ساتھ اولاد کے لئے دعا کرتا ہے۔ دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ جس کا نام شہزادہ بختیار رکھا جاتا ہے۔ تیسرے دن جب کہ محل میں جشن شاہانہ منعقد تھا کالے بادل کا ایک ٹکڑا آتا ہے اور ماں اور بچے کو گھیرے میں لے لیتا ہے ماں بیہوش ہو جاتی ہے اور بچہ غائب۔ یہ خبر بادشاہ اور درویشوں کو ملتی ہے تو پریشان ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں ہوا پر سے ایک جواہر نگار جھولا اترتا ہے جس میں بچہ محو خواب ہے اب بادشاہ محل سے متصل ایک تکیہ بناتا ہے جس میں چاروں درویش بھی رہتے ہیں اور بچہ بھی۔ لیکن مہینے میں دو بار شہزادہ غائب ہوتا رہتا ہے۔ اور جب واپس آتا ہے تو اس کے ساتھ بہت سے تحفہ تحائف بھی ہوتے ہیں۔ یہ حالت ۷ برس تک قائم رہتی ہے بادشاہ پریشان ہوکر درویشوں سے اس کی وجہ دریافت کرتا ہے جس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ یہ شاہِ جنات کا تصرف ہے۔ اب بادشاہ شاہِ جنات کی خدمت میں پہنچتا ہے، آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے نائب شہپال کی مدد سے چاروں درویش اپنے اپنے مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ شہپال کی ایک لڑکی تھی جس کے لئے شہزادہ کو منگالیا جاتا تھا۔ اس لڑکی روشن پری سے شہزادہ بختیار کی شادی ہو جاتی ہے اور منظوم [illegible] [illegible] ابیات پر ختم ہوتا ہے جس میں شہپال کے محل سے رخصت ہونے کا ذکر ہے۔

تھے حاضر وہاں تخت بارہ ہزار | شہ روم کا کرکے لشکر سوار
ہوا اور بیٹے کو دے اس کے سات | روانہ کیا جب وہ عالی صفات
گیا روم کو جب وہ آزاد بخت | پسر کو خوشی سے دیا تاج و تخت

Marfat.com

ظاہر پہ پر کی نیابت کرے
شب و روز حق کی عبادت کرے

شہنشاہ کبھو روم کو آپ جائے
کبھو آپ داماد کے تئیں بلائے

خدا کا وہ کر شکر رہنے تھے شاد
خدا دیوے ہر ایک کو ایسی مراد

دے ساقی مجھے ایک ہانی کا جام
یا ہو دُردیا صاف بھر دے تمام

نہ ہے کہ جس سے ہو عالم خراب
دے وہ مے جو ہو الفت بوتراب

مثنوی کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے صرف تمت تمام شد لکھا ہے۔

اس مثنوی کا ایک مخطوطہ برٹش میوزیم میں بھی ہے۔

مثنوی نزاکت بیان

سائز ۷ × ۱/۲ ۵، صفحات (۱۲۲) سطور (۱۱) سنہ تصنیف ۱۲۱۷ھ سنہ کتابت ۱۲۳۳ھ

اس مثنوی کے مصنف وہی میر عنایت اللہ خاں سرشار ہیں جن کے قصہ چہار درویش منظوم کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ چہار درویش منظوم میں (۵۲۷۰) ابیات تھیں اور وہ ۱۲۱۶ھ میں ختم ہوا تھا۔ غالباً اس کے فوراً بعد سرشار نے اس مثنوی کی داغ بیل ڈال دی تھی اور ایک سال کی مدت میں تقریباً (۱۴۰۰) اشعار کی یہ مثنوی مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے اس وقت وہ نواب فخر الامراء بہادر کے ملازم تھے۔

زیر تبصرہ مثنوی میں بھی چہار درویش منظوم کی روش قائم رکھی گئی ہے، عنوانات سرخ روشنائی سے ہیں اور مثنوی کی بحر میں متعدد غزلیں شامل ہیں۔ کاتب نے کتابت کی غلطیاں بھی کی ہیں۔ ک اور گ یکساں صورت میں ہیں۔ ٹ، ڈ، ڑ کی صورت خصلی ت، ذ، ز ہے۔ ب کو بعض جگہ پ بنایا ہے اور پ کو ب، شکم کے بدلے سکم تحریر ہے، علیٰ ہذا القیاس۔

Marfat.com

اس مثنوی میں بعض ایسے الفاظ کا استعمال بھی نظر آتا ہے جو اس وقت غیر مانوس یا غلط قرار پا چکے ہیں، مثلاً حمد میں ایک شعر ہے ؎

کٹا سر، پیشانی گھٹا یا قلم	ترا کنہ قدرت نہ پایا قلم

پیشانی کھٹانا یا گھٹانا آج کل کی زبان نہیں ہے۔

ایک اور شعر ہے ؎

ہیں عاجز وہاں انبیائے کبار	وہاں اولیاؤں کا کیا ہے شمار

یہاں ولی کی جمع الجمع ہے اسی طرح نبی کی جمع الجمع بھی ہے ؎

دیا انبیاؤں پہ حق اس کو ادج	ملائک سپہ جس کی ہیں فوج فوج

حروف صحیح کا سقوط گذشتہ صدی کا معمول تھا۔ سرشار کے یہاں اس کی متعدد مثالیں ہیں ؎

شروع جشن شادی کیا بادشاہ	ہر یک کام پہ آپ رکھ کر نگاہ
برس چار کا جب وہ فرزند ہوا	امیروں سے تب بادشاہ یوں کہا
جس عالم کا ہے قطب عالم خطاب	وہ جب شہ کی خدمت میں ہوا داب

پہلے شعر میں شروع کی ع اور دوسرے میں فرزند کی د ساقط الوزن ہے۔ تیسرے شعر میں بھی عین ساقط ہے۔ ایک جگہ پاؤں کی جمع پاواں بھی لکھی ہے۔

وہ چھوٹے سے پاواں وہ چھوٹے سے ہاتھ	بہت نرم و نازک نزاکت کے ساتھ

فارسی اور ہندی الفاظ کو واؤ عاطفہ کے ساتھ لکھنے کی مثال بھی موجود ہے ؎

چمک ایسی تھی سیف ذلوار کی	نظر دیکھنے سے کرے خیرہ گی
جب آئی ہے وہ رسم ہلدی کی شب	ہوئے بزم میں جمع اہل طرب

سرشار کی غزل کا نمونہ یہ ہے ؎

چمن میں کہاں ساغر گل ہے دیکھ	ہر یک غنچہ یاں شیشۂ مل ہے دیکھ
نہ جانو کہ کیسے یہ امڈی بہار	ہر یک شاخ پر قبۂ بلبل ہے دیکھ

Marfat.com

کہیں دور گل ہے کہیں راگ رنگ — لے شب تا سحر یک تسلسل ہے دیکھ
بنا بن کے میٹھا ہے کس ضرب سے — یہ مجلس پہ کیا کچھ تجمل ہے دیکھ
نہ یک باغباں مست و سرشار ہے — یہ مستی میں اہل چمن کل ہے دیکھ

سنہ تصنیف اور نام کتاب کی تشریح مصنف نے خود ان ابیات میں کر دی ہے ؎

کیا شوق سے مثنوی یہ تمام — رکھا ہوں نزاکت بیاں اوس کا نام
میں دیکھا جو تیار ہوئی مثنوی — کہا دل نے تاریخ کہہ دے نئی
سنا جب مرے سے کہا یوں پکار — کہ رکھا اوسکی تاریخ باغ و بہار ۱۲۱۷ھ

آخری مصرع میں رکھا، غلط لکھا گیا ہے " کہہ " ہونا چاہیے اور یہ غلطی کتابت کی ہے

قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ ملک پارس میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام شاہ محمود بتایا ہے وہ آدھی رات کو اٹھ کر درگاہ الٰہی میں اولاد کی دعا کیا کرتا تھا آخر اس کی دعا مقبول ہوئی اور ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نیک کردار رکھا گیا۔ نجومیوں نے بتایا کہ اس بچے پر تیرھواں سال سخت ہے اس کے سامنے اس وقت تک عشق و محبت کی کوئی داستان بیان نہیں ہونی چاہیے۔ آخر بادشاہ نے امیروں کے مشورے سے ایک باغ تیار کیا اور چالیس خدمت گار مقرر کر دیئے ان کے ساتھ کئی دائیاں بھی تھیں شہزادہ روزانہ صبح کو باغ کی سیر کے لئے جایا کرتا تھا۔ وہ تیرہ برس کا ہو چکا تھا۔ ایک دن وہ سیر باغ میں مصروف تھا ایک پیڑ پر سے ایک طوطی نے شہزادے سے کہا کہ ہر باغ میں پریوں کا گذر ہوتا ہے تمہیں تنہا نہ پھرنا چاہیئے شہزادہ یہ آواز سن کر چوکنا ہوا اور طوطی سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ طوطی پیڑ سے اڑی اور شہزادے کے ہاتھ پر آ بیٹھی۔ شہزادہ طوطی کو لئے ہوئے اپنی قیام گاہ پر آیا اور طوطی کو ایک طلائی پنجرے میں بند کر دیا۔ ایک روز شاہزادے نے طوطی سے کہا کہ نیند نہیں آتی کوئی اچھی سی حکایت بیان کر۔ طوطی نے کہنا شروع کیا کہ میں اپنی بیتی سناتی ہوں۔ یمن کے بادشاہ کی

Marfat.com

ایک خوبصورت لڑکی ہے جس کا نام باپ نے مہ بےمثال رکھا ہے۔ ایک دن شہزادی نے مجھ سے کہا کہ دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں جس سے میں دل لگاؤں۔ میں نے کہا دنیا بھری پڑی ہے اگر کہو تو میں تمہارا جوڑا تلاش کروں، اس نے مجھے چھوڑ دیا جب سے میں شہر شہر پھر رہی ہوں مگر اس کے لائق کوئی شہزادہ نہیں ملتا، صرف تم اس کے جوڑے کے لائق ہو۔ شہزادہ طوطی کی یہ بات سن کر نادیدہ عاشق ہو گیا جب اس کی بےقراری حد سے بڑھتی دیکھی تو خواص نے بادشاہ کو خبر دی، بادشاہ یہ سن کر شہزادے کے پاس آیا اور استفسار حال کیا۔ شہزادے نے اپنے باپ کے سامنے سچ سچ کہہ دیا کہ میں یمن کی شہزادی کا طلب گار ہوں۔ اسی حالت میں دو مہینے گذر گئے۔ آخر ایک روز شہزادے نے اپنے باپ سے اجازت سفر لی اور طوطی کو اپنے ہاتھ پر بٹھائے ہوئے روانہ ہو گیا۔ چلتے چلتے چھ مہینے گذر گئے ایک رات وہ سو رہا تھا کہ بڑے زور شور کی آندھی آئی جس میں طوطی کو ہوا اڑا کر کہیں سے کہیں لے گئی اور شہزادہ بےہوش ہو گیا۔ اس کے بعد مختلف مشکلات سے ہو کر نیک کردار کے کامیاب ہونے کی تفصیل ہے اور آخر کار وہ مہ بےمثال سے شادی رچا کر شان و شوکت کے ساتھ اپنے ملک کو واپس آ تا ہے والد کی قدم بوسی اختیار کرتا ہے اور تخت و تاج کا مالک بنتا ہے۔

آغاز:۔ مثنوی کی ابتدا ان ابیات سے ہوتی ہے ؎

قلم کو اگر ہو زباں بے شمار ۔۔۔ نہ ہو وصف تیرا اے پروردگار

کٹا سر پشیمانی گھٹا یا قلم ۔۔۔ ترا کنہ قدرت نہ پایا قلم

حکیم ایسا تو لاکھ حکمت تری ۔۔۔ تو صانع کرور ں ہے صنعت تری

حمد و نعت اور منقبت حضرت علیؑ کے بعد آئمہ اطہار کے طفیل میں فلاح دارین کی تمنا کی ہے۔ پھر نواب فخر الامراء بہادر کی توصیف و تعریف ہے جس کا آخری شعر یہ ہے ؎

Marfat.com

ہمیشہ رہیں تیرے دشمن ہلاک   پڑے سر پہ سنگ ان کا ور منہ پہ خاک

اس کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے۔

اختتام

آخر کی دو بیتیں یہ ہیں ؎

دے جام ایسا ساقی کہوں میں کہ بس   نہ باقی رہے دل کو مے کی ہوس

نہ آوے نظر مجھ کو شکل خمار   رہوں مست و خنداں بہ روز شمار

ترقیمہ:

بفضل الٰہی کتاب نزاکت بیان من التصنیف (تصنیف)، میر عنایت اللہ خاں متخلص میر سرشار در مقامات (مقام) حیا پٹن بتاریخ چہار دہم ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۳۳ھ تمت تمام شد۔

ترقیمے کے خاتمے پر یہ چھ شعر کسی دوسرے شخص نے اپنی طرف سے لکھ دیئے ہیں۔ ان کا خط مثنوی کے خط سے مختلف ہے ؎

کس نے دیکھا خم ابرو کو ہے بیانہ میں   چل رہی آج جو تلوار ہے میخانہ میں

یوں ادھر چھل بڑھتی نہیں دیکھی بجلی کی چمک   اڑ گئے ہوش ہمارے ترے دُر جانے میں

مجھے ہر بات پہ دیتے ہو لاکھوں گالیاں اے ترا   تصدق اس زباں پہ تم بھی یہ سیکھی زباں اے ہو

دلا صد آفریں سر پہ اٹھایا بار غم تو نے   کہ تو یہ ناتواں ہے اور یہ کوہ گراں اے ہو

نیست از انجم شب تاب چراغانِ شب   مگر از خندہ نمایاں شدہ دندانِ شب

شب ہجراز کاکل مشکیں سودا دارد   کہ شد از کاہکشاں چاک گریبانِ شب

Marfat.com

قصہ چہار درویش

سائز ۸ × ۵ ½ صفحات (۳۲۸) سطور (۱۵) سنہ تصنیف ۱۲۱۲ھ / ۱۲۱۴ھ سنہ کتابت ۱۲۸۷ھ

یہ مثنوی دکن کے ایک مشہور شاعر شوق کی ہے جس کے متعدد نسخے انجمن کے کتب خانہ میں ہیں۔ اس مخطوطے میں عنوانات نہیں ہیں جہاں ایک موضوع کی ابیات ختم ہوتی ہیں۔ دوسرے موضوع کی بیت اوّل کو سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ مثلاً ؎

یہ ہے حمد کے بعد نعت رسول   کہ ہے فرعِ کونین کا وہ اصول

یہ بیت سُرخی سے لکھی ہے جو حمد کے اختتام اور نعت کے آغاز میں ہے۔

محی الدین زور مرحوم نے اس مثنوی کا سنہ تصنیف ۱۲۲۵ھ بتایا ہے ("تذکرہ مخطوطات ادبیات اردو جلد اول صـ۱۱۹") اسی کو نصیر الدین ہاشمی نے بھی بے چوں و چرا تسلیم کرلیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ "۱۲۲۵ھ میں یہ مثنوی شوق نے تصنیف کی ہے" (دکن میں اردو صـ۱۲۱) لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ خود مصنف نے اسی مثنوی میں آغاز و اختتام تصنیف کی تشریح اس طرح کردی ہے ؎

غرض مثنوی جب کیا ابتدا   اسے سال تاریخ صوری لکھا
تھے اثنا عشر کے تصدق سوں بس   احاد اور ثانت بارا ہی بس
وہیں ہوئی رو مثنوی کے قریب   لکھا سال تاریخ لفظ عزیب ۱۲۱۲ھ
ہوئی الغرض مثنوی جو تمام   رکھا یادگار زمانہ تو نام
لقب اس کا دل نے کہا بیتیاں   ہوا سال تاریخ کا سپر خیال
دو قطعے لکھا ہندی اور فارسی   ہر اک سال اتمام کی آرسی

Marfat.com

چو شوقؔ ایں گہر ہائے شہوار سفت | کہ دُرّت زد لہائے بیتاب رُفت
بدل سالِ اتمام ایں مثنوی | خرد ہشتم ماہ شعبان گفت ۱۲۱۴ھ

زیر نظر مخطوطہ کا خط نستعلیق ہے۔ مصنف نے اپنی مثنوی کے تعارف میں جو ابیات لکھی ہیں ان کا اختصار یہ ہے کہ جب عمر کا تینیواں سال شروع ہوا تو رطب اللسانی کا ملکہ پیدا ہو گیا اب خیال آیا کہ چہار درویش کے قصے کو نثر سے نظم میں تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ یہ مثنوی جو سیدھی سادی زبان میں ہے نہ کسی کے تتبع میں ہے اور نہ کسی کا جواب ہے۔ اور چونکہ جوانی کے ایام میں لکھی گئی ہے اس لئے بڑھاپے کے رنگ شاعری سے خالی ہے۔ میں اس مثنوی پر فخر نہیں کرتا کیونکہ ایسی ایسی سیکڑوں مثنویاں کہہ سکتا ہوں۔

نہیں ہے صلے سے مجھے کس کے کام، | مگر یہ کہیں دیکھ اسے خاص و عام
کیا خوب اے شوقؔ تیرے تئیں | ہزار آفریں، آفریں، آفریں

زورؔ مرحوم لکھتے ہیں "مصنف نے اثنائے کتاب میں کہیں اپنا تخلص نہیں لکھا صرف مذکورہ قطعات تاریخی میں دو جگہ شوق تخلص استعمال کیا گیا ہے" مرحوم کو یہ شکایت اس بنا پر ہوئی کہ ان کے سامنے جو مخطوطہ تھا وہ ناقص الاول اور ناقص الآخر تھا زیر نظر مخطوطہ میں مزید مقامات پر تخلص آیا ہے۔ آغاز ہی میں بیت (۵۱) میں لکھتا ہے ؎

نہ باور کرے کوئی ابن الحسد | بتا شوق تو معرفت کے حدود

ان ابیات میں بھی شوق موجود ہے ؎

کیا عرض مطلب کو گو پے بہ پے | مگر التجا شوق کی ایک ہے
الٰہی نہیں جاہ و حشمت کا ذوق | مگر کربلائی مخاطب ہو شوق

صفحہ ۲۸ پر یہ شعر ہے ؎

Marfat.com

جنازے کے بالیں پہ وہ بیٹھ کر　　　ہوا شوق کے شعر پہ نوحہ گر

نصیر الدین صاحب کا بیان ہے " اس کے کئی ہزار اشعار ہیں" (دکن میں اردو) لیکن شوق نے کئی ہزار کو مطلق کے بدلے مقید کر دیا ہے اور ایک بیت میں صاف صاف بتا دیا ہے کہ اس مثنوی میں تقریباً پانچ ہزار ابیات ہیں۔

شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار　　　کم و بیش تحریر شد پنج ہزار

ابیات کی صحیح تعداد (۴۹۸۰) ہے۔

شوق نے اپنی مثنوی میں فارسی کے متعدد شعرا کی ابیات تضمین کی ہیں۔

مثلاً ص۲۶۳ پر ہے ؎

کروں انکشاف اس نئے راز کا　　　کہ ہے قول سعدی شیراز کا

مرا پیر دانائے مرشد شہاب　　　دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آں کہ در خلق بدبیں مباش　　　دوم آں کہ در خویش خود بیں مباش

ص۵۵ پر لکھا ہے۔

گر اس کے قدموں پہ شادی سے جا　　　نظامی کے اشعار پڑھنے لگا

فرستادت اقبالِ من پیش من　　　زہے طالع دولت اندیش من

مرا دیدن تو بفرہنگ درائے　　　ہمایوں تر آمد ز فر ہمائے

عمل خانۂ دل، بفرمانِ تست　　　زباں ہم عملدار دیوان تست

خدا یم دریں کار یاری دہاد　　　ز چشم بداں رستگاری دہاد

ص۹۵ پر پھر نظامی کی دو بیتیں تضمین کی ہیں ؎

نہ تھی گرد گو یا کہ تھا گردباد　　　نظامی کی بیتیں دلاتا تھا یاد

غبار زمیں بر ہوا راہ بست　　　عناں سلامت بر دل شد ز دست

ز سم ستوراں دراں پہن دشت　　　زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

Marfat.com

ص۱۰۱ پر دوبارہ شیخ سعدی سے استمداد کی ہے ؎

مجھے یاد آئے ہے اب برمحل لکھے شیخ سعدی نے ہیں جو مثل
صوابست پیش از کشش بندکرد کہ نتواں سرگشتہ پیوند کرد
بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ بدنداں گزو پشت دست دریغ

ایک مقام پر سراج اورنگ آبادی کی بیت بھی تضمین کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

ہو تو میری دل کا میرے علاج مری یہ دعا ہے بقول سراج

یہ مخطوطہ اگرچہ مکمل ہے یعنی ناقص الاول والآخر نہیں ہے لیکن کاتب نے وہ حصہ نقل کرنے سے چھوڑ دیا ہے جس میں مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ اس حصہ میں (۱۲۱) ابیات تھیں۔ ان ابیات کا ماحصل یہ ہے ؎

حالات مصنف:-

شوق کا نام محمد علی تھا جو پیدائش کے چھٹے دن رکھا گیا۔ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ نیک ذات سے ان کی پیدائش کا سال برآمد ہوتا ہے۔ نصیرالدین ہاشمی نے سنہ پیدائش ۱۰۸۱ھ تحریر کیا ہے۔ (دکن میں اردو ص۳۲۱) شوق اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ آبا و اجداد مشہد کے رہنے والے تھے اور ننھال سبزوار کی تھی۔ ان کے والد جن کا نام عبدالسلام خاں تھا شوق کو چار سال کا لے کر حیدر آباد چلے آئے جو ۱۱۸۸ھ میں وفات پا گئے تو نظام علی خاں والی حیدر آباد نے محمد علی کو خان کا خطاب عطا کیا۔ اور منصب و جاگیر سے عزت بخشی۔ دسویں برس میں قرآن پاک پڑھ کر مولوی شاہ محمد وزیر متوفی ۱۲۰۳ھ سے فارسی تعلیم حاصل کی۔ تیرہ سال کی عمر میں شعر و سخن کا چسکا ہوا اور اسد علی خاں تمنا متوفی ۱۲۰۴ھ کی شاگردی اختیار کی اس کے بعد خوشنویسی حاصل کرنے کا شوق ہوا اور حیدر آباد کے مشہور خوشنویس شاہ معین کی خدمت میں پہنچے اس وقت وہ چودہ سال کے تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں صمصام

Marfat.com

جنگ کی وفات کے بعد جب کہ وہ صرف سترہ سال کے تھے سفر کا سامنا ہوا۔ دوران غریب الوطنی وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے مگر ایک حکیم صاحب کے طفیل بار دگر تندرستی پائی۔ اب وہ لواب سے رخصت ہو کر وطن کو لوٹے ۱۹ سال کی عمر تک وہ فراغت کے ساتھ حیدرآباد میں بود وباش رکھتے تھے۔ بیسویں سال میں جنوب کی طرف سفر کا اتفاق ہوا، یہاں جو مکان رہنے کو ملا وہ بہت ہی ناگفتہ بہ حالت میں تھا آخر شاہ سے اجازت لے کر واپس ہوئے۔ دو برس پریشانی میں گذرے بائیس برس کی عمر میں خوش نویسوں کی خطاطی دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ یہ مشغلہ دس برس قائم رہا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ مثنوی لکھی۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ شوق نے کب اور کہاں وفات پائی۔

آغاز مثنوی :-

مثنوی کا آغاز ان ابیات سے ہوتا ہے ؎

الہی تری حمد ہے بے قیاس ۔۔۔ بشر کو کہاں ایسا ہوش وحواس
لکھے جو تری نظم تعریف کی ۔۔۔ کہے نثر برجستہ توصیف کی
ہے از بس کہ وحدت نمایاں تری ۔۔۔ تری حمد ہے خوب شایاں تری

اس حمد کی ابیات (۲۱) ہیں اس کے بعد نعت شروع ہوتی ہے جس کی آخری دو بیتیں یہ ہیں ؎

درود اس شہ نیک افعال پر ۔۔۔ صلوٰۃ اور سلام اس کی ہی آل پر
اور اصحاب خاصان حق ان کے ہیں ۔۔۔ کہ جن کے طفیل راستے صدق ہیں (؟)

نعت کے بعد حضرت علی کی منقبت بیان کی ہے جس کو اس بیت پر ختم کیا ہے ؎

جہاں کو ہے بس پنجتن سے نظام ۔۔۔ علیہم صلوٰۃ وعلیہ السلام

اب جم جاہ گردوں شکوہ نواب نظام علی خاں بہادر فتح جنگ والئ حیدرآباد کی مدح شروع ہوتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ میر حسن نے اپنی مثنوی میں آصف الدولہ

Marfat.com

کی بخشش کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں سات سو دوشالے انعام دیئے لیکن نواب نظام علی خاں نے ؎

امیروں سے لے تا بہ خدمت گزار | دوشالے دیئے آٹھ سے ایک بار

یہاں ایک بار کو مصنف نے اپنے خیال میں ایک آن تصور کیا ہے اس لئے کہتا ہے ؎

دیا سات سے اس نے گو ایک دن | ہر ایک آن کو روز کے بیٹھ گن
کہ ہے کتنے ہی آن کا دن شمار | نہ آنکھوں کو کر بند منہ کو نہ پسار
ہزاروں سے افزوں ہے اس کا حساب | کہاں اس کی بخشش کہ وہ لادے تاب

یہ مدح اس دعائیہ پر ختم ہوتی ہے ؎

بحق نبی و بحق ولی | جہاں ہوئے اور ہو نظام علی
لڑائی سے جب گرم ہو سطح جنگ | ظفریاب ہو جنگ پر فتح جنگ
نظام اس کے ہو دولت و ملک کو | ہو معدوم دنیا سے اس کا عدو

اس کے بعد نواب سہراب جنگ وزیر اعظم کی تعریف میں یوں رطب اللساں ہیں ؎

ادسی شہ کو ہے ایک اعظم وزیر | سکندر کا جیسے ارسطو مشیر
ہے سہراب اس نام کا پاتے نام | فلاطوں ہے اس کی خرد کا غلام

یہ تعریف (۱۳) ابیات میں ہے۔ جس کے اختتام پر وہ ساقی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

مگر قصہ اک چار درویش کا | لکھا نثر میں سو تو مشہور تھا
مدد پر میں اللہ کی کر نظر | رکھا ہوں بنا اس کی ابیات پر
لے آیا اسے نظم میں نثر سے | کہ تا ہووے مقبول جو کوئی سنے
کیا فہم کے اپنے لائق بیاں | ہو اللہ ہادی ہو المستعاں
سنو اے عزیزو نئی داستاں | یہی چار درویش کا ہے بیاں

Marfat.com

چار درویش کی داستان کے خستم پر ایک مناجات ہے۔ مناجات کی آخری ابیات یہ ہیں ؎

بصد شوق خاک درِ کربلا | کروں سرمہ چشم روحی فدا
رہوں جب تلک زندگی ہے وہاں | پھر آخر کتیں اے خدائے جہاں
مجھے کربلا میں تو مدفون کر | دعا یہ اجابت سے مقرون کر
ملے پائنتی ایک جا قبر دار | ضریح مبارک کی اے کردگار
خدایا بکن حشر من با امام | بحق محمد علیہ السلام
شد ابیات ایں مثنوی چوں شمار | کم و بیش تحریر شد پنج ہزار

ترقیمہ:۔ تمت تمام شد۔

ایں کتاب نسخہ چار درویش نظم بجسب فرمائش حضرت قادراں بیگم صاحبہ نقل نویسی منجملہ یک صد و شصت و پنج بخط ناقص سید الصبار علی شاہ قادری المشہور چندہ صاحب شروع نوشت در ماہ صفر المظفر و با تمام لبست و ہفتم ماہ مذکور بروز یکشنبہ بوقت یک پاس اول تحریر شد ۱۲۸۵ھ اتمام یافت۔

مثنوی دانش افروز

سائز ۱۰ × ۶ ۱/۲ صفحات (۵۰۰) سطور (۱۶) سنہ تصنیف ۱۲۲۱ھ سنہ کتابت

یہ طویل مثنوی ملا حسین کاشفی کی کلیلہ دمنہ فارسی کا منظوم ترجمہ ہے ہر صفحہ کے چار کالم ہیں اس طرح ایک سطر میں دو بیتیں آگئی ہیں۔ بعض صفحات کے حاشیہ پر بھی کچھ ابیات لکھی گئی ہیں۔ کل ابیات کی تعداد (۱۵) ہزار سے اوپر ہے۔ مثنوی چودہ ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔ پوری کتاب ایک کاتب کی لکھی ہوئی نہیں معلوم

Marfat.com

ہوتی۔ کچھ صفحات ایسے بھی ہیں جو بہت ہی شکستہ خط میں ہیں۔ رسم الخط سے قدامت آشکار ہے۔ گ کو ایک مرکز سے لکھا گیا ہے۔ ٹ کے لئے اوپر نیچے چار نقطے (::) ہیں۔ ہائے ہوز اور ہائے مخلوط کے لئے کوئی تخصیص نہیں ہے مثلاً ۔

نظر آیا اوسے یہ کرک جونہیں ہوا سرتا بپا یہ زرد ودل ہیں۔
جیٹ کرصاف پہر ذیرکی راہ کہ اس میں کرک بھی پہنچا ہے ہمراہ

نشان زدہ الفاظ سے قدیم و جدید طریقہ کتابت کا فرق معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ص۱۲۱ کا بالائی حصہ دریدہ ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً (۲۰) ابیات ضائع ہو گئی ہیں اس کے بعد ص۲۱۵ سے ص۲۳۴ تک ۲۰ صفحات اور کسی قدر کرم خوردہ ہیں اور (۲۰) ابیات پڑھی نہیں جا سکتیں۔

دانش افروز کے مصنف کی حیثیت سے صرف آفاق دہلوی کا نام لینا ناانصافی ہے، کیونکہ اس کی تصنیف میں ان کے بھائی مشہرت بھی نصف حصے کے مالک ہیں۔ جیسا کہ اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں وہ ابیات نقل کی جاتی ہیں جو نہ صرف اس طرف اشارہ کرتی ہیں بلکہ وجہ تصنیف و سنہ تصنیف پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ نواب شمس الامرا کی مدح کے بعد لکھا ہے ۔

زبانِ درفشاں سے اپنی مجکو کیا نواب نے ارشاد پھر تو
کلیلہ دمنہ یہ جو فارسی ہے عبارت اس کی گوجوں آرسی ہے
زبانِ ریختہ میں ہو اگر یہ تو سمجھے خوب اس کو ہر کہ و مہ
سنا اس میں نے پھر جو نہی ارشاد تو کہنے کی ہوئی مجکو ہوس زیاد
عزیز از جاں برادر شان شہرت بیاں اس کی کرولیا ہیں ذکاوت
بلاغت میں ہے یکتائے زمانہ فصاحت کا ہوں میں اس کی دوانہ
کہی نصفی کتاب اس نے مرے سات رہا ہم فکر میرے وہ ہر اوقات

Marfat.com

سنہ ہجری تھے بارہ سو پہ اکیس — کہ موزوں یہ ہوئی با عزو تقدیس
بس ایسا ہی خدا نے پھر کیا کام — کہ ہوئی ۔۔ ماہ کے عرصہ میں اتمام
رکھا جب نام اس کا دانش افروز — کہ تا اس سے ہر یک ہو بہرہ افروز

شہرت کے بارے میں صاحب گلزار آصفیہ نے لکھا ہے کہ آفاق و شہرت دو بھائی ہندوستان سے وارد حیدر آباد ہوئے تھے (صہ ۴۵۹) اس عبارت سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں حقیقی بھائی ہوں گے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے شہرت کے والد اور آفاق کی والدہ حقیقی بہن بھائی تھے جیسا کہ مجموعہ نغز کے مصنف قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں" از چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرۂ پدر والا قدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ مشتافتہ آنجا مشق سخن از میر سوسیم میکند"۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہرت کو آفاق کے ساتھ برادرانہ تعلق کے ساتھ استادی و شاگردی کا تعلق بھی تھا۔ قاسم نے اپنے تذکرے میں شہرت کی سعادت مندی، شوخ طبعی اور ظرافت کی بہت تعریف کی ہے۔ ان کا نام امیر بخش خاں لکھا ہے۔ اور چار شعر ان کے کلام کے نمونے کے طور پر درج کئے ہیں۔ ان کا ایک مطلع یہ ہے ؎

مکھڑے سے کب اٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم — اے پُر حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم

حالات آفاق :-

آفاق کا نام میر فرید الدین خلف سید بہاء الدین تھا۔ مولوی کریم الدین کے طبقات الشعرا ہند میں انہیں جلال آباد کا متوطن اور نسلاً کشمیری لکھا ہے۔ (صہ ۳۵۳) لیکن یہ بات غلط ہے۔ اصل یہ ہے کہ آفاق کے بزرگوں میں ایک صاحب شاہ سلیمان نام گزرے ہیں جن کا تخلص صاحب خم خانۂ جاوید نے اولیا بتایا ہے۔ غالباً فراق کو انہیں سے بیعت بھی تھی۔ جیسا کہ ان کی مثنوی سے ظاہر ہوتا ہے وہ جلال آباد کے

Marfat.com

ساکن اور کشمیری النسل تھے۔ مجموعہ نغز کی اس عبارت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے:-

از اقربائے شاہ سلیمان مرحوم ساکن جلال آباد است واین بزرگ مردے بود۔ درویش صورت و فرشتہ سیرت۔ اصلش خطہ کشمیر مولدش نیز آں جنت نظیر است" (ص ۳۸)

صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ "آفاق نے اپنے استاذ قائم کی غزل کی تضمین کی تھی" لیکن مجموعہ نغز سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ قاسم نے ان کو حکیم ثناء اللہ خاں فراق کا شاگرد ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ فراق کے اشارے سے ان (قاسم) کو بھی کلام دکھایا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

"شاگرد رشید محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق است بہ ایں عاصی بانواع المعاصی" خیلے با اخلاق پیش می آمد و اکثر باشارہ آں محبت کیش اشعار خویش از نظرم می گذرا ند"

تیرھویں صدی ہجری کا آغاز دہلی کے اہل کمال کے لئے بڑا نامبارک تھا۔ میر تقی، مرزا سودا، میر سوز، قائم، میر حسن، مصحفی، انشا، جرأت تمام نامور شعرا دہلی کو خیر باد کہہ کر اضلاع مشرق کی طرف جاچکے تھے آفاق نے سوچا ہوگا کہ ادھر آں کے لئے گنجائش نکلنا مشکل ہے اس لئے جنوب کا رُخ کیا۔ وہ حیدرآباد کس سنہ میں پہنچے، یہ تعین مشکل ہے مگر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ زمانہ ۱۱۸۷ھ اور ۱۲۱۹ھ کے درمیان کا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بموجب مجموعہ نغز وہ مشیر الملک ارسطو جاہ کے ملازمین میں شامل ہوگئے تھے۔ اور مشیر الملک کا دوسرا دور سنہ م سے ۱۲۱۹ھ تک ہے۔ مجموعہ نغز کی عبارت یہ ہے:-

از چندے در ممالک جنوبیہ ملازم مشیر الملک شدہ قصائد چند در مدح

Marfat.com

اور گفتہ و جائز ہائے نمایاں یافتہ"۔ انہیں مشیر الملک ارسطو جاہ کے ندحول میں ان کے سچائی' شاگرد شہرت بھی شامل تھے۔

مشیر الملک کے بعد آفاق شمس الامراء نواب شمس الدین خاں کے متوسلین میں شامل ہو گئے۔ یہ زمانہ سکندر جاہ کا تھا۔ جن کا دور حکومت ۱۲۱۸ھ سے ۱۲۴۴ھ تک رہا۔

دہلی سے حیدر آباد جانے کا بیان آفاق نے دانش افروز میں صراحت سے نہیں کیا صرف اشارہ کر دیا ہے۔

آفاق نے ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ میر شمس الدین فیض حیدر آبادی نے تاریخ وفات لکھی ہے جو اس مصرع سے برآمد ہوتی ہے۔

ز اقضائے آفاق آفاق رفت۔

داستان ادب حیدر آباد کے مؤلف نے آفاق کی پانچ تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ جو دستیاب ہوتی ہیں (۱) دیوان ریختی ۱۲۲۹ھ (۲) گلدستہ مجلس ۱۲۲۱ھ، (۳) مجموعہ قصائد (۴) مثنوی خواب و خیال (۵) کلیات آفاق۔ یہ مثنوی دانش افروز ان کی چھٹی تصنیف ہے اور شاید کسی دوسرے کتب خانہ میں اس کا مخطوطہ موجود نہیں ہے۔

آغاز: مثنوی کا آغاز حمد سے اس طرح کیا گیا ہے۔

الٰہی وہ منزہ ہے تری ذات — کہ جس سے کل کی بر آتی ہیں حاجات

ہر یک کا راز دل تجھ پر ہے ظاہر — ہر یک شے سے ہے تو ہی خوب ماہر

کروں صفت (صفتیں) کا تیری کیا بیاں میں — کہوں سرتا بپا تا مرزباں میں

مری سوسن نمط گر سو زباں ہوں — نہ تو بھی وصف کچھ تیرے بیاں ہوں

یہ حمد بڑی طویل ہے جس میں (۵۸) ابیات ہیں اس کے بعد نعت سرور کائنات

Marfat.com

اور منقبت غوث الاعظم لکھی ہے۔ پھر شاہ دکن کی توصیف کا آغاز اس بیت سے کیا ہے ؎

صفت شاہ دکن کی ہے یہ آغاز ۔۔۔ سماعت کر اسے اے یار دمساز
بہار فصل گل کا آج ہے جوش ۔۔۔ مئے عشرت سے ہے ہر ایک مدہوش

اختتام میں دعا ہے جس میں نام بھی آگیا ہے ؎

سکندر جاہ با صد حشمت و جاہ ۔۔۔ کرے فرمانروائی حسب دلخواہ

اب آفاق وطن چھوڑنے کا ذکر کرتے ہیں ؎

لکھوں احوال اب اپنا یہاں سے ۔۔۔ کہ آیا کیونکر میں ہندوستاں سے
رہیں تھے شاہجہاں آباد میں ہم ۔۔۔ مقابل جس کے کوئی شہر ہے کم

یہاں سے دہلی شہر کی ہمہ جہتی تعریف کی ہے جس کا اختتام فارسی کی اس بیت پر ہوتا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است ۔۔۔ ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اسی سلسلہ میں کہتے ہیں ؎

کہوں کیا انقلابات زمانہ ۔۔۔ ہوا برہم یہ سارا کارخانہ
ہوئے ایسے سے پھر تو اتفاقات ۔۔۔ کہ اُٹھا آب و دانہ وہاں سے یہاں
ہوا القصہ جب وہاں سے روانہ ۔۔۔ کہوں کیا طول ہے اس کا فسانہ
غرض پہنچا میں جب اس شہر میں آ ۔۔۔ تو اس کو غیرت گلزار دیکھا

اس کے بعد نواب شمس الامرا کی خدمت میں پہنچے اور کلیلہ و دمنہ کا ترجمہ کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جس کی بعض ابیات اوپر درج کی جا چکی ہیں۔ یہاں سے آفاق نے کلیلہ و دمنہ کی منزل بمنزل کہانی بیان کی ہے۔ یعنی سب سے پہلے حکیم بیدپا برہمن نے رائے دابشلیم اپنے بادشاہ کے لئے ہندی میں ایک کتاب تیار کی جس

Marfat.com

پر رائے داشلیم عمل کرتا تھا۔ نوشیرواں نے اپنے زمانے میں اس کتاب کی شہرت سُن کر ایک مصاحب برزویہ کو ہندوستان بھیجا جو کئی سال میں اس کو ہندوستان سے لے کر گیا اور پہلوی میں ترجمہ کیا۔ اس کے مطابق نوشیراں نے حکمرانی کی اور عادل لقب پایا۔ عباسیوں کے عہد میں ابو جعفر نے حسن عبداللہ ایک فاضل سے اس کا ترجمہ تازی زبان میں کرایا۔ لیکن اس کی زبان مشکل تھی۔ اس لئے اسی قبیلے کے ایک اور بادشاہ نے اسے عام فہم زبان تازی میں منتقل کرایا آخر میں رودکی اند نصراللہ نے بحکم بہرام شاہ لکھا پھر بھی ؎

عبارت اس کی تھی ہر چند فائق
وئے کھلتے نہ تھے اس کے دقائق

آخر کار حسینی کاشفی کو سلطان حسن نے اس کام پر مامور کیا اور انہوں نے چودہ ابواب میں اسے منظم کیا۔ اسی کا ترجمہ نواب شمس الامرا کے حکم سے آفاق نے کیا ہے ؎

آخر کے چند اوراق ضائع ہو چکے ہیں موجودہ حالت میں دانش افروز کا خاتمہ ان ابیات پر ہوا ہے ؎

اسی کے فضل پر رکھتا تھا امید
ہوئی اس کی ہی مجھ پر صرف تائید

کہ اس صورت سے اب میں آکے یکبا
ہوا ہوں اس ولایت کا سزاوار

ترقیمہ:۔
کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے۔
اس کا ایک نسخہ سنٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں بھی ہے۔

فتحنامۂ بکھیری

سائز ۹ ½ × ۵ ½ صفحات (۸) سطور درمتن (۱۷) برحاشیہ (۱۷) سنہ تصنیف۔ سنہ کتابت
یہ اسی مقیمی کی ایک اور مثنوی ہے جس نے مثنوی چندربدن و مہیار لکھی ہے۔ یہ
دوسرے تین رسالوں کے ساتھ ہم جلد ہے جن میں چندربدن اور مہیار بھی شامل ہے کاتب
سب کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے مگر اس کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں۔ اس مثنوی میں
مقیمی نے اکثر مصرعوں میں فارسی آمیز اردو لکھی ہے۔

کیا مشک ریزی سحر دم پیام — بتقریر و ترتیب زیبا تمام

خبر ہائے خسرو تم ز فتح و ظفر — سفارش زراجے کہ گیرد اثر

چو آمد بدرگہ و کورنش نمود — رکھیا سر قدم پر دنا ز استود

بگفتا ہمیں دیفزود قدر — نوازش گری کرد بخشید صدر

زلیچہ ز کرباں امولک بمند — ز نقرہ پلنگے چہ موزوں قد

بلرزید بر خود چو بید از صبا — عریضہ لکھا تب وہ نرمی و فا

لیا کوٹ ز ددی ز حکمت ببیں — ز جنگ و ز صلح و ز صنعت ببیں

فتح نامہ بکھیری کی کل ابیات ۲۲۴ ہیں۔ یہ سلطان محمد عادل شاہ ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء تا ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۵ء کے زمانہ کی ایک جنگ کے بیان میں ہے۔ جو ۱۰۴۷ھ میں واقع ہوئی۔ مولوی نصیر الدین احمد نے اس کا نام ابکیری لکھا ہے۔ اور یہ تفصیل دی ہے۔

Marfat.com

• بادشاہ نے ملک کرناٹک کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس لڑائی کا رنگ مذہبی
تھا چنانچہ بادشاہ نے مجاہد اور غازی کا لقب حاصل کیا۔ سپہ سالار اندولہ خاں اور ملک
ریحان کی سرکردگی میں پہلے ایکیری پر چڑھائی ہوئی۔ ملک ریحان سیدی عنبر کالہ کو
قلعہ شولاپور میں چھوڑ کر چار ہزار سوار لے کر اندولہ خاں سے جا ملا۔ ایکیری میں راجہ ابرسعدرا
تھا وہ مسلمانوں کا ٹڈی دل لشکر دیکھ کر گھبرا گیا اور تیس لاکھ ہن دے کر صلح کر لی جس
میں سولہ لاکھ تو نقد دیا اور باقی چودہ لاکھ تین سال کی اقساط میں ادا کرنے کا معاہدہ
کیا اور اندولہ خاں بیجاپور واپس آ کر نورس پور میں ٹھہر گیا۔ ملک ریحان ایکیری سے
شولاپور چلا گیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ بادشاہ نے ملک ریحان کو پانچ لاکھ ہن اس
صلے میں انعام دیئے اب حسن رومی خاں شولاپور کا قلعہ دار مقرر ہوا۔
اندولہ خاں فتح قلعہ شولاپور کے بعد اپنی جاگیرات ہوکیری اور رائے پاک چلا گیا
راجہ سعدرا نے باوجود وعدے کے دو سال تک قسط مقررہ نہ بھیجی تو پھر دوبارہ چڑھائی
کرنی پڑی، اور قلعہ کو راجہ کے قبضے سے لے لیا۔ (جلد اول واقعات مملکت بیجاپور ص۲۵۵)
مخطوطہ کی تفصیل اس سے کسی قدر مختلف ہے۔ یعنی سلطان محمد عادل شاہ نے
مصطفیٰ خاں، شاہ ابوالحسن، اسد خاں، شہنواز خاں کو خلوت میں بلا کر کہا ۔

کرلا گیا ہے جیو کا مجہ اوس رات تے	گئی جد بکیری وہ پھر بات سنے
مجھے سول ہے اکمل سو فرقان کی	مجھے سول ہے اسلام و ایمان کی
نچھوڑوں بکیری نہ اس نیہ ڈکول	کھندل مار توڑوں کفر کنڈ کول
دھروں ایک حربا جو نرزدار کا	جو ترفے سینا پھوٹ کفار کا

اس پر خان بابا نے ہنوائی کی اور سلطان نے طاقتور فوج کے ساتھ بنکاپور
کا رخ کیا جہاں سے بکیری کا فتح کرنا مقصود تھا۔ اس فوج میں سلطان محمد عادل شاہ

Marfat.com

کے تمام صف شکن مصاحب شامل تھے۔ بنکا پور پہنچ کر سلطان نے نواب مصطفےٰ خاں کو اس مہم پر مامور کیا اور مصطفےٰ خاں نے بکھیری کے قریب پہنچ کر وہاں کے حاکم سیوا کو الٹی میٹم دے دیا۔ اس کے آخر میں لکھا تھا ؎

اگر باج شہ کا دیا تو جیا   نہیں تو سمجھ توں کہ جیو تے گیا

ادھر قاصد روانہ ہوا، ادھر نواب مصطفےٰ خاں نے قلعہ پر حملہ کر دیا۔

بیک حملہ نواب چوں شیر مست   حصار و در و برج قلعہ شکست

قلعہ والے مقابلے سے عاجز آ گئے تو قلعہ دار نے ایک عاجزانہ عریضہ لکھا، جس میں بعد آداب و القاب اور لفر لیف و توصیف کے تحریر تھا ؎

سیوا نام نامک میں دربار کا   نہ در بار دیگر ہوں سرکار کا
جو چاہے تو خدمت میں حاضر اچھوں   کرے جاں حوالے تو ناظر اچھوں
ولے اک عرض ہے جو مجھ پیار کر   بچا لے یہاں توں نہ مجھ خوار کر
کروں آ کے کرنش تمن نوج کوں   تمن فوج کوں یا دریا موج کوں

نواب کو تحریر ملی تو جواب میں کہلا بھیجا ؎

کہ ہاں بیگ زدوی سوں مجھ پاس آ   جو منگتا ہے زینت بزرگی و منا
سچی خداوند دانا ئے راز   کہ تجھ میں کروں گا بڑا سرفراز

ضمانت حیات مل جانے کے بعد سیوا حاضر ہو گیا۔ اس خدمت کے صلے میں سلطان نے نواب مصطفےٰ خاں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔

اعجاز:-

کھولے زلف مشکیں ہوس نار کی   چھپے تب سفیدی سو رخسار کی
دیا سور شاہی سو مہتاب کوں   پڑا آپ مغرب میں جا خواب کوں

Marfat.com

دستور ہید جو کہ ہوا آشکار | آسن گھال بیٹھا گگن مت سنوار

اختتام:-

کیتا شاہ تب تس درآغوشگی | کہیا مرحبا ازرہ ہوشگی

رکھیا ناؤں میرا دمردی کیا | جو رستم نے اگلے بزدی کیا

دیا خاص خلعت زہسم برتری | زیادت زمعتاد سرلشکری

ترقیمہ:-

مرتب شد فتحنامہ بکھیری گفتار میرزا نقیم۔

گلشنِ عشق

سائز ۹ ½ × ۶ ½ ، صفحات (۲۰) سطور (۱۷)

یہ مثنوی مرزا ثابت علی بیگ کی لکھی ہوئی ہے جس میں ایک جوان دل گرفتہ کی داستان عشق بیان کی گئی ہے۔ کل (۶۴۴) ابیات ہیں۔ زبان صاف اور بندش چست ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثابت تیرھویں صدی کے وسط کے شاعر ہیں جوان دل گرفتہ کا نام ظاہر نہیں کیا گیا اور جس بیت میں اس کا نام آنا چاہیے تھا وہاں تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ وہ بیت یہ ہے ؎

یعنی ایک نوجوان دل افگار | مشہور بنام . . . . زار

ممکن ہے بیمار تخلص ہو اور مصنف نے اس مثنوی میں اپنی ہی داستان عشق بیان کی ہو۔

Marfat.com

خط نستعلیق ہے مگر کسی قدر شکستہ۔ عنوانات بالکل نہیں لکھے گئے۔ ادھر عنوان کے لئے ایک سطر چھوڑ دی گئی ہے۔ شاید بعد میں ان سطور کے لکھنے کا ارادہ ہو۔

حمد و نعت کے بعد رائے مداری لال صاحب کی مدح کی پانچ ابیات ہیں یہ مداری لال کون تھے اور کہاں کے تھے، مثنوی میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا کسی صاحب نے مداری لال کے نیچے خط کھینچ دیا ہے۔ اور اسی مدح کی تیسری بیت میں "الہ آباد" کا لفظ خط کشیدہ ہے غالباً اسے الہ آباد شہر سمجھا گیا ہے۔ حالانکہ یہاں الہ آباد سے شہر مراد نہیں ہے بلکہ "الہ" اسم منادی ہے اور آباد کلمۂ دعا کا ایک جزو، وہ پانچوں ابیات اس طرح ہیں ؎

اب میری یہی دعا ہے ہر بار　　حسنین کا ہے جو تعزیہ دار
وہ رائے مداری لعل جم جاہ　　دنیا میں ہووے اس کا کم جاہ
ہر لحظہ فزوں ہو جاہ و اقبال　　در پر رہے جبہ سا رومال
سب دوست رہیں الٰہ آباد　　ہمراہ رکاب خورم و شاد
دشمن پامال ہوں الم سے　　حیران پھریں ہمیشہ غم سے

ثابت علی بیگ کا تخلص چو حرفی ہے جو دو اسباب خفیف سے مرکب ہونا چاہیئے اور سبب دوم کا حرف دوم ما قبل مفتوح کیونکہ اختتام مثنوی سے قبل ایک بیت میں تخلص کی جگہ خالی ہے اور وہ ہمت کے مقابل کا قافیہ ہے۔

یہ عشق وہ بد بلا ہے .....　　کون اس میں بھلا کیا ہے ہمت

ثابت علی بیگ کون تھے اور کس زمانے میں تھے کس مقام سے ان کو تعلق تھا کس کے شاگرد تھے، ان سوالوں کے جواب ناممکن سے ہیں حتی کہ سخن شعرا جیسا جامع تذکرہ بھی ثابت علی بیگ کے حالات سے خالی ہے

Marfat.com

آغاز:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد حمد کی (۹) ابیات ہیں جن کی ابتدا یہ ہے۔

رزاق و رحیم منزہ پرور — سب پر کرم اس کا سایہ گستر

گہ دہر میں وہ کبھی حرم میں — دل میں کبھی گاہ چشم نم میں

ہیں شیخ و برہمن اس کے ساجد — انداز کرم ہے اس کے واحد

حمد کے بعد نعت رسول اللہ اور اس کے بعد منقبت حضرت علیؑ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف اثنا عشری عقیدہ رکھتے تھے۔ منقبت کے بعد مداری لال کی تعریف اور مناجات ہے اس کے بعد قصہ شروع کیا گیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک نوجوان حسن بتاں سے ذوق رکھتا تھا، وہ ایک صبح کو سیر کے لئے نکلا، تھوڑی دیر گنگا کے کنارے قیام کیا لیکن جی نہ لگا آخر ٹہلتا ٹہلتا ایک باغ میں آیا یہاں ایک نہر کے کنارے پر ایک حسینہ نظر آئی جس کے ساتھ اس کی سہیلیاں بھی تھیں، جوان کی نگاہیں حسینہ سے ملیں اور تیر عشق سے دل زخمی ہو گیا، اب جوان کی یہ حالت ہو گئی کہ اسے اپنے تن بدن کا ہوش باقی نہ رہا، گلیوں گلیوں مارا مارا پھرتا تھا قضا کار ایک روز اس گلی میں جا نکلا جس میں حسینہ کا مکان تھا حسینہ دروازے پر چلمن ڈالے باہر دیکھ رہی تھی اس نوجوان کو دیکھ کر وہ بھی عاشق ہو گئی اور اسے بلا کر تجاہل عارفانہ سے پوچھا ؎

تو عشق میں کس کے نوحہ گر ہے — عقل و دل و دیں سے بے خبر ہے

اس کے جواب میں ؎

یہ عاشق خستہ دل پکارا — اس عشق نے تیرے مجھ کو مارا

انجام یہ ہوا کہ عاشق و معشوق دنیا کی نظر بچا کر ایک دوسرے سے ملنے لگے، کچھ

Marfat.com

دن کے بعد حسینہ کے عزیز و اقارب کو پتا چل گیا اور ملاقات میں رخنے پڑ گئے، جب حسینہ کے اقارب اسے اس شہر سے کہیں اور لے جانے لگے تو دل باختہ نوجوان بھی رنجیدہ خاطر گنگا کی طرف روانہ ہو گیا۔ آخر حسینہ روانہ ہو گئی اور یہ بادلِ غمگین و چشم گریاں واپس آ گیا۔ اسی حالت جنوں میں نہیں معلوم کتنی مدت گزری کہ اسے نہ دن میں چین تھا اور نہ رات کو آرام، ہر وقت محبت کی دھن میں رہتا تھا اور تصور میں اپنے محبوب سے باتیں کرتا تھا وہ ایک دن ایک پہاڑی پر کھڑا ہوا تھا چاروں طرف طائروں کا انبوہ تھا کہ وہاں ایک شخص آ نکلا اور اس نے کہا ؎

اے خستہ جگر یہ رنگ کیا ہے — کیوں درد و الم میں مبتلا ہے
پھرتا ہے خراب سینہ ریشاں — آوارہ و خستہ و پریشاں
وہ غیرتِ آج کل ہے دمساز — با حسن و ادا و غمزہ و ناز

آخر کار ؎

سنتے ہی یہ حرف آتش آمیز — دل سے اٹھا اس کے شعلہ تیز
لے ہاتھ میں کاغذ اور خامہ — لکھنے لگا اس طرح سے نامہ

عاشق نے اپنے دردِ فراق کی داستان لکھ کر ایک پیامبر کے ہاتھ روانہ کر دی، جس کے جواب میں محبوب نے بھی اپنی بےقراری و اضطراب کا دفتر تحریر کیا۔ جب یہ جواب اسے ملا تو ؎

از بس کہ فراق میں تھا ناشاد — پڑھتے ہی بس اسکے ہو گیا شاد
دل میں یہ سرور نے کیا جوش — سب رنج و الم ہوا فراموش
تعویذ بنا کے پھر وہ مکتوب — سینے پہ رکھا بیادِ محبوب

مصنف نے داستان یہیں ختم کر دی ہے۔

Marfat.com

اختتام:۔

عشق کی تعریف میں چند اشعار لکھ کر مثنوی ان ابیات پر ختم کر دی گئی ہے ؎

اس عشق نے دل جلائے لاکھوں ۔ اس عشق نے گھر کھپائے لاکھوں

بس کر تو بیانِ عشق بس کر ۔ ثابت ہے یہ بات عاشقوں پر

اب عشق میں تو نے جو کہی ہے ۔ یہ گلشنِ عشق مثنوی ہے

ترقیمہ:۔

تمام شد مثنوی مرزا ثابت علی بیگ۔

ثابت کی اس مثنوی کا ایک نسخہ اور بھی ہے جو ان کی دوسری مثنویات کے ساتھ ایک جلد میں ہے اور انجمن کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔

مثنوی دو دولیہ

سائز ۸ x ۶، صفحات (۳۳) سطور (۱۱) سنہ تصنیف ۱۲۲۳ھ سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

۳۱۳۔ اشعار کی اس مثنوی میں علمائے بے عمل، مشائخ پیرزادل اور نفرار لااصل کی ان عادات و خصائل کا بیان ہے جو روح اسلام کے منافی اور اسوۂ رسول اللہ کے خلاف ہیں دو دولیہ سے مراد طلب دنیا اور حرص جاہ و مال ہے ابتدا میں مصنف نے نثر میں ایک مختصر دیباچہ لکھا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

الحمد للہ ذی الجود و الکرم و الفضل و الانعام و الصلوٰۃ و السلام علی محمد ماحی الظلام و علی آلہ الکرام و صحبہ العظام حمد و سپاس الہٰی کا زبان جان کی بے بہا مٹھائی ہے کہ نان و حلوے کو دنیا کے اس کی نسبت لذت میں کچھ رسائی نہیں اور درود و سلام رسالت پناہی

Marfat.com

کا درد دل کی ایسی سلونی دوائی ہے کہ نان و قلیہ کو جہاں کے اس کے برابر قوت شفائی نہیں ۔ اما بعد یہ چند بیتیں بیان میں درود لئے کے ہیں کہ باوجود بے استعدادی کے نفس کی بیدادی کا فریادی عزیز الدین میر عالم الحسینی قادری النقشبندی اورنگ آبادی المتخلص بہ ہمرنگ اَحسَنَ اللّٰہ حالہٗ ومآلہٗ مجبوں سے اظہار کرتا ہے اور مخلصوں سے گوش گزار ہے۔

پارے الماس کے یہ بیتیں ہیں ان کو آنکھوں سے دیکھنا لذت
سال تاریخ سنیئے ہمرنگ سے درود لیہ ہوا ہے بالذت

۱۴ ۱ ۲ ۲ ۳

پس چاہیئے کہ طالبان حق اس کے کھانے کا استعمال نہ کریں اور تناول سے بہوت ڈریں ۔ کہ وہ ظاہراً کھانے میں بالذت ہے اور باطن میں تُپ سمیت بالخاصیت ناکارہ ہے اور مغوی نفس امارہ ، مضر جان کا ہے اور مضعف ایمان کا ہے مصدع روح کا ہے اور سد فتوح کا ۔ باللّٰہ الھل اینہ والرشاد علیہ الاعتماد والیہ المعاد ۔

ہمرنگ نے اپنا اور اپنے والد کے وطن کا نام ایک اور تصنیف میں بھی ظاہر کیا ہے یہ فقہ کی منظوم کتاب ہے جو سنہ ۱۲۰۱ھ میں تصنیف ہوئی ۔ اس میں وہ اپنا نام عزیز الدین کے بدلے عزیز اللہ بتاتے ہیں ؎

قاصر بندگی ولا لعلم میر عزیز اللہ ابن میر عالم
نظم اندر تخلص ہے ہمرنگ جرم خطا سے ہے یہیں دل تنگ
مولد اورنگ آباد ہے اس کا دل خفا ہے منہ سے شاد ہے اس کا

معلوم ہوتا ہے کہ ہمرنگ کو اُن کے زمانے میں کافی شہرت حاصل تھی ۔ حکیم قدرت اللہ قاسم اور اعظم الدولہ (سرور) نے ان کا تذکرہ کیا ہے ۔ حکیم قاسم کا بیان ہے :-

Marfat.com

"میر عزیز الدین است و ے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلۂ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میکرد و شعرش باصلاح مولوی غلام کبریائے مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است و شعر فارسی فقیرانہ بطور خود میگوید میرسد"

(مجموعہ نغز ص ۳۵۱، جلد دوم)

قاسم کہتے ہیں کہ

. دیوانکے برو وجز وکہ دیباچہ اش خود نوشتہ در یکہزار و دوصد دہشت باشارہ استاد کامل خود تدوین فرمودہ ایں احقر مشاہدہ نمودہ ص ۳۵۱

اعظم الدولہ نام و سکونت سے آگے نہ پڑھ سکے، اشعار بھی صرف تین درج کئے ہیں اور تینوں غلط ہیں (عمدۂ منتخبہ ص ۴۱۸) پہلا شعر ہے ؎

دل میں رہتی ہے ترے چہرۂ گلنار کی یاد رات دیتی ہے تری زلف ستمگار کی یاد

پہلے مصرع میں دل کے بدلے دن چاہیے کیونکہ دوسرے مصرع میں رات کا لفظ آیا ہے۔

قاسم کے تذکرے میں یہ شعر اس طرح ہے ؎

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد

اعظم الدولہ کے تذکرے میں دوسرا شعر یہ ہے ؎

دنیا میں آکے میں تو گرفتار ہو گیا اس واسطے کہ ہائے گرفتار ہو گیا

یہ شعر بھی غلط لکھا گیا ہے دونوں مصرعوں میں ایک ہی قافیہ ایسی فاحش غلطی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مجموعہ نغز میں صحیح درج ہے اور پہلے مصرع میں گرفتار کی جگہ گنہ گار تحریر ہے۔

تیسرا شعر یہ ہے ؎

Marfat.com

مرحبائے جو عاشق تو جلاتا ہے سخن میں ــــ ہے خضر یہاں آب حیات اس کے دہن میں

اس شعر کے دوسرے مصرع میں "یہاں" کا کوئی موقع نہیں "نہاں" ہونا چاہیے، جیسا کہ قاسم نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے ــــ

قاسم نے ہمرنگ کے (۱۷) اشعار انتخاب کئے ہیں۔ زنگ سخن یہ ہے ــــ

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش تباں سے ــــ معلوم یہ ہوتا ہے کہ بت خانہ بنے گا

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر بے حاصل دریغ ــــ مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

میری آنکھیں ہیں ترے نقش قدم سے روشن ــــ سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار ــــ ہمرنگ تو ہی شیخ کرن کا بھلا نیک بخت ہے

ہے تری یاد ہی سے زندگی میری ورنہ ــــ بے خودی دن کو ہے اور رات کو بے خوابی ہے

معلوم ہوتا ہے کہ میر عزیز اللہ ہمرنگ آخر میں بمبئی منتقل ہو گئے تھے اور وہیں بعد وفات مدفون ہوئے۔ قاضی نور الدین فائق نے مخزن الشعراء میں شعرائے گجرات کی ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ دو شعر درج کئے ہیں ــــ

وہ قاتل مست ہے اور فوج غمزہ ساتھ میں تنہا ــــ بچایا حق نے ورنہ آج یہ ہمرنگ بسمل تھا

جوں گرد راہ چلنے میں دامن سے لگ گیا ــــ گو تو سفر میں مجھکو نہ ہمراہ لے گیا

یہ دونوں شعر ان اشعار کے ماسوا ہیں جو مجموعہ نغز میں آئے ہیں اس طرح ان کے اشعار کی تعداد (۱۹) ہو جاتی ہے۔ ہمرنگ کے انتقال کا سنہ تحقیق نہیں ہو سکا البتہ نقد منظوم کے ترقیمہ سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ رمضان کی ۲۳ر تاریخ کو دنیا سے سدھارے، کیونکہ اس مخطوطے کے آخری صفحہ پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

"کتبہ حاجی سید عبد القادر مرحوم ۲۳ر رمضان المبارک ۱۲۸۳ھ روز دوشنبہ در موقع عرس"

اگر یہ لکھ دیا جاتا کہ تعداد کے لحاظ سے یہ کون سے سال کا عرس تھا تو سنہ وفات معلوم کرنا

آسان ہو جاتا۔ چونکہ صاحب مخزن الشعرا نے لکھا ہے کہ

"اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ بہر حال وہ ۱۲۵۰ھ سے قبل انتقال کر چکے تھے۔"

ہرنگ کی دیگر تصانیف میں ایک تفسیر بھی ہے جس کا "تاریخی نام" "چراغ ابدی" ہے اور اس سے ۱۲۲۱ھ برآمد ہوتے ہیں تفسیر چراغ ابدی کا ایک ناقص الآخر مخطوطہ جس میں ۲۲۰ صفحات ہیں انجمن ترقی اردو کے کتب خانۂ خاص میں موجود ہے۔

آغاز:-

مثنوی میں نہ حمد ہے نہ نعت۔ شروع ہی سے ان حضرات سے خطاب کیا ہے جو عاقبت سے بے پروا اور دنیا کے طالب ہیں۔ ہرنگ وطن اصلی فراموش کرنے والوں کو اس طرح خبردار کرتے ہیں ؎

اے پرستار جہانِ پُر جفا — اے گرفتار نگارِ بے وفا
بھول کر غافل نہ ہو یاد وطن — کان سے دل کے سن اے پیماں شکن
موطن اصلی کے تئیں اے بو الفضول — یاد کر تو نے سر کیا کیوں دل سے بھول
وہ عجب ہے شہر با نور و ضیا — جس کے آگے ہیچ ہے سقف و سما
بو ہے اس کی خاک کی عنبر سے خوب — پانی اس کا شہد اور شکر سے خوب

ان اشعار کے خاتمے پر شاعر اپنی غفلت پر اظہار افسوس کیا ہے ؎

آہ صد افسوس ہے یہ زندگی — بندگی کچھ نیں بڑی شرمندگی
لذت دنیا میں ہوئی سب عمر گم — بہر عقبیٰ دل کبھو لو لا نہ قسم
پرورش میں نفس کے گئے ماہ و سال — عمر ضائع ہوئی اندر قیل و قال
خوب کی اس نفس کی تو بندگی — رائگاں ہرنگ تیری زندگی
اب جو باقی ہے نہ کھو غفلت کے ساتھ — بھر نہ جی دے یہاں حسرت کے ساتھ

اس کے بعد اصل مضمون شروع ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت ہے:

Marfat.com

عنوانات حاشیہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

۱۔ تمنا اور التجا ترک ماسوی جانب ساقی رحیق بقا

۲۔ علاج غفلت باستیار عزلت۔

۳۔ بیان تشبیہات لغفاتی اور تمتعات فانی کہ قاطع طریق انسانی ہیں۔

۴۔ معنی حدیث رسالت مآب کہ الدنیا جیفہ وطالبھا کلاب۔

۵۔ کلام در بیان تعریف عدل کہ شرع تمام ہے۔

۶۔ علمائے بے عمل، مشائخ پُر امل اور فقرائے لااصل۔

۷۔ بیان گروہ اول علمائے بے عمل۔

۸۔ ترغیب علمائے نسیانی و لغفانی جانب سیرت علمائے ربانی دحقانی۔

۹۔ حکایت مولانا روم رح

۱۰۔ ذکر گروہ ثانی مشائخ پُر امل۔

۱۱۔ حکایت امیر فاسق۔

۱۲۔ اظہار احوال گروہ ثالث فقرائے لااصل۔

۱۳۔ نفی و ابطال افعال و احوال اہل ضلال۔

اختتام:۔

سستی دیوے چھوڑ اور طول امل
گر ہے باقی کچھ کرے اوس میں عمل

چال دنیا سے گئی عرفان کی
فکر اب اس کو پڑی ایمان کی

اس زمانہ میں جو ایماں سے گیا
سو بڑا وہ ساز و ساماں سے گیا

بارہ سو تیئس سن ہجری تمام
تین سو تیرہ ہے بیتوں پر ختام

نثر ترقیمہ:۔ فی تاریخ یازدہم شہر ربیع الثانی سنہ یکہزار و دوصد و بیست و

چہار روز شنبہ بعد نواختن دو پہر روز باتمام رسید۔

Marfat.com

۱

کدم راؤ پدم راؤ

سائز صفحات سطور سنِ تصنیف ۸۲۵ھ / ۸۳۸ھ سنِ کتابت ×

مدت تک وؔلی کو اردو شاعری کا باوا آدم تصور کیا جاتا رہا لیکن رفتہ رفتہ اس نظریہ میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ پروفیسر محی الدین قادری نے محمد علی قطب شاہ والی گولکنڈہ کو جس کا دورِ حکومت ۹۸۸ھ سے ۱۰۲۰ھ تک رہا اولیت کا مستحق قرار دیا اور اس کا کلیات جس میں تقریباً تمام اصناف سخن موجود ہیں ۱۹۴۰ء میں مجلس اشاعت دکنی مخطوطات حیدرآباد کی جانب سے شائع ہوا۔

پروفیسر سید مسعود حسن رضوی نے صدرالدین خان فائز دہلوی کو اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر قرار دیا۔ اور ان کا دیوان مرتب کر کے انجمن ترقی اردو ہندوستان کے سپرد کیا جس نے اسے ۱۹۴۶ء میں چھاپا۔

مولوی نصیرالدین ہاشمی نے وجہی کو اس انداز سے پیش کیا کہ گویا وہ اردو کا پہلا باقاعدہ شاعر ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"اب یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ بہمنی دور (۸۰۰ھ تا ۹۳۲ھ) میں دکن میں اردو (دکھنی) کا رواج تھا اور نہ صرف عام طور سے بول چال اور کام کاج میں اس کا استعمال تھا بلکہ اس نے تحریری مدارج بھی طے کر لیے تھے۔ . . . . لیکن اس عہد کی نظم کے صحیح نمونے ہنوز دستیاب نہیں ہوئے تھے نظم کا جو صحیح نمونہ ملا ہے وہ ابراہیم قطب شاہ (۹۵۷ تا ۹۸۸ھ) کے دور کے شاعر وجہی کا کلام ہے جس نے سلطان عبداللہ قطب شاہ ۱۰۸۳ھ کے دور میں انتقال کیا تھا۔

Marfat.com

قطع نظر اس کے کہ وجہی صرف ابراہیم قطب شاہ کے دور کا شاعر تھا یا اس نے بعد کے شاہان قطب شاہیہ کے دور میں بھی شاعری کی اور . . . بسنہ ۱۰۸۳ھ میں انتقال کیا۔ یا اس سے پہلے؛ صرف ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ وجہی کی نظم، دکنی، خصوصاً بہمنی دور کی اردو کا صحیح نمونہ نہیں بلکہ دو اور ایسے قادر الکلام شاعر ہیں جن کا تعلق دورِ بہمنی سے ہے اور جن کی مستقل تصانیف موجود ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام شاہ بہاؤالدین باجن ہے۔ دوسرے کا فخرالدین نظامی۔

شاہ باجن کی پیدائش ۷۸۹ھ میں ہوئی۔ وہ شاہ حبیب اللہ کے مرید اور والی گجرات کے پیر بھائی تھے۔ تمام زندگی سیر و سیاحت میں گزاری۔ شمال میں دہلی، پنجاب اور سندھ کی گشت کی۔ جنوب میں سیلون تک گئے۔ وہ عام طور پر دوہے لکھتے تھے۔ رحمین کبیر داس اور تلسی داس کی طرح باجن کے دوہے خاص دلکشی رکھتے ہیں۔ لیکن انہیں صرف دوہا نگار قرار دینا ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ وہ اگرچہ فارسی گو شاعر تھے مگر اردو میں بھی ان کا کافی کلام موجود ہے۔

باجن کی ایک کتاب جو نثر فارسی میں لکھی گئی ہے "خزائن رحمت" ہے جس میں انہوں نے جگہ جگہ اپنے اشعار اور دوہے شامل کئے ہیں۔ ایک دوہا یہ ہے جس سے ان کے رنگ کلام کا پتا چلتا ہے:

مسجد مسجد ہانگا دلیویں بت خانے تیرا شور
مے خانے بھیتر رنگ کرے ایسا تیرا شور

خزائن رحمت میں باجن نے اپنے مرشد شاہ رحمت اللہ کے ملفوظات و سوانح اور دیگر مشائخ و بزرگان سلف کے اقوال و سنین وفات درج کئے ہیں۔

باجن کی ایک اور تصنیف بھی ہے جس کا نام "جنگنامۂ لشوا زو ساری وجولی ہتھیند" ہے۔ یہ ایک مثنوی ہے جو (۲۱۹) ابیات میں ختم ہوئی ہے۔ اس مثنوی اور خزائن رحمت

دونوں کے مخطوطے انجمن ترقی اُردو کے کتب خانۂ خاص میں موجود ہیں۔ خزائن رحمت کی تاریخ کتابت ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ جنگنامہ ۱۱۶۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ اس جنگنامے کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے ؎

سنو جھگڑا ساری ہور لشپواز کا
عجائب یو جھگڑا بڑے راز کا

اور اختتام اس بیت پر ہوتا ہے ؎

کیے شاہ باجن ہیں قصہ تمام
سلام علیکم علیکم سلام

شاہ باجن چشتیہ سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا سنہ وفات ۹۱۲ھ ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شاہ باجن کو وجہی کے مقابلے میں کافی تقدم زمانی حاصل ہے۔

تقریباً اسی زمانے کے دوسرے بزرگ جن کا نام اوپر بتایا گیا ہے فخر الدین نظامی ہیں جو ایک مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کے مصنف کی حیثیت سے متعارف ہیں یہ مثنوی جس کا کوئی اور مخطوطہ غالباً کسی دوسرے کتب خانے میں موجود نہیں۔ قلمی صورت میں انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانۂ خاص میں داخل ہے۔

مصنف نے اپنی تصنیف کا نام کیا رکھا تھا۔ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا آخر میں کوئی ترقیمہ بھی نہیں ہے جو اس طرف اشارہ کر سکے اس لئے کدم راؤ اور پدم راؤ دو شخصیتوں سے تعلق رکھنے کی بنا پر اس کا نام مثنوی کدم راؤ پدم راؤ قرار دیا گیا ہے۔

نظامی کون تھے؟ کب تھے؟ کہاں تھے؟ اس قسم کے سوالات کا جواب کسی تاریخ سے نہیں مل سکا۔ نصیر الدین ہاشمی کہتے ہیں کہ "مصنف مثنوی۔ نظامی کے

Marfat.com

متعلق ہمارے معلومات کچھ نہیں ہیں۔ اس مثنوی سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ یہ بادشاہ (ہمایوں شاہ ۸۶۵ تا ۸۶۷) کے دربار کا شاعر تھا۔ اور کسی فخرالدین سے اس کو بڑا اتحاد تھا۔ (مقالاتِ ہاشمی)

ہاشمی صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں کہ نظامی بادشاہ کا درباری شاعر تھا۔ کیونکہ جس بادشاہ سے نصیرالدین صاحب اس کا تعلق بیان کرتے ہیں وہ دربارداری کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اسکی تفصیل بعد میں پیش کی جائے گی۔ یہ بات بھی غلط ہے کہ اسے کسی فخرالدین سے اتحاد تھا۔ یہ فخرالدین تو خود اسی کا نام تھا جو اس نے مثنوی میں چند مقامات پر اپنے تخلص کے ساتھ لکھا ہے۔ حمدیہ اشعار کے بعد وہ لکھتا ہے۔

سنوی فخر دیں تو بسر آں کیا
محمد بنی خاتم الانبیا
نظامی کہنہار جس یار ہوئی
سہنہار سن نغز گفتار ہوئی

اسی طرح نعت شریف کے خاتمے پر کہتا ہے ؎

سنوی فخر دیں اب کسے سنور سے
الوالامر اپنا اُسی سور سے
نظامی جب اُبہر بھیری ایک جگ
رتن لال موتی بہرے تس نے تک

ایک اور مقام پر لکھتا ہے ؎

سنوی فخر دیں کوں دیا دی جس
جو پر تار دھن کہا دی الیس

Marfat.com

جوا وادیقیں تہ جلی یوں کوئی
نظامی کدھیں تس پرسن ہنوی

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہ باجن اور نظامی ایک ہی دور کے شاعر ہیں تو ان کی زبان میں اتنا فرق کیوں ہے۔ باجن کے دوہے آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں اور نظامی کے اشعار کی تہ تک پہنچنا کافی دقت طلب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ باجن گجرات میں رہتے تھے اور گجرات کی زبان دہلی کے ان ارباب علم کے طفیل جن کی اولاد واحفاد نے یہاں اُردو کی نشو ونما میں حصّہ لیا عام بول چال سے زیادہ قریب ہے۔ اس کے خلاف نظامی کا تعلق اس علاقے سے تھا جو سلاطین بہمنیہ کے قبض و تصرف میں تھا اور جس کے بانی سلطان علاؤالدین حسن بہمنی نے اپنے مربی گنگو برہمن کی تالیف قلب کے لئے نہ صرف پنڈتوں کی سرپرستی کی بلکہ ان کی زبان (ٹھیٹھ ہندی) کی ترویج کو اپنا فرض عین تصور کیا تھا ظاہر ہے کہ جب سنسکرت نا ہندی کی ہمت افزائی مقصود ٹھہری تو زبان کا عام بول چال سے متناثر ہونا لازمی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی ابیات کے سمجھنے کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ یہ ہندی نوازی بعد میں بھی قائم رہی۔ چنانچہ ابراہیم نامہ میں جو مثنوی کدم راؤ پدم راؤ سے تقریباً ڈیڑھ صدی بعد کی تصنیف ہے۔ اس ہندی نما زبان کی مثالیں موجود ہیں۔ ابراہیم نامہ کا مصنّف عبدل اپنی کتاب کے آخر میں کہتا ہے ؎

بچن پھول گو نہ لیں براہیم نام
کیا ہس پہ برس بارہ تمام
خدایا تو عبدل بچن پھول کر
حضور عارفاں چت سو مقبول کر

Marfat.com

کدم راؤ پدم راؤ کے سنہ تصنیف کے بارے میں نصیرالدین ہاشمی کا نظریہ یہ ہے کہ وہ ۸۶۵ھ اور ۸۶۷ھ کے درمیان تصنیف ہوئی۔ ہاشمی صاحب لکھتے ہیں۔

اس کے متعلق جو کچھ ہماری معلومات ہیں وہ صرف یہ ہیں کہ یہ مثنوی علاؤالدین بہمنی کے انتقال کے بعد لکھی گئی ہے اور اس کے شہزادے کا نام احمد شاہ تھا۔ لہٰذا اب اس امر کی تحقیق ہونی چاہیئے کہ بہمنی خاندان میں کن کن بادشاہوں کا نام علاؤالدین تھا۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان بہمنی میں پانچ بادشاہ علاؤالدین کے نام سے گذرے ہیں۔

علاؤالدین نام کے بادشاہوں کی تفصیل بیان کر کے وہ لکھتے ہیں۔

ان میں سوائے ہمایوں (گیارہواں حکمراں ۸۶۲ تا ۸۶۵ھ) کے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا شہزادہ احمد ہو صرف وہی ایسا حکمراں ہے جس کا لڑکا احمد شاہ ثالث تھا اور وہ ۸۶۵ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور ۸۶۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کو اگرچہ مصنف تاریخ فرشتہ نے نظام شاہ سے موسوم کیا ہے۔ مگر جو سکے ۸۶۵ھ سے ۸۶۷ تک مضروب ہوئے ان پر بادشاہ کا نام احمد شاہ مسکوک ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اسی عہد میں تصنیف ہوئی۔ اس قیاس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ شاعر بادشاہ کا مصاحب تھا اور شاہی دربار سے اس کو تعلق تھا۔ چونکہ بادشاہ کا لقب عام طور سے نظام شاہ تھا اس لیے بہت ممکن ہے کہ شاعر نے اپنا تخلص بادشاہ کے نام پر نظامی قرار دیا ہو۔

(مقالاتِ ہاشمی)

بابائے اردو کا خیال بھی قریب قریب یہی تھا کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ ۸۶۵ھ اور ۸۶۷ھ کے درمیان تصنیف ہوئی لیکن ہمیں اس سے اختلاف ہے اور اس کے چند اسباب ہیں؛

Marfat.com

(۱) نظام شاہ جس کا اصلی نام احمد شاہ بتایا گیا ہے جب تخت نشین ہوا تو اس کی عمر صرف ۸ سال کی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس قدر کم عمر بادشاہ کتنا عالم، کتنا ہنر پرور اور کتنا جہاں دیدہ ہو سکتا ہے؟ یہ مانا کہ شہزادوں کی تعلیم عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتی۔ وہ صغر سنی ہی میں بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ لیکن ۸ سال کی عمر بھی اس قابل نہیں کہ شہزادہ کو دربار داری کا شوق اور اہل علم وفن کی قدر دانی کا ذوق ہو۔ اس لیے جہاں تک روایت کا تعلق ہے۔ نظامی کو ۸ سال کے شہزادہ کا درباری قرار دینا خود نظامی کی تذلیل ہے۔

(۲) نظام شاہ صرف دو سال بادشاہ رہا بلکہ دو سال میں بھی کچھ دن کم تھے اور اس دو سال کی مدت میں دو جنگیں ہوئیں۔ ایک اڑیسہ کے راجا سے دوسری محمود شاہ خلجی والی مالوہ سے۔ بادشاہ اور اس کے حواریوں کو اتنی فرصت کہاں ملی ہو گی کہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔

(۳) نظام شاہ کی خورد سالی میں اس کی والدہ مخدومہ جہاں اور خواجہ محمود گاواں تمام امور سلطنت کے منتظم و مہتمم تھے۔ نظامی اگر اس عہد میں ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کا تو ذکر کرتا اور ان شخصیتوں کو نظر انداز کر دیتا جو دراصل مہماتِ ملکی کے سربراہ تھے۔ اس مثنوی میں ایسی کوئی بیت موجود نہیں جو اس طرف اشارہ کرتی ہو۔

(۴) کسی تاریخی حوالے کے بغیر کسی قسم کے سکوں سے استمداد ناقابلِ اعتبار ہے تاوقتیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ محولہ سکے کب ملے کس طرح ملے کس نے حاصل کئے اور کس کے پاس موجود ہیں۔ تاریخ فرشتہ کا آغاز ۹۹۶ھ میں بیجاپور میں ہوا۔ یہ اب سے تقریباً چار سو برس پہلے کی بات ہے جبکہ سلطنت بہمنی قائم ہوئے سو برس کے قریب ہوئے ہوں گے۔ کیا اتنی سی مدت میں بہمنی سلاطین کے سکے اس قدر نایاب ہو گئے تھے کہ فرشتہ کو ایک بھی نہ مل سکا جس کے سہارے وہ نظام شاہ

Marfat.com

کا نام احمد شاہ تحریر کر کے غلط فہمی کی بنیاد چھوڑ جاتا۔

اصل یہ ہے کہ ہاشمی صاحب کو سلطان علاؤالدین کے نام کے ساتھ احمد شاہ کا نام آجانے سے یہ دھوکا ہوا کہ یہ احمد شاہ علاؤالدین کا لڑکا یا ولی عہد ہے لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ یہ خیال جن ابیات کی بنیاد پر قائم ہوا وہ اس طرح ہیں: ؎

بڑا شاہ وہ شاہ جس شاہ جگ | رہیں سیوتی جرم تس پائے لگ
انہیں شہ کیا شا دکھن دھرن | گگن دَل دھرت دل سخر کرن
عطارد سخر ہولے قلم | سخر کیا سور دے ھنت علم
شہنشاہ بڑا شاہ احمد کنور | پرتبال سنساکرے تارا دھار
دھنیں تاج کا کون راجا بھنگ | کنور شاہ کا شاہ احمد بھجنگ
لقب شہ علی، آل بہمن ولی | ولی تھی بہت بدہ تد آگلی

مندرجہ بالا ابیات میں دو احمد شاہ بیان ہوئے ہیں ؎

ایک وہ احمد شاہ جسے بڑا شہنشاہ اور ولی کہا گیا ہے دوسرا وہ احمد شاہ جسے بادشاہ کا کنور ظاہر کیا گیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ حقیقت کہاں منطبق ہوتی ہے۔ پہلے احمد شاہ ولی کو لیجیئے۔ صاحب کلام الملوک کا بیان ہے کہ

"سلطان علاؤالدین بہمنی کے لڑکوں میں سے ایک کا نام احمد خاں تھا اور احمد خان کے دو لڑکے تھے۔"

"تاج الدین فیروز شاہ جس نے ۸۰۰ھ تک حکومت کی دوسرا شہاب الدین احمد شاہ ولی تھا" جو ۸۲۵ھ سے ۸۳۸ھ تک حاکم رہا۔ (صفحہ ۲)

یہی احمد شاہ ولی ہے جس کا اشارہ اوپر درج کی ہوئی چھٹی بیت کے مصرع اوّل میں کیا گیا ہے۔ یہ خاندان بہمنی کا نواں بادشاہ تھا۔ اس کی ولایت کے بارے میں تاریخ فرشتہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

"احمد شاہ کے تخت نشین ہوتے ہی امساکِ باراں ہو کر تمام ملک دکن میں قحط عظیم ہوا سلطان احمد شاہ نے اپنے انبار خانوں کو کھلوا کر روزمرہ محتاجوں اور معذوروں کو غلّہ دے کر ایک سال ان کی جانوں کو بچا لیا لیکن جب دوسرے سال بھی آثار بارش نہ ہوئے تو بہت گھبرایا۔ اور تمام علما اور زہاد اور مشائخ کو نماز استسقا کے واسطے بھیجا مگر پھر بھی کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا اور مردمانِ سلطنت بادشاہ کو منحوس سمجھ کر کلمات ناخوش کہنے لگے۔ آخر سلطان بہت غمگین ہو کر خود جنگل میں گیا۔ اور تنہا ایک ٹیلے پر جا کر کئی رکعت نماز پڑھی اور پھر سر کو زمین پر رکھ کر بے اختیار رویا اور اس قدر جنابِ باری میں تضرع و زاری کی کہ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اسی وقت ایک جانب سے ابر سیاہ اٹھا اور دم بھر میں محیط عالم ہو کر بشدّت برسنے لگا۔ سلطان نے نہایت خوش ہو کر سجدے سے سر اٹھایا اور کہا کہ میں فیض سبحانی سے نہیں بھاگتا اب اتنی دیر یہاں ٹھہروں گا کہ مینہ برس کر تھم جائے۔ غرض کہ جتنے آدمی سلطان کے ہمراہ آئے تھے۔ شدّت سے ہوا اور کثرتِ بارش سے کانپنے لگے اور اسی ہیئت مجموعی سے سب چھوٹے بڑے بے اختیار چلانے لگے کہ اے بادشاہ کامگار ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہمارا بادشاہ ولی بھی ہے اور اسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی مشہور ہو گیا۔

(سلطان التواریخ ص۸۱)

"اسی احمد شاہ ولی کا ایک لڑکا احمد نام رکھتا تھا جس کے عہد میں بیدر میں ایک سرا تعمیر ہوئی تھی۔ اس سرا کی تعمیر کا کتبہ سخاوت مرزا صاحب نے "کتبات ہند" (انگریزی) کے حوالے سے اپنے مضمون "قدیم اردو کی ایک نایاب بیاض" میں درج کیا ہے۔

"کتبہ ۱۱۶ ھ رجب ۸۵۱ھ روز جمعہ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۴۴۷ء تعمیر سرائے

"بہ عہد شہنشاہ احمد ابن سلطان احمد والی البہمنی از اولاد بہمن و فریدوں بانی ناصر الدین علاخاں شاہ کتبہ درگاہ شاہ خلیل اللہ بت شکن۔

(اُردو اکتوبر ۱۹۵۰ء صہ ۳۲)

ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ میں جس احمد شاہ کا ذکر ہے اور جس کے لڑکے کا نام بھی احمد شاہ ہے وہ یہی ہے جسے احمد شاہ ولی کہا جاتا ہے۔

ہاشمی صاحب کو علاؤ الدین کی سرخی کے تحت احمد شاہ کا نام آجانے سے یہ شبہ ہوا کہ احمد شاہ علاؤالدین کا لڑکا اور ولی عہد ہے لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ جس سلطان علاؤالدین کا نام عنوان میں لکھا گیا ہے اور منقولہ بالا تینوں ابیات میں جس کی تعریف کی گئی ہے۔ وہ نظام شاہ کا باپ سلطان علاؤالدین نہیں .... بلکہ وہ سلطان علاؤالدین ہے جس نے اپنی شجاعت و قابلیت کی بنا پر سلطنتِ بہمنیہ کی بنیاد رکھی اور سلطان اول کی حیثیت سے ۷۴۸ھ میں تخت نشین ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے بڑا شاہ کہا گیا ہے جو بزرگ، جد امجد اور بانی کے لئے بھی تاجدار تصور کیا جا سکتا ہے۔ چھٹی بیت کا مصرع اول ہے "لقب شاہ علی آل بہمن ولی" سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس احمد شاہ کا ذکر ابیات ماقبل میں آیا ہے اس کا لقب ولی تھا۔ اور سلاطین بہمنیہ میں ایک ہی سلطان احمد شاہ خلف داؤد شاہ ہے جو سلطان علاؤالدین حسن بانی سلطنت کا پوتا اور رعایا میں ولی اللہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ اس خاندان کا نواں بادشاہ تھا اور ۸۲۵ھ سے ۸۳۸ھ تک اورنگ نشین ہوا۔

یہ احمد شاہ ولی شاہ نعمت اللہ کا معتقد اور صوفی مشرب و علم دوست تھا۔ علما و اہلِ علم و فضل کی قدر کرتا تھا۔ آذری جو عجم سے ہندوستان آیا تھا۔ مدت تک اس کی ملازمت میں رہا اور ملک الشعراء کا خطاب حاصل کیا۔ اس لئے ظن غالب نہیں کہ یقین محکم ہے کہ مثنوی کدم راؤ پدم راؤ اسی کے عہد میں تصنیف ہوئی .... اور اس لحاظ سے اس مثنوی

Marfat.com

کی تصنیف کا زمانہ ۸۶۵ھ ۸۶۵ھ نہیں بلکہ اس سے تقریباً چالیس سال قبل ۸۲۵ھ تا ۸۲۸ھ سمجھنا چاہیئے۔

ہاشمی صاحب کا خیال تھا کہ شاید نظامی نے اپنا تخلص نظام شاہ کی رعایت سے رکھا ہو۔ یہ نتیجہ قرین قیاس تو ضرور ہے لیکن قابل یقین نہیں اور جب مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کی تصنیف کا زمانہ نظام شاہ کا دور حکومت نہیں رہا تو یہ نتیجہ نکالنا ہی سرے سے غلط ہو گیا لیکن یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ایسے الفاظ کو تخلص قرار دینا جن کے آخر میں یائے نسبتی ہو ایرانی شاعری کی تقلید کا نتیجہ ہے۔ نظامی، نظیری، جامی، عرفی فرخی۔ عنصری، خاقانی، قاآنی وغیرہ ان میں سے کتنے ہیں جن کا تخلص ان کے آقا کی نشان دہی کرتا ہو۔ چونکہ اُردو شاعری کی عمارت فارسی شاعری کی بنیادوں پر استوار ہوئی تھی اس لئے اُردو کے دورِ اوّل کے شعراء کا تخلص کے معاملہ میں ایران کی تقلید کرنا فطری تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ اوّل کے دکنی شعرا نے

جو اُردو کے دورِ اوّل کے شعراء کہلاتے ہیں تخلص کے لئے ایسے ہی الفاظ اکثر و بیشتر انتخاب کئے جن کا اختتام یائے نسبتی پر ہوتا ہے۔ نصرتی، یقینی، فراقی، قربی، صنعتی، زخمی، اظفری، رستمی وغیرہ اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ اس سے یہ استقرا کہ کدم راؤ پدم راؤ کے مصنف نے کسی بادشاہ کے ساتھ اپنا تعلق ظاہر کرنے کے لئے اپنا تخلص نظامی رکھا صحیح نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ احمد شاہ ولی کے سپہ سالار بیدار نظام الملک سے واسطہ رکھتا ہو۔ اور اسی توسل کی بنا پر اس نے نظامی تخلص رکھا ہو* بیدار نظام الملک سلطان احمد شاہ ولی کا معتمد اور دولت آباد کا سپہ سالار تھا۔
(محبوب الوطن جلد اوّل ص ۲۷۸)

اس مثنوی کی زبان کے بارے میں اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ بہت عسیر الفہم ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بعض ابیات تو ناقابل فہم ہونے کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔

Marfat.com

اب سے تقریباً پانچ صدی پہلے کی زبان کے سمجھنے میں جو مشکلات پیش آسکتی ہیں ان کا بیان کرنا لاحاصل ہے۔ مثال کے طور پر ان ابیات پر نظر ڈالیے جو کدم کے سامنے پدم کی زبان سے بطور عذر خواہی ادا کی گئی ہیں۔

پدم راؤ اُٹھیا مہا کر د بن — کندل پھیرا دھا ہوآ سر دبن
کیرا نیر ہو جیوں رہیا تھا ادہل — کماں ہو سر مانیکہ کے پائے تل
اُچا سیں باہر کیئی یکہ نبات — نہ لیوں کوی ہو ی زبن نا کہ بات
کہ توں ساج میرا گسائیں کدم — پدم راؤ تجہ یا دکیرا پدم

مگر اسی کے ساتھ ایسی ابیات بھی موجود ہیں جو ذرا سے تغیر و تبدل کے بعد موجودہ زبان کے قالب میں ڈھل سکتی ہیں مثلاً ایک بیت ہے۔

جو کچُ کال کرنا سو توں اج کر — نہ گھال آج کا کام توں کال پر

گھالنا۔ ڈالنا کے معنی میں لکھا گیا ہے۔ پوری بیت اسی مفہوم کی حامل ہے، جو کال کرے سو آج کر، آج کرے سو اب" سے ادا ہوتا ہے۔ گھالنا ہریانی زبان میں ابھی تک اسی معنی میں مستعمل ہے۔

اسی قتیل کی ایک اور بیت ہے ؎

سنیا تھا کی ناری دھرے بھوت چند — سو میں آج دیتھا تری چھند بند

سنیا اور دیتھا پنجابی زبان میں دونوں کا تلفظ یہی ہے یہ سنا اور دیکھا کے معنی ہیں۔ تین بیتیں مسلسل سنیے ؎

کہیا راو یہ بدیا منج دکھاؤ — کہ و نمان توں ندی منج سکھاؤ
اکھرنات پرمان لے راؤ کے — امر بدیا تب کئے تھاؤ کے
اکھرنلت سنز سکھایا رس — یکا یک پڑیا لوٹ سندرکس

صلا۱۴

مثنوی کدم راؤ پدم راؤ رسم الخط کے لحاظ سے بھی قدامت کا نمونہ ہے۔ خط اگرچہ نسخ ہے مگر اسے کافی حد تک مسخ کر دیا گیا ہے۔ جا بجا اعراب کا استعمال کیا گیا ہے۔ جذم کے لئے (ہ) کا نشان ہے اور ایسے سہ حرفی الفاظ کے تیسرے حرف کو جن کا صرف پہلا حروف متحرک ہو، زبر کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔ مثلاً وردا س طریقے کے مطابق وَرَدَ لکھا جانا چاہیئے۔ یہ طریقہ اس وقت بھی سندھی زبان کے رسم الخط میں موجود ہے۔ یائے معروف و مجہول میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ ٹ۔ چ۔ گ۔ ڑ کے لئے کوئی علامت نہیں۔ ہائے دوچشمی کو الفاظ کے شروع میں استعمال کیا ہے اور ہائے ہوز درمیان ابیات ہائے مخلوط کی جگہ لکھی گئی ہے۔

کدم راؤ پدم راؤ میں کل ابیات کی تعداد ۱۰۳۲ ہے جسے ۸۸ صفحات میں کہیں (۱۱) کہیں (۱۲) کہیں (۱۳) سطور فی صفحہ کے حساب سے نقل کیا گیا ہے۔ چونکہ کتاب کے آخر میں ترقیمہ نہیں ہے اس لئے یہ تعین کرنا ممکن نہیں کہ اس کی صحیح تاریخ کتابت کیا ہے۔ کاغذ اور رسم الخط کے اعتبار سے اسے زیادہ سے زیادہ دوسو برس پہلے کی تحریر کہا جا سکتا ہے۔

فخرالدین نظامی کے بارے میں کسی تذکرے یا تاریخ سے کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی وہ کون تھے؟ کہاں کے باشندے تھے۔ کب وفات پائی۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے تمام سوانحی امور پردے میں ہیں۔ مثنوی سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فارسی زبان کے اچھے عالم تھے۔ اس مثنوی میں جو ہندی آمیز اردو میں لکھی گئی ہے۔ تمام عنوانات فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں اور مصنف نے ایک بیت میں اپنے سننے والوں کو نغز گو بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔

نظامی کہنہار جس یار ہو — سنہار سن نغز گفتار ہو

انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں ایک بیاض ہے جس کا نمبر ق ۱۲۴ ہے۔ اس

Marfat.com

بیاض میں نظامی تخلص کے ایک شاعر کی ایک فارسی غزل ہے۔ دکن میں اس تخلص کا کوئی اور شاعر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ وہ انہیں فخرالدین نظامی کی ہو جو مثنوی کدم راؤ پدم راؤ کے مصنف ہیں۔ غزل یہ ہے ؎

چہ بندی دل دریں دنیا کہ روزی چند مہمانی ‎ ‎ ‎ ‎ چو ناگہ مرگ پیش آمد خوری آندم پشیمانی

یکے اندیشہ کن بنگر کہ بودند اندریں جانی ‎ ‎ ‎ ‎ کجا رفتند آں یاراں کہ بودند مونس جانی

سزا اندیشے ازاں روزی کہ در گورت فرود آیند ‎ ‎ ‎ ‎ عزیزاں جملہ باز آیند تو تنہا بیکسے مانی

مکن غفلت بکن غفلت بکن توبہ بجن توبہ ‎ ‎ ‎ ‎ نصیحت میکنم بشنو اگر مرد مسلمانی

نظامی چونکہ میدانی ترا روز ازل پیش است ‎ ‎ ‎ ‎ غمے روز قیامت خور کہ چندیں قصہا خوانی

نظامی کی ایک مثنوی اور بھی ہے جس کا نام خوفنامہ ہے۔ یہ مثنوی بھی ایک قلمی بیاض میں درج ہے اور انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں داخل ہے۔ موجودہ صورت میں خوفنامہ کی (۵۷۰) ابیات ہیں۔ حمد و نعت کی متعدد ابیات اور رہی ہوں گی۔ کیونکہ چند ابتدائی اوراق بیاض سے گم ہیں۔ بیاض مذکورہ میں خوفنامہ اس بیت سے شروع ہوتا ہے ؎

ولایت کوں جس کی طرف تے ہے ‎ ‎ ‎ ‎ سخاوت دسے جس کے بخشش کے چھاؤں

پہلے مصرع میں نانوں کے بدلے کاتب نے نام لکھ دیا ہے۔

اختتام خوفنامے کا اسطرح پر ہے ؎

نظامی کیا ختم سوں یو کتاب ‎ ‎ ‎ ‎ پڑہنہار کوں ہوویگا لے ثواب

سنن والیاں کو ہوئے ایماں زیاد ‎ ‎ ‎ ‎ کریں شکر یونکہ ہو وینگے شاد

ہوا خوفنامہ یہاں تے تمام ‎ ‎ ‎ ‎ محمد پہ بھیجو درود ہور سلام

Marfat.com

اردو مخطوطات

Marfat.com

Marfat.com

اردو مخطوطات

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱	تیسیر القرآن وتسہیل الفرقان (لغات القرآن)	وزیر علی ابن منور علی عرف محمد سلیم	امیر علی	-	۱۲۷۹ھ
۲	شرح زینت القاری (قرأت)	-	سید عباس	-	۱۲۷۷ھ
۳	فہرست مطلق ہا و جائز ہائے قرآن "	-	-	-	-
۴	مفید القاری "	قادر خاں	سید عباس	-	۱۲۷۷ھ
۵	مفید القاری "	"	-	-	۱۲۷۱ھ
۶	تفسیر القرآن (پارہ عم) تفسیر	-	-	-	-
۷	تفسیر پارۂ عم "	-	-	-	۱۲۴۹ھ
۸	تفسیر سورۂ یوسف منظوم "	محمد اشرف۔ اشرف کاندھلوی	-	-	-
۹	تفسیر قد سمع اللہ ناقص الطرفین "	-	-	-	-
۱۰	تفسیر پارہ عم "	حافظ ابن عبد اللہ	-	-	-
۱۱	تفسیر تنزیل (بڑا سائز)	سید بابا قاری			۱۱۴۰ھ
۱۲	تفسیر چراغ ابدی "	عزیز اللہ ہمرنگ			۱۲۲۱ھ
۱۳	تفسیر ہفت سورہ (مع تحفۃ الاسلام) "	اکرام الدین دہلوی	عمر خاں	۱۲۴۲ھ	۱۲۶۲ھ
۱۴	تفسیر سورۂ یوسف (گوجری بخط اردو) "	-	-	-	-
۱۵	تفسیر سورہ یوسف تا سورہ حج "	-	-	-	-
۱۶	تفسیر سورۂ ملک وغیرہ "	-	-	-	-

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مولف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۱۷	تفسیر قرآن از یٰسین تا ختم (دکنی) تفسیر	-	-	-	-
۱۸	" (۱۶ تا ۲۰) " "	-	-	-	-
۱۹	تفسیر ہفت پارہ اولیٰ " "	سید بابا قادری	عبدالنبی	-	۱۲۸۴ھ
۲۰	فیض القرآن (در آیت ناسخ و منسوخ) متعلقات قرآن	میر شمس الدین فیض		۱۲۷۲ھ	-
۲۱	روضۃ الاصفیا قصص الانبیاء (دکنی) "	شیخ ولی محمد	میر امین علی		۱۲۲۷ھ
۲۲	" " "	عبدالصمد عبدالوہاب	محمد قاسم		۱۲۵۲ھ
۲۳	" منظوم " "	سید محمد غوث غوثی	-	-	-
۲۴	" " (دفتر اول) " "	"	-	-	-
۲۵	چند احادیث ناقص الطرفین احادیث	-	-	-	-
۲۶	چہل حدیث مع تفسیر چند آیات "	-	عبدالغفار		۱۳۰۸ھ
۲۷	زواجر ہندی "	ابن حجر	شیخ آدم مترجم		۱۲۴۴ھ
۲۸	عقائد دینیہ (نقل مطبوعہ) عقائد	غلام محمد شاہ	صدیق حسن	۱۲۸۸ھ	۱۳۰۴ھ
۲۹	عقائد اسلام (حنفیہ) "	محمد علی خاں	-	-	-
۳۰	عقائد عظیم "	محمد رمضان مہی	محمد امیر		۱۲۵۹ھ
۳۱	رسالہ وحدت ؟	-			
۳۲	عقائد المومنین ناقص الآخر	سید محمد تقی فیاضی	-	-	-
۳۳	قوت الایمان	مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی			
۳۴	تحقیق الایمان (ترجمہ تحصیل الایقان)	شاہ عبدالحق دہلوی شاہ سعید الدین مترجم	محمد امین خاں		۱۲۵۴ھ
۳۵	قیامت نامہ (ترجمہ)	مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی۔ محمد عبداللہ مترجم	-	-	-

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۳۶	احکام الصبی مع ترجمہ (فرائض)			.	
۳۷	خزانۂ عبادت منظوم	شاہ محمد قاسم خاں شاکی		۱۱۷۵	۱۲۷۴ھ
۳۸	״ ״	״	اعظم خاں	-	۱۲۶۲ھ
۳۹	خلاصہ کشف ہندی (کشف الخلاصہ)	حافظ شجاع الدین		-	
۴۰	رسالہ فقہ	-	عبدالغفور	-	۱۳۱۱ھ
۴۱	فقہ اسلام (دکنی)	محمد عثمان نادر		۱۳۳۰ھ	
۴۲	فقہ منظوم	میر عزیز اللہ ہمرنگ	عبدالقادر	۱۲۲۵ھ	۱۲۸۳ھ
۴۳	״	عبدو		-	-
۴۴	کشف الخلاصہ	شاہ شجاع الدین	سید کریم اللہ		۱۲۸۳ھ
۴۵	مجموع المسائل	-			
۴۶	״	.			
۴۷	مفتاح الجنت ناقص الاول	کرامت علی جونپوری	حاجی عبدالقادر	۱۲۴۳	۱۲۵۹ھ
۴۸	״ ״	״	-	״	
۴۹	مفتاح الخیرات ناقص الاول	-	غلام احمد		۱۲۲۵ھ
۵۰	ہدایت ہندی منظوم	شیخ داؤد ضعیفی	غلام قادر	۱۱۰۶ھ	۱۱۶۴ھ
۵۱	احکام الفقہ ״ ناقص الآخر	میر عزیز اللہ		۱۱۹۷ھ	-
۵۲	ارشاد النبی ״	غلام نبی غلامی		-	-
۵۳	چہل و چہار مسائل ״	رحمت اللہ		-	-
۵۴	حجت الاسلام	-	میر سرور علی		۱۲۱۸ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ نقل
۵۵	حقوق المسلمین منظوم	سید محمد بیجاپوری	سید حسن قادری	۱۲۲۲ھ	۱۲۲۴ھ
۵۶	خزانتہ الفوائد	عبد المجید	شیخ عبد الستار	۱۱۱۵ھ	۱۲۰۲ھ
۵۷	خزانۂ عبادت منظوم	شاہ محمد	غلام محمد	۱۱۶۵	۱۲۴۸ھ
۵۸	دین دیپک "	محمد علی شاہ الفت	ذو الفقار علی		۱۱۹۴ھ
۵۹	رسالہ مسائل منظوم	-		۱۰۷۷	-
۶۰	چہار کرسی	عبد الحق		-	-
۶۱	رسالہ نماز (مسائل منظوم)	-		۱۰۷۷	-
۶۲	صد وسی مسائل منظوم	کمال محمد قاضی			
۶۳	ہدایات ہندی "	شیخ داؤد ضعیفی	برہان دبیر	۱۱۰۱ھ	۱۱۱۱ھ
۶۴	فقہ المبین "	یقین دکھنی		۱۱۸۲ھ	
۶۵	" "	"	محمد باقی	"	۲۳۸
۶۶	" "	"	غلام احمد	"	۲۲۵
۶۷	فقہ ہندی "	عبدو	-	۱۰۷۴	
۶۸	" "	"		۱۰۶۶ھ	
۶۹	" "	"	محمد یوسف	۱۰۷۴	۲۵۹
۷۰	کتاب فقہ، منثور ناقص الاول	سید محمد	سید فتاح ولد سید محمد	۱۱۳۲	۲۴۷
۷۱	کتاب فقہ، منثور ناقص الآخر	-	-	-	
۷۲	کنز المومنین "	عابد شاہ حسینی	-		
۷۳	لازم تبدی منظوم	اشرف دکھنی	-		

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۷۴	مجموع المسائل		گلدار خاں	گلدار خاں	۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۳	
۷۵	مسائل شتیٰ	منظوم		محمد علی		۱۱۸۳ھ
۷۶	یک صدسی مسائل	"	-			۱۲۱۵ھ
۷۷	مفتاح الجنت	منثور	-	یعقوب شریف		۱۲۷۴ھ
۷۸	ہدایات ہندی	منظوم	شیخ داؤد ضعیفی		۱۱۰۰ھ	
۷۹	"	" ناقص الطرفین	"			
۸۰	منتخب الاحکام	منثور و منظوم	پیر محمد صغیری	محمد غیاث	۱۱۲۲ھ	۱۱۹۱ھ
۸۱	مجموع المسائل		-			
۸۲	تعلیم الصلوۃ		محمد رفیع الدین بن محمد حمید الدین		۱۳۲۴ھ	
۸۳	خزانہ حسنات ترجمہ مفتاح الصلوۃ		شیخ فتح محمد برہانپوری سید امام الدین علی کاکل مترجم	احمد علی	۱۱۸۲ھ	۱۲۴۰ھ
۸۴	کنز المصلی		"	عبد الغفار		۱۲۹۰ھ
۸۵	مصباح الصلوۃ ترجمہ الصلوۃ		سعید الدین مترجم	سید عثمان		۱۲۲۶ھ
۸۶	حقیقت الصلوۃ		-			۱۲۶۵ھ
۸۷	ادعیہ نماز		-			
۸۸	روضۃ الاسلام	منظوم	باقر آگاہ	محمد زماں	۱۲۱۴ھ	۱۲۲۲ھ
۸۹	عقائد مذہب امامیہ		-			۱۰۷۵ھ
۹۰	دقائق الایمان		قلندر علی حنفی صمدانی			
۹۱	تمہید التقریر	(مہدویات)	جیون خاں مہدوی	سید حمید مہدوی		۱۱۸۷ھ
۹۲	اظہار الصلاح	(ردوہابیہ)	تاج الدین بہجت	۱۲۶۶ھ		

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۹۳	تحفۂ محمدیہ ردِ وہابیہ	عبدالفتاح		۱۲۶۵	
۹۴	آداب السعادت	حیات			
۹۵	آدم فی الحدیث ترجمہ نوادر ابن حجر	شیخ آدم			
۹۶	اصول دین	ابجد اللہ بن میر علی فیاض	میر مصطفےٰ علی		۱۲۷۰
۹۷	تحفۃ المذاہب منظوم	-	میر نعیم علی	۱۲۴۱	۱۲۷۵
۹۸	تحفۃ الاسلام	-	-		
۹۹	صراط مستقیم	عماد الدین عماد		۱۰۸۱	
۱۰۰	کتاب النسا (منظوم)	-			
۱۰۱	مجموعہ الضاف	محمد تقی الضاف			
۱۰۲	مرصاد المشتاقین (ترجمہ تنبیہ الضالین از سید عبدالقادر)	محمد تاج الدین	محمد یار طالب غزنوی		۱۲۷۱
۱۰۳	وفات نامہ	دنی -		۱۱۱۱	
۱۰۴	ہدایت المومنین	میر اولاد حسن قنوجی	گلزار بہار	۱۲۴۷	۱۸۳۲
۱۰۵	قصص الانبیا		سید امین اللہ		۱۲۷۷
۱۰۶	حمایت تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی	مصنف کے قلم سے		
۱۰۷	فیوچر آف اسلام ترجمہ	ولفرڈ اسکاون بلنٹ سید اکبر حسین مترجم	عبدالبرکات		۱۸۸۵
۱۰۸	اربعین جامی (چہل حدیث)	جامی	-		
۱۰۹	چار کرسی مذہب	-			
۱۱۰	تجلیات انوار	سعید عبدالغفور		۱۲۶۰	
۱۱۱	فیض عام	محمد صالح	محمد سرور	۱۲۵۰	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۱۲	بھگوت گیتا	-	ہمت سنگھ	۱۱۶۶ء	
۱۱۳	پوتھی سندر سنگار		گردھاری لعل		۱۲۲۳ھ
۱۱۴	بھاگوت پران منظوم (دسواں اسکند)	بھوپت رائے	کشن داس		۱۸۴۹ء
۱۱۵	"	سورداس	سوبھارام		بکری ۱۸۳۵
۱۱۶	رامائن "	-			
۱۱۷	رامائن و بھگوت گیتا	-			
۱۱۸	بھوگ بل	شہاب الدین قریشی	خضر		۱۰۸۲ھ
۱۱۹	پوتھی نامہ	شتاب رائے	گوردپرشاد		۱۲۳۴ھ
۱۲۰	مجالس سخن (مثنوی دکھن (بارہ مجالس میلاد)	علی			
۱۲۱	میلاد	امیرالدین	محمد غوث اللہ		۱۲۵۹ھ
۱۲۲	چار باغ احمدی	شیخ احمد حسرت	از قلم مصنف		۱۲۷۰ھ
۱۲۳	میلاد نامہ "	-			
۱۲۴	روضۃ الشہدا ترجمہ (گل مغفرت)	حیدربخش حیدری	۱۲۲۷ھ		
۱۲۵	چار گلشن غوثیہ	شیخ احمد حسرت	از قلم مصنف	۱۲۷۰ھ	۱۲۷۰ھ
۱۲۶	دو مخزن	نصراللہ وصال		۱۲۵۰ھ	
۱۲۷	ارشادنامہ شریعت و طریقت وغیرہ	سید امین گنج بخش		۱۲۱۸ھ	
۱۲۸	انتباہ الطالبین	-			۱۲۶۲ھ
۱۲۹	انیس الغربا (ترجمہ مسالک السالکین)	شیخ نور قطب عالم ترجمہ شیخ احمد حسرت	از قلم مترجم	۱۲۷۱	۱۲۷۱ھ
۱۳۰	لوارق حقیہ (ترجمہ عقائد ضروریہ)	محمد نعیم عرف مسکین شاہ	میر احمد علی عصر	۱۲۹۰	۱۲۹۱ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
١٣١	تجلیات	-			
١٣٢	رسالہ تصوف (اصطلاحات وغیرہ)	-			
١٣٣	جام جہاں نما	-			
١٣٤	چہار پیر و چہاردہ خانوادہ	-			١٢٢٥ھ
١٣٥	خزانہ معرفت (منظوم)	شاہ محمد حق نما		١١٨١ھ	
١٣٦	خیال آباد تراب	تراب		١٢٥٢ھ	
١٣٧	درالاسرار سلطانی	نعمت اللہ شاہ		-	
١٣٨	دل آئینہ ناقص الاخر	-			
١٣٩	رسالہ تصوف	-			
١٤٠	رسالہ تصوف قدیم دکنی	میر دیوان علی			
١٤١	(نسب نامہ) مع نظم خلیفہ شاہ کریم	خواجہ امین الدین اعلی			
١٤٢	رسالہ تصوف	-			
١٤٣	رسالہ تصوف	بندہ نواز گیسو دراز			
١٤٤	" (وجود العارفین ؟)	-			
١٤٥	رموز الواصلین (گفتار شاہ برہان) منظوم	شاہ برہان			
١٤٦	زنجیرہ	خواجہ شاہ سلطان حسینی			
١٤٧	سب رس	وجہی	محمد واصل جیلانی	١٠٤٥ھ	١١٧١ھ
١٤٨	"	"		"	١١٧٧ھ
١٤٩	شکار نامہ (نظم شاہ علی جیو)	مخدوم سید محمد حسینی شہبانہ			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۵۰	شمائل الاتقیا (ترجمہ) عماد الدین	میراں یعقوب		۱۰۷۸ھ	۱۱۰۵ھ
۱۵۱	شمس العشاق	میراں جی		۸۵۰ھ / ۱۴۴۰ء	۱۰۶۸ھ
۱۵۲	عجیبہ (رسالہ)	سید شاہ کمال اللہ بادشاہ			
۱۵۳	غوث الاعظم	-			
۱۵۴	کلمۃ الاسرار	حضرت امین الدین اعلیٰ			۱۳۰۸ھ
۱۵۵	کلمۃ التوحید	-	عزیز محمد		۱۲۴۴ھ
۱۵۶	کلمۃ الحقائق	شاہ برہان جانم	ولایت علی شاہ		
۱۵۷	کنت کنزاً مخفیاً و گفتار خواجہ	امین الدین حسنی و خواجہ معین الدین	جوہر علی		۱۲۵۲ / ۹۲ء
۱۵۸	گنج مخفی (ترجمہ)	شیخ عبدالقادر جیلانی محمد شریف مترجم	کبیر داس	۱۱۱۱ھ	
۱۵۹	مجموعہ ارشاد نامہ جات	-			
۱۶۰	مجمع المقالات ہنج	محمد شاہ صدرالدین			
۱۶۱	مرأت الاسرار	شاہ محمد صدرالدین	شاہ محمد امیرالدین		۱۲۱۷ھ
۱۶۲	مرأۃ السالکین (تلاوۃ الوجود)	سید صدرالدین مخدوم حسینی			
۱۶۳	معرفت السلوک	شیخ محمود ترجمہ محمد ولی اللہ قادری	محمد صدرالدین بخشی		-
۱۶۴	مفتاح السوال	-			
۱۶۵	منتخب الاتقیار (تذکرۃ الاولیا)	-			
۱۶۶	وجودیہ	شاہ برہان			
۱۶۷	〃	-			
۱۶۸	〃	-	اسمٰعیل شاہ قادری		

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۶۹	ارشادات لطیفہ ؟	-			
۱۷۰	تاج الحقائق	وجیہ الدین ؒ ابھار علی شاہ قادری متجر		۱۲۷۴ھ	۱۲۷۴ھ
۱۷۱	″	″	شیخ داؤد		
۱۷۲	رسالہ تصوف (کلمۃ الحقائق)	-			
۱۷۳	وجودیہ ؟	غالب سلطان حسینی			۱۲۹۰ھ
۱۷۴	حسنات العارفین	-			
۱۷۵	رسالہ تصوف	-			
۱۷۶	طریق بیعت ؟	-	میر تراب علی		۱۲۸۴ھ
۱۷۷	ہفت گروہ	اصغر علی شاہ	دلاور علی		۱۲۹۰ھ
۱۷۸	ارشادات ابراہیمی	ابراہیم علی شاہ غلام امام خاں ترین متجر			۱۲۶۸ھ
۱۷۹	اقوال سید محمد جونپوری	سید محمد جونپوری	محمد ابراہیم		
۱۸۰	تشریح ملفوظات حضرت شاہ برہان ؒ	شاہ برہان ؒ	سید محمد حسن حسینی		
۱۸۱	خزانہ رحمت (ملفوظات فارسی مع کلام ہندی)	شیخ بہاء الدین باجن	قدرت اللہ		۲۵۶
۱۸۲	ملفوظات حضرت میراں شاہ	حضرت میراں شاہ			۰۹۰
۱۸۳	تاریخ فیض عام منظوم	میاں عبد المحمد گجراتی	شکر اللہ	۱۱۴۱ھ	
۱۸۴	جواہر الاسرار ″	شاہ علی جیو			۱۸۸
۱۸۵	عقائد نامہ ہندی	عارف		۱۲۱۴ھ	
۱۸۶	فقہ منظوم	-		۱۰۷۷ھ	
۱۸۷	احوال میت	محمد شمس الدین	محمد امین خاں	-	
۱۸۸	وجودیہ	عنایت شاہ صاحب			

Marfat.com

نشان سلسلہ		نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۸۹	مجموعہ	۱۔ چہل حدیث	حدیث		غفور خاں	۔	
		۲۔ اوزان نطرہ	مسائل فطرہ	محی الدین سید عبد اللطیف	″	۔	۱۲۰۵ھ
		۳۔ رسالہ تقلید	عقائد	محمد ابراہیم	″		
		۴۔ نصائح ملوک (فارسی)	اخلاقیات	۔	″		
		۵۔ شرح البرزخ ؟	فقہ	۔	″		
		۶۔ حیرت الفقہ (فارسی)	″	۔	″		
		۷۔ فوائد المبتدی	اسلامیات	۔	″		
۱۹۰	مجموعہ	۱۔ اصول حدیث	اصول حدیث	۔			
		۲۔ ترجمہ شہادتین	بیان شہادت	شاہ عبد العزیز دہلوی خرم علی مترجم	″		
		۳۔ راج مارگ	اسلامیات	شاہ عبد القادر	″		
		۴۔ می باید شنید (فارسی)	اخلاقیات	محمد علی رفعت	″		
۱۹۱	مجموعہ پنج رسائل	۱۔ رسالہ وجودیہ	تصوف	۔			
		۲۔ خواجگان چشت	″	۔			
		۳۔ واجب الوجود	عقائد	۔			
		۴۔ خلافت نامہ	تصوف	۔			
		۵۔ علم الاعداد (فارسی)	علم الاعداد	۔			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۱۹۲	مجموعہ ۱۔ الاستواعلی الاستیلاء (فارسی) عقائد	غلام محمد حنفی چشتی	لطیف احمد صاحب مرزا		۱۲۹۵ھ
	۲۔ تحقیق الایمان فی استواء الرحمن (اردو)	"			"
۱۹۳	مجموعہ رسائل سید حیات ۱۔ سراج عقائد منظوم عقائد	سید حیات	-		-
	۲۔ سراج الفقہ " فقہ	"			
	۳۔ مرأۃ الاحکام " "	"			
	۴۔ تاج الفرائض " فرائض	"			
	۵۔ تاج النصائح " اخلاق	"			
	۶۔ آداب السعادت " "	"			
۱۹۴	مجموعہ ہفدہ رسائل ۱۔ رموز العارفین منظوم تصوف				
	۲۔ کلامِ نسیم نظم	نسیمؔ	-		
	۳۔ مثنوی معرفت "	-			
	۴۔ مغز مرغوب "	-			
	۵۔ ہشت مسائل اسلامیات	-			
	۶۔ مثنوی شاہ برہان نظم	شاہ برہان	-		
	۷۔ روایت رسول (فارسی) اسلامیات	-			
	۸۔ محرم اسرار " تصوف	-			
	۹۔ وجود العاشقین " "	-			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	۱۰۔ کشف الانوار اردو نظم	داول		-	
	۱۱۔ رسالہ خواجہ معین الدین چشتی (فارسی) تصوف	-		-	
	۱۲۔ شجرۂ خواجگان چشت اُردو "	-		-	
	۱۳۔ رسالہ توبہ فارسی "	-		-	
	۱۴۔ رسالہ خدانما " "	-		-	
	۱۵۔ رسالہ تصوف " "	-		-	
	۱۶۔ وظائف و عملیات " عملیات	-		-	
	۱۷۔ کلام شاہ امین الدین اعلیٰ۔ اردو نظم	شاہ امین الدین اعلیٰ		-	
۱۹۵ مجموعہ (اردو) ۱۲ رسائل	۱۔ شہادت التحقیق نظم	غواصی			
	۲۔ کلام سید علی "	سید علی			
	۳۔ پنداں کا تحفہ "	قطب راجو (رازی)			
	۴۔ ارکان اسلام اسلامیات	سلیمان			
	۵۔ گفتار شاہ برہان نظم	شاہ برہان			
	۶۔ رموز العارفین مثنوی	-			
	۷۔ رسالہ تصوف (فارسی) تصوف	-			
	۸۔ مثنوی داول نظم	شاہ داول			
	۹۔ مثنوی محمد امین "	محمد امین			
	۱۰۔ کلام شاہ برہان "	شاہ برہان			
	۱۱۔ مثنوی داول "	داول			
	۱۲۔ فالنامہ حضرت علی (فارسی) فال	-			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۹۶ (مجموعہ دو رسائل)	۱۔ شری مدبھگوت	مثنویات		بھوج راج		۱۱۶۰ھ
	۲۔ بھگوت دسم اسکندھ	″		اندرجین		۱۲۱۰ھ
۱۹۷ (مجموعہ اردو رسائل)	۱۔ رسالہ منظوم	تصوف	ناصر (الحسینی)			
	۲۔ نزہت العاشقین	″	ذوقی		۱۱۱۱ھ	
	۳۔ کشن گیتا، ارجن گیتا، برہاگیتا	ہندویات	سید امین			
	۴۔ رسالہ فقیری	تصوف	-			
	۵۔ چہار وجود	″	سید میراں خدانما			
	۶۔ کلام امین وسہاگن	نظم	سید محمد امین			
	۷۔ رسالہ تصوف	تصوف				
	۸۔ مرغوب القلوب ترجمہ	″	شمس تبریز، مترجم نامعلوم			
	۹۔ کلید معرفت منظوم	″	سید امین			
	۱۰۔ رسالہ منظوم	″	عبد الغنی			
	۱۱۔ کلمۃ الحق	اسلامیات	-			
۱۹۸ (مجموعہ عربی و فارسی رسائل)	۱۔ مراقبۂ برزخ فارسی	تصوف	عیسی			۱۲۳۳ھ
	۲۔ رسالہ تصوف	″	-			″
	۳۔ عرفان الحقائق	″	سید محمد			″
	۴۔ آیات المومنین	فارسی	-			″

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۵۔ معراج العاشقین تصوف	سید محمد حسینی گیسو دراز			۱۳۱۲ھ
	۶۔ نماز طریقت ״	-			״
	۷۔ پاس انفاس علم انفاس	-			״
	۸۔ حقیقت عالم؟ تصوف	-			״
	۹۔ عدۃ الاسرار ״	-			۱۳۰۳ھ
	۱۰۔ نوبطوں ״	-			״
״	۱۱۔ رسالہ مراقبہ فارسی ״	-			۱۳۱۲ھ
	۱۲۔ نکتہ عجیب ״ ״	سید جلال الدین			״
	۱۳۔ رسالہ وجودیہ ״ ״	-			״
	۱۴۔ ارشاد نامہ حضرت شیخ المشائخ ״	-			״
	۱۵۔ نفس لوامہ ״	-			״
	۱۶۔ راز و نیاز تصوف	-			״
	۱۷۔ نماز استخارہ و نماز طریقت وغیرہ ״	-			״
	۱۸۔ حکایت الاسرار	-			״
	۱۹۔ معراج شریف	-			״
	۲۰۔ (وجودیہ)	خواجہ بندہ نواز			״
	۲۱۔ اربع عناصر	-			״
	۲۲۔ اسرار تصوف	-			״
	۲۳۔ خواجگان چشت اہل بہشت	-			״

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۲۴- رسالہ عجیب وغریب	-			۱۳۱۲ھ
۱۹۹ مجموعہ ہشت رسائل	۱- رسالہ تصوف (فارسی) تصوف	-	غلام نبی		۱۱۹۴ھ
	۲- وصیت نامہ "	سید محمد حسینی گیسو دراز	"		"
	۳- اسرار امینہ منظوم "	تراب	"		۱۱۸۰ھ
	۴- ارشاد نامہ جات "	-	"		-
	۵- رویت حق "	اکبر حسینی	"		۱۱۹۲ھ
	۶- ترجمہ خاتمہ "	خواجہ بندہ نواز	"		"
	۷- گیان سروپ منظوم "	تراب			۱۱۸۰ھ
	۸- جھولنا " "	شیخ فریدالدین شکر	"		"
۲۰۰ مجموعہ نُہ رسائل	۱- رسالہ عشقیہ (فارسی) "	قاضی حمیدالدین			
	۲- چہار شہادت منظوم "	دادل			
	۳- کلام خاکی (فارسی) نظم	خاکی			
	۴- المراقبۃ الشہود تصوف	-			
	۵- سبل المحققین (فارسی) "	-			
	۶- مرغوب القلوب " "	میراں جی			
	۷- پند نامہ عطار " "	شیخ فریدالدین عطار			
	۸- رسالہ تصوف " "	شاہ برہان			
	۹- وجودیہ " "	نعمت اللہ شاہ			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مؤلف، مصنف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	۱۰۔ دیوان راجو قتال (فارسی) دواوین	راجو قتال			
	۱۱۔ کلام شاہ برہان و سید علی نظم	شاہ برہان و سید علی			
	۱۲۔ رسالہ تصوف "	-			
	۱۳۔ مثنویات شریف (فارسی)	شریف			
۲۰۰	۱۴۔ مکتوبات شیخ نظام الدین (فارسی) تصوف	شیخ نظام الدین			
	۱۵۔ نفع ایمان "	-			
	۱۶۔ غفلت نامہ "	-			
	۱۷۔ مثنوی داول "	داول			
	۱۸۔ رسالہ تصوف "	-			
	۱۹۔ رسالہ تصوف (فارسی) "	-			
	۲۰۔ مشاہدات التحقیق "	-			
	۲۱۔ کشف المبین (فارسی) "	-			
	۱۔ معرفت السلوک (فارسی) تصوف	حضرت شیخ محمود چشتی	محمد جعفر		۱۳۱۰ھ
	۲۔ وجود العاشقین " "	حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز	"		"
۲۰۱	۳۔ تلاوت الوجود	"	"		"
	۴۔ رسالہ تصوف "	-	"		"
	۵۔ درّ الاسرار "	حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی	"		"
	۶۔ گفتار خواجہ معین الدین چشتی " "	" " "	"		"

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۷۔ رسالہ تصوف — تصوف	-	محمد جعفر		۱۳۱۰ھ
	۸۔ شرح ابیات شمس تبریز (فارسی) 〃	-	〃		〃
	۹۔ عروج و نزول 〃	حضرت شاہ صدر الدین بندہ نوازؒ	〃		〃
	۱۰۔ رسالہ رویت (فارسی) 〃	حضرت سید محمد حسینیؒ	〃		〃
	۱۱۔ بیان سلوک 〃 〃	〃	〃		〃
	۱۲۔ مشارق الانوار 〃 (ترجمہ) 〃	حضرت بندگی مخدومؒ	〃		〃
	۱۳۔ حدائق الانس 〃 〃	حضرت قطب فریدؒ	〃		〃
	۱۴۔ سبل المحققین 〃 〃	سید محمد یوسف الحسینی	〃		〃
۲۰۱ مجموعہ رسائل	۱۵۔ رسالہ داراشکوہ 〃 〃	محمد داراشکوہ	〃		〃
	۱۶۔ پنج گنج 〃 〃	-	〃		〃
	۱۷۔ رسالہ محمودیہ 〃 〃	شیخ محمود میاں	〃		〃
	۱۸۔ گنج مخفی 〃	-	〃		〃
	۱۹۔ شرح جام جہاں نما (فارسی) 〃	حضرت خواجہ بندہ نوازؒ	〃		〃
	۲۰۔ قصیدہ نعمت اللہ شاہ 〃 〃	نعمت اللہ شاہ	〃		〃
	۲۱۔ رسالہ وجودیہ 〃 〃	〃	〃		〃
	۲۲۔ رسالہ تصوف 〃 〃	-	〃		〃
	۲۳۔ دقیقہ اول 〃 〃	-	〃		〃
	۲۴۔ رقعہ 〃 〃	.	〃		〃

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۰۲	مجموعہ سہ رسائل: ۱۔ خزانۂ معرفت منظوم	تصوف	شاہ محمد حق نما			
	۲۔ کشف الاسرار "	"	"			
	۳۔ کشف الوجود "	"	"			
۲۰۳	مجموعہ هفت رسائل: ۱۔ نظم صادق	نظم	صادق دکھنی			۱۳۰۴ھ
	۲۔ چہار کرسی	"	فقیر دکھنی			
	۳۔ رسالہ تصوف	تصوف	صدر الدین			
	۴۔ گل معرفت	مثنویات	اسرار			۱۳۰۱ھ
	۵۔ رسالہ سبع صفات	تصوف	-			
	۶۔ رسالہ من عرف	"	-			
	۷۔ رسالہ پنجتنی	"	حمید			۱۳۰۲ھ
۲۰۴	مجموعہ مشتمل بر (۷) رسائل: ۱۔ وجود العاشقین (فارسی)	تصوف	سید محمد حسینی گیسو دراز			
	۲۔ مخزن السالکین "	"				
	۳۔ سراج العشق "	"	دستگیر علی			
	۴۔ مغز مرغوب "	"	شاہ کمال			
	۵۔ شکار نامہ گیسو دراز	"	گیسو دراز			
	۶۔ مرثیہ امام حسین	مراثی	جانم ثانی			
	۷۔ کلام شاہ برہان	نظم	شاہ برہان			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مولف	کتابت	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۸۔ شطاریا (فارسی) تصوف	بہار الدین			
	۹۔ رسالہ خواجہ بندہ نواز ؍؍ ؍؍	خواجہ بندہ نواز			
	۱۰۔ پندنامہ حضرت محمود ؍؍ ؍؍	محمود عزیز			
	۱۱۔ رموز السالکین تصوف	شاہ امین الدین			
	۱۲۔ گفتار شاہ برہان و شاہ امین الدین اعلیٰ ؍؍	شاہ برہان			
	۱۳۔ نظم داول نظم	داول			
	۱۴۔ رسالہ تصوف تصوف	—			
	۱۵۔ کلام امین الدین و منظومات دیگر نظم	شاہ امین الدین			
	۱۶۔ موج نامہ تصوف	—			
	۱۷۔ کلام شاہ برہان نظم	شاہ برہان			
	۱۸۔ نظم اردو ؍؍	جانم، داول			
	۱۔ دیوان شاہ راجو قتال (فارسی) دواوین	شاہ راجو قتال			
	۲۔ وجودیہ تصوف	—			
	۳۔ وصیت الہادی ؍؍	شاہ برہان			
۲۰۵ مجموعہ یازدہ رسائل	۴۔ رموز الواصلین و وجودیہ مثنویات	؍؍			
	۵۔ مرغوب القلوب تصوف	میراں جی			
	۶۔ ارشاد السالکین (فارسی) ؍؍	احمد یحییٰ منیری			
	۷۔ عسل طریقت و معرفت ؍؍ ؍؍	—			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۸۔ فقرنامہ ، فارسی تصوف	-			
	۹۔ وجودیہ "	-			
	۱۰۔ وجود العارفین "	دستگیر علی			
	۱۱۔ ولادت نامہ شاہ امین الدین نظم	سید علی			
۲۰۶ مجموعہ ۹ رسائل	۱۔ رسالہ خوش و معما ارشاد نظم	خوش و ارشاد	میر محمد چشتی		۱۲۰۵ھ
	۲۔ رسالہ کسب کردن اسلامیات	شیخ محمود	"		"
	۳۔ علم سینہ فارسی تصوف	-	"		"
	۴۔ مختصر وجودات " منظوم "	-	"		"
	۵۔ کلام صدر الدین ؟ نظم	صدر الدین ؟	"		"
	۶۔ سراج الوجود فارسی تصوف	شیخ فرید الدین گنج شکر	میر محمد چشتی		"
	۷۔ قلبیہ " "	-	"		"
	۸۔ مرغوب القلوب " "	شاہ میرانجی شمس العشاق	"		"
	۹۔ کھاپڑ العینی معما "	باباشاہ حسینی	"		"
۲۰۷ مجموعہ چہاردہ رسائل	۱۔ وجود العاشقین (فارسی) تصوف	سید محمد حسینی گیسو دراز	شاہ متولی علوی		۱۱۰۴ھ
	۲۔ رسالہ توبہ " "	شیخ ابوالحسن خرقانی ؒ	"		"
	۳۔ مکتوب خواجہ معین الدین چشتی "	خواجہ معین الدین	"		"
	۴۔ اسرار الحق فارسی "	شیخ محمود ؟	"		"

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب			مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	مجموعہ چہار دہ رسائل	۵۔ اسرار الوحی فارسی	تصوف	شیخ محمود ؟	شاہ متولے عاجز		۱۱۰۴ھ
		۶۔ کلمۃ الحقائق	″	شاہ برہان	″		″
		۷۔ مرغوب القلوب	″	میراں جی	″		″
		۸۔ وجودیہ	″	شاہ برہان	″		″
		۹۔ ارشاد الطالبین فارسی	″	برہان الدین	″		″
		۱۰۔ معرفت القلوب ″	″	-	″		″
		۱۱۔ وصیت نامہ بندہ نواز	″	بندہ نواز	″		″
		۱۲۔ واقعات انواری مکاشفہ ″	″	-	″		″
		۱۳۔ گفتار خواجہ معین الدین ″	″	خواجہ صاحب	″		″
		۱۴۔ من عرف نفسہ	″	-	″		″
۲۰۸	مجموعہ رسائل تصوف (متفرقہ و مجہولہ)						
۲۰۹	مجموعہ رسائل تصوف (رسالہ ہژدہ سوال سورہ یسین وغیرہ			قصیدہ بردہ و حزب البحر وغیرہ			
۲۱۰	مجموعہ پنج رسائل	۱۔ نکات	تصوف	شاہ صدر الدینؒ			
		۲۔ چند الفاظ لغت (فارسی)	لغات	-			
		۳۔ طریق بیعت ″	تصوف	-			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	۴- رسالہ خواجہ معین الدین (فارسی) تصوف	خواجہ صاحب			
	۵- رسالہ تصوف " "	-			
۱۱۱	۱- (برحاشیہ) وجود العاشقین (منظوم) "	خواجہ بندہ نواز حسینی	محمد حافظ	۱۱۷۴ھ	۱۱۷۵ھ
	(درمتن) فتوح المعین "	گیسو دراز			۱۲۵۰ھ
	۲- قصیدہ بحر الاسرار (فارسی) "	قاضی عین القضات			
	۳- من لگن (برحاشیہ) از محمود بحری -	-			
	۴- کلام صدر الدین وغیرہ	غلامی۔ محرم عشق نصرتا			
۱۱۲	مجموعہ رسائل: ۱- فیض اعظم (فارسی) تصوف	سید محمد الموسوی			۱۲۹۱ھ
	۲- رسالہ تصوف	سید شاہ ابوالعلی امیری الحسینی			
	۳- ارشاد نامہ حاجی شاہ (اردو)	حاجی شاہ			
۱۱۳	مجموعہ دو رسائل: ۱- شرح مرغوب القلوب } مجموعہ دو رسائل	شاہ میران جی شمس العشاق	سید حسین		
	۲- حجت بقا	شاہ جانم			
	۳- کلام شاہ معشوق شاہ پیارے				
	۱- رسالہ تن	حمید اولیا حسینی			
	۲- ترجمہ عین القضات (تمہید اسرار)	غفار رجب علی شاہ جنیدی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	۳۔ رسالہ سوال و جواب	(فارسی)	حسین بن حسن			
	۴۔ مثنوی ثاقب		ثاقب دکھنی (سنہ ۱۲۰۹ھ)			
	۵۔ واجب الوجود	〃	ـ			
	۶۔ خرقہ خلافت		شاہ رمز اللہ قادری			
۲۱۴ مجموعہ یازدہ رسائل	۷۔ شرح روشنی	(منظوم)	از سلطان ثانی			
	۸۔ مثنوی فقیر		فقیر			
	۹۔ رسالہ شمس تبریز	(فارسی)	شمس تبریز			
	۱۰۔ غزلیات سلطان		سلطان			
	۱۱۔ سوال و جواب گور	〃	ـ			
	۱۔ معرفت القلوب	فارسی		سید میران شاہ ویلوری		۱۰۸۸ھ
	۲۔ مکتوب خواجہ معین الدینؒ	〃				
	۳۔ ارشاد الطالبین	〃	میراں جی شمس العشاق و شاہ برہان			
	۴۔ شرح توحید کت یکی (تصوف)	اردو	ـ			
۲۱۵ مجموعہ ہشت رسائل	۵۔ مثنوی دکھنی (منظوم)	مثنویات	ـ			
	۶۔ عشقیہ	فارسی	قاضی حمید الدین ناگوری	فتح محمد بن شاہ داول		۱۰۸۹ھ
	۷۔ حسن و دل	〃				
	۸۔ ملفوظات محمد حسینی	〃				

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مولف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۲۱۶ مجموعہ چہاردہ رسائل	۱- وصیت السالکین (فارسی)	تصوف	سید صفی اللہ	مخطوطہ شاہ متولے		
	۲- ارشاد شاہ محمد نور دریائی	منظوم	شاہ محمد نور دریائی			۱۱۲۷ھ
	۳- محبوب الاسرار	"	"			
	۴- عین الحقائق	"	"			
	۵- رموز السالکین	"				
	۶- سکھ سہیلا	"	جانم			
	۷- وصیت الہادی	"	-			
	۸- منفعت الایمان	"	-			
	۹- گفتار شاہ جانم	"	جانم			
	۱۰- کلام شاہ امین الدین علی	"	شاہ امین الدین علی			
	۱۱- مغز مرغوب	"	شاہ میراں جی شمس العشاق			
	۱۲- چہار شہادت	"	شاہ امین			
	۱۳- گفتار شاہ میرانجی	"	میراں جی			
	۱۴- کشف الوجود	"	شیخ دادل			
۲۱۷ مجموعہ چہار رسائل	۱- یوسف زلیخا		ہاشمی	عبدالقادر		
	۲- پند نامہ شغلی		شغلی			
	۳- کتاب تصوف	(فارسی)				
	۴- سب رس		وجہی			

Marfat.com

سنہ طباعت	سنہ تصنیف	کاتب	مصنف یا مؤلف	نام کتاب	نشان سلسلہ
۱۲۸۸ھ		مخطوطہ نہنو بائی	مسکین	۱۔ قصہ اگر و ملاگیر مثنویات	
		〃	شیخ فرید فقیر الدین فقیر متوحم	۲۔ ہرمز د گل رُخ ترجمہ 〃	
۱۲۸۸ھ	۱۲۰۴ھ	〃	عباس	۳۔ کندلہ پری و شاہزادہ کامراں 〃	
۱۲۸۹ھ		〃	-	۴۔ تضحیک نامہ 〃	
〃		〃	منشی طوطا رام شایاں	۵۔ پرکالہ آتش 〃	
۱۲۹۸	۱۲۷۱	〃	ظہور علی ظہور	۶۔ قصہ بیل والا	
۱۲۸۹ھ		〃	-	۷۔ بحر دانش قصہ سوداگر بچہ (قصص)	
۱۲۸۸ھ		مخطوطہ نہنو بائی	شاہ رحمن	۸۔ قصہ محمود بادشاہ و سوداگر بچہ مثنویات	
		〃	-	۹۔ چار روز دو بادشاہ 〃	۲۱۸
〃		〃	رنگین	۱۰۔ زنانی نامہ 〃	
		〃	نظیر	۱۱۔ روٹی نامہ 〃	
		〃	〃	۱۲۔ بنجارہ نامہ 〃	
		〃	〃	۱۳۔ جوگی نامہ 〃	
		〃	〃	۱۴۔ جوگن نامہ 〃	
		〃	〃	۱۵۔ کوڑی نامہ 〃	
		〃	〃	۱۶۔ پیسہ نامہ 〃	
		〃	〃	۱۷۔ آٹا و دال نامہ 〃	
		〃	〃	۱۸۔ ہنس نامہ 〃	
		〃	〃	۱۹۔ خدا کا نام و زبان 〃	

Marfat.com

نشان سلسلہ		نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	مجموعہ [illegible]	۲۰- داسوخت سحر		سحر	مخطوطہ بہنو لال	۱۲۸۵ھ	
		۲۱- داسوخت شیخ ولی		شیخ ولی محمد ولی	〃		
		۲۲- مثنویات رافت		رؤف احمد رافت	〃		
		۲۳- متفرق غزلیات پیمیا(؟)		جنوں، ولی، عاجز، احمد، سلیمی، درد	〃		
		۲۴- دولت نامہ		نظیر	〃		
		۲۵- رنگین نامہ، پھوہڑ نامہ		-	〃		
		۲۶- طغیانی موسیٰ ندی		-	〃		
		۲۷- زہر عشق		نواب مرزا شوق	〃		۱۲۹۸ھ
		۲۸- چندر بدن مہیار		مقیمی	〃		〃
		۲۹- مہر و ماہ		علی بہادر علی	〃		
۲۱۹	مجموعہ [illegible]	۱- چوہا نامہ	منظوم	ارقم			
		۲- بلی نامہ	قصص	غلام علی آزاد بلگرامی	محررہ [illegible]		۱۲۷۰ھ
		۳- افیون نامہ	〃	-			〃
		۴- مثنوی راسخ		غلام علی راسخ			۱۲۷۰ھ
		۱- رسالہ عبداللہ انصاری فارسی	تصوف	عبداللہ انصاری			
				محررہ غلام جابر علی خاں سلیمانی جاہی			

Marfat.com

نشان سلسلہ		نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۲۱۹	مجموعہ پنج کتب	۲۔ گلدستۂ گفتار (ضلع جگت)	ادب	—	غلام عباس	۱۲۲۰ھ	
		۳۔ قصۂ لعل و گوہر	مثنویات	عاجز	״		۱۲۳۰ھ
		۴۔ کریما (فارسی)	درسیات	شیخ سعدی			
		۵۔ نام حق	״	-			
۲۲۰	مجموعہ چہار کتب	۱۔ دیوان شاہ آثم	دواوین	آثم			
		۲۔ دیوان فدوی (انتخاب)	״	محمد محسن لاہوری، فدوی و محسن			
				محررہ شاہ بہاء الدین بشیر			۱۲۸۸ھ
		۳۔ اصطلاحات ہندی ضرب الامثال		شاہ بہاء الدین بشیر	محررہ بشیر		
		۴۔ نگارستان بشیر	تذکرۃ الشعرا	״	״		
۲۲۱	مجموعہ دو کتب	۱۔ مثنوی سدا بہار (قصہ جگت روپ ابسی)					۱۲۴۵ھ
		۲۔ تضمین کریما (بوستان اخلاق)		محب الحق	قاسم علی شاہ		۱۲۵۰ھ
۲۲۲	مجموعہ پنج کتب	۱۔ پندراں کا تحفہ	مثنویات	قطب رازی		۱۰۴۵ھ	
		۲۔ وصیت نامہ	״	محی الدین		۱۲۰۰ھ	
		۳۔ چار کرسی	״	شاہ عبدالحق			
		۴۔ تولد نامہ	״	شریف		۱۱۱۰ھ	
		۵۔ کرسی نامہ (فقہ)	״	احمد خاں شیرانی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	۶۔ قصیدہ قادر قصائد	قادر			
	۷۔ توفیق نامہ (فقہ منظوم)	-			
۲۲۳	مجموعہ شش رسائل: ۱۔ پندنامہ منظوم	-	محمد مقیم		۱۰۸۸ھ
	۲۔ شمائل نامہ "	عبدالکریم			
	۳۔ قلندر نامہ "	معظم			
	۴۔ پنداں کا تحفہ	راجو قطب			
	۵۔ جان جہاں نما (ترجمہ وجودیہ) "	-			
	۶۔ راز مخفی	قادر فقیر			
۲۲۴	مجموعہ اردو رسائل: ۱۔ ضیافت نامہ (منظوم) مثنوی اطہر	غوثی۔ اطہر			
	۲۔ قصۂ شاہ روم (عاقل و نظر بند) مثنوی	غلام حسین عرف عبدالحسین محمد			
	۳۔ قصیدہ سنی	سنی			
۲۲۵	مجموعہ اردو رسائل: ۱۔ ناری نامہ منظومات	فقیر شاہ		۱۱۱۱ھ	
	۲۔ نور نامہ "	عنایات شاہ		۱۱۱۱ھ	
	۳۔ کرامت نامہ بندہ نواز قصائد	غالب شاہ سلطان چشتی			
	۴۔ چہار کرسی فقہ منظوم	احمد خاں شیرانی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۲۲۶ مجموعہ پنج رسائل	۱۔ خواص اسمائے باری تعالیٰ (فلکی) اوراد اعمال	-	غلام علی		۱۲۹۰ھ
	۲۔ نور نامہ — منظومات	عنایات شاہ	″		″
	۳۔ معراج نامہ — ″	ضامن	″		″
	۴۔ شمائل نامہ — ″	شیدا	″		۱۲۸۹ھ
	۵۔ محبوب نامہ — ″	ضامن	″		۱۲۹۰ھ
۲۲۷ مجموعہ دہ رسائل	۱۔ معراج نامہ — ″	سید بلاقی		۱۲۶۵ھ	
	۲۔ ہنیہ نامہ — ″	شاہی			
	۳۔ محبوب نامہ	شہمیر			
	۴۔ نصیحت نامہ — ″	علی رحمتی			
	۵۔ میزبانی نامہ — ″	حسن شوقی			
	۶۔ فتح نامہ نظام شاہ — مثنویات	″			
	۷۔ تاریخ سکندری (فتح نامہ نواب بہلول)	نصرتی			
	۸۔ فتح نامہ بکھیری — ″	میرزا مقیم			
	۹۔ چندربدن مہیار — ″	مقیمی			
	۱۰۔ نجات نامہ — ″	ملا محمد امین ایاغی			
۲۲۸ مجموعہ دو رسائل	۱۔ معرفت علم ہوسی — ″	صدرالدین شاہ محمد			
	۲۔ چہار کرسی — ″	خفیر			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مولف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۲۹	مجموعہ دو رسائل ۱۔ نادر نامہ و مستزاد	"	شاہ سراج دکنی	مرزا ایلچی بیگ		۱۱۶۷ھ
	۲۔ مثنوی عشقیہ و ریختہ	"	ہاشمی دکنی			
۲۳۰	۱۔ رموز الواصلین	"	شاہ برہان			
	۲۔ بشارت الذکر	"	"			
	۳۔ وصیت الہادی	"	"			
	۴۔ مثنویات شاہ برہان	"	"			
۲۳۱	۱۔ نجات نامہ	"	سید محمد امین ایاغی			۱۱۱۲ھ
	۲۔ نصیحت نامہ	"	محمد اسمٰعیل			
۲۳۲	۱۔ رسالہ شیخ محمود تصوف (فارسی)		شیخ محمود خوش دہاں	حاجی نور محمد		۱۰۹۹ھ
	۲۔ قصیدہ (قصائد) (اردو)		-			
	۳۔ بحر المعانی (تصوف) فارسی		محمد بن نصیر الدین			
	۴۔ کنز الرموز مثنویات "		حسینی			
	۵۔ گفتار خواجہ جان محمد		محرمی			
۲۳۳	۱۔ تذکرۃ الشعراء (فارسی)		-			
	۲۔ کلیات شاہ سراج (برحاشیہ)		شاہ سراج اورنگ آبادی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۳۳۴	۱۔ دیوانِ درد	دواوین	خواجہ میر درد			
	۲۔ دیوان فراق	"	ثناء اللہ خاں فراق			
	۳۔ دیوان اثر	"	محمد میر اثر			
۳۳۵	۱۔ دیوان زانی	"	پیر خاں زانی			
	۲۔ دیوان افسق	"	غلام حسین افسق			
۳۳۶	۱۔ قصہ بی بی فاطمہ	مثنویات	اسمٰعیل			
	۲۔ وفات نامہ	"	-			
	۳۔ شادی نامہ	"	-			
۳۳۷	۱۔ قصۂ بی بی مریم		علی بخش		۱۲۹۰ھ	
	۲۔ نور نامہ		-			
	۳۔ وفات نامہ		محسن			
	۴۔ شادی نامہ		-			
	۵۔ معجزہ ہرنی		-			
	۶۔ معجزہ درخت		-			
	۷۔ خواب نامہ		-			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۳۸	۱۔ پھول بن	ابن نشاطی			
	۲۔ سیف الملوک بدیع الجمال	غواصی			
۲۳۹	۱۔ گلشن عشق در متن مثنویات	نصرتی			۱۰۹۳ھ
	۲۔ سیف الملوک بدیع الجمال (برحاشیہ) ٬٬	غواصی			
	۳۔ پھول بن برحاشیہ ص ۱۱ ٬٬	ابن نشاطی			
۲۴۰	۱۔ حسن و دل ٬٬	بیراللہ مجرمی			
	۲۔ معراج نامہ ٬٬	-			
۲۴۱	۱۔ چہار کرسی ٬٬	عبدالحق			
	۲۔ رمزۃ العاشقین ٬٬	ندا			
۲۴۲	۱۔ تولد نامہ حضرت امین الدین اعلیٰ ٬٬				
	۲۔ رموز الکاسبین ٬٬	صدرالدین			
	۳۔ جوہرلامین (فارسی) تصوف	امین الدین علی			
	۴۔ غزلیات اردو				

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۲۴۳	۱۔ ظفر نامہ (فتح وجیانگر)				
	۲۔ خواب نامہ (فارسی منظوم)				
	۳۔ مراثی	آصف، اعتقادی، رضوان سیدن، عشقی، فقیر قاسمی، مرید، مرزا، مظہر میرزا۔ نوری، والا، ولی، ہادی			
۲۴۴	۱۔ عشق نامہ (منظوم)	مومن	عبدالرحیم		
	۲۔ پنچھی باچا (برحاشیہ)	وجدی			
	۳۔ معجزۂ عیسیٰ "	-			
	۴۔ دعائے سریانی "	..			
	۵۔ مناجات	-			
	۶۔ نام نامہ	ضیائی			
۲۴۵	۱۔ کلام افضل وغیرہ	افضل، خوشنود، کاظمی، نظامی، ولی			
	۲۔ علی نامہ	نصرتی			۱۱۳۵ھ
	۳۔ چرخیات	"			
	۴۔ قصیدہ نصرتی	"			
	۵۔ تعریف روضۂ شاہ مہمن	برہان دبیر			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۴۶	۱۔ قصہ جانی بیگم (منظوم)	ہزلیات	ناطق	-		
	۲۔ بیم کہانی	منظومات	کاتب			
	۱۔ مثنویات دکنی (کشف الوجود وغیرہ)		جانم و داول			
۲۴۷	۱۔ نجات نامہ ؛	مثنویات	ایاغی			
	۲۔ شمائل نامہ	"	عبدالتزین			
	۳۔ محی الدین نامہ	"	محمد قادری			
	۴۔ معراج نامہ	"	بلاقی			
	۵۔ شاہزادہ و درویش	"	رحمتی			
	۶۔ معجزہ	"	-			
۲۴۸	۱۔ محشر نامہ	"	-			۱۸۴۷ھ
	۲۔ مثنوی کہارن	"	بیخود			"
	۳۔ کنہیا نامہ	"	نظیر اکبرآبادی			
	۴۔ پیری نامہ	"	"			
۲۴۹	۱۔ مخزن عشق	"	وجدی			
	۲۔ داستان رستم و سہراب (شاہنامہ)	"	"			

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۵۰	۱۔ نور نامہ	منظومات	عنایت شاہ			۱۱۱۱ھ
	۲۔ شہادت نامہ فرزندان مسلم	″	ـ			
	۳۔ شہادت قاسم	″	ـ			
	۴۔ نور الہدایہ (سکرات نامہ)	″	محمد حیات حیاتؔ			
	۵۔ حکایت تمثیل	″	ـ			
۲۵۱	۱۔ وفات نامہ حضرت محمد رسول اللہؐ		ولیؔ			
	۲۔ قصہ فاختہ و باز		ـ			
	۳۔ وفات نامہ بی بی فاطمہؓ	″	″			
۲۵۲	۱۔ شادی نامہ رسول خدا	منظومات	مخدوم			
	۲۔ قیامت نامہ (سکرات نامہ)	″	محمد حیات حیاتؔ			
	۳۔ قبر نامہ	″	جامی			
	۴۔ وفات نامہ حضرت فاطمہ	″	غالب علی شاہ			۱۲۶۸ھ
۲۵۳	۱۔ شمائل نامہ		عبد الاحمد ترین			
	۲۔ عرس ہائے خواجگان چشت (فارسی) تاریخ		ـ			
۲۵۴	۱۔ نور نامہ	″	احمد			۱۲۴۴

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۵۵	۲۔ شمائل نامہ	(فارسی)	عبدالترین			۱۲۴۴ھ
	۳۔ معراج نامہ	"	سید بلاقی			"
	۴۔ وفات نامہ	"	ولی			"
	۵۔ چہار کرسی چہار مذہب۔	اسلامیات	—			"
۲۵۶	۱۔ معراج نامہ	مثنویات	سید بلاقی			
	۲۔ وجود نامہ	"	شیخ محمود			
	۳۔ جنگ نامہ نفس و روح	"	مخدوم شاہ			
	۴۔ مناجات قادر	منظومات	قادر			
۲۵۷	۱۔ نور نامہ	"	شاہ عنایت		۱۱۱۱ھ	
	۲۔ مولود نامہ		مختار		۱۱۹۲ھ	
	۳۔ محی الدین نامہ		قادری			
۲۵۸	۱۔ وفات نامہ رسول خدا	"	محمد مختار مختار			
	۲۔ کلام مختار	"	" "			
	۳۔ وصیت نامہ	"	شیخ حمزہ			
	۴۔ نور نامہ	"	حسن			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۵۹	۱۔ شمائل نامہ	منظومات	عبدالترین			
	۲۔ چہار کرسی	״	عبدالحق			
۲۶۰	۱۔ چار کرسی	کرسیات	احمد خاں شیرانی	محمد ابراہیم		۱۲۹۶ھ
	۲۔ حکایات	حکایات	-			
۲۶۱	۱۔ نام حق (فارسی)	منظومات	-	طالع مند خان خلیل		۱۲۶۵ھ
	۲۔ ساقی نامہ ״	״	-	״		״
	۳۔ خالق باری	״	خسرو	-		۱۲۷۷ھ
۲۶۲	۱۔ کلمہ توحید	تصوف	میراں محی الدین			
	۲۔ وجود العاشقین منظوم	״	سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز			
	۳۔ مثنوی در تصوف (فارسی)	״	-			
	۴۔ نور بطون	״	سید شاہ عبدالکریم			
۲۶۳	۱۔ ابلیس نامہ	منظومات	علی رحمتی			
	۲۔ وصیت نامہ	״	لطافت		۱۲۳۳ھ	
۲۶۴	۱۔ تنبیہ النساء	״	-			۱۲۷۲ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مولف یا مصنف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	۲- چار کرسی — منظومات	عبدالحق			
۲۶۵	۱- مینا و لورک — "	مہدی		۱۰۹۱ھ	
	۲- احکام الصلوٰۃ (نام حق) — "	علی رحمتی		۱۰۷۷ھ	
۲۶۶	۱- اصطلاحات تصوف — اصطلاحات		سید سراج الدین		۱۳۲۶ھ
	۲- جام جہاں نما (فارسی) — تصوف	محمد بن عزیز الدین	"		"

ادبیات

نشان سلسلہ	نام کتاب	مولف یا مصنف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۲۶۷	ناصر بحیی — ناقص الطرفین	داصل			
۲۶۸	نئی روشنی	-	رقیہ بیگم		۱۳۴۱ھ
۲۶۹	جوہر عقل	عزیز الدین	محمد ضیاء اللہ	۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۴ء	۱۳۱۴ھ
۲۷۰	حکایات عجیبہ و لطیفہ	-			۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۰ء
۲۷۱	خرد افروز (ترجمہ عیار دانش)	ابوالفضل	ترجمہ حفیظ الدین احمد		۱۸۰۲ء
۲۷۲	داستان امیر حمزہ	-			
۲۷۳	طوطا کہانی	محمد قادری حیدر بخش حیدری	فخر الدین	۱۲۱۵ھ	۱۲۱۵ھ
۲۷۴	طوطی نامہ (قصہ جہاندار شاہ مہربانو)	-			
۲۷۵	قصہ آذر شاہ و سمن رخ (ترجمہ)	-	محمد نصیر قلی قطب	۱۲۷۴ھ	
۲۷۶	قصہ پوستی و بھنگی	-			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۷۷	قصہ ملکہٗ زمانیہ (بے نقط)	سید انشاء اللہ خاں انشاؔ	سید اختر حسین تاباں		۱۹۲۵ء
۲۷۸	گل بکاؤلی (مذہب عشق)	نہال چند لاہوری			۱۲۲۶ھ
۲۷۹	〃	〃	میر ولایت علی		۱۲۶۲ھ
۲۸۰	〃 (مع پہیلیاں وغیرہ)	〃			-
۲۸۱	〃	〃	موتی لعل		۱۲۵۹ھ
۲۸۲	〃	〃		۱۲۱۷ھ	۱۲۶۳ھ
۲۸۳	داستان شہریار و شہزمان (ترىا چرتر)	-			-
۲۸۴	نوطرز مرصع (چہار درویش)	محمد عطا حسین خاں تحسین	آسا رام		۱۲۵۹ھ
۲۸۵	〃 〃	〃	شو نارائن		۱۲۳۴ھ
۲۸۶	〃 〃	〃			
۲۸۷	باغ و بہار	میر امن	کرم علی		۱۲۵۹ھ
۲۸۸	اخلاق ہندی (ترجمہ مفرح القلوب)	مترجمہ میر بہادر علی حسینی	〃	۱۲۱۷ھ / ۱۸۰۲ء	۱۲۸۰ھ
۲۸۹	باغ و بہار	میر امن	سید محمد	-	
۲۹۰	جنگ نامہ پوستی و بنگی	جعفر زٹلی	میر سلطان علی		۱۲۷۳ھ
۲۹۱	سب رس (قصہ ودل)	ملا وجہی			
۲۹۲	قائد ادب	ڈاکٹر بشارت علی	معین الدین یوسفی		
۲۹۳	تذکرہ الشعراء (عروس الاذکار)	محمد نصیر الدین نقش		۱۲۸۹ھ	
۲۹۴	〃 〃	〃		〃	
۲۹۵	تذکرہ بے بدل (گلشن راز) فارسی	فتح علی خاں گردیزی	محمد شریف عاجز	-	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۲۹۶	تذکرہ خوش معرکۂ زیبا	سعادت خاں ناصر		۱۲۶۱ھ	۱۹۴۳ء
۲۹۷	〃	〃		〃	
۲۹۸	تذکرۂ ریختہ گویاں (فارسی)	سید فتح علی الحسینی الگردیزی	سید عبد النبی	۱۱۶۶ھ	۱۱۷۲ھ
۲۹۹	تذکرہ شعرائے ہند 〃	قائم دمیر	سید محمد علی		۱۳۲۹ھ
۳۰۰	دلی کا دبستان شاعری	نور الحسن ہاشمی			۱۹۴۳ء
۳۰۱	شعرائے ملیح آباد حصہ اول	سید محمد علی ملیح آبادی		۱۳۲۵ھ	
۳۰۲	عمدہ منتخبہ (تذکرہ شعراے ریختہ)	میر محمد خاں اعظم الدولہ سرور		۱۳۱۹ھ	۱۳۳۴ھ
۳۰۳	گلزار ابراہیم (حصہ دوم)	علی ابراہیم خاں خلیل			
۳۰۴	گلشن ہند	مرزا علی لطف			۱۲۴۳ھ
۳۰۵	〃	〃			
۳۰۶	〃 (نامکمل)	〃			
۳۰۷	〃	〃	عبد القادر		۱۲۵۴ھ
۳۰۸	تنقید سعید (ابراز سر المکتوم (شبلی کی سوانح ردم پر تنقید)	سعید الدین	۱۳۳۷ھ		
۳۰۹	جوابات سلطان جہاں بیگم (والی بھوپال) (بنام انجمن ترقی اردو نقل	سلطان جہاں بیگم			۱۹۲۷ء
۳۱۰	مراسلہ انجمن ترقی اردو بنام سلطان جہاں بیگم	مولوی عبد الحق صاحب			
۳۱۱	مسودہ مراسلہ جناب بابائے اردو (غالباً بنام محمد امین زبیری صاحب)	〃		-	
۳۱۲	مکاتیب محسن الملک، مہدی علی	مہدی علی		-	-
۳۱۳	نقل فرمان اورنگ زیب (قلمی و ٹائپ شدہ)				

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۳۱۴	من سمجھاون	تراب	محمد احمد الدین		۱۲۹۸
۳۱۵	نیا ادب (مسودہ)	کشن پرشاد کول			
۳۱۶	دستور النثر	محمد خاں			
۳۱۷	اشعار حسن (کلام حسن)	محمد حسن حسن			
۳۱۸	اکھراوت	ملک محمد جائسی			
۳۱۹	بنگاب نامہ بحری	بحری			
۳۲۰	"	"	عبدالقادر قادری		۱۲۲۰ھ
۳۲۱	"	"			
۳۲۲	پوتھی سندر سنگار		محمد نور شمس		۱۱۹۶ف
۳۲۳	تضمین نا معلوم (ترکیب بند)	-	روشن چند		۱۲۳۳ھ
۳۲۴	تنبیہ نامہ	دلی دکھنی	محمد حسام الدین	۱۱۵۰ھ	۱۲۳۷ھ
۳۲۵	تولد نامہ	امین الدین امین		۱۰۴۱ھ	
۳۲۶	تیج نامہ مع دیگر حکایات منظومہ		امیر میاں عشقی	۱۰۷۶ھ	۱۲۲۵ھ
۳۲۷	جنگ نامہ شلوار۔ ساری، چولی، تہبند و ازار	صوفی شاہ باجن	عبدالنبی		۱۱۶۱ھ
۳۲۸	جواہر اسرار	شاہ علی جیو	غلام فتح اللہ		۱۰۸۲ھ
۳۲۹	چرخیات نصرتی	محمد نصرت نصرتی			
۳۳۰	چمنستان برکات	فرید الدین آفاق		۱۲۲۷ھ	
۳۳۱	خالق باری (مطبوع الصبیان)	خسرو			
۳۳۲	دودھ دنیا دنان قلیہ	عزیز اللہ ہمرنگ		۱۲۲۲ھ	۱۲۲۴ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۳۳۳	زاد العوامل (فقہ منظوم)	سید محمد ولی		۱۱۳۲ھ	
۳۳۴	سبع صفات	صدر الدین شاہ محمد			
۳۳۵	رشک پریا	-			۹۰۸ھ؟
۳۳۶	ریختۂ آزاد	آزاد			
۳۳۷	عربی نظم کا منظوم ترجمہ	-			
۳۳۸	فتح نامہ	یٰسین			
۳۳۹	فرس نامہ (منظوم)	سعادت یار خاں رنگین			
۳۴۰	"	"	مدد علی		۱۲۵۷ھ
۳۴۱	ظفر نامہ	سید محمد عاشق عرف شاہ صاحب وحشی	کاتب مصنف	۱۱۶۹ھ	۱۱۶۷ھ
۳۴۲	کرامت نامہ (غوث الاعظم)	دائم		۱۲۴۸	
۳۴۳	کلام افسق	ہدایت اللہ خاں ہدایت و میر غلام حسین افسق			
۳۴۴	کلام جعفر زٹلی	جعفر زٹلی			
۳۴۵	کلام شاکر	عنایت اللہ بیگ شاکر دہلوی			
۳۴۶	کلام شہزادہ محمد	شہزادہ محمد			
۳۴۷	کلام ہادی	محمد ہادی ہادی			
۳۴۸	کلام ہدایت و افسق	ہدایت اللہ خاں ہدایت و افسق			
۳۴۹	گھوڑے نامہ (فرس نامہ)	سعادت یار خاں رنگین			
۳۵۰	مجموعۂ دردناک		سید احمد بیگ		۱۳۱۸ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۳۵۱	محی الدین نامہ	محمد بخش قادری			
۳۵۲	〃	شیخ حیدر قادری			۱۲۷۳ھ
۳۵۳	〃	محمد امین ایاغی			
۳۵۴	مورکھ سمجھانی دکلام کفایت	فقیرا	امام الدین		۱۸۸۶ء
۳۵۵	میرزائی نامہ دچکی نامہ	-			
۳۵۶	نادری نامہ	-			۱۰۷۱ھ
۳۵۷	نظم علوی	علوی	قادر بخش		۱۳۲۱ھ
۳۵۸	نصائح الاطفال	ضیا			
۳۵۹	ہندی دوہرے	-			
۳۶۰	عبرت نامہ	داور الملک داور	محمد علی		۱۳۲۸ھ
۳۶۱	متفرق کلام انشا غیر منقوط (تسکارنامہ)	انشا			۱۸۱۷ء
۳۶۲	قانونچہ حیدر حسین کرار	حیدر حسین کرار	محمد عزیز چشتی		۱۳۰۰ھ
۳۶۳	پندنامہ	-		۱۰۸۱ھ	۱۲۷۲ھ
۳۶۴	پندنامہ علی	علی رحمتی			۱۱۰۷ھ
۳۶۵	پندنامہ جعفر	جعفر زٹلی	لالہ جوگل کشور		۱۲۶۳ھ
۳۶۶	پندنامہ سعدی (منظوم ترجمہ کریما)	مظہر علی خاں ولا	محمد بلاقی	۱۸۰۲ء	۱۲۲۴
۳۶۷	تحفۃ النصائح (منظوم ترجمہ)	قطب رازی	شاہ نعمت اللہ		۱۲۸۸
۳۶۸	تصنیف رنگین	سعادت یار خاں رنگین	گلزار خاں		۱۲۴۸
۳۶۹	روحۃ النصائح	شاہ صدر الدین			-

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۳۷۰	نصیحت نامہ	محمد امین ایاغی	شیخ محمد عارف		۱۱۸۲ھ
۳۷۱	نصیحت نامہ	شاگرد جعفر محمد		-	
۳۷۲	مناجات (منظوم شجرہ)	-			
۳۷۳	من سمجھاونی	-	ہوسے لال		۱۲۱۵ھ
۳۷۴	کلیاتِ پروانہ	راجہ جسونت سنگھ عرف کاکاجی پروانہ	-		
۳۷۵	کلیات جرأت	قلندر بخش جرأت			۱۲۹۲ھ
۳۷۶	"	"			۱۲۵۹ھ
۳۷۷	کلیات حسرت	مرزا جعفر علی حسرت			۱۱۸۲ھ
۳۷۸	کلیات سراج	شاہ سراج سراج		۱۱۶۰ھ	
۳۷۹	" "	" "		"	
۳۸۰	کلیات سودا	خواجہ محمد رفیع سودا	محکم سنگھ		۱۲۲۴ھ
۳۸۱	" " (نقل نسخہ حبیب گنج)	" "			۱۱۷۴ھ
۳۸۲	کلیاتِ حاتم	شاہ ظہور الدین حاتم			
۳۸۳	کلیات کمال	شاہ کمال			
۳۸۴	کلیات صاحب	لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی			
۳۸۵	کلیات قائم	شیخ قیام الدین قائم			۱۲۰۵ھ
۳۸۶	کلیات قیس	محمد صدیق قیس			۱۲۵۷ھ
۳۸۷	کلیات امیر	نواب امیر الامرا امیر			
۳۸۸	کلیات ہدایت	میر محمد ہدایت علی ہدایت			۱۲۷۹ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مولف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
٣٨٩	کلیات حیات	سید حیات			
٣٩٠	کلیات عیش	حکیم آغا جان عیش			
٣٩١	دیوان آبرو	شاہ مبارک آبرو			۱۱۴۴ھ
٣٩٢	دیوان آبرو حصہ اول و دوم	"			
٣٩٣	دیوان انشا	سید انشاء اللہ خاں انشا			
٣٩۴	"	"			
٣٩۵	دیوان اوج	عبداللہ خاں اوج			۱۸۲۶ء
٣٩٦	دیوان ایمان	شیر محمد خاں ایمان			۱۸۲۶ء
٣٩٧	" "	" "			
٣٩٨	دیوان بیان	خواجہ احسن اللہ خاں بیان	محمد علی		۱۳۲۷ھ
٣٩٩	دیوان بے باک	شیر علی خاں بے باک			
۴٠٠	دیوان بیدار (فارسی و اردو)	شاہ میر محمدی بیدار			
۴٠١	دیوان پروانہ	ضیاء الدین پروانہ برہانپوری			
۴٠٢	دیوان تاباں	میر عبدالحی تاباں			۱۳۴۵
۴٠٣	" "	"	محمد فاروق		۱۹۴۲
۴٠۴	" "	"			
۴٠۵	دیوان تمنا	اسد علی خاں تمنا			
۴٠٦	"	"			۱۲۱۲ھ
۴٠٧	دیوان تنویر	خدا بخش خاں تنویر			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۴۰۸	دیوان جعفر زٹلی	جعفر زٹلی			
۴۰۹	〃 (ہجویات)	〃			
۴۱۰	دیوان علی جیو (جواہر الاسرار)	شاہ علی جیو			
۴۱۱	〃 〃	〃			۱۰۹۵ھ
۴۱۲	〃 〃	〃			۱۱۶۱ھ
۴۱۳	دیوان چندا	چندہ بی بی عرف مہ لقا	چندا		۱۲۷۱ھ
۴۱۴	دیوانِ حاتم	شیخ محمد حاتم حاتم			
۴۱۵	〃	〃 〃			
۴۱۶	〃 دیوان زادہ	〃 〃			
۴۱۷	〃 〃	〃 〃			۱۱۸۸ھ
۴۱۸	دیوان حسن	میر غلام حسن حسن	سید محمد مہدی		۱۹۰۵ء
۴۱۹	دیوانِ حفیظ	محمد حفیظ حفیظ			
۴۲۰	دیوان حفیظ دہلوی	محمد حفیظ حفیظ دہلوی			
۴۲۱	دیوان حقیقت	شاہ حسین حقیقت			
۴۲۲	دیوان حیرت	سید ابو الحسن حیرت			
۴۲۳	دیوان خنداں	خنداں			
۴۲۴	دیوانِ داؤد	مرزا محمد داؤد / داؤد داور تمنا آبادی	محمد یعسوب علی صفی		۱۳۴۴ھ
۴۲۵	دیوان رنگیں ریختی	سعادت یار خاں رنگیں			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۴۲۶	دیوان رنگین ریختی	سعادت یار خاں رنگین			
۴۲۷	دیوانِ زانی	پیر محمد خاں زانی	محمد فاضل		۱۲۶۳ھ
۴۲۸	دیوان سراج	شاہ سراج اورنگ آبادی			۱۱۶۸ھ
۴۲۹	؍؍ ناقص	؍؍			
۴۳۰	دیوان سلطان	سلطان اورنگ آبادی			
۴۳۱	دیوان شاداں	راجہ چندو لعل شاداں		۱۲۴۳ھ	
۴۳۲	دیوان شاہی	علی عادل شاہ شاہی			
۴۳۳	دیوان صاحب	لچھمی نراین شفیق صاحب			
۴۳۴	دیوان صاحب قراں (ہزلیات)	میر امام علی صاحبقراں			
۴۳۵	دیوان عزلت	سید عبد الولی عزلت			
۴۳۶	؍؍ ؍؍	؍؍ ؍؍			
۴۳۷	دیوان عیش	مرزا علی عیش دہلوی			۱۱۹۷ھ
۴۳۸	دیوان عیشی	طالب علی عیشی	اللہ داد بیگ بسمل	۱۲۴۰ھ	۱۲۵۴ھ
۴۳۹	دیوان غلامی	غلام نبی غلامی			
۴۴۰	دیوان فراق	ثناء اللہ خاں فراق دہلوی			۱۲۲۶ھ
۴۴۱	؍؍ ؍؍	؍؍ فراق			
۴۴۲	دیوان فغاں	مرزا اشرف علی فغاں مرتبہ سید صباح الدین عبد الرحمن			
۴۴۳	دیوان قدرت	شاہ قدرت اللہ قدرت دہلوی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۴۴۴	دیوان قربی	رکن الدین شیدہ ابو الحسن قربی	میر لطف اللہ		۱۱۶۷ ھ
۴۴۵	دیوانِ قیس	محمد صدیق قیس دکنی			
۴۴۶	〃 〃	〃 〃			
۴۴۷	دیوان کمال	شاہ کمال الدین کمال			۱۱۶۹ھ
۴۴۸	دیوان محب	شیخ ولی اللہ محب دہلوی			
۴۴۹	دیوان محمود	قاضی محمود دریائی محمود			
۴۵۰	〃	〃 〃 محمود			
۴۵۱	دیوان ممتاز	حافظ فضل علی ممتاز			
۴۵۲	دیوان ناسخ	شیخ امام بخش ناسخ	پاپا خاں		۱۲۶۸ھ
۴۵۳	دیوانِ ندا	ندا	علی نواز		
۴۵۴	〃 〃	ندا			
۴۵۵	دیوانِ نین	نین سکھ نین دہلوی	نین		
۴۵۶	دیوان وفا	محمد عمر خاں وفا			
۴۵۷	دیوان ولی	محمد ولی ولی			۱۱۳۱ھ
۴۵۸	〃 〃	〃 〃	غلام محمد		
۴۵۹	دیوان ہمت	خواجہ ہمت علی خاں ہمت			
۴۶۰	دیوان یقین (مسدس نظام الدین پنچھی)	نواب انعام اللہ خاں یقین			
۴۶۱	〃 〃	〃 〃			
۴۶۲	دیوان شاہی	علی عادل شاہ شاہی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۴۶۳	دیوان غمگین	سید علی دہلوی	غمگین		
۴۶۴	دیوان تراب	شاہ تراب دکنی	تراب		
۴۶۵	انتخاب دیوان اظفری	مرزا علی بخش اظفری			۱۹۳۱ء
۴۶۶	آدم نامہ (سرودہ)	خواجہ دولت قلندر			
۴۶۷		عرف عیانی رام	از قلم مصنف		
۴۶۸	(محیط الحقائق ترجمہ بھگوت گیتا) مصور	رام جس محیط دہلوی			۱۲۴۴ھ
۴۶۹	ابراہیم ادہم (مثنوی)	-			
۴۷۰	قصہ ابوشحمہ	ولی کالے محمد ؟		۱۰۹۷ھ	
۴۷۱	اسرار عشق (قصہ عاقل و نظر بند) "	غلام حسین محمد		۱۲۲۵ھ	
۴۷۲	" (عشق نامہ) (در احوال سید محمد مہدی)	مومن		۱۰۹۱ھ	
۴۷۳	"	"		"	
۴۷۴	اسرار محبت	محبت خاں محبت	نیکا رام	۱۱۵۲ھ	۱۲۴۳ھ
۴۷۵	اگر دگل . (مثنوی)	سائل			
۴۷۶	اگر دملا گیر	مسکین ودلی			
۴۷۷	"	"			
۴۷۸	ایجاد رنگیں	سعادت یار خاں رنگیں	ہردے نراین		
۴۷۹	ایمان درپن	محمد علی الفت	ذوالفقار علی	۱۱۷۷ھ	۱۱۹۴ھ
۴۸۰	بادشاہ زادی مصر	عاجز			
۴۸۱	باغ ارم (ترجمہ مثنوی روم)	شاہ مستعان مدراسی		۱۲۴۴ھ	۱۲۵۸ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۴۸۲	باغ ایمان وچراغ ایمان	باقر علی خاں تشنہ لکھنوی			۱۲۵۵ھ
۴۸۳	باغ بہار (قصہ گل بکاؤلی)	ریحان الدین ریحان لکھنوی	سید محمد	۱۲۱۱ھ	۱۲۵۸ھ
۴۸۴	بحر الفت	واجد علی شاہ اختر	طالب علی		۱۲۶۸ھ
۴۸۵	بدر منیر و بے نظیر	میر حسن			
۴۸۶	بلعم و فغفور	شیخ داؤد صنعتی		۱۱۶۳ھ	۱۲۶۲ھ
۴۸۷	بوستان خیال مع دیگر منظومات سراج	سراج اورنگ آبادی		۱۱۷۰ھ	۱۱۸۰ھ
۴۸۸	بہار دانش (منظوم)	مرزا جان طپش			۱۲۶۹
۴۸۹	" "	حسین خاں حسین		۱۲۱۳ھ	۱۲۵۷ھ
۴۹۰	بھاگوت "	-			
۴۹۱	بہرام گور -	-			
۴۹۲	"	-			
۴۹۳	بی بی مریم	-			۱۲۱۸ھ
۴۹۴	بیدار دل	عرش ؟			
۴۹۵	پدماوت	ملک محمد جائسی			۱۰۹۷ھ / ۱۲۸۵ف
۴۹۶	"	" "	محبت اللہ		۱۰۹۹ھ
۴۹۷	" (شمع و پروانہ)	میر ضیاء الدین عبرت و			
		غلام علی عشرت			۱۲۴۵ھ
۴۹۸	"	" "	جوگل کشور		۱۲۶۳ھ
۴۹۹	"	" "	ولی الدین		۱۲۵۷ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب		مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۵۰۰	پریم نامہ		حاجی ولی جیو	شیخ نوراللہ		۲۱ جلوس محمد شاہ ۱۱۵۲ھ
۵۰۱	پنجۂ آفتاب (قصہ مہر و ماہ)		مدہتب			۱۳۲۵ھ
۵۰۲	″		″			
۵۰۳	پنچھی باچا		وجیہہ الدین وجدی		۱۱۵۵ھ	۱۱۶۴ھ
۵۰۴	″		″	محمد افضل الدین	″	۱۲۳۹ھ
۵۰۵	″		″	عبدالقادر	″	۱۲۵۴ھ
۵۰۶	″		″	میر نواز علی	″	۱۲۵۶ھ
۵۰۷	″	ناقص الآخر	″		″	
۵۰۸	″		″	پسر محمد امام الدین	″	۱۲۳۲ھ
۵۰۹	″		″	غلام حسین	″	
۵۱۰	″		″	نادر علی شاہ	″	۱۲۴۲ھ
۵۱۱	″		″	میر بہادر علیشاہ	″	۱۱۹۲ھ
۵۱۲	″		″		″	۱۲۵۰ھ
۵۱۳	″		″		″	
۵۱۴	″		″		″	۱۸۳۳ء
۵۱۵	پدھی سری رسینی منگل		-			
۵۱۶	پھول بن		ابن نشاطی	محمد خلیل اللہ بیگ		۱۱۲۱ھ
۵۱۷	ہیم پرکات		سید مبارک عرف مرتضیٰ خاں			۱۱۱۵ھ
۵۱۸	تاریخ غریبی		غریب مہدوی	سید یحییٰ		۱۲۸۰ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۵۱۹	تحفۂ سکندری (ترجمہ سکندر نامہ)	صدیق			۱۲۶۳ھ
۵۲۰	تحفۂ عاشقاں (مثنوی ہیر رانجھا)	وجدی	۱۱۵۳ھ		
۵۲۱	״	״			
۵۲۲	(مثنوی ضعیفی) تصوف	ضعیفی			
۵۲۳	تمیم انصاری	صنعتی	غلام محی الدین	۱۰۷۵ھ	
۵۲۴	״	غلام علی مقصد			
۵۲۵	״	محمد سلیمان سلیمان		۱۱۷۸ھ	
۵۲۶	جام و مینا	مخلص			۱۲۳۴ھ
۵۲۷	جگت روپ دالیبی (سدا بہار)	-		عہد سکندر شاہ	
۵۲۸	جمجمہ بادشاہ	کمترین			۱۲۷۲ھ
۵۲۹	جنگ نامہ محمد حنیف	سیوک			
۵۳۰	״	״	نصیر الدین		۱۲۷۷ھ
۵۳۱	״	-			
۵۳۲	״ (ظفر نامہ)	سیوک و احمد		۱۱۳۵ھ	۱۲۲۱ھ
۵۳۳	جنگ نظام شاہ و رام راجا	-			
۵۳۴	جنت سنگھار (بہرام و دلآرام)	ملک خوشنود	شیخ محمد حسین	۱۰۵۵ھ	۱۱۶۸ھ
۵۳۵	״	״			
۵۳۶	چار باغ	اشرف خاں خان		عہد نصیر الدین حیدر	۱۲۵۱ھ
۵۳۷	چتر مکٹ	عاقل خاں	رام کشن		۱۳ جلوس اکبر شاہ ۱۲۳۴ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۵۳۸	چندر بدن مہیار	بابا شاہ حسینی واقف	میر عباس علی	۱۲۲۷ھ	۱۲۲۹ھ
۵۳۹	〃	〃 عرف میران واقف	حفیظ الدین	〃	۱۲۴۴ھ
۵۴۰	〃 مصور	〃	محررہ امام علی	〃	
۵۴۱	〃	〃	انبا پرشاد	〃	۱۲۷۵ھ
۵۴۲	〃	مقیمی			
۵۴۳	چہار درویش	محمد علی شوق	عبد المجید	۱۲۱۴ھ	۱۲۶۳ھ
۵۴۴	〃	〃	اسد اللہ	〃	۱۲۱۵ھ
۵۴۵	〃	〃	سید محمد جمال الدین	〃	۱۲۸۰ھ
۵۴۶	〃	〃	البصار علی شاہ	〃	۱۲۸۷ھ
۵۴۷	〃	〃		〃	
۵۴۸	〃	〃	عبد اللہ	〃	۱۲۳۴ھ
۵۴۹	〃 (چہار گلشن)	میر سرشار		۱۲۱۶ھ	
۵۵۰	حاتم طائی (ہفت سیر حاتم)	مہمان		۱۲۱۵ھ عہد شمس الامرا	
۵۵۱	〃 〃	〃		〃	
۵۵۲	〃 〃	〃	محمد علی میرزا	〃	۱۲۶۲ھ
۵۵۳	〃 〃	〃	محمد کریم الدین	۱۲۱۵ھ	۱۲۵۲ھ
۵۵۴	〃 (گلشن جہاں)	علی	میر اسمٰعیل		۱۲۰۴ھ
۵۵۵	حسن و دل (رسالۃ العاشقین)	سید شاہ حسین ذوقی	محمد فتح الدین	۱۱۰۹ھ	۱۲۰۵ھ
۵۵۶	〃	خواجہ خیر الدین خواجہ		عہد منور الدولہ	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۵۵۷	حسن ودل (وصال العاشقین)	خواجہ خیر الدین خواجہ			
۵۵۸	"	-			
۵۵۹	(قصہ) حضرت عیسیٰؑ	-			
۵۶۰	حضرت مریمؑ	غلام محمد	محمد مخدوم	۱۲۴۳ھ	۱۲۶۸ھ
۵۶۱	"	میراںؔ			
۵۶۲	"	-			
۵۶۳	حکایات دل پذیر (نصائح بے نظیر)	سعادت یار خاں رنگیں	فدا الدین حسین		۱۲۶۹ھ
۵۶۴	حکایات رنگیں	"	شیخ ذوالفقار علی		۱۲۷۰ھ
۵۶۵	خسرو پرویز	اغیر الدین نامیؔ			
۵۶۶	خواب وخیال	خواجہ سید محمد میر اثرؔ			
۵۶۷	"	"			۱۲۲۵ھ
۵۶۸	خوب ترنگ مع شرح امواج خوبی	میاں خوب محمد		۹۸۶ھ	۱۱۹۱ھ
۵۶۹	" "	"	میر سید		۱۱۰۹ھ
۵۷۰	" "	"			
۵۷۱	داستان امیر حمزہ	ہیم چند		۱۲۱۸ھ	
۵۷۲	"	محمد قربان حسین	شیخ ابراہیم		۱۲۵۸ھ
۵۷۳	داستانِ فتح جنگ	اعظم	محمد یعقوب قادری		۱۱۲۰ھ
۵۷۴	دانش افروز (کلیلہ دمنہ)	فرید الدین آفاق دہلوی		۱۲۲۱ھ	
۵۷۵	" "	"		"	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۵۷۶	ہنس کتھا		محمد رحمت اللہ خاں		۱۱۹۷ھ
۵۷۷	راگ مالا	سید عبد الولی عزلت		۱۱۷۵ھ	
۵۷۸	رتن پدم (شمع و پروانہ)	میر ضیاء الدین عبرت و غلام علی عشرت		۱۲۱۱ھ	
۵۷۹	" "	"	محررہ محمد خاں		۱۲۶۴ھ
۵۸۰	رسالہ حسین لاابالیؔ	حسین لاابالی			
۵۸۱	رضوان شاہ و روح افزا	فائز	عبد النبی	۱۰۹۴ھ	۱۱۸۸ھ
۵۸۲	" "	"		"	۱۸۷۹ء
۵۸۳	" " (گلزار عشق)	باقر، آگاہ		۱۲۱۱ھ	
۵۸۴	روپ بسنت	راجہ خوش حال رائے	رام کشن رائے		۳ جلوس اکبر ثانی
۵۸۵	ریاض العارفین	محمد اسحق اسحق دکنی	امین الدین		۱۲۵۲ھ
۵۸۶	"	"	رفیع النساء بیگم	۱۱۰۶ھ	۱۲۴۰ھ
۵۸۷	"	"	سید سرور	"	۱۱۵۴ھ
۵۸۸	"	"		"	۱۲۰۱ھ
۵۸۹	"	"	شیخ محمد ملک	"	۱۲۵۲ھ
۵۹۰	ریاض الجنان	باقر آگاہ	شاہ کریم اللہ		
			عرف ولی محی الدین	۱۲۰۷ھ	۱۲۶۰ھ
۵۹۱	زین المجالس	قاضی محمد یوسف مرگی	میر محمد علی	۱۲۱۵ھ	۱۲۸۴ھ
۵۹۲	سب رس منظوم	سید محمد ولی اللہ ولیؔ	محمود		۱۱۸۲ھ
۵۹۳	سرور صدر (بے نقط)	صدر عالم صدرؔ			۱۲۱۵ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنِ تصنیف	سنِ کتابت
۵۹۴	سری بھاگوت با تصویر	کرشن داس			سمت ۱۸۸۵
۵۹۵	〃	بھوپت رائے		۱۱۴۴ھ	۱۲۲۸ھ
۵۹۶	〃	〃		〃	
۵۹۷	سکھ سمدر	نبی احمد		عہد قطب شاہ	
۵۹۸	〃	〃		〃	
۵۹۹	سلیمان نامہ	غلام اعز الدین مقیم جنگ نامی	محمد کریم عرف منور حسین		۱۲۵۱ھ
۶۰۰	سندر (عشق صادق)	تراب			
۶۰۱	〃 (عشق صادق)	〃	حیدر حسین		۱۲۳۱ھ
۶۰۲	سنگھاسن بتیسی (بیر بکرم)	فقیر			
۶۰۳	(قصہ) سوداگر و حکایت دیگر	شاہ رحمن	جوگل کشور		۱۲۶۳ھ
۶۰۴	سیہ پوش	شاہ برہان			
۶۰۵	سیف الملوک بدیع الجمال	غواصی		۱۰۳۵ھ	
۶۰۶	〃	〃	سید محمد شاکر	〃	
۶۰۷	〃	〃		〃	
۶۰۸	〃	〃		〃	
۶۰۹	〃	-		〃	
۶۱۰	〃	سید بدھن		۱۲۱۷ھ	
۶۱۱	سیف قاطع	حسن سنی			
۶۱۲	شاہ روم	احمد			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۶۱۳	ابو شحمہ	اولیا ر			
۶۱۴	شمع و پروانہ	سید شہاب الدین شہاب	شہید		
۶۱۵	"	"			
۶۱۶	شہباز و منوہر	حسینی		۱۰۸۱ھ	
۶۱۷	شیر و میمون	خاکی ؟			
۶۱۸	صبح نو بہار عشق	محمد باقر آگاہ ویلوری			
۶۱۹	طالب و موہنی	والہ			
۶۲۰	طب منظوم	سید قاسم قاسم		عہد سکندر جاہ	
۶۲۱	طلسم رنگیں (مثنوی دلپذیر)	سعادت یار خاں رنگین			
۶۲۲	طوطی نامہ	غواصی		۱۰۴۹ھ	
۶۲۳	"	"		"	
۶۲۴	"	"		"	
۶۲۵	" (مثنوی حسرت)	محمد حیات حسرت	محمد علی		۱۲۵۳ھ
۶۲۶	ظفر نامہ عشق (مہر و ماہ)	مظفر	امجد	عہد اورنگ زیب	۱۲۸۶ھ
۶۲۷	" "	"			
۶۲۸	عاشور مالا (مصور)	اعظم			
۶۲۹	عشق حسن و گلبدن (ولایت علی نامہ)	ولایت علی			۱۲۰۱ھ
۶۳۰	عشق نامہ	مومن بیجاپوری		۱۰۹۱ھ	
۶۳۱	عشق نامہ (یوسف زلیخا)	فنکار		۱۲۱۲ھ	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۴۳۲	علی نامہ	نصرتی		۱۰۷۶ھ	۱۰۹۶ھ
۴۳۳	″	″	شیخ محمد	″	۱۱۴۷ھ
۴۳۴	″	″		″	۱۱۶۱ھ
۴۳۵	″	″		″	
۴۳۶	علی نامہ	عبدالعلی		۱۱۰۱ھ	۱۲۷۱ھ
۴۳۷	غوث نامہ	لعل خاں لعل			۱۲۸۲ھ
۴۳۸	غوثیہ	غوث جامی	دیدار بخش		۱۲۷۷ھ
۴۳۹	فتح المجاہدین	-		۱۲۳۸ھ	
۴۴۰	فتح نامہ	سید سلیمان سلیمان گجراتی		۱۲۱۷ھ	
۴۴۱	افضل کی بکٹ کہانی	افضل			
۴۴۲	فیروز شاہ	عاجز		۱۰۰۰ھ	۱۱۶۷ھ
۴۴۳	فیض عام قدس (در حالات مہدی جونپوری)	میاں قطب عالم	محررہ شیر بیگ	۱۱۶۵ھ	۱۲۱۳ھ
۴۴۴	قطب مشتری	وجہی			
۴۴۵	قصہ کامروپ کامتا	-			
۴۴۶	کام کندلا	عباس	سید جلال بخاری	۱۲۰۴ھ	۱۲۵۲ھ
۴۴۷	کدم راؤ پدم راؤ	فخرالدین نظامی دکنی		۸۲۵ھ	
۴۴۸	کشف الخلاصہ	-		۱۱۵۷ھ	
۴۴۹	قصہ گھترانی (دل پسند)	-	رام کشن		
۴۵۰	گل رخ و ہرمز	وجدی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۶۵۱	گلزار عشق	باقر آگاہ		۱۲۱۰ھ	
۶۵۲	"	سید غلام علی وحشی	سید غلام محمد		۱۱۶۸ھ
۶۵۳	گلستان منظوم (ترجمہ گلستان)	فرید الدین آفاق		۱۲۳۳ھ	
۶۵۴	"	"		"	
۶۵۵	گلزار نسیم	پنڈت دیا شنکر نسیم	گردھاری لال	۱۲۶۳ھ	
۶۵۶	گلشن عشق	نصرتی		۱۰۶۸ھ	
۶۵۷	"	"		"	
۶۵۸	"	"		"	۱۲۰۸ھ
۶۵۹	گلشن عشق	"	شیخ محمد شریف	۱۰۶۸ھ	۱۱۸۲ھ
۶۶۰	گل وصنوبر	عاجز	محمد ایوب		۱۲۶۵ھ
۶۶۱	گنج ہدایت	عزیز	شیخ فتح		
۶۶۲	گنجینۂ شہدا	امان اللہ	عبد الغفور	۱۱۹۷ھ	۱۲۵۳ھ
۶۶۳	لدھا درویش دیٹھان	-			
۶۶۴	لعل وگوہر (مذہب عشق)	نہال چند عاجز			
۶۶۵	"	"			۱۲۶۶ھ
۶۶۶	"	"			۱۲۷۶ھ
۶۶۷	"	"	رحمت اللہ خان		۱۱۹۷ھ
۶۶۸	"	"	غلام قادر		۱۲۴۲ھ
۶۶۹	"	"	بادشاہ		

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۶۷۰	لیلیٰ مجنوں	شریف دردی	محمد علی بیگ		۱۲۱۴ھ
۶۷۱	"	محمد حسن تجلی	رام کشن		
۶۷۲	"	عاجز			۱۲۳۰ھ
۶۷۳	"	"			
۶۷۴	"	اعز الدین نامی		۱۲۱۳ھ	
۶۷۵	"	مرزا محمد تقی خاں ہوس			
۶۷۶	مثنوی فتوت (در مثنوی) مع قصیدہ	فتوت	محمد اکرم		۱۱۷۵ھ
۶۷۷	مثنوی تجمل	تجمل	نظام علی		۱۲۶۳ھ
۶۷۸	مثنوی گوہر	محمد ابراہیم عرف جان باباگوہر	-	۱۱۵۶ھ	۱۲۷۱ھ
۶۷۹	مثنوی لطف	مرزا علی لطف			
۶۸۰	مثنوی میر حسن (بدر منیر بے نظیر)	میر حسن حسن	گلاب چند	۱۱۹۹ھ	۱۳۰۹ھ
۶۸۱	"	"		"	
۶۸۲	"	"	رام کشن	"	
۶۸۳	"	"	برادر محمد شرف الدین	"	۱۲۵۹ھ
۶۸۴	مثنوی میر حسن در تعریف فیض آباد	"	علی مردان خاں		۱۲۲۴ھ
۶۸۵	مثنویات ثابت (تین مثنویاں مع ہجویات)	ثابت			
۶۸۶	مثنوی حضرت مریم	-	محمد عمر		۱۲۴۶ھ
۶۸۷	محبوب القلوب	باقر آگاہ	محمد غلام محی الدین		۱۳۱۶ھ
۶۸۸	محی الدین نامہ	محمد			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۶۸۹	مختار نامہ	نادر	شیخ ہدایت اللہ	۱۱۹۹ھ	۱۲۶۲ھ
۶۹۰	مخزن عشق	وجدی		۱۱۴۴ھ	
۶۹۱	مرأة الحشر	سید محمد فراقی		۱۱۳۳ھ	
۶۹۲	مرد جانباز	رحیم			
۶۹۳	مطلع الارشاد	سید علی	ابوالمؤید	۱۱۸۹ھ	
۶۹۴	مظہر العجائب	مظفر حسین ضمیر			۱۲۴۹ھ
۶۹۵	معجزات نبیؐ	جان محمد	گلزار		۱۲۴۷ھ
۶۹۶	مناقب غوثیہ (زین المجالس)	یوسف ؟		۱۲۱۵ھ	
۶۹۷	من سبد		بدرالدین		۱۳۷ھ
۶۹۸	منصور نامہ	فیاض		۱۱۹۹ھ	
۶۹۹	منطق الطیر (ترجمہ)	آفاق دہلوی		۱۲۲۷ھ	
۷۰۰	من موہن	باقر آگاہ ویلوری			
۷۰۱	مینا ستونتی	منور			
۷۰۲	مثنوی تراب	شاہ تراب			
۷۰۳	مثنوی ثابت (گلشن عشق)	میرزا ثابت علی بیگ ثابت			
۷۰۴	مثنوی چیچک	ـــ		۱۲۰۰ھ	
۷۰۵	مثنوی در تصوف	سید احمد قادری الحسینی سبز پوش			
۷۰۶	"	"			
۷۰۷	مثنوی عبدالمجید در حالات سید محمد جونپوری و سفرنامہ حرمین	عبدالمجید	سید زین العابدین	۱۱۴۱ھ	۱۲۶۲ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۷۰۸	مثنوی مومن (در حالات سید محمد جونپوری)	مومن			
۷۰۹	مثنوی شیدا (اعجاز احمدی جلد سوم)	شیدا	پرورش علی		۱۲۶۶ھ
۷۱۰	مثنوی عشقیہ	مرزا علی خاں لطف (صاحب تذکرہ گلشن ہند)			
۷۱۱	مثنوی علیم اللہ (مجاز نامہ)	علیم اللہ		۱۱۹۹ھ	۱۲۳۳ھ
۷۱۲	مثنوی قصہ غم	نواب داور الملک داور		۱۳۱۹ھ	
۷۱۳	مثنوی ضمیر	مظفر حسین ضمیر			
۷۱۴	مثنوی شاہ محمد دکنی	شاہ محمد دکنی			
۷۱۵	ندرت عشق	آگاہ بیجاپوری		۱۲۱۴ھ	۱۲۱۴ھ
۷۱۶	نزاکت بیان	میر عنایت اللہ سرشار		۱۲۱۷ھ	۱۲۳۳ھ
۷۱۷	نوبہار عشق (ترجمہ شیریں فرہاد)	اعز الدین خاں نامی			۱۲۱۳ھ
۷۱۸	نورجہاں	پیرخاں تشیعہ	محمد علی	۱۲۶۵ھ	
۷۱۹	نوسرہار	اشرف الدین اشرف	شیخ امان اللہ	۹۰۹ھ / ۱۵۰۲ء	
۷۲۰	ناصر نامہ (گفتار داول)	داول			
۷۲۱	ہرمزد گل رخ (تحفۂ عاشقاں)	وجدی		۱۰۱۵ھ	
۷۲۲	"	"	غلام علی	"	
۷۲۳	ہشت بہشت	باقر آگاہ	سید شاہ نور اللہ	۱۱۸۵ھ	۱۳۰۰ھ
۷۲۴	"	"		"	
۷۲۵	ہفت سیر حاتم	مہماں			۱۲۶۰ھ
۷۲۶	یوسف زلیخا	سید محمد گجراتی	یوسف علی	۱۲۳۶ھ	۱۲۵۷ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۷۲۷	یوسف زلیخا (عشق نامہ)	نگار	فخر الدین حسین	۱۲۱۲ھ	۱۲۶۶ھ
۷۲۸	" "	"	حسینی بادشاہ	"	۱۲۶۹ھ
۷۲۹	" " (ناقص)	"		"	
۷۳۰	" "	"	اسمٰعیل	"	۱۲۶۷ھ
۷۳۱	" "	ہاشمی		۱۰۹۹ھ	۱۱۸۴ھ
۷۳۲	"	"		"	
۷۳۳	"	"		"	۱۱۹۳ھ
۷۳۴	"	"		"	۱۲۴۵ھ
۷۳۵	"	"		"	۱۱۴۷ھ
۷۳۶	"	شیخ احمد شریف	حسن محمد گجوتی	عبد محمد قلی قطب شاہ	
۷۳۷	"	محمد بن احمد عاجز		۱۰۴۴ھ	
۷۳۸	"	محمد امین امین	محمد لطف اللہ	۱۱۰۹ھ	۱۱۴۰ھ
۷۳۹	"	اشرف			
۷۴۰	یوسف ثانی	-			
۷۴۱	جنگ نامہ امیر حمزہ	میر قربان حسین	محمد ناصر		۱۲۱۲ھ
۷۴۲	گنج قدرت	اعز الدین نامی		۱۲۳۳ھ	
۷۴۳	پھول بن	ابن نشاطی (شیخ محمد مظہر الدین)		۱۰۶۶ھ	
۷۴۴	"	"			
۷۴۵	مثنوی لعل و گوہر	نہال چند عاجز			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۷۴۶	مثنوی قیصر روم				
۷۴۷	پھول بن (عکسی مخطوطہ)	شیخ محمد مظہر الدین عرف ابن نشاطی			
۷۴۸	حضرت بلال	غلام امام شہید			
۷۴۹	حضرت حلیمہ				
۷۵۰	وفات نامہ رسول خدا	ستی			
۷۵۱	بدیع الجمال	شاہی			
۷۵۲	بدر منیر بے نظیر	میر حسن حسن			
۷۵۳	شمس الحقائق	محمد صادق صادق			
۷۵۴	طریق النجات		مظہر علی		۱۲۴۷ھ
۷۵۵	محبوب القلوب	محمد باقر آگاہ	غلام محمد		۱۲۴۹ھ
۷۵۶	عاقبت بخیر	میر ساجد علی فنائی	گوہر کمبہ		عہد اکبر شاہ ثانی
۷۵۷	وصیت الہادی	شاہ برہان برہان			
۷۵۸	رسالہ فقہ	اسماعیل	قطب محمد		۱۱۷۶ھ
۷۵۹	مثنوی طوفان (در عروض)	طوفاں دکھنی		در عہد سکندر جاہ ثانی	
۷۶۰	محی الدین نامہ	اشرف	سید محمد	۱۱۴۷ھ	۱۲۷۵ھ
۷۶۱	موش و گربہ	بتن قادری			
۷۶۲	مینا نامہ و چڑیا نامہ	قطبی			۱۲۴۹ھ
۷۶۳	بتول نامہ	محسنی			
۷۶۴	قدر مجالس	عبداللہ	سید مصطفیٰ		

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۷۶۵	پریم نامہ	حاجی ولی حاجی	احسان علی		۱۲۶۱ھ
۷۶۶	سعد و سلمی	علی			
۷۶۷	جمجمہ شاہ	فتح اللہ		۱۱۰۵ھ	۱۲۰۲ھ
۷۶۸	مثنوی تراب	شاہ تراب علی تراب کاکوروی			
۷۶۹	معراج نامہ (بحر اللعانی)	محمد مہدوی	زین العابدین	۱۱۸۱ھ	۱۲۷۲ھ
۷۷۰	تلقین الہدیٰ	محمد فیض عاصی		۱۱۴۷ھ	
۷۷۱	تنبیہ العوام	شاہ محمد بن حسن احقر	محمد قاسم	۱۲۶۴ھ	
۷۷۲	جنگ نامہ محمد حنیف	سیوک	برہان الدین		
۷۷۳	"	"	سید قطب الدین		۱۱۹۰ھ
۷۷۴	حشر نامہ	-			
۷۷۵	حملۂ حیدری (ترجمہ)	مرزا محمد رفیع باذل مترجمہ میر ذوالفقار علی صفا			
۷۷۶	روضۃ الاطہار	نوازش علی خاں شیدا	لطف بیگ	۱۱۷۳ھ	۱۲۵۹ھ
۷۷۷	ریاض الجناں	محمد باقر آگاہ بیجاپوری		۱۲۰۷ھ	
۷۷۸	ریاض غوثیہ	غوثی	مرزا حسن بیگ	۱۱۶۹ھ	۱۲۸۲ھ
۷۷۹	"	"	عباس علی	"	
۷۸۰	ریحان معراج	مظفر حسین ضمیر		۱۲۴۷ھ	۱۲۵۳ھ
۷۸۱	زبدۃ الاخبار (معراج نامہ)	حکیم قدرت اللہ قاسم	عزیز الرحمن	۱۲۰۰ھ	
۷۸۲	شفاعت نامہ	عبدالقادر	محمد علی	۱۱۱۷ھ	
۷۸۳	شمائل نامہ	عبدالمحمد ترین			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۷۸۴	شمائل نامہ	عبدالمحمد ترین			۱۲۷۰ھ
۷۸۵	فرائد در فوائد	محمد باقر آگاہ		۱۲۱۰ھ	
۷۸۶	عقائد آگاہ	"			
۷۸۷	قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم	-	محمد علی		
۷۸۸	قیامت نامہ	محمد امین ایاغی		عہد علی عادل شاہ	
۷۸۹	محی الدین نامہ ؛	قادری			
۷۹۰	"	"			
۷۹۱	"	عبدالملک عبد			
۷۹۲	مذمت بے نمازاں	-	گلدار خاں		۱۸۴۹ء
۷۹۳	مرآت الحشر	سید محمد قادری فراقی	میر اسد	۱۰۴۸ھ	۱۱۶۶ھ
۷۹۴	معجزات نبی کریمؐ (من درپن)	محمد باقر آگاہ			
۷۹۵	معجزہ فاطمہؓ	فاروقی	محمد اشرف		
۷۹۶	معراج نامہ	اعظم	محمد یعقوب قادری		۱۱۲۰ھ
۷۹۷	"	سید بلاقی	محی الدین	۱۰۰۵ھ	۱۲۹۸ھ
۷۹۸	"	"	"	"	
۷۹۹	"	"	"	"	
۸۰۰	"	"	"	"	
۸۰۱	"	"	"	"	
۸۰۲	"	"	تاج محمد	"	۱۲۱۹ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۸۰۳	معراج نامہ	سید بلاقی		۱۰۰۵ھ	
۸۰۴	"	"			۱۲۵۱ھ
۸۰۵	"	"			
۸۰۶	"	"			۱۱۷۸ھ
۸۰۷	"	لچھمی نرائن صاحب			
۸۰۸	"	محمد مختار مختار	سید معصوم	۱۰۹۴ھ	
۸۰۹	"	"	"	"	
۸۱۰	"	سلطان معظم معظم		۱۰۸۰ھ	
۸۱۱	"	ہاشمی			
۸۱۲	مولود حضرت سرور دو عالم	محمد مختار مختار			
۸۱۳	مولوی سید محمد جونپوری	بدّن	سید سعد اللہ		۱۲۵۸ھ
۸۱۴	مولود نامہ	محمد مختار مختار			۱۰۸۴ھ
۸۱۵	"	"			
۸۱۶	"	فتاحی			۱۱۸۴ھ
۸۱۷	"	"			۱۱۷۲ھ
۸۱۸	"	محمد مختار مختار			
۸۱۹	نجات نامہ	محمد امین ایاغی			۱۰۸۶ھ
۸۲۰	"	"	سید عبداللہ حسینی		۱۱۸۰ھ
۸۲۱	نور نامہ	احمد دکنی		۱۰۸۹ھ	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ تحریر
۸۲۲	نورنامہ	احمد دکنی		۱۰۸۹ھ	
۸۲۳	"	حامد			
۸۲۴	"	عنایت شاہ		۱۱۱۱ھ	۱۲۸۲ھ
۸۲۵	"	"		"	۱۲۷۸ھ
۸۲۶	"	"	عبداللہ شاہ	"	۱۲۷۱ھ
۸۲۷	"	"		"	
۸۲۸	"	"	محمد تقی	"	۱۲۹۱ھ
۸۲۹	"	مصطفےٰ		۱۰۰۲ھ	
۸۳۰	وفات نامہ حضرت فاطمہ	سید فتح اللہ		۱۱۷۸ھ	
۸۳۱	وفات نامہ (رسول مقبولؐ)	عبدالرسول			
۸۳۲	"	ولی		۱۱۱۱ھ	۱۲۱۰ھ
۸۳۳	وفات نامہ (حضرت فاطمہ)	احمد		۱۱۳۷ھ	۱۱۸۲ھ
۸۳۴	" (رسول خدا) (ناقص)	۔ ولی		۱۱۱۱ھ	
۸۳۵	" "	۔ "		"	
۸۳۶	" "	۔ "	عبدالنبی	"	۱۱۵۶ھ
۸۳۷	" "			۱۰۶۰ھ	
۸۳۸	" "	محمد مختار مختار			
۸۳۹	" "	محمد امین امین	شرف الدین	۱۱۰۴ھ	۱۲۶۳ھ
۸۴۰	" " (حیات النبی)	عالم		۱۰۸۷ھ	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۸۴۱	وفات نامہ (حضرت فاطمہ)	-			
۸۴۲	وفات نامہ شجاع الدین	ابن سلیم			۱۲۶۵ھ
۸۴۳	نورنامہ	عنایت شاہ	میر محمد نجم الدین علی	۱۱۱۱ھ	۱۳۰۵ھ
۸۴۴	"	"		•	
۸۴۵	شمائل نامہ	عثمان			
۸۴۶	آئین خوانی	- جعفر؟	عبداللہ		۱۲۸۱ھ
۸۴۷	وفات نامہ (بی بی فاطمہ)	اسمٰعیل امروہی	فاضل جان	۱۱۰۵ھ	
۸۴۸	حشر نامہ	-	نور محمد		۱۲۲۵ھ
۸۴۹	غزلیات برق، بسمل، ہوس، حنا	برق، بسمل، ہوس، حنا			
۸۵۰	غزلیاتِ شاکر	شاکر			
۸۵۱	غزلیات واصف	واصف حیدرآبادی			۱۳۴۲ھ
۸۵۲	مجموعہ غزلیات اساتذہ	-			
۸۵۳	دلچسپ بے بہا (غزلیات)	-			
۸۵۴	مخمس در نعت و مدح مہدی جونپوری	ہاشمی			
۸۵۵	مخمس و مسدسات بیدار	بیدار			
۸۵۶	قصائد حمیدیہ (در مدح ارسطو جاہ)	مرتبہ اسمٰعیل یار جنگ		۱۲۱۶ھ	
۸۵۷	قصائد سودا	مرزا رفیع سودا			۱۲۶۸ھ
۸۵۸	قصائد و مثنویات جرأت	قلندر بخش یحیٰی امان جرأت			
۸۵۹	قصیدہ اسرار	عین القضات	سید شاہ حسین		۱۳۷۳ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۸۶۰	قصیدہ مرائث ردیت	خواجہ بادشاہ حسینی			
۸۶۱	قصائد سودا	مرزا رفیع سودا	میر حیات		۱۲۵۲ھ
۸۶۲	روضۃ الشہدا (بستان شہادت)	علی احمد	قطب علی		۱۲۷ھ
۸۶۳	" (دہ مجلس)	ولی ویلوری	قدرت علی	۱۱۳۰ھ	۱۲۰۰ھ
۸۶۴	" "	"	میر محمد کاظم	"	۱۱۳۹ھ
۸۶۵	" "	"	قاضی میر عسکری	"	۱۲۱۰ھ
۸۶۶	" "	"		"	۱۱۷۰ھ
۸۶۷	" "	"	عبد الحسن	"	۱۲۶۲ھ
۸۶۸	" "	"		"	۱۱۷۲ھ
۸۶۹	روضۃ الابرار	فدا		۱۲۰۱ھ	
۸۷۰	رضوان شہادت	عبد الوہاب			۱۱۸۲ھ
۸۷۱	روضۃ الانوار (دہ مجلس)	تجلی			
۸۷۲	روضۃ الاطہار	نوازش علی شیدا			
۸۷۳	روضۃ الشہداء	علی احمد	محمد خلیل		
۸۷۴	شہادت باڑی	شاہ بیکس		۱۱۸۷ھ	
۸۷۵	شہادت قاسم		یوسف علی		
۸۷۶	غم نامہ ۱۱۵۵ نوشتہ مصنف	احمد	مصنف	۱۱۵۵ھ	۱۱۵۵ھ
۸۷۷	مجموعہ مراثی قدیم	آصفی، احمد، اختراعی، اشرف، اعتقادی، اکبر، بہشتی، نقی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
	سلسلہ مراثی ختم	جعفر، چندر، حسن، حسینی، خوشنود، داس، درویش، رازی، رحیم، رضا شاہ، رضوان، رفیع، رمزی، روحی، ستری، شاکر شاہ عبداللہ، شاہی، صادق، عابد عاجز، عادل علی، عالم، عشقی عطائی، عظیم، علی، علی رضا غازی، غلامی، غمگین، غواصی قادر، قائم، قربان، قطب شاہ قطبی، قلی، محمد علی، مراد مرزا، مریدی، مظفر، مظہر نصیری، نظامی، ولی، ہاشمی یوسف = ۵۷ شاعر			
۸۷۸	مجموعہ مراثی دلگیر	دلگیر	میر علی صاحب		۱۲۵۹ھ
۸۷۹	مرثیہ مناجات	تقی، میرن			
۸۸۰	مجموعہ مراثی قدیم (نقل ف ۳/۱۱۲)	حسب تصریح ۳/۱۱۲			
۸۸۱	بارہ ماسہ افضل	افضل	رحمت اللہ خاں		۱۱۹۷ھ
۸۸۲	جمہور نامہ	احسن			
۸۸۳	چار کرسی	حیدر خاں	شیخ رحمٰن	۱۱۹۶ھ	۱۲۶۳ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۸۸۴	چارکرسی	حیدر خاں	خواجہ ارسلان	۱۱۹۶	
۸۸۵	"	شاہ عبدالحق			
۸۸۶	واسوخت نظیر	شیخ ولی محمد اکبرآبادی نظیر			
۸۸۷	واسوخت جرأت	قلندر بخش جرأت			
۸۸۸	واسوخت ربط	رائے بالا پرشاد ربط			
۸۸۹	بیاض	ذوقی، شوقی، احمد، شاہ محمد، اشرف، غواصی			
۸۹۰	بیاض (کلام محمود مشتمل بر غزلیات، مراثی و جھولنے وغیرہ)				
۸۹۱	بیاض	آبرو، ایمان، محمود، برہان، رضا، سراج، سودا، غلام علی، ولی ۔			
۸۹۲	بیاض	سید میران قادری مرحوم، شاہ برہان، سید علی کوثر، قربی، حبیب، شمس العشاق میراں جی			
۸۹۳	بیاض	نظامی، عینی، صادق، بحری، عزیز اللہ، عبیدی، ولی حسینی، موہوم ۔			
۸۹۴	بیاض	ہاشمی، نصرتی، قادر شاہ، معظم، ولی، فرخ، ذوقی بحری، فدوی، عاجز وغیرہ ۔			
۸۹۵	بیاض شعرائے قدیم (دکن کے تقریباً ستر شعرا کا کلام)	ابراہیم، افضل، احمد، اسد، افصحی، انجان، ایاغی ایمان، جلالی، حجاب، شہنشاہ، حضوری، حمدی خواصخاں، رستمی، رغبتی، رفیق، زاہد، سالک، سالم سجاد، سرور، سعید، سعیدی، سکندر			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
	بسلسلہ شعرا نمبر ۶۲۹	سلامی، شاہی، شجاعت خاں، شریف، شعوری شفیع، شوقی، صالح، صادق، صنعتی، ضابطا، طاہر عالم، عاشقی، عشقی، غواصی، فانی، فدائی، فراقی فرخ، قادری، لطفی، محمود بحری، مطلبی، مقرب مہدوی، میراں، ندیم، نصرتی، نوررز، نورس، نیازی، وجہی، وصالی، ہاشمی، یوسف۔			
۸۹۶	بیاض	ایجادہ پلہار، جاں نثار، حسینی، شاداں، شاہ ندا عاجز، فدوی، قاسم، مستعد۔			
۸۹۷	بیاض	آرزو، اشرف، اوکسی، تاباں، حسن، خالقی، رضا رمزی، سید، سید امین، سودا، شاہ محمد، شرف الدین شوقی، شیدا، صالح، طاہر، عشرتی، علی، عیاش فدوی، فغاں، قاسم، کریم اللہ، کیفی، مصری شاہ مظہر، مفتوں، میر سیادت، ناجی، ولی، تیم اللہ یقین			
۸۹۸	بیاض	الف خاں، حسین، سالک، شوقی، محمد عمر، مومن نصرتی، وجہی، ولی، ہاشمی، یوسفی			
۸۹۹	بیاض (سخن شعرائے دکن)	احمد، احمدی، افضی، ایاغی، ایمانی، بحری۔ جلالی حسن شاہ، حضوری، خشنودی، رسمی، رغبتی، رفیق زاہد، سالک، سالم، سرور، سعیدی، شجاعت خاں شاہی، شریف، شعوری، شفیعی، صادق، صنعتی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
		صنعتی، ضابط، طاہر، طلبی، عاشقی، عالم، عشقی، غریب، غواصی، فانی، فاضل، فدائی، فراقی، فرح، فرخ، قادری، قنبر، محمد شفیع، مقرب، مہدوی، ندیم، نیازی، نوری، وجہی، وصالی، ہاشمی، یوسف ۔ ۵۲ شاعر			
۹۰۰	بیاض	احمد، اسد، اشرف، افضل، امتی، ایاغی، بیراگی، بخشی، تائب، ثابت، جعفر، حسن، خشنودی، رحیمی، زاہد، سالم، سالک، شعوری، شوقی، صادقی، عاجز، عبداللہ خاں، عبدی، عزیز، عظمی، عشقی، غواصی، فانی، فرخ، فضلی، قادر، قطب، مبارک، مبتلا، معجز، مومن، مہدوی، نصرتی، نیازی، ہاشم، یوسف ۔			
۹۰۱	رباعیات نصرتی	نصرتی			
۹۰۲	بیاض (غزلیات دجھونا)	ایاغی، جلالی، حامد، حسینی، خاکی، خشنود، خواجہ بندہ نواز، خواص خاں، خیالی، سالک، شاہی، شعوری، شوقی، عاقل، غواصی، فانی، فراقی، فیروز، قطبی، لطفی، میراں، نظامی، ہاشمی			
۹۰۳	غزلیات ہاشمی	ہاشمی دکھنی			
۹۰۴	بیاض	بحری و ہاشمی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۹۰۵	بیاض (مراثی وغیرہ)	احسان، ایمان، امیر، انور، تمنا، چندا، حسینی، رضا، رسا، سراج، سودا، شہرت، عسکر، عشق غنی، قاسم، مفتون، منصور			
۹۰۶	بیاض (قصائد و مراثی و نعت وغیرہ)	ترک۔ خاکی، خاموش، خواجہ، دستگیر، سید۔ شافی شاہ، شائق، ضیا، ضیغم، غوث، فیض، کافی محفوظ، مرتضیٰ، مسیح، ممنون، نواب			
۹۰۷	کلام رحیم (الوداع جمعۃ الوداع)	رحیم			
۹۰۸	بیاض	آبرو، عزلت، عاجز			
۹۰۹	بیاض	آبرو، آنند، اسرار، اکبر، ثابت، جہار، حسرت دبیر، سیفی، شیدا، صادق، عاشق، عزت، حیدر روش، فراقی، قائم، مظہر، مونس، نصیر، واقف، وقار، وہاب، یٰسین۔			
۹۱۰	بیاض	امتحان، انشا، ایجاد، ایما، ایمان، بلہار، حافظ حفیظ، رضا، سراج، سلیمان، سودا، سوزاں، شادان شرر، ظفر، ظہور، فراق، قمر، کلیم، متقل، منظور موتقد، میر، نظر، نصیر، وفا، ہمت، ہنر، ہوس			
۹۱۱	بیاض (مع پنداں کا تحفہ از قطب رازی)	احمد، اشرف، ایاتی، بلاقی، رمزی، سعدی، سری سعد اللہ، شاکر، صادق، عبدالرحیم، علی عادل شاہ، خواصی فراقی، قادر، قلی اکبر، مبتلا، مجرم، مرزا، مرینکی، معصوم ہاشمی			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف کاتب خط تاریخ
۹۱۲	بیاض (کلام سودا)	سودا
۹۱۳	بیاض (کلام حسن)	حسن
۹۱۴	بیاض	بحری، باچھو، پیر بادشاہ، پیر میر، شاہ صدرالدین صادق، عارف، قادر کمال، منور، نور، لیسین ۔
۹۱۵	بیاض	آتش، بحر، برق، جرأت، راجا، رضا، رقت زکی، عشق، عیشی، فدوی، فصیح، ممتاز، میر، ہلال
۹۱۶	بیاض	تراب، جوہر، داس، یوسف
۹۱۷	بیاض	حفیظ، کافی، کرم، کریم، مزاج
۹۱۸	بیاض (مراثی وغزلیات)	نصرتی و ہاشمی
۹۱۹	بیاض	امیدی، حسینی، داس، عظمی، شفیع، لطفی، نادر ولی، ہاشم،
۹۲۰	بیاض	افضل، امین، پیارے صاحب، خاکی، شاہ جلال شاہ محمد۔ شیخ محمد۔ صادق، صیفی، قادری،
۹۲۱	بیاض (شعرائے قدیم)	تقریباً ستر شعرائے دکن
۹۲۲	بیاض	حسن، خاموش، شائق، محمد اسمٰعیل شہید، دلی
۹۲۳	بیاض (نظم و نثر)	اثر، اکبر، سعدی، شرف، عارف، عباس
۹۲۴	بیاض	شریف و حسینا ۔
۹۲۵	بیاض	حافظ غلام دستگیر لطف عبد دہاب ۱۲۲۶ھ
۹۲۶	بیاض	نصرت قادری

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۹۲۷	بیاض	نواب			
۹۲۸	بیاض (ریختہ)	جانصاحب			
۹۲۹	بیاض "	"			
۹۳۰	بیاض "	"			
۹۳۱	بیاض "	"			
۹۳۲	بیاض "	"			
۹۳۳	بیاض	بیدار، بخت، حکیم، شاغل، شہید، فقیر، کانی، لطف			
۹۳۴	بیاض	فنا			
۹۳۵	بیاض (سہ حکایات منظوم)	-			
۹۳۶	بیاض	ظرافت، گوہر، نور، نظیر،			
۹۳۷	بیاض	-			
۹۳۸	بیاض (فی البدیہہ اشعار)	-			
۹۳۹	بیاض (پہیلیاں)	-			
۹۴۰	بیاض (پہیلیاں دکہہ مکرنیاں)	-			
۹۴۱	بیاض	محمود		۱۲۶۰ھ	
۹۴۲	بیاض (منظومات، عملیات، نسخہ جات)	ظہور الحق عظیم آبادی	اولاد حسن حسن		
۹۴۳	بیاض "		سید عباس	۱۳۴۳ھ	
۹۴۴	بیاض (امجدی، جعفر، جمال الدین خاں، حسن، سائل، سراج، سودا، سید علی بخاری، شیدا، عاجز، عاشق بعزلت)				

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
		علی اکبر، مائل، ممتاز، میر یادگار علی			
۹۴۵	بیاض	سید علی، شاہ برہان، شاہ مادول، شاہ کمال			
۹۴۶	بیاض	سید، شوقی، مشتاق			
۹۴۷	بیاض	احمد، بہادر، حسام، راجا رام، زمانی، شرف شکر گنج، صدیق خاں، عاجز، عاصی، عالی، عبادی، عزیز، غلامی، فقیہ، قاسم، قمر، کمترین، مونس، نعمت، وحشت، ولی،			
۹۴۸	بیاض	-		۱۲۹۷ھ	
۹۴۹	بیاض (مرثیے)	الفت، ہاتفی، شیدا، عزلت، صوفی، فدوی، کمترین مرزا، ناظم،			
۹۵۰	بیاض	انشا، چرکین، حیدری، حیرت، راسخ، سودا طالب، عاصی، عزت، مومن، مہر، ولی،			
۹۵۱	انتخاب کلام شعرا	حاتم، مراج، سودا، ولی، یقین			
۹۵۲	انتخاب غزلیات (تذکرۃ الشعرا)	-			
۹۵۳	"	حبیب اللہ شاہ (مرتب)			
۹۵۴	"				
۹۵۵	منتخب کلام سودا و دیگر شعرا	انشا، ایمان، بادشاہ، بسمل، جرات، حسام، حفیظ، درد، سودا، قائم، قیوم، مرزا، مظہری، ہوس			
۹۵۶	شرح تمہید ہمدانی تصوف	عین القضات، سید میراں شیخ مادول			۱۰۶۷ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۹۵۷	شرح تمہید ہمدانی تصوف	عین القضات سید ہمدانی	شیخ دلعل		۱۰۷۸ھ
۹۵۸	" "	"			۱۳۵۷ھ
۹۵۹	شرح کبت چھپہ	-			
۹۶۰	شرح قصیدہ نعمت اللہ شاہ	-			
۹۶۱	فرہنگ سب رس	-			۱۹۵۳ء
۹۶۲	جان پہچان (مثل خالق باری)	شیخ عبدالواسع		در عہد اکبر	-
۹۶۳	مثل خالق باری	اجی چند		۹۶۰ھ	-
۹۶۴	دلیل ساطع	محمد مہدی واصف	سید اعظم		۱۲۹۸ھ
۹۶۵	اسمائے اعضا	-	میر قاسم علی		۱۲۵۴
۹۶۶	نفس اللغتہ	میر علی اوسط		در عہد محمد علی بادشاہ	
۹۶۷	مختار اللغات (مع سراپائے منظوم)	احسن		۱۲۹۶ھ	
۹۶۸	نام مالا	تندداس	سراج الدین		۱۲۳۳ھ
۹۶۹	اردو ہندی لغات	-			
۹۷۰	فرہنگ ترکی	-			
۹۷۱	فرہنگ خیری (دریائے رومی)	خیرالدین خاں محمود جنگ			
۹۷۲	فرہنگ من لگن	اسمٰعیل			
۹۷۳	فرہنگ جوہر (ابتدائی لغات مع قواعد)	غلام حسین جوہر			
۹۷۴	اصطلاحات بینک کاری (ٹائپ شدہ)	انجمن ترقی اردو			
۹۷۵	اصطلاحات تشریح انسانی "	"			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۹۷۶	خزائن الامثال جلد اول (الف تا گم)	شمس الدین فیض			
۹۷۷	باغ اردو (ترجمہ گلستاں)	میر شیر علی افسوس		۱۲۱۴ھ	
۹۷۸	اردو لغات جلد اول (آ — آزار)	انجمن ترقی اردو		۱۹۴۸ء	
۹۷۹	" جلد دوم (آزار بیچنا — آگ)	"		"	
۹۸۰	" جلد سوم (آگ — آنا)	"		"	
۹۸۱	" " چہارم (آنا — آئے)	"		"	
۹۸۲	" " پنجم (اب — اثم)	"		"	
۹۸۳	" " ششم (اثم کاج — اجڑے گانو)	"		"	
۹۸۴	" " ہفتم (اجزا — ارثی)	"		"	
۹۸۵	" " ہشتم (ارج — الامان مانگنا)	"		"	
۹۸۶	" " نہم (الامر — للادب)	"		"	
۹۸۷	" " دہم (انکھانا — ایہام)	"		"	
۹۸۸	" " یازدہم (ب — بازار سا چلن)	"		"	
۹۸۹	" " دوازدہم (بازار کا — بد ہونا - بدعقل)	"		"	
۹۹۰	" " سیزدہم (بدعقل — بڑن بولنا)	"		"	
۹۹۱	" " چہاردہم (بس — بیہڑ)	"		"	
۹۹۲	" " پانزدہم (پ کھ)	"		"	
۹۹۳	" " شانزدہم (بیضہ — ی)	"		"	
۹۹۴	ہماری کہاوتیں مکمل	ظفر الرحمن عباسی دہلوی		۱۹۵۰ء	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	تصنیف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۹۹۵	ہماری کہاوتیں (ا۔خ) (ہندستانی فرہنگ الامثال)	ظفر الرحمن عباسی دہلوی		۱۹۵۰ء	
۹۹۶	" (د۔ی) "	"		"	
۹۹۷	"	"		۱۹۶۰ء	
۹۹۸	قاموس علی (الف۔ش)	ابو عبداللہ محمد سُرتی		۱۳۵۶ھ	
۹۹۹	" (ع۔س)	"		"	
۱۰۰۰	" (ش۔ک)	"		"	
۱۰۰۱	" (ل۔ی)	"		"	
۱۰۰۲	تذکرہ ہمیشہ بہار (ٹائپ شدہ)	عبدالعلیم نصر اللہ خاں			
۱۰۰۳	جیتا جاگتا	ابن طفیل	ڈاکٹر سید محمد یوسف	۱۹۵۵ء	
۱۰۰۴	آداب النسا	عبدالرحمن مشتاق			
۱۰۰۵	جلال لکھنوی	ڈاکٹر محمد حسن		۱۹۴۶ء	
۱۰۰۶	ولی کی شاعری	سید ظہیر الدین مدنی			
۱۰۰۷	بابائے اُردو	قطب النسا			
۱۰۰۸	حالی بحیثیت شاعر الف ۱۳ / ۲۳۲	شجاعت علی		۱۹۶۰ء	
۱۰۰۹	مضامین سید محفوظ علی الف ۱۳ / ۲۳۲	سید محفوظ علی			
۱۰۱۰	مسلم	مہاجر ہندی			
۱۰۱۱	ہجو زر مع ریختہ	صاحب			
۱۰۱۲	بہرام و زہرہ (مع نظم در مذمت بے نمازاں)	صدیق	محمد علی	۱۱۵۴ھ	۱۲۲۴ھ
۱۰۱۳	تحفۃ النساء	محمد باقر آگاہ		۱۱۵۸ھ	۱۲۷۷ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۰۱۴	تنبیہ نامہ	ولی		۱۱۵۰ھ	
۱۰۱۵	چندر بدن مہیار	مرزا محمد مقیم مقیمی بیجاپوری			
۱۰۱۶	لعل وگوہر	عاجز			۱۱۸۱ھ
۱۰۱۷	مثنوی بھوپت	بھوپت			
۱۰۱۸	مثنوی راسخ مع کلام انیس، جرأت، سرور، ظہور، میر	راسخ	میر ضامن		۱۸۴۷ء
۱۰۱۹	معراج نامہ فتاحی	فتاحی			
۱۰۲۰	مورکھ سمجھانی	فقیر اللہ فقیر اسیاز والا			
۱۰۲۱	غزلیات درد	خواجہ میر درد			
۱۰۲۲	حضرت تمیم انصاری	علی			
۱۰۲۳	کرسی نامہ چہار پیران طریقت	معصوم			
۱۰۲۴	انتخاب کلام میر (مطبوعہ مع قلمی ترمیمات)	میر (ڈاکٹر عبدالحق)		۱۹۵۰ء	
۱۰۲۵	شمس البیان مع رسالہ تنقید	مرزا جان طپش	میر احمد علی	۱۲۸۳ھ	
۱۰۲۶	خالق باری (حفظ اللسان)	ضیاء الدین خسرو	سید یسین		۱۱۸۷ھ
۱۰۲۷	مسدس مشیر	گوہر علی مشیر			
۱۰۲۸	اردو (آگے — آئیے)	انجمن ترقی اردو			
۱۰۲۹	" (اب — اڑینج)	"			
۱۰۳۰	" (اب — اتمام)	"			
۱۰۳۱	" (اجزا — اشیرباد)	"			

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۰۳۲	اردو لغات (از - الار)	انجمن ترقی اردو			
۱۰۳۳	″ (او - ایہام)	″			
۱۰۳۴	″ (یہ اجازت - بغایت)	″			
۱۰۳۵	جنگ نامہ محمد حنیف	محمد نور			۱۱۹۰ء
۱۰۳۶	تاریخ حیدری (ترجمہ)		محمد قاسم		
۱۰۳۷	تاریخ راجہ سری رنگ پٹن وحید علی خاں	-	-		
۱۰۳۸	تاریخ روہیلہ	رستم علی بجنوری	محررہ بوعلی		۱۱۹۶ء
۱۰۳۹	تاریخ فرخ سیر	-			
۱۰۴۰	تاریخ وقائع تیمور (دفتر اول)	صدیق محمد قاسم			
۱۰۴۱	حدیقۂ شہدا	مرزا جان		۱۲۷۲ھ	۱۹۰۳ء
۱۰۴۲	روضۂ تاج	-			
۱۰۴۳	شاہان بھامنیہ پوتراجی	احرار براقی		۱۳۴۲ھ	۱۳۴۲ھ
۱۰۴۴	غنچۂ عشرت (تحفہ مرغوب)	بلاقی داس			۱۳۵۳ھ
۱۰۴۵	محتشم نامہ		مرزا محمد	۱۲۷۸ھ	۱۳۰۳ھ
۱۰۴۶	زبدۃ التواریخ	عالم علی	محمد عاشوری	۱۲۶۶ھ	۱۸۵۰ء / ۱۲۶۶ھ
۱۰۴۷	انوار تمدن (تجلیات عثمانی) جلد اول	محمد عبد الغفور خاں			۱۳۴۴ھ
۱۰۴۸	″ جلد دوم	″			″
۱۰۴۹	تاریخ سوانح دکن	منعم خاں		-	-

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	تاریخ تصنیف	تاریخ کتابت
۱۰۵۰	تاریخ بہمنی	-	-	-	-
۱۰۵۱	چین وعرب کے تعلقات	بدر الدین چینی			۱۹۴۹ء
۱۰۵۲	احوال نادر قلی	-			
۱۰۵۳	تزک تیموری	امیر تیمور، مترجمہ محمد افضل		۱۰۴۷ھ	
۱۰۵۴	رو سائے بیگن پتی	محی الدین شہیار		۱۳۳۶ھ	
۱۰۵۵	الوان نعمت (ترجمہ خوان نعمت)	مترجمہ حمید الدین			
۱۰۵۶	لخلخہ	حسن مرزا خاں قصہ	ابراہیم محمود		۱۲۶۵ھ
۱۰۵۷	وصلیاں ۲ عدد				
۱۰۵۸	اناٹومی (علم تشریح)	میر احمد موسوی ؟			
۱۰۵۹	دلدل نواز نامہ	عبدالقادر ایلوری		۱۲۲۱ھ	۱۲۵۸ھ
۱۰۶۰	طب ڈاکٹری (ترجمہ)	مترجمہ خلیل الرحمن			۱۲۹۷ھ
۱۰۶۱	علم فزیالوجی	-			
۱۰۶۲	یادگار رضائی (اردو ترجمہ) مختار الحکما	مترجمہ ابوالمحاسن			
۱۰۶۳	مطلوب الاطبا (ترجمہ موجز)	محمد مہدی واصف مترجم			
۱۰۶۴	مظہر العجائب	سید فخر الدین			
۱۰۶۵	مختصرات فزیالوجی	-			۱۸۶۶ء
۱۰۶۶	ستہ شمسیہ جلد ۵ (انظار)	ریورنڈ چالس	فخر الدین	۱۸۱۸ء	
۱۰۶۷	″ جلد ۳ (آب)	″	″	″	
۱۰۶۸	″ جلد ۲ (برقک)	″	″	″	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۰۶۹	ستہ شمسیہ جلد (۱) (جر ثقیل)	ریوی رنٹ چارلس	فخرالدین	۱۸۱۸ء	
۱۰۷۰	رسالہ پیمائش	-			
۱۰۷۱	رسالہ ریاضی	-			۱۲۹۳ھ
۱۰۷۲	رسالہ علم ریاضی (منظوم و منثور)	صنعت		۱۲۳۸ھ	
۱۰۷۳	غرائب حسابی	نواب فیاض الدین خاں فیاض	مشرف جنگ	۱۲۹۴ھ	
۱۰۷۴	رئیس العناصر	غلام امام خاں ترین تجبر	محمد جعفر	۱۲۵۴ھ	۱۲۶۲ھ
۱۰۷۵	کانٹ	اے ڈی لنڈزے مترجمہ معتقد ولی الرحمن		۱۹۳۳ء	
۱۰۷۶	ارمغان	محمد اکرام الدین خاں	عبدالرزاق مرزا		۱۲۹۳ھ
۱۰۷۷	تحسین الاخلاق	-		۱۲۷۱ھ	
۱۰۷۸	تادیب الولد	-		۱۲۷۹ھ	
۱۰۷۹	پندنامہ	-	سید معصوم شاہ قادری		۱۲۸۷ھ
۱۰۸۰	رسالہ وعظ	محمد علی واعظ مدراس			۱۲۴۸ھ
۱۰۸۱	مجموعہ نصائح	-			
۱۰۸۲	مواعظ نادر	رائے بچولال تمکین	سید حسین فوقی	۱۲۶۲ھ	۱۹۳۲ھ
۱۰۸۳	احکامات صدر عدالت ۱۸۰۵ء تا ۱۸۲۹ء	-			
۱۰۸۴	انڈیا گورنمنٹ کے لشکری آئین ۱۸۶۹ء	-			
۱۰۸۵	جورس پروڈنس	-			
۱۰۸۶	داٹر دھوہ	-			۱۸۴۴ء

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۰۸۷	مفرح القلوب	حسن علی عزت		۱۹۷۰ء	
۱۰۸۸	بیدرنگ				
۱۰۸۹	وضاحتی فہرست مخطوطات انجمن ترقی ہند	-			
۱۰۹۰	وضاحتی فہرست "	-			
۱۰۹۱	فہرست مضامین رسالہ اردو	-			
۱۰۹۲	فہرست مطبوعات انجمن ترقی اردو و جامعہ عثمانیہ و نصاب	-			
۱۰۹۳	فہرست مطبوعات انجمن جامعہ عثمانیہ	-			
۱۰۹۴	فہرست کلاں انجمن ترقی اردو ہند	-			
۱۰۹۵	فہرست انجمن ترقی اردو	-			
۱۰۹۶	فہرست انجمن ترقی اردو	-			
۱۰۹۷	فہرست " " (فارسی)	-			
۱۰۹۸	فہرست " " (عربی)				
۱۰۹۹	کتب نما جلد اول۔ فہرست کتب خانہ خاص اردو	سرفراز علی رضوی		۱۹۵۷ء	
۱۱۰۰	" جلد دوم۔ " "	"		"	
۱۱۰۱	" جلد سوم " "	"		"	
۱۱۰۲	" جلد چہارم " "	"		"	
۱۱۰۳	" جلد پنجم " فارسی	"		۱۹۵۷ء	
۱۱۰۴	" جلد ششم " عربی	"		۱۹۶۰ء	
۱۱۰۵	" جلد ہفتم " انگریزی	"		۱۹۶۱ء	
۱۱۰۶	رسائل نما جلد اول " (اس) رسائل	"		۱۹۶۲ء	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنہ تصنیف	سنہ کتابت
۱۱۰۷	رسائل نما جلد دوم فہرست کتبخانہ خاص رش۔ بی ۲ رسائل	سرفراز علی رضوی		۱۹۶۲ء	
۱۱۰۸	فہرست مطبوعات انجمن ترقی اردو	"		"	
۱۱۰۹	" جامعہ عثمانیہ	"		"	
۱۱۱۰	فہرست تبصرات رسالہ اردو	سرفراز علی و نشتر بلرامی		۱۹۵۶ء	
۱۱۱۱	قواعد اردو (رسالہ گلگرسٹ) (نقل از مطبوعہ)	گلگرسٹ	محررہ محمد عظیم		۱۲۲۲ھ
۱۱۱۲	بادہ دری (قواعد فارسی)	مرزا مظہر علی		۱۲۴۹ھ	
۱۱۱۳	قواعد جولاں "	جولاں			
۱۱۱۴	قواعد فارسی	سید حسین علی		۱۸۷۹ء	
۱۱۱۵	قواعد قاسمی (فارسی)	قاسم نوحی بالکنڈی		-	
۱۱۱۶	توضیح النحو (شرح ہدایت النحو)	-			
۱۱۱۷	تقویت الشعرار (عروض)	امام الدین طالب		۱۲۶۶ھ	
۱۱۱۸	جودت لمعہ (نیا علم عروض)	سید نوازش علی لمعہ		۱۳۳۸ھ	
۱۱۱۹	عروض	-			
۱۱۲۰	معراج الاشعار (دقائق عروض)	سید علی فکر	سید عابد علی زیدی غیور	۱۲۹۵ھ	۱۳۰۰ھ
۱۱۲۱	گلدستۂ گفتار (ضلع جگت)	شیر محمد خاں ایمان		۱۲۲۱ھ	
۱۱۲۲	ہدایت المورخین	سید غلام دستگیر نظم		۱۳۰۷ھ	
۱۱۲۳	ستہ شمسیہ حصہ دوم (ہیئت)	ریوی رنٹ چارلس	فخر الدین خاں شمس الامرا	۱۲۵۶ھ	
۱۱۲۴	بدر انوار (منظوم در نجوم)	صفی دکنی		۱۱۶۳ھ	
۱۱۲۵	تدریس ادریس	قطب اللہ شاہ قادری	مہر علی محمد اسمٰعیل	۱۲۵۶ھ	۱۲۶۸ھ

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف و مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۱۱۲۶	خواص الیوم منظوم	قطب (۱۱۹۰)			
۱۱۲۷	کاشف الاسرار (نقل از مطبوعہ) علم الاعداد	خداداد	محررہ محمد علی		۱۳۰۰ھ
۱۱۲۸	عجائب الحلم (حصہ اول) (تاریخی خوابوں کا مجموعہ)	بدرالدین احرار	بدرالدین احرار		۱۹۲۳ء
۱۱۲۹	عجائب الحلم	"	"	۱۳۴۱ھ	"
۱۱۳۰	گذارش نامہ (ترجمہ کامل التعبیر)	ابوالفضل حسین تفلیسی	"	۱۳۳۲ھ	
۱۱۳۱	مثنوی قیافہ	ناظر			۱۲۵۸ھ
۱۱۳۲	اوراد پارہ عم	شیخ عبداللہ	محررہ عبدالرحمن		۱۸۶۱ء
۱۱۳۳	خواص الحروف	-			
۱۱۳۴	درود شریف		" نور محمد		۱۱۱۵ھ
۱۱۳۵	درود مستغاث		رحیم بخش		۱۲۴۹ھ
۱۱۳۶	دلائل الخیرات (مع مخطوطہ حضرت شاہ ولی اللہ)	شیخ احمد نخلی مکی	محمد مہدی		
۱۱۳۷	" (مترجم)	"			۱۲۱۴ھ
۱۱۳۸	طب نبوی (نقل از مطبوعہ)		نور محمد		۱۲۶۱ھ
۱۱۳۹	کتاب الاذکار	محمد خیرالدین خاں مرتبہ ظہیرالدین احمد			۱۲۹۹ھ
۱۱۴۰	تعلیم الصبیان	-		۱۲۶۳ھ	
۱۱۴۱	الف بائے فارسی مع فوائد عزیزیہ (نقل از مطبوعہ)	عبدالعزیز			۱۳۰۱ھ
۱۱۴۲	مکتب نامہ (تجنیس اللغات یا مثل خالق باری)	-		عاشق علی	۱۲۷۷ھ
۱۱۴۳	فوائد الصبیان	-	-	-	-

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سنِ تصنیف	سنِ کتابت
۱۱۴۴	روزنامچہ ۱۹۱۱ء	برق جنگ			۱۹۱۱ء
۱۱۴۵	زمان سلیمانی (روزنامچہ سلیمان قدر برادر واجد علی شاہ)	سید حسن لطافت مرتب			۱۸۸۲ء
۱۱۴۶	ڈائری ۱۹۱۰ء	برق جنگ			۱۹۱۰ء
۱۱۴۷	" "	"			"
۱۱۴۸	" ۱۹۱۳ء	"			۱۹۱۳ء
۱۱۴۹	" ۱۹۱۴ء	"			۱۹۱۴ء
۱۱۵۰	" ۱۹۱۵ء	"			۱۹۱۵ء
۱۱۵۱	" ۱۹۱۸ء	"			۱۹۱۸ء
۱۱۵۲	"	"			"
۱۱۵۳	" ۱۹۱۹ء	"			۱۹۱۹ء
۱۱۵۴	" ۱۹۲۰ء	"			۱۹۲۰ء
۱۱۵۵	ڈائری دفا ۱۹۰۸ء	محمد عمر خاں دفا خلف برق الدولہ			۱۹۰۹ء
۱۱۵۶	البم (ڈزائن)	-			
۱۱۵۷	دعا نامہ جات	حبیب احمد برزنجی			
۱۱۵۸	عروس البلاد (نمائش پیرس ۱۹۰۰ء کے چشم دید حالات) احمد زکی		محمد عمر خاں دفا		
۱۱۵۹	مسل مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی مرزا غالب		-		
۱۱۶۰	وصیت نامہ	-			
۱۱۶۱	دستور انجمن ترقی اردو ۱۹۵۳ء	انجمن ترقی اردو		۱۹۵۷ء	
۱۱۶۲	دلوانہ تاریخ	محمد اسماعیل پھالوی گجراتی		۱۹۵۵ء	

Marfat.com

نشان سلسلہ	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	کاتب	سن تصنیف	سن کتابت
۱۱۶۳	جنوبی یورپ پر عربوں کے حملے	امیر شکیب ارسلان مترجمہ نجم الدین احمد شکیب		۱۹۵۵ء	
۱۱۶۴	ابتدائی جراثیمیات (رالعم ۲۴)	محمد احمد حامی		〃	
۱۱۶۵	سعادت و نحوست اوقات	-	محررہ صاحب میاں		۱۲۷۳ھ
۱۱۶۶	فال نامہ بیمار وغیرہ	-			
۱۱۶۷	اُردو تعلیم بذریعہ انگلش	انجمن ترقی اردو			
۱۱۶۸	〃	-		-	-

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ

الف

آب حیات ۱۹۲

آبرو نجم الدین شاہ مبارک ۱۲۴ - ۱۳۰ - ۱۴۲ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۲ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۶۴ - ۴۲۲ - ۴۴۹ - ۴۵۲ -

آبرونی (آبرو) ۱۵۰

آتش (خواجہ حیدر علی) ۱۴۱ - ۱۶۰ - ۱۹۶ - ۱۹۸ - ۲۰۲ - ۴۵۳ -

آتشی محمد امین حکیم ۔ ۲۳۹

آتمارام منشی - ۲۳۲

آثادال نامہ - ۴۰۲

آثم - شاہ آثم - ۴۰۴

آثمی - ۱۲۴

آداب السعادت - ۳۸۲ - ۳۸۸

آداب النسا - ۴۵۸ -

آدم فی الحدیث - ۳۸۲

آدم نامہ - ۴۲۶

آرزو سراج الدین علی خاں - ۱۲۴ - ۱۳۰ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۲ - ۱۵۵ - ۴۵۰ - ۴۵۲ -

آزاد - ۴۱۹ -

آزاد غلام علی میر بلگرامی ۔ ۴۰۳

آزاد فقیر اللہ - ۱۲۰

آزاد محمد حسین - ۱۵۶ - ۱۹۲ -

آزردہ مفتی صدر الدین خاں - ۱۶۲

آزری - ۳۷۰ ۔

آسارام - ۴۱۶

آصف - ۴۱۰

آصف الدولہ - ۱۲۵ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۷ - ۲۳۲ - ۳۲۰ - ۳۳۹

آصف جاہ ثانی نظام علی خاں - ۴۵ - ۱۶۴

آصفی عبد الجبار خاں - ۲۷۷ - ۴۷۴

Marfat.com

آفاق فریدالدین ۔ ۶۱ ۔ ۶۲ ۔ ۹۹
۱۰۰ ۔ ۱۰۱ ۔ ۳۱۶
۳۱۷ ۔ ۳۴۲ ۔
۳۴۳ ۔ ۳۴۵
۳۴۶ ۔ ۳۴۷ ۔
۴۱۸ ۔ ۴۳۱ ۔ ۴۳۶
۴۳۸ ۔

آگاہ محمد باقر ۱۳ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔
۱۷ ۔ ۶۸ ۔ ۷۱ ۔
۷۲ ۔ ۷۶ ۔ ۷۷ ۔
۸۵ ۔ ۸۶ ۔ ۸۷ ۔
۸۸ ۔ ۸۹ ۔ ۱۱۰ ۔
۱۱۱ ۔ ۲۳۷ ۔ ۲۳۹
۲۴۰ ۔ ۲۴۹ ۔ ۲۵۳
۳۸۱ ۔ ۴۳۲ ۔ ۴۳۴
۴۳۶ ۔ ۴۳۷ ۔ ۴۳۸
۴۳۹ ۔ ۴۴۱ ۔ ۴۴۲
۴۴۳ ۔ ۴۵۸ ۔

آگرہ ۔ ۱۶۴ ۔ ۲۰۶
آمدنامہ ۲۱۲
آئین خوانی ۴۴۶
آیات المومنین ۳۹۰
ابتدائی جراثیمات ۔ ۴۶۷

ابجدی ۔ ۴۵۴
ابراہیم بیاصنی ۔ ۴۴۹
ابراہیم ادہم (مثنوی) ۴۲۶
ابراہیم استرآبادی ۔ ۵۳
ابراہیم شیخ ۔ ۴۳۱
ابراہیم عادل شاہ ۔ ۲۳۴ ۔ ۲۳۵
۲۳۶ ۔
ابراہیم علی شاہ ۔ ۳۸۶
ابراہیم قطب شاہ ۔ ۳۶۱ ۔ ۳۶۲
ابراہیم نامہ ۔ ۳۶۵ ۔
ابکیری ۔ ۳۴۹
ابرمیر تفضل حسین ۔ ۳۲۱
ابصار علی شاہ قادری سید ۔ ۳۴۱
۳۸۶ ۔ ۴۳۰
ابلیس نامہ ۔ ۴۱۴
ابن الابن میر ولی فیاض ۔ ۳۸۲ ۔
ابن حجر مکیؔ حافظ شہاب الدین ۔
۷۰ ۔ ۳۷۸
ابن سلیم ۔ ۴۴۶
ابن طفیل ۴۵۸
ابن کثیر حافظ عماد الدین ۔ ۷۰
ابن نشاطی شیخ مظہرالدین ۔ ۴۰۹ ۔
۴۲۸ ۔ ۴۴۰ ۔ ۴۴۱

Marfat.com

ابوالحسن شاہ - ۳۴۹ -
ابوالحسن شیخ خرقانی - ۳۹۷
ابوالحسن علامہ فہمی - ۶۹
ابوالعلی شاہ احراری الحسینی سید
۳۹۹ -
ابوالفتح رازی - ۵۳
ابوالفضل - ۴۱۵ -
ابوالفضل حسین تفلیسی - ۴۶۵
ابوالقاسم مرزا ابوالحسن تاناشاہ
۱۱۸ -
ابوالخیر خان بہادر خاں - ۳۱۷
ابوالقاسم حسین میر - ۴۳
ابوالمحاسن - ۴۶۱ -
ابوالمعالی شاہ - ۲۷۵
ابوالمؤید کاتب - ۴۳۸
ابوالہاشم مظفر جنگ - ۱۴۲
ابوجعفر - ۳۴۷
ابوشحمہ - ۴۳۴
ابوعبداللہ محمد سواتی - ۴۵۸
ابوعمر مولوی - ۱۷۵ - ۱۸۴
اتالیق ہندی - ۱۰۸
اثر - ۴۵۳
اثر محمد میر - ۱۹۳ - ۴۰۸ - ۴۲۱

اجمیر - ۱۴۶
اجے چند - ۴۵۶
اُجّین ۲۴۵
احرار براقی - ۴۶۰
احسان - ۴۵۲
احسان اللہ خاں - ۱۶۴
احسان حافظ عبدالرحمٰن خاں -
۲۹۷ -
احسان علی کاتب - ۲۴۴
احسن - ۴۴۸ - ۴۵۶
احسن الدین خاں - دیکھو بیاںؔ
احسن اللہ - ۱۶۴ -
احکامات صدر عدالت - ۴۶۲
احقر - شاہ محمد بدھن - ۲۴۴
احقر منشی سیتل پرشاد - ۲۳۳
احکام السعی - ۳۷۹
احکام الصلوٰۃ - ۴۱۵
احکام الفقہ - ۳۷۹
احمد - ۴۰۳ - ۴۱۲ - ۴۲۹
۴۳۳ - ۴۴۷ - ۴۴۹
۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲
۴۵۵ -
احمد مصنف عمٔ نامہ - ۴۴۷

Marfat.com

احمد ابوتراب عارف قادری ۔ ۲۴۹ ۔
احمد الدین ۔ ۴۱۸
احمد خاں شیرانی ۔ ۴۰۴ ۔ ۴۰۵ ۔ ۴۱۴ ۔
احمد دکنی ۔ ۴۴۴ ۔ ۴۴۵
احمد زکی ۴۶۶
احمد شاہ ۔ ۳۶۶ ۔ ۳۶۸ ۔ ۳۶۹ ۔ ۳۷۰
احمد شاہ ولی شہاب الدین ۔ ۳۶۸ ۔ ۳۶۹ ۔ ۳۷۰ ۔
احمد علی ۔ ۵۳ ۔
احمد علی کاتب ۔ ۳۸۱ ۔
احمد علی بیگ مرزا قیس ۔ ۱۷۰
احمد علی موسوی میر ۔ ۲۳۵ ۔
احمد علی میر داستان گو ۔ ۳۲۱ ۔
احمد علی میر ۔ ۴۵۹
احمد نگر ۔ ۹۲ ۔ ۹۵
احمد یحییٰ منیری ۔ ۳۹۶ ۔
احمدی ۔ ۴۵۰
احوال میت ۔ ۳۸۶
احوال نادر قلی ۔ ۴۶۱
احیاء المیت ۔ ۷۰
اختراعی ۴۷۴
اختر ۔ سلطان عالم واجد علی شاہ ۲۱۷ ۔ ۲۱۸ ۔ ۴۷۲
اخلاق ہندی ۔ ۴۱۶
اخگر ۔ قاسم علی بیگ حیدرآبادی ۔ ۲۳۹ ۔
ادارۂ ادبیات حیدرآباد ۔ ۱۵ ۔ ۲۰ ۔ ۲۲ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ ۔ ۴۶ ۔ ۴۸ ۔ ۴۹ ۔ ۵۴ ۔ ۶۸ ۔ ۷۸ ۔ ۸۴ ۔ ۸۵ ۔ ۸۹ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲ ۔ ۱۰۹ ۔ ۱۲۶ ۔ ۱۷۵ ۔ ۱۷۶ ۔ ۱۸۵ ۔ ۱۹۵ ۔ ۲۱۷ ۔ ۲۲۱ ۔ ۲۳۹ ۔ ۲۹۴ ۔ ۳۰۳ ۔ ۳۰۴ ۔ ۳۰۷ ۔
ادبی پبلشرز بمبئی ۔ ۳۰۷
ادعیہ نماز ۔ ۳۸۱
ادگیر ۔ ۲۳۹ ۔ ۲۴۸ ۔ ۲۴۹ ۔
ادھونی (امتیاز گڑھ) ۔ ۱۳۱
ادیب سید مسعود حسن رضوی ۔ ۱۴۵ ۔

Marfat.com

ارباب نثر اردو - ۱۰۹
ارجن گیتا - ۳۹۰
اُردو (رسالہ) ۱۹۲ - ۳۷۰
اربع عناصر - ۳۹۱
اربعین جامی - ۳۸۲
اردو تعلیم بذریعہ انگلش - ۴۶۷
اردو شہپارے - ۳۳
اردو لغات - ۴۵۷ - ۴۶۰
اردو مخطوطات - ۲۵ - ۷۷ - ۱۵۹ - ۲۳۹ -
اردو ہندی لغات - ۴۵۶
ارسطو جاہ نواب - ۵۲ - ۶۶ - ۱۲۶ - ۱۶۴ - ۳۴۴ - ۳۴۵
ارسلان خواجہ کاتب - ۴۴۹
ارشاد - ۳۹۷
ارشاد السالکین فارسی - ۳۹۶
ارشاد الطالبین فارسی - ۳۹۸
ارشاد النبی - ۳۷۹
ارشادات ابراہیمی - ۳۸۶
ارشادات لطیفہ - ۳۸۶
ارشاد شاہ محمد نور دریائی - ۴۰۱
ارشاد نامہ جات - ۳۹۲
ارشاد نامہ حاجی شاہ - ۳۹۹
ارشاد نامہ شریعت - ۳۸۳
ارشاد نامہ شیخ المشائخ - ۳۹۱
ارکاٹ - ۵۵ - ۷۴ - ۷۶ - ۳۲۴ - ۳۳۷ -
ارکان اسلام - ۳۸۹ -
ارم - ۴۰۳
ارمغان - ۴۶۲
اڑلیمہ - ۳۶۷
استرآباد - ۵۳
اسحاق صوفی - ۲۹۰
اسحٰق محمد اسحٰق دکنی - ۲۳۴
اسحاق محمد اسحاق دہلوی - ۲۹۸
اسد بیاضی - ۴۴۹ - ۴۵۱
اسد - اسد اللہ خاں غالب - ۱۴۰
اسد خاں نواب - ۳۴۹
اسد سلیمان خاں - ۲۱۱
اسد اللہ (کاتب) ۴۳۰
اسرار - ۳۹۵ - ۴۵۲
اسرار الحق - ۳۹۷
اسرار ی فارسی - ۳۹۸
اسرار آئینہ - ۳۹۲
اسرار تصوف - ۳۹۱
اسرار عشق - ۴۲۶

Marfat.com

اسعد مرزا اسعد بخت - ۱۴۲

اسمٰعیل - ۴۰۸

اسماعیل امروہوی - ۳۰ - ۴۴۶

اسمٰعیل خاں - ۴۰۴

اسمٰعیل شاہ قادری - ۳۸۵

اسمٰعیل شیخ - ۲۰

اسمٰعیل عاصی - ۱۹ - ۲۱ - ۴۴۱

اسمٰعیل کوکنی - ۱۹

اسمٰعیل مصنف فرہنگ من لگن - ۴۵۶

اسمٰعیل میر کاتب - ۴۰۳

اسمٰعیل یار جنگ - ۴۴۶

اسمائے اعضا - ۴۵۶

اسیر مظفر علی - ۲۱۸ - ۲۳۲ - ۳۲۱

اشرف - ۴۴۰ - ۴۴۷ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲

اشرف سید شاہ اشرف بیابانی - ۹۱ - ۹۴ - ۹۵ - ۳۸۰ - ۴۳۹

اشرف علی خاں دیکھو فغاں

اشرف محمد اشرف کاندھلوی - ۳۷۷

اشرف مصنف محی الدین نامہ ۴۴۱

اشعار حسن - ۴۱۸

اشغال الذیت - ۷۰

اصالت پور - ۲۱۳

اصغر علی شاہ - ۳۸۶

اصطلاحات ہنکاری - ۴۵۶

اصطلاحات تشریح انسانی - ۴۵۶

اصطلاحات تصوف - ۴۱۵

اصطلاحات ہندی - ۴۰۴

اصغر - ۸۷

اصولِ حدیث - ۳۸۷

اصولِ دین - ۳۸۲

اطہر - ۴۰۵

اظفری مرزا علی بخش - ۳۷۱ - ۴۲۶

اظہر الصلاح - ۳۸۱

اعتقادی - ۴۱۰ - ۴۴۷

اعجاز احمدی - ۴۵

اعجاز نجیب الدین خاں - ۳۲۵ - ۳۲۶

اعظم - ۴۳۱ - ۴۳۴ - ۴۴۳

اعظم سید - ۴۵۶

اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۲ - ۳۵۶

Marfat.com

۳۵۷ - ۴۱۷ -

اعظم جاہ نواب - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۱ -

اعظم خاں - ۳۷۹

اعظم غلام غوث خاں نواب - ۲۴۸

۲۵۰

افسق غلام حسین - ۴۰۸ - ۴۱۹

افسوس میر شیر علی - ۴۵۷

افصحی - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷

۴۴۹ - ۴۵۰

افضل - ۸۳ - ۴۱۰ - ۵ ۴

۴۴۹ - ۴۵۱ - ۴۵۳

افضل مصنف بارہ ماسہ - ۴۴۸

افضل الدین - ۴۲۸

افضل شیخ محمد افضل سورتی - ۲۹۱

افضل قادری - ۲۹۱

افضل بیگ مرزا افضل الدولہ

۱۸۶ -

افضل حسین سید دیکھو ثابت

افضل خاں نواب - ۲۷۴

افضل کی بکٹ کہانی - ۴۳۵

افیون نامہ - ۴۰۳

اقدس - ۱۱۹

اقوال سید محمد جونپوری - ۳۸۶

اکبر - ۴۴۷ - ۴۵۲ -

۴۵۳ -

اکبر آباد - ۲۸۱ - ۲۸۹ -

اکبر الدین - ۲۳۸ - ۲۳۹

۲۴۰ -

اکبر بادشاہ - ۴۵۶

اکبر حسین سید - ۴۸۲

اکبر حسینی - ۳۹۲

اکبر شاہ گورگانی - ۳۰۷

اکبر محمد اکبر خاں میرٹھی - ۱۸۷

اکرام الدین دہلوی - ۳۷۷

اکھراوت - ۴۱۸

اگروگل - ۴۲۶

اگرو ملاگیر - ۴۲۶

الاستوا علی الاستیلا - ۳۸۸

البم - ۴۶۶

الپور - ۲۸۵

الجمعیتہ پریس دہلی - ۲۹۸

الحسین - ۸۷

الصلوٰۃ - ۳۸۱

الف بائے فارسی - ۴۶۵

الفت محمد علی - ۵۲ - ۵۳ - ۵۵ -

۶۴ - ۶۵ - ۶۶ -

Marfat.com

۶۷ - ۳۸۰ - ۴۲۶
۴۵۵ -
الف خاں - ۴۵۰
الف لیلی منظوم - ۳۳۳ -
الماس علی خاں خواجہ سرا - ۱۹۵ -
۱۹۷ - ۳۲۰
المراقبتہ الشہود - ۳۹۲ -
الوان نعمت - ۴۶۱
امام الدین علی کامل سید - ۳۸۱ -
امام الدین کاتب - ۴۲۰
امام باڑہ حسین آباد - ۳۲۱
امام حسین - ۵۰
امام علی کاتب - ۴۳۰
امان اللہ - ۴۳۶
امان اللہ شیخ - ۹۶ - ۴۳۹
امانی میر - ۱۲۴
امتحان - ۴۵۲
اُمتی - ۴۵۱
امتیاز گڑھ - (دیکھو ادھونی)
امجد - ۴۳۴
امجد علی شاہ اودھ - ۲۱۷ - ۲۱۸
امروہہ - ۱۹ - ۱۲۸
ام محمد عائشہ - ۱۱۰

ام الخیر فاطمہ - ۱۱۰
ام علی - ۱۱۰
ام محمد - ۱۱۰
امام بخش خاں - ۱۲۸
اُمیدی - ۴۵۳
امیر - ۴۵۲
امیر الدین شاہ محمد - ۳۸۵
امیر الدین کاتب - ۳۸۳
امیر برہان سید - ۱۶۷
امیر تیمور - ۴۶۱
امیر شکیب ارسلان - ۴۶۷
امیر علی - ۳۷۷
امیر کلال سید - ۱۶۷
امیر میاں سورتی - ۴۱۸
امیر نواب امیر الامراء - ۱۷ - ۴۲۱ -
امیر یاور جنگ - ۱۸۴
امین - ۴۵۳
امین الدولہ علی ابراہیم خاں - ۱۲۱ -
امین الدین آمین - ۴۱۸
امین الدین حسنی - ۳۸۵
امین الدین علی شاہ اعلیٰ - ۷۶ -
۲۶۶ - ۲۶۷ - ۳۸۴
۳۸۵ - ۳۸۹ - ۳۹۶

Marfat.com

۴۰۱ - ۴۰۹
امین الدین کاتب - ۴۳۲
امین اللہ سید ۳۸۲
امین علی میر ۳۷۸
امین محمد امین - ۴۴ - ۴۴۵
اناٹومی - ۴۶۱
انبا پرشاد - ۴۳۰
انتباہ الطالبین - ۳۸۳
انتخاب دیوان نظری - ۴۲۶
انتخاب غزلیات - ۴۵۵
انتخاب کلام شعرا - ۴۵۵
انتخاب کلام میر - ۴۵۹
انجان - ۴۴۹
انجمن ترقی اردو کراچی - ۲۲ - ۲۵ -
۲۷ - ۳۳ - ۴۶ -
۷۷ - ۸۴ - ۸۵ -
۸۶ - ۹۲ - ۹۹ -
۱۰۵ - ۱۰۸ - ۱۲۱ -
۱۳۱ - ۱۳۸ - ۱۴۱ -
۱۸۵ - ۱۹۴ - ۲۱۳ -
۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۵۴ -
۲۵۹ - ۲۶۵ - ۲۸۲
۲۸۳ - ۲۸۹ - ۳۰۶
۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۱۳ -
۳۵۵ - ۳۵۹ -
۳۶۳ - ۳۷۳ -
۳۷۴ - ۴۵۴ -
۴۵۷ - ۴۵۹ -
۴۶۰ - ۴۶۷
انجمن ترقی اردو ہند - ۲۴۰ - ۳۶۱ -
اندرپن - ۳۹۰ -
انڈیا آفس لائبریری - ۲۵ - ۸۵ -
۱۰۸ - ۱۴۲ - ۱۵۷ -
۱۹۴ - ۲۵۶ - ۲۸۲
انڈیا گورنمنٹ کے لشکری آئین -
۴۶۲
انسان اسد یار خاں - ۱۱۸
انشا (سید انشاء اللہ خاں) ۱۲۴ -
۱۵۹ - ۱۶۶ - ۱۹۵ -
۲۲۶ - ۲۹۳ - ۳۴۴
۴۱۶ - ۴۲۰ - ۴۲۲ -
۴۵۲ - ۴۵۳ -
انصاف محمد تقی - ۳۸۲
انصر علی میر ۱۹۸
انوار تمدن - ۴۶۰
انوار سہیلی - ۳۱۰

Marfat.com

انور - ۴۵۲
انورالدین خاں نواب - ۲۱۴
انور مصنف شمع عشق - ۲۳۷
انیس - ۴۵۹
انیس الاحبا - ۲۱۱
انیس الغربا - ۳۸۳
اوج عبداللہ خاں - ۱۶۰ - ۱۶۱ -
۱۶۳ - ۴۲۲ -
اوج محمود جان - ۱۶۰ - ۱۶۱
اوج محمود خاں - ۱۶۰
اوج مرزا جعفر بیگ - ۱۶۰ - ۱۶۱ -
اوج مرزا محمد جعفر ۱۶۰ - ۳۲۱
اوج سید عابد حسین - ۱۶۰ -
اوج شیخ عبدالکریم - ۱۶۰
اوج امام الدین مولوی - ۱۶۰
اوج محمد یعقوب - ۱۶۰
اوج مرزا علی حسین - ۱۶۰
اوج عنایت حسین خاں قاضی - ۱۶۰ -
اوج اشرف علی خاں - ۱۶۰
اوج مرزا محمد حسین - ۱۶۰
اودھ - ۲۱۸ -
اودھ اخبار لکھنؤ - ۲۳۲
اوراد پارۂ عم - ۴۶۵ -
اورنگ آباد - ۱۱۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ -
۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۲۹
۲۵۲ - ۲۵۳ - ۳۲۸
۳۵۷ -
اورنگ زیب - ۲۲ - ۱۷۹ - ۴۳۴ -
اوزان فطرہ - ۳۸۷
اولاد حسن قنوجی میر - ۳۸۲ -
اولیا - ۴۳۴ -
اولیائے دکن - ۷۶
اولیا شاہ سلیمان - ۳۴۳
اویسی - ۴۵۰
ایاغی سید محمد امین ملّا - ۲۷ - ۲۹ -
۳۱ - ۳۲ - ۳۴ -
۳۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ -
۴۱۱ - ۴۲۰ - ۴۲۱
۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۹
۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲
ایجاد - ۴۵۰ - ۴۵۲
ایجاد رنگیں - ۴۲۶
اے ۔ ڈی لنڈزے - ۴۶۲
ایسر بھلدارا راجہ - ۳۴۹
ایمان درپن - ۵۲ - ۵۴ - ۶۴ - ۶۵
۶۶ - ۶۸ - ۴۲۶ -

Marfat.com

ایما - ۴۵۲

ایمان شیر محمد خاں - ۴۲۲ - ۴۴۹

۴۵۲ - ۴۵۵ -

۴۶۴ -

ایمانی - ۴۵۰

ب

بابائے اردو عبدالحق - ۶۵ - ۱۲۳ -

۱۳۶-۱۸۶-۲۷۲

۲۷۵-۲۷۷-۲۷۸

۲۷۹ - ۳۶۶ - ۳۸۰

۴۰۹-۴۱۴-۴۱۵

۴۱۷-۴۴۹-۴۵۸

۴۵۹

بابا شاہ حسینی - ۳۹۷

بابو - ۱۲۸

باجن شاہ بہار الدین - ۳۶۲-۳۶۳

۳۶۵ - ۳۸۶ -

۴۱۸ -

باچھو - ۴۵۳ -

بادشاہ ۴۳۶ - ۴۵۵

بادشاہزادی مصر - ۲۵۶ - ۴۲۶

باذل مرزا محمد رفیع - ۴۴۲

بارہ دری - ۴۶۴

بارہ ماسہ افضل - ۴۴۸

بارہ مجالس میلاد - ۳۸۳

باطن قطب الدین - ۱۰۷

باغ اردو - ۱۰۸ - ۴۵۷

باغ ارم - ۴۲۶

باغ ایماں - ۳۱۳-۳۲۴-۴۲۷

باغ و بہار - ۱۳۹-۴۱۶-۴۲۷

باقر - دیکھو آگاہ

بتول نامہ - ۴۴۱

بحر الفت - ۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-

۴۲۷ -

بحر المحبت - ۲۳۷ -

بحر المعانی - ۴۰۷-۴۴۲

بحر دانش - ۴۰۲

بحر - ۴۵۳

بحری قاضی محمود - ۲۹۱ - ۴۱۸ -

۴۴۹ - ۴۵۰ -

۴۵۱ - ۴۵۳

بخارا - ۱۹۲ - ۲۹۸

بخشی - ۴۵۱

بدر الدین - ۴۳۸

بدر الدین احرار - ۴۶۵

بدر الدین حسینی - ۴۶۱

Marfat.com

بدر انوار - ۴۶۴ -

بدر منیر و بے نظیر - ۵۸ ۔ ۲۹۸ - ۳۰۵ - ۴۲۷ - ۴۳۷ - ۴۴۱ -

بدن - ۴۴۴ -

بدحسن سید - ۴۳۳ -

بدن قادری - ۴۴۱

بدیع الجمال - ۴۴۱

بدیع الدین شاہ مدار - ۱۱۹

برادر محمد شرف الدین - ۴۳۷

برٹش میوزیم - ۸۴ ۔ ۱۲۸ ۔ ۲۳۰ ۔ ۴۳۰ -

برزویہ - ۳۴۷

برق الدولہ - ۴۶۶

برق جنگ - ۴۶۶

برق مرزا محمد رضا - ۲۱۸ - ۴۲۶ ۔ ۴۳۰ ۔ ۵۳۰

برہان - ۴۴۹

برہان الدین - ۳۹۸ - ۴۴۲

برہان الدین شیخ - ۲۷۹ -

برہان الدین قاضی - ۵۲

برہان پور - ۱۰۹

برہان دبیر - ۲۹۰ - ۳۸۰ - ۴۱۰

برہان شاہ برہان - ۴۱۴

برہما - ۳۱۱

بریلی - ۱۲۶ - ۱۶۷

بزم سخن - ۲۰۳ - ۲۰۴

بساتین السلاطین - ۲۷۱

بستان شہادت - ۴۴۷

بسمل - ۲۴۹ - ۴۴۶ - ۴۵۵

بسمل اللہ داد بیگ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۴۲۴ -

بشارت الذکر - ۴۰۷

بشارت علی ڈاکٹر - ۴۱۶

بشر نامہ - ۲۸۷

بشن - ۳۱۱

بشیر الدین احمد مولوی - ۳۴۸

بشیر شاہ بہاؤ الدین - ۴۰۴

بکیری - ۳۴۹ - ۳۵۰

بلاقی داس - ۴۶۰ -

بلاقی - ۴۱۱ - ۴۴۳ - ۴۰۹ - ۴۱۳ - ۴۵۲

بلب گڑھ - ۲۹۸ -

بلخ - ۱۷۹ -

بلخی بیگ مرزا - ۴۰۷

بلعم و فغفور - ۴۲۷

بلہار - ۴۵۲ - ۴۵۲

بلی نامہ - ۴۰۳

Marfat.com

بمبئی - ۳۵۸ -

بنارس - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۲۰۹ -
۳۱۰ - ۳۱۳

بنجارہ نامہ - ۴۰۲

بندگی مخدوم - ۳۹۴ -

بندہ مادھو داس - ۳۱۰

بندہ نواز گیسو دراز - ۴ - ۳۸۴ - ۳۹۸

بنکاپور - ۳۴۹ - ۳۵۰

بنگاب نامہ - ۴۱۸

بنگال - ۲۵۲

بوارق حقیہ - ۳۸۳

بوستاں - ۲۸۷

بوستانِ اخلاق - ۴۰۴

بوستان بہشت - ۲۹۲

بوستان خیال - ۲۲۱ - ۲۲۹ - ۴۲۷

بو علی - ۴۶۰

بولہب - ۹۰ - ۹۱

بہادر - ۴۵۵

بہادر شاہ ثانی - ۱۶۰

بہادر علی شاہ میر - ۴۲۸

بہار ٹیک چند - ۱۴۲

بہار - ۱۱۸

بہار دانش - ۴۲۷

بہار نظم سخن - ۱۸۶ -

بہاء الدین - ۳۹۶ -

بہاء الدین سید - ۳۴۳ -

بہجت تاج الدین - ۳۸۱ -

بھدرسین - ۳۱۲

بہرام شاہ - ۳۴۷

بہرام گور - ۴۲۷

بہرام و دلآرام - ۴۲۹

بہرام و زہرہ - ۴۵۸

بھاگوت - ۴۲۷

بھاگوت پران - ۳۸۳

بھاگوت گیتا - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۸۳

بھگت مالا - ۳۱۰ -

بھگوت گیتا - ۳۸۳ -

بھگوت گیتا دسم اسکندہ - ۳۹۰

بھوپت رائے - ۳۸۳ - ۴۳۳ -
۴۵۹ -

بھوج راج - ۳۹۰

بھوگ بل - ۳۸۳ -

بیاض - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ -
۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ -
۴۵۵ -

بیاض اشعار فی البدیہہ - ۴۵۴

Marfat.com

بیاض پہیلیاں۔ ۴۵۴

بیاض رباعیات نصرتی۔ ۴۵۱

بیاض ریختہ۔ ۴۵۴

بیاض سہ حکایات منظوم۔ ۴۵۴

بیاض شعرائے دکن۔ ۴۵۰

بیاض شعرائے قدیم۔ ۴۴۹-۴۵۳

بیاض عملیات ونسخہ جات۔ ۴۵۴

بیاض غزلیات وجھولنا۔ ۴۵۱

بیاض غزلیات ہاشمی۔ ۴۵۱

بیاض کلام حسن۔ ۴۵۳

بیاض کلام رحیم۔ ۴۵۲

بیاض کلام سودا۔ ۴۵۳

بیاض مراثی وغیرہ۔ ۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-
۴۵۵-

بیاض نظم ونثر۔ ۴۵۳

بیان۔ احسن الدین خاں۔ ۱۴۳-
۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵
۴۲۲۔

بیانِ سلوک۔ ۳۹۴

بیباک۔ شیر علی خاں۔ ۴۲۴

بی بی مریم۔ ۴۲۷

بیتال پچیسی۔ ۱۰۸

بیخود۔ ۴۱۱

بیجاپور۔ ۴۷-۱۳۱-۲۳۴-
۲۳۹-۲۶۷-۲۷۷
۲۷۹-۲۸۰-۲۸۹
۲۹۱-۳۴۹-۳۶۷

بیدار۔ ۴۴۶

بیدار بخت۔ ۴۵۴۔

بیدار دل۔ ۴۲۷

بیدار۔ سناتھ سنگھ۔ ۱۵۷

بیدار میر محمدی۔ ۱۹۳-۴۲۲

بیدار نظام الملک۔ ۳۷۱

بیدپا حکیم۔ ۳۴۶

بیدل۔ ۳۶۹

بیدرنگ۔ ۴۶۳

بیراگی۔ ۴۵۱

بیرام خاں نواب۔ ۲۳۸

بیرام قصبہ۔ ۵۲

بیکل سید عبدالوہاب۔ ۱۴۳

بیگن پلی۔ ۵۲-۵۴

بینوا۔ ۱۵۵-۱۵۶

بینی نرائن جہاں۔ ۱۰۷

پ

پاپا خاں۔ ۴۲۵

پاس انفاس۔ ۳۹۱

Marfat.com

پاکباز میر صلاح الدین میر مکھن ۔ ۱۵۵ ۔
پانی پت ۔ ۱۴۷
پٹن ۔ ۸۴ ۔ ۸۷ ۔ ۱۴۲ ۔
پٹنہ ۔ ۲۵۹
پدماوت ۔ ۲۸۷ ۔ ۴۲۷
پرکالۂ آتش ۔ ۲۳۳ ۔ ۲۴۳ ۔ ۴۰۲ ۔
پروانہ راجہ جسونت سنگھ ۔ ۴۲۱
پروانہ ضیاء الدین ۔ ۴۲۲
پرورش علی ۔ ۴۳۹
پریم نامہ ۔ ۴۲۸ ۔ ۴۴۲
پسر محمد امام الدین ۔ ۴۲۸
پنتی ۔ ۴۴۷
پنجاب ۔ ۲۹۷ ۔ ۳۶۲
پنج گنج ۔ ۹۶ ۔ ۲۸۷ ۔ ۳۹۴
پنجۂ آفتاب ۔ ۴۲۸
پنچھی باچا ۔ ۴۱۰ ۔ ۴۲۸
پنڈاں کا تحفہ ۔ ۳۸۹ ۔ ۴۰۴ ۔ ۴۰۵ ۔ ۴۵۲
پندنامہ ۔ ۴۰۵ ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۴۲
پندنامہ جعفر ۔ ۴۲۰
پندنامہ حضرت محمود ۔ ۳۹۶
پندنامہ شغلی ۔ ۴۰۱
پندنامہ شیخ سعدی ۔ ۴۰۱ ۔ ۴۲۰
پندنامہ عطار ۔ ۳۹۲
پندنامہ علی ۔ ۴۲۰
پندنامہ لقمان ۔ ۲۲ ۔ ۲۴
پنگھوڑ ۔ ۳۲۰
پوتھی پربودھ ۔ ۳۱۰
پوتھی جنم ساکھی ۔ ۳۱۰
پوتھی سری رسمینی منگل ۔ ۴۲۸
پوتھی سندر سنگار ۔ ۳۸۳ ۔ ۴۱۸
پوتھی نامہ ۔ ۳۸۳
پورنیا ۔ ۲۵۹
پھول بن ۔ ۴۰۹ ۔ ۴۲۸ ۔ ۴۴۰ ۔ ۴۴۱
پھوہڑ نامہ ۔ ۴۰۳
پہیلیاں ۔ ۴۰۳
پیارے صاحب ۔ ۴۵۳
پیر بادشاہ ۔ ۴۵۳
پیرس ۔ ۱۳۶
پیر محمد شیخ ۔ ۲۷۹ ۔ ۲۸۰
پیر محمد صغیری ۔ ۳۸۱
پیر میر ۔ ۴۵۳

Marfat.com

پیر ہاشم ۔ ۴۷

پیری نامہ ۔ ۴۱۱

پیسہ نامہ ۔ ۴۰۲

پیم پرکات ۔ ۴۲۸

پیم چند ۔ ۴۳۱

پیم کہانی ۔ ۴۱۱

ت

تاباں سید اختر حسین ۔ ۴۱۶

تاباں میر عبدالحی ۔ ۴۲۲ ۔ ۴۵۰

تاج الحقائق ۔ ۳۸۶

تاج الدین فیروز شاہ ۔ ۳۶۸

تاج الدین محمد ۔ ۳۸۲

تاج الفرائض ۔ ۳۸۸

تاج محمد کاتب ۔ ۳۴۴

تاج النصائح ۔ ۳۸۸

تادیب الولد ۔ ۴۶۲

تاریخ اسکندری ۔ ۲۸۲ ۔ ۴۰۶

تاریخ الخلفا ۔ ۷۰

تاریخ بہمنی ۔ ۴۶۱

تاریخ حیدری ۔ ۴۶۰

تاریخ راجہ سری رنگ پٹن و حیدر علی ۴۶۰

تاریخ روہیلہ ۔ ۴۶۰

تاریخ سلیمانی ۔ ۲۱۱

تاریخ سوانح دکن ۔ ۴۶۰

تاریخ شیر شاہی ۔ ۱۰۸

تاریخ غربی ۔ ۴۲۸

تاریخ فرخ سیر ۔ ۴۶۰

تاریخ فرشتہ ۔ ۲۳۵ ۔ ۳۶۶ ۔ ۳۶۷ ۔ ۳۶۸

تاریخ فیض عام منظوم ۔ ۳۸۶

تاریخ کبیر (کشمیر) ۔ ۷۰

تاریخ وقائع تیمور ۔ ۴۶۰

تاریخی خوابوں کا مجموعہ ۔ ۴۶۵

تانا شاہ ابوالحسن عبداللہ ۔ ۱۱۸

تائب ۔ ۴۵۱

تجلیات ۔ ۳۸۴

تجلیات انوار ۔ ۳۸۲

تجلی ۔ ۲۳۵

تجلی محمد حسن ۔ ۳۰۰ ۔ ۳۰۲ ۔ ۳۰۳ ۔ ۳۰۴ ۔ ۳۰۶ ۔ ۳۰۷ ۔ ۴۳۷

تجلی سید منتجب الدین ۔ ۱۸۴ ۔ ۴۴۷

تجمل ۔ ۴۳۷

تجنیس اللغات ۔ ۴۶۵

تحسین الاخلاق ۔ ۴۶۲

Marfat.com

تحسین محمد عطا حسین خاں - ۴۱۶

تحصیل الایقان - ۳۷۸

تحفۃ الاسلام - ۳۷۷

تحفۃ الشعرا قاقشال - ۶۵

تحفۃ النجم - ۱۶۹

تحفۃ المذاہب - ۳۸۲

تحفۃ النسا - ۱۰۹ - ۱۱۱ - ۴۵۸

تحفۃ النصائح - ۴۲۰

تحفۂ سکندری - ۴۲۹

تحفۂ عاشقاں - ۴۲۹

تحفۂ محمدیہ - ۳۸۲

تحفۂ مرغوب - ۴۶۰

تحقیق الایمان - ۳۷۸ - ۳۸۸

تدریس ادریس - ۴۶۴

تذکرۃ الاولیا - ۳۸۵

تذکرۃ الشعرا - ۴۱۶

تذکرۃ الشعرا فارسی - ۴۰۷

تذکرۃ الشعرائے ہندی - ۱۳۰

تذکرۂ بے بدل - ۱۰۸ - ۱۳۱ - ۱۴۶

تذکرۂ خوش معرکہ - ۱۲۵ - ۱۳۸ - ۳۰۶ - ۴۱۷

تذکرۂ ریختہ گویاں - ۱۰۷ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۴ - ۴۱۷

تذکرۂ شعرا - ۱۱۷

تذکرۂ شعرائے دکن - ۱۸۰

تذکرۂ شعرا (کریم الدین) ۱۰۶ - ۲۰۳

تذکرۂ شعرائے ہند - ۴۱۷

تذکرۂ شعرائے ہنود - ۲۳۲

تذکرۂ ضیائے بیابانی - ۹۵

تذکرۂ قاسم دیکھو مجموعہ نغز

تذکرۂ گردیزی - ۱۵۷

تذکرۂ گلزار ابراہیم - ۱۲۰ - ۳۰۹

تذکرۂ گلشن راز - ۱۳۱ - ۱۳۵ - ۱۳۶

تذکرۂ گلشن ہند - ۱۲۸

تذکرۂ محبوب الزمن - ۱۸۰ - ۲۵۳

تذکرۂ مخطوطات - ۱۳ - ۱۴ - ۱۶ - ۲۰ - ۲۸ - ۳۳ - ۴۸ - ۴۹ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۹ - ۸۴ - ۸۵ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۵ - ۱۲۶ - ۱۷۵ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۲۰۴ - ۲۲۱ - ۲۲۶ - ۲۶۷ - ۳۰۱ - ۳۳۵ -

تذکرۂ میر حسن - ۱۶۵

Marfat.com

تذکرۂ مصحفی - ۱۰۶ - ۱۶۸ - ۳۰۶
۳۰۷ -
تذکرۂ ہمیشہ بہار - ۴۵۸
تذکرۂ ہندی - ۱۷۱ - ۲۰۴ - ۳۰۵
۳۰۶
تراب دکنی - ۳۰۷ - ۳۸۴ - ۳۹۲
۴۱۸ - ۴۲۶ - ۴۳۴
۴۳۸ - ۴۵۳
تراب شاہ تراب علی کاکوروی - ۴۴۲
تراب علی میر - ۳۸۶
ترجمہ خاتمہ - ۳۹۲
ترجمہ شہادتین - ۳۸۷
ترجمہ عین القضاۃ - ۳۹۹
ترجمہ منطق الطیر - ۳۱۶
ترک - ۴۵۲
ترکمان شاہ - ۱۳۵
تریا چرتر - ۴۱۶
ترین عبد الصمد - ۴۱۲ - ۴۴۲ - ۴۴۳
تزک تیموری - ۴۶۱
تزک جہانگیری - ۱۰۸
تسہیل القرآن - ۳۷۷
تسہیل اللغات - ۵۹
تشریح ملفوظات شاہ برہان - ۳۸۶

تشفی باقر علی خاں - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۴۲۷
تشیعہ پیر خاں - ۴۳۹
تصنیف رنگین - ۴۱۸
تضحیک نامہ - ۴۰۲
تضمین کریما - ۴۰۴
تضمین نا معلوم - ۴۱۸
تعریف روضہ شاہ ہمن - ۴۱۰
تعلیم الصبیان - ۴۶۵
تعلیم الصلوٰۃ - ۳۸۱
تفسیر القرآن پارہ عم - ۳۷۷
تفسیر پارہ عم - ۳۷۷
تفسیر تنزیل - ۳۷۷
تفسیر چراغ ابدی - ۳۵۹ - ۳۷۷
تفسیر قرآن - ۳۷۸
تفسیر سورۂ ملک وغیرہ - ۳۷۷
تفسیر سورۂ یوسف تا سورۂ حج -
۳۷۷ -
تفسیر سورۂ یوسف گوجری - ۳۷۷
تفسیر سورۂ یوسف منظوم - ۳۷۷
تفسیر قد سمع اللہ - ۳۷۷ -
تفسیر ہفت پارہ اولیٰ - ۳۷۸
تفسیر ہفت سورہ - ۳۷۷
تقویت الشعرا - ۴۶۴

Marfat.com

تقویم ہجری وعیسوی - ۲۳

تقی - ۴۴۷ - ۴۴۸

تلاوت الوجود - ۳۸۵ - ۳۹۳

تلسی داس - ۳۶۲

تلقین الہدیٰ - ۴۴۲

تمکین رائے بجولال - ۴۶۲

تمکین کاظمی سید مصباح الدین -
۱۷۵ - ۱۸۴

تمنا - اسد علی خاں - ۴۵ - ۳۳۸
۴۴۲ - ۴۵۲

تمہید التقریر - ۳۸۱

تمیم انصاری - ۴۲۹

تنبیہ الضالین - ۳۸۲

تنبیہ العوام - ۴۴۲

تنبیہ النسا - ۴۱۴

تنبیہ نامہ - ۴۱۸ - ۴۵۹

تنقید سعید - ۴۱۷

تنویر خدابخش خاں - ۴۲۲

تورک آصفیہ - ۲۳۵

توضیح النحو - ۴۶۴

توفیق نامہ - ۴۰۵

تولد نامہ - ۴۰۴ - ۴۱۸

تولد نامہ حضرت امین الدین اعلیٰ - ۴۰۹

تیجنامہ مع دیگر حکایات - ۴۱۸

تیسیر القرآن - ۳۷۷

ٹیکارام لالہ - ۲۱۳

ث

ثابت - ۴۵۱ - ۴۵۲

ثابت سید افضل حسین - ۳۹ - ۴۰
۳۲۱

ثابت علی بیگ ثابت - ۲۳۷ - ۲۵۱
۳۵۲ - ۳۵۵ -
۴۳۷ - ۴۳۸

ثاقب دکنی - ۴۰۰

ثاقب شہاب الدین سید ہاروی -
۱۱۸ - ۱۵۷

ثغور الباسمہ سیوطی - ۷۰

ج

جام جہاں نما - ۳۸۴ - ۴۰۵ - ۴۱۵

جامعہ عثمانیہ - ۲۳

جام و مینا - ۴۲۹

جامی - ۳۷۱ - ۳۸۲ - ۴۱۲

جان پہچان - ۴۵۶

جانسن ممتاز الدولہ - ۲۰۹ - ۲۱۰
۳۱۰ - ۳۱۱

Marfat.com

جانصاحب - ۴۵۴
جانم ثانی - ۳۹۵
جان محمد - ۴۳۸
جانم شاہ برہان الدین - ۲۶۷ - ۳۸۵ - ۳۹۶ - ۳۹۹ - ۴۰۱ - ۴۱۱ -
جان محمد سنی - ۵۹
جاں نثار - ۴۵۰
جیار - ۴۵۲
جذبۂ عشق - ۱۶۹
جرأت - ۱۲۱ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۲۵۹ - ۲۹۳ - ۳۴۴ - ۴۴۶ - ۴۴۹ - ۴۵۵ - ۴۲۱ - ۴۵۳ - ۴۵۹ -
جعفر - ۴۴۶ - ۴۴۸ - ۴۵۱ - ۴۵۴ -
جعفر زٹلی میر - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۴۱۶ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۳
جعفر صاحب - ۲۷۹
جگت روپ وارسی - ۴۲۹
جگناتھ رائے - ۱۶۵ - ۲۱۱
جلال آباد - ۳۴۳ - ۳۴۶
جلال الدین - ۶۸
جلال الدین صید - ۳۹۱
جلال الدین سیوطی علامہ - ۷۰
جلال بخاری سید - ۷۶ - ۴۳۵
جلال شاہ - ۴۵۳
جلال ضامن علی لکھنوی - ۴۵۸
جلالی - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ -
جمال الدین خاں - ۴۵۴
جمال الدین سید شاہ فقیر محی الدین تخلص ۸۲
جمال الدین سید - ۴۳۰
جمال الدین مدنی علامہ حافظ - ۶۹
جمجمہ بادشاہ - ۴۲۹ - ۴۴۲
جمہور نامہ - ۴۴۸
جنت سنگھار - ۴۲۹
جنگ نامہ - ۱۶۵ - ۳۶۳
جنگنامۂ امیر حمزہ - ۴۴۰
جنگنامۂ پشواز وساری - ۳۶۲ - ۴۱۸ -
جنگنامۂ پوستی وبنگی - ۴۱۶

Marfat.com

جنگ نامہ حنیف شاہ - ۴۷
جنگ نامہ محمد حنیف - ۴۶-۴۷-۴۸
۴۹ - ۵۱ - ۵۲
۴۲۹ - ۴۴۲ - ۴۴۰
جنگ نامہ نفس و روح - ۴۱۳
جنگ نظام شاہ و رام راجا - ۴۲۹
جنوبی یورپ پر عربوں کے حملے - ۴۶۷
جنوں - ۴۰۳
جنید بغدادی - ۱۹۴
جودت لمعہ ۴۶۴
جوابات سلطان جہاں بیگم - ۴۱۷
جواہر الاسرار - ۳۸۶ - ۴۱۸
جواہر خمسہ - ۲۴۰
جواہر الثقلین - ۷۰
جورس پروڈنس - ۴۶۲
جوشش - محمد روشن - ۱۲۴ - ۱۲۹
جوگ باششٹ - ۲۱۰
جوگل کشور - ۴۲۷ - ۴۳۳
جوگل کشور لالہ - ۴۲۰
جوگن نامہ - ۴۰۲
جوگی نامہ - ۴۰۲
جولاں - ۴۶۴
جوہر - ۴۵۳
جوہر الامین فارسی - ۴۰۹
جوہر علی - ۳۸۵
جوہر عقل - ۴۱۵
جوہر غلام حسین - ۴۵۶
جہانگیر نامہ - ۱۰۸
جہاں شاہ - ۲۳۸
جھجر - ۱۹۲ - ۲۹۸
جھولنا - ۳۹۲
جیتا جاگتا - ۴۵۸
جیون خان مہدوی - ۳۸۱

چ

چار باغ احمدی - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ -
۵۹ - ۳۸۳ -
چار باغ تذکرہ - ۱۳۸ - ۱۳۹
چار باغ مثنوی - ۴۱۷ - ۴۲۹
چار چمن شہادت - ۵۷ - ۵۹
چار درویش منظوم - ۲۲۵ - ۲۳۰ -
۳۴۱ -
چار دزد بادشاہ - ۴۰۲
چار کرسی - ۴۰۴ - ۴۱۴ - ۴۱۵
۴۴۸
چار کرسی مذہب - ۳۸۲
چار گل - ۵۸

Marfat.com

چار گلشن غوثیہ - ۵۵ - ۵۷ - ۵۸ -
۵۹ - ۳۸۳
چاند پور - ۱۱۸ - ۱۲۷
چپک نامہ - ۱۶۶
چتر مکٹ - ۴۲۹
چچولی موضع - ۷۶
چراغ ابدی - ۳۵۹
چراغ ایمان - ۳۱۳
چرخیات - ۴۱۰
چرخیات نصرتی - ۲۸۱ - ۲۸۹ - ۲۹۰ -
۴۱۸ -
چرکین - ۴۵۵
چکی نامہ - ۷۷ - ۴۲۰
چمنستان برکات - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ -
۴۱۸
چمنستان شعرا تذکرہ - ۴۵ - ۱۵۵ -
۱۷۶ - ۱۷۷ -
۱۷۸ - ۱۸۰ - ۱۸۱ -
۲۵۳ - ۲۷۷ -
۲۸۱ -
چندا - ۴۵۲
چندا حسینی بیجاپوری - ۲۳۹
چندا کاتب - ۴۲۳

چندا بی بی ماہ لقا - ۴۲۳
چند احادیث - ۳۷۸
چند الفاظ لغت - ۳۹۸
چندر - ۴۴۸
چندراودی نانک - ۳۱۰
چندر بدن و مہیار - ۲۳۴ - ۲۳۵ -
۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ -
۲۳۹ - ۲۴۱ - ۲۴۲ -
۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ -
۲۴۸ - ۳۴۸ - ۴۰۶ -
۴۳۰ - ۴۵۹
چندولال راجہ - ۱۶۴
چنگ نامہ - ۱۶۵
چوپڑہ مصطفےٰ آباد - ۳۶
چوہا نامہ - ۴۰۳
چہار بند - ۳۲۱
چہار پیر و چہاردہ خانوادہ - ۳۸۴
چہار درویش - ۴۱۶ - ۴۳۰
چہاردہ بند - ۳۹
چہار شہادت - ۳۹۲ - ۴۰۱
چہار کرسی - ۳۸۰ - ۳۹۵ -

Marfat.com

۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۹
۴۱۴
چہار کرسی چہار مذہب - ۴۱۳
چہار گلشن - ۴۳۰
چہار وجود - ۳۹۰
چہل و چار مسائل - ۳۷۹
چہل حدیث - ۳۷۸ - ۳۸۲ - ۳۸۷
چیت سنگھ راجہ - ۱۲۲
چچنامہ - ۱۶۵
چینا پٹن - ۱۶۹ - ۳۳۴
چین و عرب کے تعلقات - ۱۸۱

ح

حاتم شاہ ظہور الدین - ۱۱۸ - ۱۲۹ -
۴۲۱ - ۴۲۳ - ۱۵۵
حاتم طائی - ۴۲۰
حاجی شاہ - ۳۹۹
حاجی ولی حاجی - ۴۴۲
حافظ ابن عبداللہ - ۳۷۷
حافظ شیرازی - ۱۷۰ - ۱۷۴ - ۲۰۵
حالی بحیثیت شاعر - ۴۵۸
حامد - ۴۴۵ - ۴۵۱
حامد علی خاں - ۲۹۳
حالی محمد احمد - ۴۶۷
حبیب - ۴۴۹
حبیب احمد برزنجی - ۴۶۶
حبیب اللہ شاہ - ۲۸۰ - ۴۵۵
حجاب - ۴۴۹
حجت الاسلام - ۳۷۹ - ۳۸۲
حجت بقا - ۲۹۹
حدائق الانس - ۳۹۴
حدائق البلاغت - ۲۰۳
حدیقۃ الشہداء - ۴۶۰
حزب البحر - ۳۹۸
حسام - ۴۵۵
حسام الدین محمد - ۴۱۸
حسرت - ۴۵۲
حسرت - سید فضل الحسن موہانی -
۱۱۹
حسرت - مرزا جعفر علی - ۲۰۳ - ۲۱۱
۲۵۹ - ۴۲۱
حسرت میر محمد حیات - ۲۵۸ - ۲۵۹
۲۶۰ - ۲۶۵ - ۴۳۴
حسرت - شیخ احمد کرنولی - ۵۵ - ۵۷
۵۸ - ۵۹ - ۶۰ -
۳۸۳ -

Marfat.com

حسن - ۳۱۴-۴۴۸-۴۵۰-
۴۵۱-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۶ -
حسنات العارفین - ۳۸۶
حسن اولاد حسن - ۴۵۴
حسن بخشی - ۳۱۰
حسن بیگ - ۴۸ - ۲۳۸
حسن بیگ مرزا - ۷۸ - ۲۴۴
حسن خاں - ۵۳
حسن رومی خاں - ۳۴۹
حسن سنی - ۴۳۳
حسن شاہ - ۴۵۰
حسن عبداللہ ۳۴۷
حسن محمد جلجوتی - ۴۴۰
حسن محمد حسن - ۴۱۸
حسن میر غلام حسن - ۱۲۸ - ۱۵۵ -
۱۵۶-۱۶۴-۱۶۹-
۱۹۹-۲۰۳-۲۰۴-
۳۰۵-۳۰۶-۳۰۹
۳۴۴-۴۲۳-۴۲۷
۴۳۷-۴۴۱
حسن و دل - ۴۰۰-۴۰۹-۴۲۰-
۴۳۱
حسن و عشق - ۳۱۰ -
حسنیہ - ۵۳
حسین - ۴۵۰-۴۵۱
حسینا - ۴۵۳
حسین بن حسن - ۴۰۰
حسین بیگ - ۴۸
حسین خاں حسین - ۴۲۷
حسین شاہ سید - ۱۶۷ - ۱۶۸ -
۱۶۹
حسین علی سید - ۴۶۴
حسین لاابالی - ۴۳۲
حسینی - ۴۰۷-۴۳۴-۴۴۸-
۴۴۹-۴۵۰-۴۵۲
۴۵۳
حسینی بادشاہ - ۴۴۰
حسینی پیر بادشاہ - ۲۶۶-۲۶۷
حسینی سید عبداللہ - ۴۴۴
حسینی سید فتح علی خاں گردیزی -
۱۳۲-۱۳۵-۱۵۵
۱۶۸-۱۶۹-۱۸۰-
۴۱۶-۴۱۷
حسینی کاشفی ملا - ۳۴۱-۳۴۷
حشرنامہ - ۴۴۲-۴۴۶
حشمت نواب حشمت جنگ - ۱۶۹

Marfat.com

حصار ۔ ۱۴۷
حضرت بلال ۔ ۴۴۱
حضرت تمیم انصاری ۔ ۴۵۹
حضرت حسن ۔ ۹۳
حضرت حسن بصری ۔ ۱۱۱
حضرت حسین ۔ ۹۳
حضرت حکیمہ ۔ ۱۱۰
حضرت حلیمہ سعدیہ ۔ ۵۶ ۔ ۴۴۱
حضرت سلیمان ۔ ۲۹۶
حضرت فاطمہ ۔ ۷۰
حضرت مریم ۔ ۴۳۱
حضرت میراں شاہ ۔ ۳۸۶
حضوری ۔ ۴۴۹ ۔ ۴۵۰
حفظ اللسان ۔ ۴۵۹
حفیظ الدین ۔ ۴۳۰
حفیظ الدین احمد ۔ ۴۱۵
حفیظ محمد حفیظ دہلوی ۔ ۴۲۳ ۔ ۴۵۳ ۔ ۴۵۵
حقیقت الصلوٰۃ ۔ ۳۸۱
حقیقت سید شاہ حسین ۔ ۱۶۶ ۔ ۱۶۷ ۔ ۱۶۹ ۔ ۱۷۲ ۔ ۱۷۴ ۔ ۴۲۳
حقوق المسلمین ۔ ۳۸۰
حقیقت عالم ۔ ۳۹۱
حکایت الاسرار ۔ ۳۹۱
حکایات ۔ ۴۱۴
حکایات دلپذیر ۔ ۴۳۱ ۔
حکایات رنگین ۔ ۴۳۱
حکایات عجیبہ ۔ دیکھو مجموعہ حکایات ۴۱۵
حکایت تمثیل ۔ ۴۱۲
حکیم ۔ ۴۵۴
حمایت تحذیر الناس ۔ ۳۸۲
حمدی ۔ ۴۴۹
حملۂ حیدری ۔ ۴۴۲
حمید ۔ ۳۹۵
حمید الدین ۔ ۴۶۱
حمید الدین قاضی ۔ ۳۹۲
حمید الدین قاضی ناگوری ۔ ۴۰۰
حمید اولیا حسین ۔ ۳۹۹
حنا ۔ ۴۴۶
حنفی محمد عبدالرحیم ۔ ۵۹
حیات القلوب ۔ ۴۲
حیات النبی ۔ ۴۴۵
حیات سید ۔ ۳۸۲ ۔ ۳۸۸ ۔ ۴۲۲

Marfat.com

حیات حافظ رحمت خاں - ۲۱۱
حیات محمد حیات - ۴۱۲
حیدرآباد - ۴۵ - ۴۶ - ۵۸
۷۴ - ۱۰۰ - ۱۱۹ -
۱۲۰ - ۱۲۶ - ۱۳۱ -
۱۶۴ - ۱۷۴ - ۲۱۵
۲۲۷ - ۲۵۲ - ۲۵۳
۳۲۴ - ۳۳۹ -
۳۴۳ - ۳۴۴ -
۳۴۵
حیدر حسین - ۲۷۰ - ۳۳۴
حیدر خاں - ۴۴۸ - ۴۴۹
حیدری - ۴۵۵
حیدری حیدر بخش - ۳۸۳ - ۴۱۵
حیران - میر حیدر علی - ۱۷۲
حیرت - ۴۵۵
حیرت - ابوالحسن سید - ۱۷۰ - ۱۷۲
۱۷۳ - ۱۷۴ - ۴۲۳
حیرت الفقہ فارسی - ۳۸۷

خ

خاقانی - ۳۷۱
خاکی - ۳۹۲ - ۴۳۴ -
۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳
خالدہ بیگم ایم اے - ۱۸۵
خالص - ۴۵۰
خالق باری - ۴۱۴ - ۴۱۸ - ۴۵۹
خاموش - ۴۵۲ - ۴۵۳
خان اشرف خاں - ۴۲۹
خان بابا - ۳۴۹
خداداد - ۴۶۵
خدا کا نام در زباں - ۴۰۲
خرد افروز - ۴۱۵
خرقۂ خلافت - ۴۰۰
خرم علی - ۳۸۷
خزانۃ الفوائد - ۳۸۰
خزانۂ حسنات - ۳۸۱
خزانۂ عبادت - ۳۷۹ - ۳۸۰
خزانۂ معرفت منظوم - ۳۸۴ - ۳۹۵
خزائن الامثال - ۴۵۷
خزائن رحمت - ۳۶۲ - ۳۶۳ -
۳۸۶
خزینۃ الامثال - ۱۶۷ - ۱۹۹
خسرو ابوالحسن - ۱۲۳ - ۴۱۴ -
۴۱۸ - ۴۵۹
خسرو پرویز - ۴۳۱

Marfat.com

خشنود - ۴۵۱
خضر - ۳۸۳
خلاصۃ الکلام - ۱۲۱
خلاصہ کشف ہندی - ۳۷۹
خلافت نامہ - ۳۸۷
خلیل الرحمٰن - ۴۶۱
خلیل اللہ بیگ - ۴۲۸
خلیل اللہ مولوی حیدرآبادی - ۲۹۷
خلیل طالع مند خاں - ۴۱۴
خلیل علی ابراہیم خاں - ۱۲۱-۱۲۶
خمخانہ جاوید - ۱۵۶-۱۶۰-۱۶۱
۱۶۲-۱۶۷-۳۰۶
۳۱۳-۳۴۳
خنداں - ۴۲۳
خواب نامہ - ۴۰۸-۴۱۰
خواب و خیال - ۴۳۱
خواجگان چشت - ۳۸۷
خواجگان چشت اہل بہشت - ۳۹۱
خواجہ - ۴۵۲
خواجہ بادشاہ حسینی - ۴۴۷
خواجہ بندہ نواز - ۳۹۱-۳۹۲
۳۹۳-۳۹۴-
۳۹۶-۳۹۹-
۴۵۱
خواجہ احمد فاروقی - ۱۳۶-۱۳۹-
۱۴۱
خواجہ خیرالدین - ۴۳۰-۴۳۱
خواجہ معین الدین - ۳۹۸
خواص اسمائے باری تعالیٰ - ۴۰۶
خواص الحروف - ۴۶۵
خواص الیوم - ۴۶۵
خواص خاں - ۴۴۹-۴۵۱
خوب ترنگ - ۴۳۱
خوب محمد - میاں - ۴۳۱
خورشید الدین خاں نواب خورشید الدولہ
۱۰۰
خوست - ۱۶۷
خوش - ۳۹۷
خوش معرکہ دیکھو تذکرہ
خوشحال رائے راجہ - ۴۳۲
خوشنود ملک - ۴۱۰-۴۲۹
خوشنود - ۲۹۱-۴۴۸
خوشنودی - ۴۵۰-۴۵۱
خوفنامہ - ۳۷۴
خیال آباد تراب - ۳۸۴

Marfat.com

خیالی - ۴۵۱
خیبرنامہ - ۴۰۶
خیرالدین خاں محمود جنگ - ۴۵۶
۴۶۵

د

داڑدھوہ - ۴۶۲
داراشکوہ - ۳۹۴
داس - ۴۴۸ - ۴۵۳
داستان ادب - ۵۵ - ۱۰۰ - ۳۴۵
داستان امیر حمزہ - ۴۱۵ - ۴۳۱
داستان رستم وسہراب - ۴۱۱
داستان شہریار وشہزناں - ۴۱۶
داستان غم - ۲۵۰
داستان فتح جنگ - ۴۳۱
داغ - ۱۵۴
دانش افروز - ۱۰۰ - ۳۴۲ - ۳۴۵
۴۳۱
داؤد مرزا محمد داؤد - ۱۷۵ - ۱۷۹ -
۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ -
۱۸۳ - ۲۵۳ - ۴۲۳
داورالملک داور - ۴۲۰ - ۴۳۹
داول شاہ داول - ۳۸۹ - ۳۹۲ -
۳۹۳ - ۳۹۶ -
۴۰۱ - ۴۱۱ - ۴۳۹
دائم - ۴۸ - ۷۹ - ۴۱۹
دبیر - ۴۵۲
دبیر مرزا سلامت علی - ۱۶۱ - ۳۲۱ -
۳۲۲
دتاسی - دیکھو گارسن
دارالاسرار سلطانی - ۳۸۴
دربار آصف - ۲۳۵
دربار حسین - ۳۹ - ۴۱ - ۳۲۰ -
۳۲۲
درۃ الاسرار - ۳۹۱ - ۳۹۳
درد خواجہ میر - ۱۲۳ - ۱۹۳ - ۲۱۱ -
۴۰۳ - ۴۰۸ - ۴۵۵
۴۵۹
در مجالس - ۲۸۷ - ۴۴۱
در معنوی مع قصیدہ - ۴۳۷
درود شریف - ۴۶۵
درود مستغاث - ۴۶۵
درویش - ۴۴۸
دریائے عشق - ۲۳۶ - ۲۳۷
دستگیر صاحب - ۱۷۴ - ۴۵۲
دستگیر علی - ۳۹۵ - ۳۹۷

Marfat.com

دستور انجمن ترقی اُردو کراچی۔ ۴۶۰

دستور الفصاحت۔ ۳۱۰

دستور النشر۔ ۴۱۸

دعا نامہ جات۔ ۴۶۶

دعائے سریانی۔ ۴۱۰

دقائق الایمان۔ ۳۸۱

دقائق عروض۔ ۴۶۴

دقیقہ اصل۔ ۳۹۴

دکن۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۶۵۔ ۷۳۔ ۷۶۔ ۱۰۵۔ ۱۱۹۔ ۲۳۹۔ ۲۴۸۔ ۲۹۳۔ ۳۲۵۔ ۳۶۱۔ ۳۷۴

دکن میں اردو۔ ۳۳۔ ۴۵۔ ۱۵۹۔ ۱۶۵۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۲۴۸۔ ۲۵۳۔ ۲۶۷۔ ۲۷۱۔ ۲۹۲۔ ۳۲۵۔ ۳۲۸۔ ۳۴۶

دلاور علی۔ ۳۸۶

دلائل الخیرات۔ ۴۶۵

دل آئینہ۔ ۳۸۴

دلچسپ بے بہا۔ ۴۶۴

دل شیخ محمد عابد۔ ۱۲۴

دلاور جنگ نواب۔ ۲۰۴

دلگیر۔ ۴۸۴

دلّی کا دبستان شاعری۔ ۱۵۹۔ ۴۱۷

دلیل ساطع۔ ۴۵۶

دوارکا۔ ۳۱۲

دوحتہ النصائح۔ ۴۰۰

دودھ دیا و نان قلیہ۔ ۳۵۶۔ ۴۱۸

دولت نامہ۔ ۴۰۳

دولہ قلندر خواجہ۔ ۴۲۶

دہلی۔ ۱۰۷۔ ۱۲۰۔ ۱۲۶۔ ۱۲۸۔ ۱۴۲۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۴۔ ۱۶۷۔ ۱۹۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۱۵۔ ۲۵۲۔ ۲۵۹۔ ۲۹۷۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۹۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۶۲۔ ۳۶۵۔

دہ مجلس۔ ۴۴۷

دہ مخزن۔ ۳۸۳

دیباچۂ رومی۔ ۴۵۶

Marfat.com

دیبی پرشاد ۔ ۲۳۳
دیدار بخش ۔ ۴۳۵
دلیسنہ ۔ ۱۴۵ ۔ ۱۵۹
دین دیپک ۔ ۵۵ ۔ ۶۳ ۔ ۶۴ ۔
۶۵ ۔ ۶۶ ۔ ۶۷ ۔
۶۸ ۔ ۳۸۰
دیوان آبرو ۔ ۱۴۵ ۔ ۴۲۲
دیوان اثر ۔ ۴۰۸
دیوان افسق ۔ ۴۰۸
دیوان انشا ۔ ۴۲۲
دیوان اوج ۔ ۱۵۹ ۔ ۴۲۲
دیوان ایمان ۔ ۴۲۲ ۔
دیوان بیاں ۔ ۱۶۳ ۔ ۱۶۶ ۔ ۴۲۲
دیوان بیباک ۔ ۴۲۲
دیوان بیدار ۔ ۴۲۲
دیوان بیدل ۔ ۲۶۶۰۰
دیوان پروانہ ۔ ۴۲۲
دیوان تاباں ۔ ۴۲۲
دیوان تراب ۔ ۴۲۶
دیوان تمنا ۔ ۴۲۲
دیوان تنویر ۔ ۴۲۲
دیوان جعفر زٹلی ۔ ۴۲۳
دیوان جہاں ۔ ۶۶
دیوان چندا ۔ ۴۲۳
دیوان حاتم ۔ ۴۲۳
دیوان حسن ۔ ۴۲۳
دیوان حفیظ ۔ ۴۲۳
دیوان حقیقت ۔ ۱۶۶ ۔ ۱۷۰ ۔ ۴۲۳
دیوان حیرت ۔ ۱۷۱ ۔ ۴۲۳
دیوان خنداں ۔ ۴۲۳
دیوان داؤد ۔ ۱۷۵ ۔ ۱۷۸ ۔ ۱۷۹
۱۸۴ ۔ ۱۸۵ ۔ ۴۲۳
دیوان درد ۔ ۴۰۸
دیوان راجو قتال ۔ ۳۹۳
دیوان رنگین ۔ ۴۲۳ ۔ ۴۲۴
دیوان ریختیات ۔ ۱۰۰
دیوان ریختی ۔ ۳۴۵
دیوان زانی ۔ ۴۰۸ ۔ ۴۲۴
دیوان سراج ۔ ۴۲۴
دیوان سلطان ۔ ۴۲۴
دیوان سودا ۔ ۲۸۶
دیوان شاداں ۔ ۴۲۴
دیوان شاہ آثم ۔ ۴۰۴
دیوان شاہ راجو قتال ۔ ۳۹۶
دیوان شاہی ۔ ۴۲۴ ۔ ۴۲۵
دیوان صاحب ۔ ۴۲۴ ۔

Marfat.com

دیوان صاحبقراں - ۴۲۴
دیوان عزلت - ۲۵۴ - ۴۲۴
دیوان علی جیو - ۴۲۳
دیوان علی میر - ۳۸۴
دیوان عیش (حکیم آغا جان) ۱۸۸ -
۴۲۴
دیوان عیش مرزا علی - ۱۹۲ - ۴۲۴
دیوان عیشی - ۱۹۴ - ۱۹۸
دیوان غلامی - ۴۲۴
دیوان غمگیں - ۴۲۶
دیوان غنی - ۲۸۷
دیوان فراق - ۴۲۴
دیوان فغاں - ۴۲۴
دیوان قدرت - ۱۹۸ - ۲۰۰ - ۴۴۳
دیوان فدوی - ۴۰۴
دیوان فراق - ۴۰۸
دیوان قربی - ۴۲۵
دیوان قیس - ۴۲۵
دیوان کمال - ۴۲۵
دیوان محب - ۴۲۵
دیوان محمود - ۴۲۵
دیوان مصحفی - ۱۷۰
دیوان ممتاز - ۴۲۵

دیوان ناسخ - ۴۲۵
دیوان ندا - ۴۲۵
دیوان نین - ۴۲۵
دیوان وفا - ۴۲۵
دیوان ولی - ۴۲۵
دیوان ہمت - ۴۲۵
دیوان یقین - ۴۲۵
دیوانہ - ۴۶۶
دیوانہ - سرب سنگھ - ۱۲۴ - ۱۷۲۰ -
ڈائری - ۴۶۶
ڈائری وفا - ۴۶۶
ڈنگین صاحب - ۳۱۱

ذ

ذاکر مرزا عبدالصمد بیگ - ۱۸۶ - ۱۸۷
ذخائر العقبیٰ - ۶۹
ذوالفقار علی - ۵۴ - ۶۵ - ۳۸۰
۴۲۶
ذوالفقار علی شیخ - ۱۳۴
ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ
۲۱۵
ذوق - محمد ابراہیم - ۱۶۲ - ۱۹۳
۲۰۱ - ۲۹۷

Marfat.com

ذوقی۔ سید حسین۔ ۳۹۰ - ۴۳۰ - ۴۴۹ - ۴۶۲

ر

رابعہ۔ ۱۱۰
رابعہ بصری۔ ۱۱۰ - ۳۱۸
راجا۔ ۴۵۳
راجا رام۔ ۴۵۵
راجپوتانہ۔ ۱۴۶
راج شاہ۔ ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ -
راج مارگ۔ ۳۸۷
راجو قتال۔ ۳۹۳
راز مخفی۔ ۴۰۵
رازونیاز۔ ۳۹۱
رازی۔ ۴۴۸
راسخ۔ ۴۵۵ - ۴۵۹
راسخ غلام علی۔ ۴۰۳
رافت شاہ رؤف احمد۔ ۴۰۳
راقم خواجہ قمرالدین خاں۔ ۱۸۷
راگ مالا۔ ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۶ - ۴۳۲
رامائن۔ ۳۸۳
رام پور۔ ۳۰۹
رام کشن۔ ۳۰۷ - ۴۲۹ - ۴۳۵ - ۴۳۷
رام کشن رائے۔ ۴۳۲
رام لالہ جواہر سنگھ۔ ۳۱۱
رائے تلسی رام۔ ۲۳۲
رائے دا لبشلیم۔ ۳۴۶
رائے مداری لال۔ ۳۵۲
ربط رائے بالا پرشاد۔ ۴۴۹
رتن پدم ۴۳۲
رجب علی شاہ جنیدی۔ ۳۹۹۔
رحمت اللہ۔ ۳۷۹
رحمت اللہ خاں۔ ۴۳۲ - ۴۳۶ - ۴۴۸
رحیم۔ ۴۳۸ - ۴۴۸ - ۴۵۲
رحیم بخش۔ ۴۶۵
رحیمن۔ ۳۶۲
رحیمی۔ ۴۵۱
ردّ الامراض۔ ۵۹۔
ردّ الایراد روئے سخن بمیر سجاد۔ ۱۶۶
ردّ کفر۔ ۱۹
رسا۔ ۴۵۲

Marfat.com

رسالہ سید احمد علی - ۱۶۰
رسالہ پنجتنی - ۳۹۵
رسالہ پیمائش - ۴۶۲
رسالہ تصوف - ۳۸۴ - ۳۸۶ -
۳۸۹ - ۳۹۰ -
۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴
۳۹۵ - ۳۹۶ -
۳۹۹
رسالہ تقلید - ۳۸۷
رسالہ تن - ۳۹۹
رسالہ توبہ - ۳۹۷
رسالہ توبہ - ۳۸۹
رسالہ حسین لاابالی - ۴۳۲
رسالہ خدانما - ۳۸۹
رسالہ خواجہ بندہ نواز - ۳۹۶
رسالہ خواجہ معین الدین - ۳۹۹
رسالہ خواجہ معین الدین چشتی - ۳۸۹
رسالہ خوش - ۳۹۷
رسالہ دارا شکوہ - ۳۹۴
رسالہ رویت فارسی - ۳۹۴
رسالہ ریاضی - ۴۶۲
رسالہ سبع صفات - ۳۹۵
رسالہ سوال وجواب فارسی - ۴۰۰
رسالہ شمس تبریز - ۴۰۰
رسالہ شیخ محمود - ۴۰۷
رسالہ عبداللہ انصاری - ۴۰۳
رسالہ عجیب وغریب - ۳۹۲
رسالہ عشقیہ - ۳۹۲
رسالہ فقہ - ۳۷۹ - ۴۱۴
رسالہ فقہ منظوم - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰
رسالہ فقیری - ۳۹۰
رسالہ کسب کردن - ۳۹۷
رسالہ گلکرائسٹ - ۴۶۴
رسالہ محمودیہ - ۳۹۴
رسالہ مراقبہ - ۳۹۱
رسالہ مسائل منظوم - ۳۸۰
رسالہ منظوم - ۳۹۰
رسالہ من عرف - ۳۹۵
رسالہ نماز - ۳۸۰
رسالہ وجودیہ - ۳۸۷ - ۳۹۱ - ۳۹۴
رسالہ وحدت - ۳۷۸
رسالہ وعظ - ۴۶۲
رسائل نما - ۴۶۳ - ۴۶۴
رستم علی بجنوری - ۴۶۰
رسمی - ۴۵۰
رستمی - ۳۷۱

Marfat.com

رشک پریا - ۴۱۹
رشک علی اوسط - ۱۶۰ - ۴۵۶
رضا - ۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۲ - ۴۵۳ -
رضا حسین خاں - ۳۲۶
رضا شاہ - ۴۴۸
رضواں - ۴۱۰ - ۴۴۸
رضوان شاہ و روح افزا - ۴۳۲
رضوان شہادت - ۴۴۷
رغبتی - ۴۵۰
رفاہ عام لاہور مطبع - ۱۲۳
رفعت محمد علی - ۳۸۷
رفیع - ۴۴۸
رفیع الدین بن حمید الدین - ۳۸۱
رفیع الدین مولوی شاہ دہلوی -
۳۷۸
رفیع النسا بیگم - ۴۳۲
رفیق - ۴۵۰
رقت - ۴۵۳
رقعہ - ۳۹۴
رقیہ بیگم - ۴۱۵
رمز اللہ شاہ قادری - ۴۰۰
رمزۃ العاشقین - ۴۰۹

رمزی - ۴۴۸ - ۴۵۲
رموز السالکین - ۳۹۶ - ۴۰۱
رموز العارفین - ۳۸۸ - ۳۸۹
رموز الکاسبین - ۴۰۹
رموز الواصلین - ۳۸۴ - ۳۹۶ -
۴۰۷
رندولہ خاں - ۳۴۹
رنگین سعادت یار خاں - ۴۰۲ -
۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۳ -
۴۲۴ - ۴۲۶ - ۴۳۱ -
۴۳۴
رنگین نامہ - ۴۰۳
روایت رسول فارسی - ۳۸۸
روپ بسنت - ۴۳۲
روٹی نامہ - ۴۰۲
روحی - ۴۴۸ - ۴۵۲
رودکی - ۳۴۷
رود موسیٰ - ۱۸۷
روز روشن - ۲۰۴ - ۲۱۲ - ۲۳۷ -
۲۳۸
روزنامچہ - ۴۶۶
روزنامچہ سلیمان قدر - ۴۶۶
روشن چند - ۴۱۸

Marfat.com

روضۃ الابرار - ۴۴۷
روضۃ الاسلام - ۳۸۱
روضۃ الاصفیا - ۳۷۸
روضۃ الاطہار - ۴۴-۴۵-۴۶
۴۴۲ - ۴۴۷
روضۃ الاولیائے بیجاپور - ۲۶۷-
۲۷۸-
روضۃ الانوار - ۴۴۷
روضۃ الشہداء - ۴۵۰۰۷ - ۳۸۳
۴۴۷
روضۂ تاج - ۴۶۰
روضۂ صفا - ۷۷
رویت حق - ۳۹۲
رئیس العناصر - ۴۶۲
رہتک - ۲۹۸
ریاض الجناں - ۶۸ - ۶۹ - ۷۱
۴۳۲ - ۸۹ - ۷۲
۴۴۲
ریاض العارفین - ۴۳۲
ریاض الفصحا - ۱۸۹-۱۹۴-۱۹۶
ریاض حسنی - ۶۵
ریاض غوثیہ - ۷۳-۷۴-۷۸-
۸۱-۸۲-۴۴۲
ریاض مسعود - ۷۴-۷۶
ریحان الدین ریحان لکھنوی - ۴۲۷
ریحان معراج - ۳۹ - ۴۳ - ۴۴۲
ریختہ آزاد - ۴۱۹
ریوی رنٹ چارلس - ۲۶۲-۴۴۴

ز

زادالعوامل - ۴۱۹
زانی پیر خاں - ۴۰۸ - ۴۲۴ -
۴۵۵
زاہد - ۴۵۰ - ۴۵۱
زبدۃ الاخبار - ۴۴۲
زبدۃ التواریخ - ۴۶۰
زخمی - ۳۷۱
زکی - ۴۵۳
زلیخا - ۲۸۷
زنانی نامہ - ۴۰۲
زنجیرہ - ۳۸۴
زواجر ابن حجر - ۳۸۲
زواجر ہندی - ۳۷۸
زور محی الدین قادری - ۱۳ - ۱۴ -
۱۶ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۲
۲۳ - ۳۳ - ۴۵

Marfat.com

۴۸ - ۴۹ - ۶۱ -
۶۴ - ۶۵ - ۶۷ -
۶۹ - ۷۷ - ۸۳ -
۸۴ - ۸۵ - ۸۹ -
۹۲ - ۹۵ - ۱۰۹ -
۱۷۶ - ۱۷۹ - ۱۸۰ -
۱۸۱ - ۲۲۱ - ۲۲۹ -
۲۳۹ - ۲۶۶ - ۲۶۷ -
۳۰۰ - ۳۰۴ - ۳۰۵ -
۳۳۵ - ۳۳۶ -
۳۶۱
زہر عشق - ۴۰۳
زین العابدین - ۱۱۱
زین العابدین سید - ۳۸۰ - ۴۳۴ - ۴۴۲
زین المجالس - ۴۳۲
زینت رقاصہ - ۱۷۰

س

ساقی نامہ - ۲۹۴ - ۳۱۲ - ۴۱۴
سالار جنگ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۳۲۵
سالک - ۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۱
سالک مرزا قربان علی بیگ - ۴۴۸
سالم - ۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۱
سامی مرزا جان بیگ - ۱۴۲
سائل - ۴۲۶ - ۴۵۴
سبحان - ۱۵۷
سب رس - ۳۸۴ - ۴۰۱ -
۴۱۶
سب رس منظوم - ۲۳۴
سبزوار - ۳۳۸
سبع صفات - ۴۱۹
ستارۂ ہند - ۲۳۳
سبل المحققین فارسی - ۳۹۲ - ۴۳۹
ستۂ شمسیہ - ۴۱۶ - ۴۴۲ - ۴۶۴
سجاد - ۱۳۳ - ۱۵۷ - ۱۶۶ - ۴۹۹
سحر - ۴۰۳
سخاوت مرزا - ۳۶۹
سخن شعرا - ۱۲۱ - ۱۲۵ - ۱۶۰ -
۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۷ -
۱۷۱ - ۱۷۸ - ۱۹۲ -
۱۹۵ - ۲۰۴ - ۲۱۱ -
۲۱۳ - ۲۵۹ - ۲۹۷ -
۳۵۲
سخنوران بلند فکر - ۱۷۰ - ۲۴۹ -

Marfat.com

۲۵۰
سدارنگ - ۱۵۱
سراپا سخن - ۱۶۷ - ۱۷۱ - ۲۱۱
سراپائے منظوم - ۴۵۶
سراج الدولہ نواب بنگال - ۲۵۹
سراج الدین - ۴۵۶
سراج الدین سید - ۴۱۵
سراج العشق - ۳۹۵
سراج الفقہ - ۳۸۸
سراج الوجود - ۳۹۷
سراج سید شاہ سراج الدین اورنگ آبادی
۱۱۸ - ۲۲۱ - ۲۲۲ -
۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷
۲۲۸ - ۲۲۹ - ۳۳۸
۴۰۷ - ۴۲۱ - ۴۲۲ -
۴۲۷ - ۴۴۹ - ۴۵۲
۴۵۴ - ۴۵۵
سراج عقائد - ۳۸۸
سردار جنگ شجاعت علی خاں - ۲۱۴
سردھنہ - ۱۶۲
سرشار میر عنایت اللہ خاں - ۳۲۴ -
۳۲۶ - ۳۲۷ -
۳۳۰ - ۳۳۱ -

۳۳۴ - ۴۳۰ -
۴۳۹ -
سرفراز علی رضوی - ۴۶۳ - ۴۶۴ -
سرور - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۹
سرور چراغاں مثنوی - ۱۹۵
سرور صدر بے نقط - ۴۳۲
سرور علی میر - ۳۷۹
سرور - میر محمد خاں اعظم الدولہ -
۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۲
سرور نگر - ۷۸
سروری عبدالقادر پروفیسر - ۱۵۹
۲۲۹
سرّی - ۴۴۸ - ۴۵۲
سری بھاگوت با تصویر - ۳۳۴ -
سری کرشن - ۳۰۹ - ۳۱۱ - ۳۱۲
سسّی پنوں - ۲۰۹ - ۲۱۳ - ۲۳۴
۳۱۰
سعادت علی خاں نواب - ۲۳۲ -
۳۲۰
سعادت و نحوست اوقات - ۴۶۷
سعد اللہ سید قادری - ۲۵۲ - ۴۴۴
۴۵۲
سعد و سلمیٰ - ۴۴۲

Marfat.com

سعدی شیرازی شیخ - ۳۰ - ۴۴ - ۱۰۴ -
۱۰۵ - ۱۵۴ - ۱۸۷ -
۲۸۷ - ۳۳۸ -
۴۰۴ - ۴۵۳
سعید - ۴۴۹
سعیدالدین - ۴۱۷
سعیدالدین شاہ مترجم - ۳۷۸ -
۳۸۱
سعیدی - ۴۴۹ - ۴۵۰
سفرنامۂ حرمین - ۴۳۸
سکرات نامہ - ۴۱۲
سکندر - ۴۴۹
سکندر آباد - ۱۳۱
سکندر جاہ - ۷۸ - ۱۰۱ - ۳۴۵
۳۴۶ - ۴۳۴ -
۴۴۲
سکھدیو سوامی - ۳۱۲
سکھ سمدر - ۴۳۳
سکھ سہیلا - ۴۰۱
سلامی - ۴۵۰
سلطان اورنگ آبادی - ۴۰۰ -
۴۲۴
سلطان النسا شہزادی - ۲۱۴

سلطان ثانی - ۴۰۰
سلطان جہاں بیگم - ۴۱۷
سلطان حسن - ۳۴۷
سلطان حسینی شاہ - ۳۸۴
سلطان محمد خاں ترین - ۱۳۶
سلطان علی میر - ۴۱۶
سلطان محی الدین - ۸۳
سلطان محی الدین مسلم - ۵۹
سلمیٰ مرزا محمد مقیم - ۲۳۸
سلیمان - ۳۸۹ - ۴۵۲
سلیمان سید سلیمان گجراتی - ۴۳۵
سلیمان شکوہ مرزا - ۱۶۸
سلیمان محمد سلیمان - ۴۲۹
سلیمان نامہ - ۲۹۲ - ۲۹۴ - ۲۹۷ -
۴۳۳
سلیمی - ۴۰۳
سمرنا - ۱۸۷
سنام - ۱۵۵
سنبھلکے - ۱۴۷
سنٹرل ریکارڈ آفس - ۲۸۲
سینٹرل اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد -
۲۴ - ۲۵ - ۲۷ -
۴۳ - ۴۶ - ۴۸ -

Marfat.com

۵۵-۶۶-۷۷-
۸۳-۸۵-۱۰۵
۱۰۹-۲۴۸-۳۴۷
سندر- ۴۳۴
سندھ- ۳۶۲
سنگمنیر- ۲۱۵
سنگھاسن بتیسی- ۴۳۴
ستی جان محمد- ۵۹-۴۰۵-۴۴۱
سوال وجواب گور- ۴۰۰
سوبھارام- ۳۸۴
سودا مرزا محمد رفیع- ۱۲۰-۱۲۳-
۱۲۵-۱۳۳-۱۴۱
۱۵۴-۱۶۵-۱۷۲
۲۷۴-۴۴۴-۴۲۱
۴۴۶-۴۴۷-۴۴۹
۴۵۰-۴۵۲-۴۵۳
۴۵۴-۴۵۵
سورت- ۱۱۸-۱۲۷-۲۵۲
۲۷۷
سورداس- ۳۸۳
سوز محمد میر- ۱۲۰-۱۲۲-۱۷۲
۳۴۴
سوزاں- ۴۵۲

سوزاں رشیخ شمس الدین- ۱۷۲-
سوہنی مہینوال- ۲۳۴
سہارن پور- ۳۹
سہراب جنگ نواب- ۳۳۰
سیادت میر- ۴۵۰
سید- ۴۵۰-۴۵۲-۴۵۵
سید احمد قادری الحسینی سبز پوش-
۴۳۸
سید احمد نواده آگاه- ۸۶
سید امام- ۳۰
سید امین گنج بخش- ۳۸۳
سید بابا قادری- ۳۷۷-۳۷۸-
سید حسن قادری- ۳۸۰
سید حسین- ۳۹۹
سید حسین خاں- ۳۲۶
سید علی سانگڑے سلطان- ۹۵
سید- غالب علی خاں سید- ۱۳۸
سید فتاح ولد سید محمد- ۳۸۰
سید مبارک- ۴۲۸
سید محمد- ۳۹۰-۴۱۶-
۴۴۱
سید محمد الموسوی- ۳۹۹
سید محمد ایم اے- ۱۰۹

Marfat.com

سید حمید دہدوی - ۳۸۱
سید رستم - ۷۶
سید سرور - ۴۳۲
سید شاہ سلیمان - ۱۰۱
سید عباس - ۳۷۷ - ۴۵۴
سید عثمان - ۳۸۱
سید علی ۳۸۹ - ۳۹۳ - ۳۹۷ - ۴۳۸ - ۴۵۴ ۴۵۵
سید محمد بیجاپوری - ۳۸۰
سید محمد جونپوری - ۳۸۶ - ۴۴۴
سید محمد حسینی شہباز - دیکھو سید محمد گیسو دراز
سید محمد رضوی ۴۱
سید محمد کاتب - ۴۲۷
سید محمد حسینی گیسو دراز - ۲۷۸ - ۳۸۴ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۷ - ۴۱۴
سید محمد گجراتی - ۴۳۹
سید محمد مجتہد - ۳۱۵
سید مصطفا - ۴۴۱
سید محمود حسینی ملا ماں کرمانی - ۲۹۸
سید معصوم - ۴۴۴
سید میر - ۴۳۱
سید میراں - ۴۵۵
سید میراں خدانما - ۳۹۰
سید میراں قادری - ۴۴۹
سیدن - ۴۱۰
سید ہاشم - ۷۶
سیدی عنبر - ۳۴۹
سیدی مبروک - ۴۱۹
سید یحییٰ - ۴۲۸
سیر المتاخرین - ۲۱۱
سیف اللہ شاہ - ۲۷۸ - ۲۹۰
سیف الملوک وبدیع الجمال - ۴۰۹ - ۴۳۳
سیف قاطع - ۴۳۳
سیفی - ۴۵۲
سیلون - ۳۶۲
سیوا - ۳۵۰
سیواجی - ۲۷۴
سیوک - ۴۶ - ۴۸ - ۴۹ - ۴۲۹ - ۴۴۲
سیوہارا - ۱۱۸

Marfat.com

سیہ پوش - ۴۳۳

ش

شاداب - ۱۱۸

شادان راجہ چندولال - ۴۴۲ - ۴۵۰ - ۴۵۲

شادی نامہ - ۷۷ - ۴۰۸ - ۴۱۲

شاعر غلام محی الدین - ۲۵۱

شاغل قادر بخش - ۴۵۴

شافی - ۴۵۲

شاکر - ۴۴۶ - ۴۴۸ - ۴۵۲

شاکر مرزا عنایت اللہ بیگ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۴۱۹

شاکر - سید عبدالرزاق مچھلی شہری - ۱۴۰

شاکی شاہ محمد قاسم - ۳۷۹

شاگرد جعفر محمد - ۴۲۱ -

شاہ - ۴۵۲

شاہ الست - ۲۹۰

شاہ امین - ۴۰۱

شاہ برہان - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۲ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۸ - ۴۰۰ - ۴۳۳ - ۴۴۹ - ۴۵۵ -

شاہان بہامنیہ پوتراجی - ۴۶۰

شاہ تراب - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸

شاہجہاں - ۲۹۱

شاہجہاں آباد - ۱۱۸ - ۱۲۴ - ۲۵۲ - ۳۰۷

شاہ حسین - دیکھو حقیقت

شاہ حسین سید کاتب - ۴۴۴

شاہ خلیل اللہ بت شکن - ۳۷۰

شاہ داول - ۴۵۵

شاہ راجو قتال - ۳۹۶

شاہ رحمٰن - ۴۰۲ - ۴۳۳

شاہ رحمت اللہ - ۳۶۲

شاہ رُخ مرزا - ۱۹۲

شاہ روم - ۴۳۳

شاہزادہ و درویش - ۴۱۱

شاہ سلطان - ۸۴

شاہ سلیمان - ۳۴۳ - ۳۴۴

شاہ شرف الدین یحییٰ منیری - ۱۱۱ - ۱۱۲

Marfat.com

شاہ عالم - ۱۶۲ - ۱۶۷

شاہ عبداللہ - ۴۴۸

شاہ علی جیو - ۳۸۶ - ۴۱۸ - ۴۲۳

شاہ کمال - ۳۹۵

شاہ کمال اللہ بادشاہ - ۳۸۵

شاہ محمد دکنی - ۳۸۰ - ۴۳۹ - ۴۵۳

شاہ محمد حق نما - ۳۸۴ - ۳۹۵ - ۴۵۰

شاہ مستعان مدراسی - ۴۲۶

شاہ معروف سید - ۸۳ - ۸۴

شاہ معین - ۳۳۸

شاہ مہن توکلی - ۲۹۰

شاہ میر ۲۸۱

شاہنامہ - ۴۱۱

شاہنامہ محمد حنیف - ۲۰

شاہنامہ دکن - ۲۷۲

شاہ نعمت اللہ - ۳۷۰ - ۴۲۰

شاہی - ۴۰۶ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۳۱ - ۴۴۸ - ۴۵۰ - ۴۵۱

شائق علی خاں شائق - ۲۴۹ - ۲۵۰

شائق - غلام محی الدین - ۱۷۰ - ۴۵۲ - ۴۵۳

شایاں منشی طوطارام - ۲۳۰ - ۲۳۲ - ۴۰۲

شتاب رائے - ۳۸۳

شجاع الدین حافظ - ۳۷۹

شجاع الدولہ نواب - ۳۲۰

شجاعت خاں - ۴۵۰

شجاعت علی - ۴۵۸

شجاعی - ۴۵۰

شجرۂ خاندان چشت - ۳۸۹

شرح ابیات شمس تبریز فارسی - ۳۹۴

شرح البرزخ - ۳۸۷

شرح امواج خوبی - ۴۳۱

شرح تمہید ہمدانی - ۴۵۵ - ۴۵۶

شرح توحید کتب بکی - ۴۰۰

شرح جام جہاں نما - ۳۹۴

شرح روشنی - ۴۰۰

شرح زینت القاری - ۳۷۷

شرح قصیدہ نعمت اللہ شاہ - ۴۵۶

شرح قصیدہ ہمزیہ - ۷۰

شرح کتب چھپہ - ۴۵۶

Marfat.com

شرح مرغوب القلوب - ۳۹۹
شرح ہدایت النحو - ۴۶۴
شرر - ۴۵۲
شرف - ۴۵۳ - ۴۵۵
شرف الدین - ۴۴۵ - ۴۵۰
شرف آغا جو - ۱۴۰
شریف شیخ احمد - ۳۹۳ - ۴۰۴ -
۴۴۰ - ۴۵۰ -
۴۵۳
شری مد بھگوت - ۳۹۰
شطاریہ فارسی - ۳۹۶
شعرانہ رح ۱۱۰
شعرائے ملیح آباد - ۴۱۷
شوری - ۴۵۰ - ۴۵۱
شغلی - ۴۰۱
شفاعت نامہ - ۴۴۲
شفیع - ۴۵۰ - ۴۵۳
شفیعی - ۴۵۰
شفیق۔ لچھمی نرائن - ۱۶۴ - ۱۶۶ -
۱۷۹ - ۱۸۰ -
۱۸۱ - ۲۷۶ -
۲۸۱
شکار نامہ - ۳۸۴ - ۴۰۰

شکار نامہ گیسو دراز - ۳۹۵
شکر اللہ - ۳۸۶
شکر گنج - ۴۵۵
شکیب نجم الدین احمد - ۴۶۷
شمائل الاتقیا - ۳۸۵
شمائل نامہ - ۴۰۵ - ۴۰۶ -
۴۱۱ - ۴۱۲ -
۴۱۳ - ۴۱۴ -
۴۴۲ - ۴۴۳ -
۴۴۶
شمس البیان - ۴۵۹
شمس الحقائق - ۱۴۴
شمس الامرا، نواب خورشید الدین خاں
۶۲ - ۶۳ - ۱۰۰ -
۱۰۱
شمس الامرا، نواب شمس الدین خاں
۳۱۸ - ۳۴۵ -
۳۴۶ - ۳۴۷
شمس الامرا فخر الدین خاں - ۴۶۴
شمس الدین - ۱۱۱ - ۱۱۲
شمس الدین حافظ علامہ - ۷۰
شمس العشاق - ۳۸۵
شمس محمد نور - ۴۱۸

Marfat.com

شمس تبریز - ۱۸۷ - ۳۹۰ -
۴۰۰
شمشیر میر مہدی حسین - ۲۳۲
شمع انجمن - ۲۳۷ - ۲۳۸
شمع و پروانہ - ۴۲۷ - ۴۳۴
شمع عشق - ۲۳۷
شوق حسن علی - ۱۳۴
شوق حسن خاں - ۱۴۲
شوق قدرت اللہ - ۱۵۵
شوق محمد علی خاں - ۳۲۴ - ۳۳۵ -
۳۳۶ - ۳۳۸ -
۴۳۰
شوق نواب مرزا - ۳۰۴
شوقی حسن - ۲۹۱ - ۴۰۶ -
۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۱ - ۴۵۵
شوکت تفضل حسین - ۲۹۸
شولاپور - ۳۴۹
شونرائن - ۴۱۶
شہاب سید شہاب الدین - ۴۳۴
شہاب الدین سید حسنی - ۷۰
شہاب الدین قریشی - ۳۸۳
شہادت التحقیق - ۳۸۹
شہادت باڑی - ۴۴۷
شہادت قاسم - ۴۱۲ - ۴۴۷
شہادت نامہ فرزندان مسلم -
۴۱۲
شہباز و منوہر - ۳۴۴
شہرت - امیر بخش - ۱۰۰ - ۳۱۶ -
۳۱۷ - ۳۱۸ -
۳۴۲ - ۳۴۳ -
۳۵۲
شہزادہ محمد - ۴۱۹
شہمیر - ۴۰۶
شہنشاہ - ۴۴۹
شہنواز خاں - ۳۴۹
شہیار محی الدین - ۴۶۱
شہید - ۴۴۴ - ۴۵۳
شہید غلام امام - ۱۴۴ - ۴۵۴
شہید کاتب - ۴۳۴
شیخ آدم - ۳۷۸ - ۳۸۲
شیخ احمد محلی مکی - ۴۶۵
شیخ اسمٰعیل - ۲۰
شیخ چاند - ۲۵۳
شیخ حمزہ - ۴۱۳
شیخ حیدر قادری - ۴۲۰

Marfat.com

شیخ داؤد - دیکھو ضعیفی
شیخ داؤد - ۱۷۶
شیخ دادل - ۴۵۵ - ۴۵۶
شیخ رحمن - ۴۴۸
شیخ عبداللہ - ۴۶۵
شیخ عبدالرحمن - ۲۷۸ - ۲۷۹
شیخ عبدالقادر - ۲۹۰ - ۲۹۵
شیخ علی - ۲۷۹
شیخ فتح - ۴۳۶
شیخ فرید - ۴۰۲
شیخ فریدالدین گنج شکر - ۳۰۷
شیخ محمد - ۲۸۵ - ۴۳۵ - ۴۵۳
شیخ محمود - ۳۹۷ - ۳۹۸
شیخ محمود خوش وہاں - ۴۰۷
شیخ محمود میاں - ۳۸۵ - ۳۹۴ - ۳۹۷ - ۴۱۳
شیخ مخدوم - ۲۷۹
شیخ ملک - ۲۷۹
شیخ منصور - ۲۷۸ - ۲۷۹
شیخ نور قطب عالم - ۳۸۳
شیدا - ۴۰ - ۴۰۶ - ۴۵۰ - ۴۵۲ - ۴۵۴ - ۴۵۵
شیدا - نوازش علی سید - ۴۴ - ۴۵ - ۴۷ - ۴۳۹ - ۴۴۲ - ۴۴۷
شیدی جوہر - ۲۷۴
شیر بیگ - ۴۳۵
شیر محمد سید قادری - ۲۹۸
شیرو میمون - ۴۳۴
شیریں خسرو - ۲۳۴
شیریں فرہاد ترجمہ - ۴۳۹
شیفتہ مصطفیٰ خاں نواب - ۱۰۷ - ۱۲۵ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۶۴
شیو پرشاد - ۳۱۳

ص

صابر - ۲۵۰
صابر قادر بخش - ۲۹۷
صاحب - ۴۵۸
صاحب رائے - ۱۴۹ - ۱۵۱
صاحب - نواب ظفریاب خاں
مظفر الدولہ ممتاز الملک - ۱۶۱

Marfat.com

صاحب لچھمی نرائن دیکھو شفیق -
۴۲۱ - ۴۴۴
صاحبقران میر امام علی - ۴۴۴
صاحب مرزا - ۳۸۸
صاحب میاں - ۴۶۷
صباح الدین عبد الرحمن سید -
۴۴۴
صادق - ۴۴۸ - ۴۵۲
صادق دکنی - ۳۹۵ - ۴۴۹ -
۴۵۰ - ۴۵۲ -
۴۵۳
صادق محمد صادق - ۴۴۱
صادقی - ۴۵۱
صالح - ۴۵۰
صبا مظفر حسین - ۲۰۴
صبح گلشن - ۶۵ - ۱۳۵ - ۲۳۷
۲۳۸ - ۳۱۰
صبح نو بہار عشق - ۴۳۴
صبح وطن - ۶۵ - ۲۴۹
صبغتہ اللہ عظیم نواز خاں عمدۃ العلما
۲۵۰
صبغتہ اللہ قادری - ۲۴۹
صحف ابراہیم - ۱۲۱
صحف دانیال - ۳۱۵
صدر الدین شاہ - ۳۹۵ - ۳۹۷ -
۳۹۸ - ۴۰۹ -
۴۲۰ - ۴۵۳ -
صدر الدین شاہ بندہ نواز -
۳۹۴
صدر الدین شاہ محمد - ۴۰۶ - ۴۱۹
صدر الدین محمد بخشی - ۳۸۵
صدر الدین سید - ۳۸۵
صدر جہاں سید - ۱۳۵
صدر عالم صدر - ۴۳۲
صدوسی مسائل - ۳۸۰
صدیق - ۴۴۹ - ۴۵۸
صدیق حسن - ۳۷۸
صدیق حسن خاں مولوی نواب -
۱۳۵ - ۲۳۸
صدیق خاں - ۴۵۵
صدیق محمد قاسم - ۴۶۰
صراط مستقیم - ۲۸۲
صغیری پیر محمد - ۳۸۱
صفا - ذو الفقار علی خاں - ۱۷۴ -
۴۴۲
صفدر جنگ - ۱۲۵

Marfat.com

صفی ۔ ۴۵۳ ۔ ۴۶۴
صفی اللہ سید ۔ ۴۰۱
صفی ۔ بہبود علی اورنگ آبادی ۔
۱۷۵ ۔ ۱۸۴ ۔
۴۲۳
صلابت خاں نواب ۔ ۲۷۴
صمصام الدولہ ۔ ۱۳۵
صمصام جنگ ۔ ۳۳۸
صنعت ۔ ۴۶۲
صنعتی ۔ ۳۷۱ ۔ ۴۲۷ ۔
۴۲۹ ۔ ۴۵۰
صنعی ۔ ۴۵۱
صنمکدۂ چین ۔ ۱۶۹
صواعق محرقہ ۔ ۷۰
صوفی ۔ ۴۵۵
صولت جنگ نواب ۔ ۲۵۹

ض

ضابطہ ۔ ۴۵۰ ۔ ۴۵۱
ضامن ۔ ۴۰۶
ضامن میر ۔ ۴۵۹
ضعیفی شیخ داؤد ۔ ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۳
۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۳۷۹
۳۸۰ ۔ ۳۸۱ ۔
۴۲۹
ضمیر سید مظفر حسین ۔ ۴۰ ۔ ۴۱۰
۲۳۷ ۔ ۳۲۰ ۔
۳۲۱ ۔ ۴۳۸ ۔
۴۳۹ ۔ ۴۴۲ ۔
ضیا ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۵۲
ضیا فتنامہ ۔ ۷۷ ۔ ۴۰۵
ضیاء الدین شاہ سید رفاعی ۹۵۰
ضیاء اللہ محمد ۔ ۴۱۵
ضیائی ۔ ۴۱۰
ضیغم ۔ ۴۵۲
ضیغم ۔ عبداللہ خاں نواب ۔
۱۲۶

ط

طالب ۔ ۴۵۵
طالب امام الدین ۔ ۴۶۴
طالب سراج الدین ۔ ۲۳۵
طالب علی ۔ ۲۲۰ ۔ ۴۲۷
طالب وموہنی ۔ ۲۳۷ ۔ ۴۳۴
طالع ۔ ۱۳۴
طاہر ۔ ۴۵۰ ۔ ۴۵۱

Marfat.com

طب ڈاکٹری - ۴۶۱
طبقات الشعرا (کریم الدین)
۱۵۵ - ۱۵۶ -
۲۵۹ - ۳۴۳ -
طب منظوم - ۴۳۴
طب نبوی - ۴۶۵
طپش - مرزا جان - ۱۰۷ - ۲۲۴ -
۴۵۹
طریق بیعت - ۳۸۶ - ۳۹۸
طریق النجات - ۴۴۱
طغیانی موسیٰ ندی - ۴۰۳
طلبی - ۴۵۱
طلسم رنگیں - ۴۳۴
طلسم شایاں - ۲۳۳
طوطا رام - ۱۶۴
طوطا کہانی - ۴۱۵
طوطی نامہ - ۲۵۸ - ۲۵۹ -
۴۱۵ - ۴۳۴
طوفان دکنی - ۴۴۱

ظ

ظرافت - ۴۵۴
ظفر - ۴۵۲
ظفر الرحمٰن عباسی - ۴۵۷ - ۴۵۸
ظفر خاں نواب - ۱۳۵
ظفر سراج الدین بہادر شاہ -
۱۹۴
ظفر نامہ - ۳۹۷ - ۴۱۰
ظفر نامہ عشق - ۴۳۴
ظہور - ۴۵۲ - ۴۵۹
ظہور الحق عظیم آبادی - ۴۵۴
ظہور شیو سنگھ - ۱۳۳
ظہور علی ظہور - ۲۹۷ - ۲۹۸ -
۴۰۲
ظہیر الدین احمد - ۴۶۵
ظہیر الدین مدنی سید - ۴۵۸

ع

عابد - ۴۴۸
عابد شاہ حسینی - ۳۸۰
عاجز - ۴۰۴ - ۴۲۶ -
۴۳۵ - ۴۳۶ -
۴۳۷ - ۴۴۸ -
۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۱ - ۴۵۲ -
۴۵۴ - ۴۵۵ -
۴۵۹

Marfat.com

عاجز شاہ متوالے - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۴۰۱
عاجز گنگا لچھن لالہ - ۳۰۹
عاجز محمد شریف - ۱۳۲ - ۱۳۶ - ۴۱۶
عاجز محمد بن احمد - ۴۴۰
عاجز نہال چند - ۴۳۶ - ۴۴۰
عادلا پور - ۲۹۱
عادل علی - ۴۴۸
عارف - ۳۵۳ - ۳۸۶
عاشق - ۴۵۲ - ۴۵۴
عاشق بھولا ناتھ - ۱۳۹ - ۱۴۲
عاشق علی اکبر خاں - ۲۱۲
عاشقی - ۴۵۰ - ۴۵۱
عاشور علی خاں نواب - ۱۶۰
عاشور مالا - ۴۳۴
عاصی - ۴۵۵
عاصی - محمد اسمٰعیل - ۱۹ - ۲۰
عاصی محمد فیض - ۴۴۲
عاقبت بخیر - ۴۱۴
عاقل - ۴۵۱
عاقل خاں - ۴۲۹
عالم علی - ۴۶۰
عالم - ۴۴۵ - ۴۴۸ - ۴۵۰ - ۴۵۱
عالی - ۴۵۵
عالی نعمت خاں - ۱۶۵
عبادی - ۴۵۵
عباس - ۴۰۲ - ۴۳۵ - ۴۵۳
عباس خاں - ۴۳
عباس علی میر - ۲۵۱ - ۴۲۰
عباس علی - ۸۲ - ۴۴۲
عبدالبرکات - ۳۸۲
عبدالتزین - ۴۰۵ - ۴۱۱ - ۴۱۳ - ۴۱۴
عبدالجبار خاں مولوی - ۱۸۰
عبدالحسن - ۴۴۷
عبدالحسین محمد - ۴۰۵
عبدالحق (شاہ) دہلوی - ۳۴۸
عبدالحق دیکھو بابائے اردو
عبدالحق خاں - ۲۹۸
عبدالحق شاہ - ۴۰۴
عبدالحیٔ حکیم - ۲۸۹
عبدالرحمٰن - ۴۶۵
عبدالرحیم - ۴۱۰ - ۴۵۲

Marfat.com

عبدالرزاق قریشی - ۳۰۷

عبدالرزاق قادری - ۶۹

عبدالرزاق مرزا - ۴۶۲

عبدالرسول - ۴۴۵

عبدالسلام خاں - ۳۳۸

عبدالستار شیخ - ۳۸۰

عبدالشکور خواجہ - ۱۹۲

عبدالصمد عبدالوہاب - ۳۷۸

عبدالعزیز - ۴۶۵

عبدالعزیز حنبلی حافظ - ۷۰

عبدالعزیز شکربار - ۲۰۳

عبدالعزیز مولانا شاہ - ۲۰۳ - ۳۸۷

عبدالعلی - ۴۳۵

عبدالعلیم نصراللہ خاں - ۴۵۸

عبدالغفار - ۳۷۸ - ۳۸۱

عبدالغفور - ۳۷۹ - ۴۳۶

عبدالغفور سید - ۳۸۲

عبدالغفور خاں محمد - ۴۶۰

عبدالغنی - ۱۳۲

عبدالغنی خاں - ۱۳۶

عبدالفتاح - ۳۸۲

عبدالقادر - ۱۳۱ - ۳۷۹ - ۴۱۷ - ۴۲۸ - ۴۴۲ - ۴۰۱

عبدالقادر ایلوری - ۴۶۱

عبدالقادر جیلانی - دیکھو غوث الاعظم

عبدالقادر حاجی - ۳۷۹

عبدالقادر خاں نواب ثابت جنگ - ۱۶۹

عبدالقادر سروری پروفیسر - ۳۳

عبدالقادر سید - ۳۵۸ - ۳۸۲

عبدالقادر شاہ - ۳۸۷

عبدالقادر قادری - ۴۱۸

عبدالقادر قادری سید - ۷۶ - ۸۷

عبدالقادر محمد - ۲۵۱

عبدالکریم شاہ سید - ۴۱۴

عبدالنبی سید - ۴۱۷

عبدالواسع شیخ - ۴۵۶

عبدالوہاب - ۴۴۷

عبداللہ - ۴۲۰ - ۴۴۱ - ۴۴۶

عبداللہ انصاری - ۴۰۳

عبداللہ بن زبیر - ۹۱

عبداللہ بیگ مرزا عرف مرزا دولہہ - ۱۸۶

Marfat.com

عبداللہ ثانی - ۸۰
عبداللہ خاں - ۱۲۳ - ۴۵۱
عبداللہ سید الحسینی المشہدی - ۳۰
عبداللہ شاہ - ۴۴۵
عبداللہ شاہ مولوی - ۱۸۷ - ۱۸۸
عبداللہ شیخ یافعی - ۷۰
عبداللہ قطب شاہ - ۱۱۸ - ۳۶۱
عبداللہ مترجم - ۳۷۸
عبدالمجید - ۴۲۰
عبدالحمید - ۳۸۰ - ۳۸۹ - ۴۲۸
عبدالملک عبد - ۴۴۴
عبدالنبی - ۳۷۸ - ۳۹۰ - ۴۱۸ - ۴۳۲ - ۴۴۵
عبدالودود قاضی - ۱۶۳
عبدل - ۳۶۵
عبدو - ۳۷۹ - ۳۸۰
عبدوہاب - ۴۵۳
عبدی - ۴۵۱
عبرت میر ضیاء الدین - ۴۲۷ - ۴۳۲
عبرت نامہ - ۴۲۰
عبیدی - ۴۴۹

عثمان - ۴۴۶
عجائب العلم - ۴۶۵
عجز لکھنوی مدن موہن لال - ۱۱۹
عجبیہ - ۳۸۵
عدو الامراض - ۵۹
عربستان - ۱۶۷
عربی نظم کا منظوم ترجمہ - ۴۱۹
عرس ہائے خواجگان چشت - ۴۱۲
عرش - ۴۲۷
عرش۔ سید محمد علی - ۱۱۹ - ۴۱۷
عرشی مولوی امتیاز علی خاں - ۱۴۰
عرفان الحقائق - ۳۹۰
عروج و نزول - ۳۹۴
عروس الاذکار - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱
عروس البلاد - ۴۶۶
عروض - ۴۶۴
عزت - ۴۵۲ - ۴۵۵
عزت حسن علی - ۴۶۳
عزلت سید عبدالولی - ۱۱۸ - ۱۲۹

Marfat.com

۱۳۴ - ۱۸۰ - ۱۸۳
۲۵۲ - ۲۵۳ -
۲۵۴ - ۴۲۴ -
۴۳۲ - ۴۵۲ -
۴۵۴ - ۴۵۵
عزیز - ۴۳۶ - ۴۵۱ -
۴۵۵
عزیز الدین - ۴۱۵
عزیز الرحمٰن - ۴۴۲
عزیز محمد - ۳۸۵
عزیز اللہ میر - ۳۷۹ - ۴۴۹
عسکر - ۴۵۲
عشرت میر غلام علی - ۲۷۴ - ۴۳۲
عشرتی - ۴۵۰
عشق - ۲۳۹ - ۳۹۹ -
۴۵۲ - ۴۵۳
عشق حسین مرزا - ۱۶۰
عشق - جمال اللہ مرزا - ۱۸۰ - ۱۸۳
۲۵۳
عشق حسن و گلبدن - ۴۳۴
عشق - شاہ رکن الدین - ۱۲۹
عشق صادق مثنوی - ۲۶۵
عشق نامہ منظوم - ۴۱۰ - ۴۳۴

عشقی - ۴۱۰ - ۴۴۸ -
۴۵۰ - ۴۵۱ -
عشقیہ - ۴۰۰
عصر میر احمد علی - ۳۸۳
عصمت میموریل پبلشر کراچی - ۱۸۶
عطائی - ۴۴۸
عظمی - ۴۵۱ - ۴۵۳
عظیم آباد - ۲۵۹
عظیم الدولہ نواب - ۱۷۲ - ۱۷۳
عظیم - ۴۴۸
عقائد آگاہ - ۱۳ - ۴۴۳
عقائد اسلام - ۳۷۸
عقائد المومنین - ۳۷۸
عقائد اہل سنت - ۱۳ - ۱۴
عقائد باقر آگاہ - ۱۴
عقائد دینیہ - ۳۷۸
عقائد ضروریہ - ۳۸۳
عقائد عظیم - ۳۷۸
عقائد مذہب امامیہ - ۳۸۱
عقائد نامہ - ۱۴ - ۱۵
عقائد نامہ ہندی - ۳۸۶
علاء الدین بخاری - ۷۶
علاؤ الدین حسن بہمنی - ۲۶۵ - ۲۶۶

Marfat.com

۳۶۸ - ۳۷۰
علاؤالدین مولوی - ۲۴۹
علم سینہ - ۳۹۷
علم الاعداد فارسی - ۳۸۷ - ۴۶۵
علم فزیالوجی - ۴۱۶
علوی - ۴۲۰
علی - ۳۸۳ - ۴۲۰ -
۴۴۲ - ۴۴۸ -
۴۵۰ - ۴۵۹ -
علی احمد - ۴۴۷
علی اکبر - ۴۵۵
علی بخش - ۴۰۸
علی بہادر علی - ۴۰۳
علی - ۲۷۴
علی ابراہیم خاں عزیز الملک امین الدولہ
نصیر جنگ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۶ -
۱۳۱ - ۱۷۹ - ۲۰۵ -
۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۰ -
۲۱۷
علی بخش خاں - ۱۹۳
علی پیر - ۲۶۷
علی حسن خاں نواب - ۲۰۳
علی رضا - ۴۴۸

علی رحمتی - ۲۴۱ - ۴۰۶ -
۴۱۱ - ۴۱۴ -
۴۱۵ - ۴۲۰
علی رضا حاجی سید - ۴۱
علی عادل شاہ - ۲۸۰ - ۲۸۲ -
۲۸۴ - ۴۵۲
علی عادل شاہ ثانی - ۲۷ - ۲۹ -
۳۳ - ۳۴ - ۲۷۲
۲۷۴ - ۲۷۵ -
۲۷۹
علی قلی خاں محمد حسین - ۱۰۷
علی گڑھ - ۹۳
علیم اللہ - ۴۳۹
علی محمد قادری سید - ۴۷۴
علی مردان خاں - ۴۳۷
علی مرزا بیگ - ۱۸۶
علی نامہ - ۲۷۱ - ۲۷۲ -
۲۷۳ - ۲۷۴ -
۲۷۵ - ۲۷۷ -
۲۸۰ -
۲۸۲ - ۲۸۳ -
۲۸۴ - ۲۸۵ -
۲۸۷ - ۲۸۸ -

Marfat.com

۲۸۹ - ۲۹۰ -
۲۹۱ - ۴۱۰ - ۴۳۵
علی نواز - ۴۲۵
عمادالدین عماد - ۳۸۲ - ۳۸۵
عمادالسعادت - ۲۱۱
عمدۃ الامرا - ۷۱ - ۲۱۴ - ۲۹۳ -
۳۲۴ - ۳۲۵ -
۳۲۷ - ۳۲۸ -
عمدۃ الطالب - ۷۰
عمدہ منتخبہ - ۶۵ - ۱۳۶ - ۱۳۸ -
۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ -
۱۴۲ - ۱۵۷ - ۱۶۴ -
۱۶۵ - ۲۰۳ - ۲۵۷
۴۱۷
عمر خاں کاتب - ۳۷۷
عنایت حسین خاں قاضی - ملاحظہ
ہو اوج
عنایات شاہ - ۴۰۵ - ۴۰۶ -
۴۱۲
عنایت شاہ - ۳۸۶ - ۴۱۳ -
۴۴۵ - ۴۴۶
عوض علی خاں سید - ۱۳۵
عیار دانش - ۴۱۵
عیاش - ۴۵۰
عیانی رام - ۴۲۶
عیدروس - ۴۵۲
عیسی - ۳۹۰
عیسیٰ جان حکیم - ۱۹۲
عیسیٰ علیہ السلام - ۳۱۵
عیش حکیم آغا جان - ۱۸۸ - ۱۸۹ -
۱۹۰ - ۱۹۲ -
۱۹۳ - ۱۹۴ -
۴۲۲
عیش مرزا علی - ۱۸۹ - ۱۹۰ -
۴۲۴
عیشی طالب علی خاں - ۱۹۵ - ۱۹۶ -
۱۹۷ - ۱۹۸ -
۴۲۴ - ۴۵۳
عین الحقائق - ۴۰۱
عین القضات قاضی - ۳۹۹ -
۴۴۶ - ۴۵۵.
۴۵۶
عینی - ۴۴۹

غ

غازی - ۴۴۸

Marfat.com

غازی پور - ۳۱۱
غالب سلطان حسینی - ۳۸۶
غالب شاہ سلطان چشتی - ۴۰۵
غالب علی شاہ - ۴۱۲
غالب - مرزا اسد اللہ خاں - ۱۴۰ - ۱۴۱
۱۴۲ - ۱۹۲ - ۲۱۰ - ۲۴۸
غرائب حسابی - ۴۶۲
غرقاب عشق مثنوی - ۷۰ - ۲۳۷
غریب مہدوی - ۴۲۸ - ۴۵۱
غزلیات اُردو - ۴۰۹
غزلیات برق ۴۴۶
غزلیات درد - ۴۵۹
غزلیات سلطان - ۴۰۰
غزلیات شاکر - ۴۴۶
غزلیات واصف - ۴۴۶
غسل طریقت و معرفت - ۳۹۶
غفار - ۳۹۹
غفلت نامہ - ۳۹۳
غفور خاں - ۳۸۷
غلام حسین - ۱۴۹
غلام علی - ۴۰۶
غلام علی میر - ۳۰۲
غمگین - ۱۹۲ - ۴۴۸

غمگین سید علی دہلوی - ۴۲۶
غلام احمد - ۳۷۹ - ۳۸۰
غلام حسن - ۱۵۱
غلام حسین - ۴۰۵ - ۴۱۸
غلام دستگیر حافظ - ۴۵۳
غلام رضا سید - ۴۳
غلام عباس - ۴۰۴
غلام عباس خاں سلیمان جاہی - ۴۰۳
غلام علی - ۴۳۹
غلام فتح اللہ - ۴۱۸
غلام قادر - ۲۶ - ۳۷۹ -
۴۳۶
غلام محمد - ۳۸۰ - ۴۲۱ -
۴۲۵ - ۴۱۴
غلام محمد حنفی چشتی - ۳۸۸
غلام محمد سید - ۴۳۶
غلام محمد شاہ - ۱۹۲ - ۳۷۸
غلام محی الدین - ۷۳ - ۴۲۹
غلام نبی - ۳۹۲
غلامی غلام نبی ۱۹۰ - ۳۷۹ -
۳۹۹ - ۴۲۴ -
۴۴۸ - ۴۵۵
غلام علی - ۴۴۹

Marfat.com

غلام محی الدین - ۴۳۷
غم نامہ - ۴۴۷
غنچۂ عشرت - ۴۶۰
غنی - ۴۵۲
غنی ذوالفقار حسین - ۲۹۸
غواصی - ۷۵ - ۳۸۹ - ۴۰۹ -
۴۳۳ - ۴۳۴ -
۴۴۹ - ۴۵۰ -
۴۵۱ - ۴۵۲ -
غوث - ۴۵۲
غوث الاعظم - ۵۸ - ۵۹ - ۶۱ -
۶۳ - ۷۳ - ۷۴ -
۷۹ - ۸۰ - ۸۱ -
۸۳ - ۹۰ - ۱۰۱ -
۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۸
۳۴۶ - ۳۸۵
غوث اللہ محمد - ۳۸۳
غوث جامی - ۴۳۵
غوث محمد خاں نواب - ۶۶
غوث نامہ - ۴۳۵
غوثی سید محمد غوث قادری - ۷۳ -
۷۴ - ۷۵ - ۷۶ -
۷۷ - ۸۶ - ۸۷ -
۳۷۸ - ۴۴۲
غوثی نامہ - ۷۷
غوثیہ - ۷۷ - ۴۳۵
غور - ۱۶۷
غیور سید عابد علی زیدی - ۴۶۴

ف

فاروقی - ۴۳۴
فاروقی خواجہ احمد - ۱۳۸ - ۱۴۱
فاضل - ۴۵۱
فاضل جان ۴۴۶
(حضرت) فاطمہ خراسانیہ - ۱۱۰
فالنامہ بیمار - ۴۶۷
فالنامہ حضرت علی فارسی - ۳۸۹
فانی - ۴۵۰ - ۴۵۱
فائز - ۴۳۲
فائز - صدر الدین خاں نواب -
۱۴۵ - ۱۴۶
فائق سید خیر الدین - ۲۴۸ - ۲۴۹
فائق قاضی نور الدین - ۳۵۸
فتاحی - ۴۴۴ - ۴۵۵
فتح الدین محمد - ۴۰۳
۴۴۲

Marfat.com

فتح اللہ سید - ۴۴۵
فتح المجاہدین - ۴۳۵
فتح جنگ نظام علی خاں - ۳۳۹
فتح علی مولوی - ۲۹۷
فتح محمد بن شاہ داول - ۴۰۰
فتح محمد شیخ برہان پوری - ۳۸۱
فتح شریف بلخی - ۲۲ - ۲۴
فتح علی خاں دیکھو حسینی
فتح نامہ - ۲۷۲ - ۴۱۹ -
۴۳۵
فتح نامہ نکھیری - ۳۴۸ - ۳۵۱ -
۴۰۷
فتح نامہ نظام شاہ - ۴۰۷
فتح وجیانگیر - ۴۱۰
فتوح المعاین - ۳۹۹
فتونت - ۴۳۷
فتو میاں سید - ۸۲
فخر الامراء نواب - ۳۳۳
فخر الدین - ۳۴۴ - ۳۷۳ -
۴۱۵ - ۴۶۱ -
۴۶۲
فخر الدین سید - ۴۶۱
فخر الدین مولوی چشتی - ۱۶۴ - ۳۱۷

فخری - ۱۱۸
فدا - ۴۰۳ - ۴۴۶
فدا الدین حسین - ۴۳۱ - ۴۴۰
فدائی - ۴۵۰ - ۴۵۱
فدوی - ۱۵۷ - ۴۴۹ -
۴۵۰ - ۴۵۳ -
۴۵۵
فدوی محمد محسن لاہوری - ۴۰۴
فراق حکیم ثناء اللہ خاں - ۳۴۵ -
۴۰۸ - ۴۴۴ -
۴۵۲
فراق - میر مرتضیٰ قلی خاں - ۱۱۸
فراقی سید محمد - ۴۶ - ۵۱ - ۷۵ -
۱۷۳ - ۴۳۸ -
۴۴۳ - ۴۵۰ -
۴۵۱ - ۴۵۲
فرانس - ۱۰۸
فرائد در عقائد - ۱۴ - ۱۶
فرائد در فوائد - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ -
۱۷ - ۴۴۳
فرح - ۴۵۱
فرحت اللہ بیگ مرزا - ۱۹۲ - ۱۹۳
فرحت - شیخ فرحت اللہ - ۱۱۹

Marfat.com

فرخ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱
فرخ سیر - ۱۳۵ - ۱۶۷
فرخندہ شاہ مرزا - ۱۹۲
فردوسی - ۲۷۳
فرس نامہ - ۴۱۹
فرمان سلیمانی - ۴۶۶
فرہنگ ٹرکی - ۴۵۶
فرہنگ جوہر - ۴۵۶
فرہنگ خیری - ۴۵۶
فرہنگ سب رس - ۴۵۶
فرہنگ من لگن - ۴۵۶
فریدالدین شیخ گنج شکرؒ - ۳۹۲
فریدالدین عطار - ۳۱۸ - ۳۹۲
فسانۂ عشق - ۲۱۷ - ۲۲۰
فصول المہمہ - ۶۹
فصیح - ۴۵۳
فضل علی مولوی - ۲۹۸
فضلی - ۴۵۱
فطرت - ۲۸۷
فغاں اشرف علی خاں - ۱۶۳ - ۴۲۴ - ۴۵۰ -
فقرآباد - ۹۵
فقر نامہ - ۴۱۹
فقہ اسلام - ۳۷۹
فقہ المبین - ۳۸۰
فقہ منظوم - ۳۵۸ - ۳۷۹ - ۳۸۶
فقہ ہندی - ۳۸۰
فقیر - ۴۰۰ - ۴۱۰ - ۴۳۳ - ۴۵۴
فقیرا - ۴۲۰
فقیرالدین فقیر - ۴۰۲
فقیراللہ فقیر اسیازوالہ - ۴۵۹
فقیر دکھنی - ۳۹۵
فقیر شاہ - ۴۰۵
فقیر - میر شمس الدین - ۱۱۸ - ۱۳۹ - ۲۰۳
فقیہ - ۴۵۵
فکر سید علی لکھنوی - ۳۴۳ - ۳۴۴
فکری - ۲۹۰
فگار - ۴۳۴ - ۴۴۰
فنا - ۴۵۴
فنائی میر ساجد علی - ۴۱۴
فوائد الصبیان - ۴۶۵
فوائد المبتدی - ۳۸۷

Marfat.com

فوائد عزیزیہ - ۴۶۵
فورٹ ولیم کالج - ۱۰۷
فہرست انجمن ترقی اردو - ۴۶۳
فہرست انجمن ترقی اردو عربی - ۴۶۲
فہرست انجمن ترقی اردو فارسی - ۴۶۳
فہرست تبصرات رسالہ اردو - ۴۶۴
فہرست مضامین رسالہ اردو - ۴۶۳
فہرست مطبوعات انجمن ترقی اردو
کراچی - ۴۶۳ - ۴۶۴
فہرست مطبوعات انجمن ترقی اردو
ہند - ۴۶۳
فہرست مطبوعات جامعہ عثمانیہ -
۴۶۴
فہرست مطلق ہائے قرآن - ۳۷۷
فیاض - ۴۳۸
فیاض الدین خاں فیاض نواب
مشرف جنگ - ۴۶۲
فیاضی سید محمد تقی - ۳۷۸
فیروز - ۴۵۱
فیروز شاہ - ۴۳۵
فیض آباد - ۳۲۰
فیض اعظم - ۳۹۹
فیض القرآن - ۳۷۸
فیض - حافظ شمس الدین - ۵۸ -
۳۴۴ - ۳۷۸ -
۴۵۲ - ۴۵۷
فیض عام - ۳۸۲ -
فیض عام قدس - ۴۳۵
فیوچر آف اسلام - ۳۸۲

ق

قاتل الامراض - ۵۹
قادر - ۴۰۵ - ۴۱۳ -
۴۴۸ - ۴۵۱ -
۴۵۲ - ۴۵۳ -
قادر بخش - ۴۲۰
قادر برہان - ۲۹۱
قادراں بیگم - ۳۴۱
قادر حسین میر - ۳۲۰
قادر خاں - ۳۷۷
قادر شاہ - ۴۴۹
قادر علی میر کرمانی - ۱۳۱
قادر فقیر - ۴۰۵
قادری - ۴۱۳ - ۴۴۳ - ۴۵۰
۴۵۱ - ۴۵۳
قاسم بیگ مرزا - ۱۰۹

Marfat.com

قاسم - ۴۵۰ - ۴۵۲ -
۴۵۵
قاسم سید قاسم - ۴۳۴
قاسم علی شاہ - ۴۰۴
قاسم علی مرزا - ۳۲۱
قاسم علی میر - ۴۵۶
قاسم قدرت اللہ حکیم - ۱۴۱ - ۱۶۷ -
۳۴۳ - ۳۵۷ -
۳۵۸ - ۴۴۲
قاسم نوجی بالکنڈی - ۴۶۴
قاسمی - ۴۱۰
قاقشال - ۲۵۳
قاموس ملی - ۴۵۸
قانونچہ حیدر حسین کرار - ۴۲۰
قائد ادب - ۴۱۶
قائم شیخ قیام الدین محمد - ۱۱۷ -
۱۱۸ - ۱۳۴ - ۱۵۵
۱۵۶ - ۱۶۲ -
۳۴۴ - ۴۱۷ -
۴۲۱ - ۴۴۸ -
۴۵۲ - ۴۵۵
قائم۔ قائم الملک شاہزادہ - ۱۸۷
قبرنامہ - ۴۱۲

قتیل مرزا محمد حسن - ۱۹۴ - ۱۹۵
قدرت آباد - ۲۹۰
قدرت شاہ قدرت اللہ - ۱۳۴ -
۱۹۸ - ۱۹۹ -
۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ -
۲۰۴ - ۲۵۹ -
۴۲۴
قدرت اللہ - ۳۸۶
قدرت اللہ سید - ۷۷
قدرت علی - ۴۴۷
قدر سید غلام حسنین - ۲۳۳
قدسی حاجی جان محمد - ۱۸۷ -
۱۹۴ -
قدسی غلام دستگیر کلیم الٰہی - ۲۵۱
قدیم اردو کی ایک نایاب بیاض -
۳۶۹
قراول پورہ - ۱۲۲
قربان - ۴۴۸
قربان حسین محمد - ۴۳۱
قربان حسین میر - ۴۴۰
قربان علی خاں قربن - ۲۰۴
قربی شاہ ابوالحسن - ۷۱ - ۸۷ -
۹۰ - ۱۱۰ - ۳۷۱ -

Marfat.com

۴۲۵ - ۴۴۹
قسطنطنیہ - ۱۸۷
قصائد حمیدیہ - ۴۴۶
قصائد سودا - ۴۴۶ - ۴۴۷
قصائد و مثنویات جرأت - ۴۴۶
قصہ حسن مرزا خاں - ۴۱۶
قصص الانبیا - ۴۷ - ۳۸۲
قصہ آخر الزماں - ۹۶
قصہ آذر شاہ و سمن رخ - ۴۱۵
قصہ ابو شحمہ - ۴۲۶
قصہ اگر و ملاگیر - ۳۴۲ - ۴۰۲
قصہ امیر حمزہ - ۳۳۳
قصہ بی بی فاطمہ - ۴۰۸
قصہ بی بی مریم - ۴۰۸
قصہ بیل والا - ۳۴۳ - ۲۹۸ -
۴۰۲
قصہ پوستی و بھنگی - ۴۱۵
قصہ جانی بیگم - ۴۱۱
قصہ جگت روپ اربسی - ۴۰۴
قصہ جہاندار شاہ مہر بانو - ۴۱۵
قصہ چہار درویش - ۳۳۵
قصہ سلیمان پیغمبر - ۲۹۲ - ۲۹۳
قصہ سوداگر - ۴۳۳

قصہ سوداگر بچہ - ۴۰۲
قصہ شاہ روم - ۴۰۵
قصہ فاختہ و باز - ۴۱۲
قصہ قیس و لیلیٰ - ۲۹۴
قصہ کامروپ کامنا - ۳۳۵
قصہ کھترانی - ۳۳۵
قصہ گل بکاؤلی - ۴۲۷
قصہ لعل و گوہر - ۴۰۴
قصہ لیلیٰ مجنوں - ۳۰۲ - ۳۰۷
قصہ محمد حنفیہ دکنی - ۲۸۷
قصہ محمود بادشاہ و سوداگر بچہ -
۴۰۲
قصہ منات زمانیہ - ۴۱۶
قصیدہ - ۴۰۷
قصیدۂ اسرار - ۴۴۶
قصیدہ بحر الاسرار - ۳۹۹
قصیدہ سنی - ۴۰۵
قصیدہ غوثیہ مع ترجمہ - ۴۴۳
قصیدہ قادر - ۴۰۵
قصیدۂ مرأت روئیت - ۴۴۴
قصہ مہر و ماہ - ۴۲۸
قصیدہ نصرتی - ۴۱۰
قصیدہ نعمت اللہ شاہ - ۳۹۴

Marfat.com

قطب - ۵۱۴ - ۵۶۴

قطب الدین سید - ۵۰ - ۲۴۴

قطب النساء - ۴۵۸

قطب اللہ شاہ قادری - ۴۴۶

قطب رازی - ۳۷۹ - ۴۰۴ -

۴۰۵ - ۴۲۰

قطب شاہ - ۴۴۸

قطب عالم - ۴۳۵

قطب علی - ۴۴۷

قطب فرید - ۳۹۴

قطب محمد - ۴۱۴

قطب مشتری - ۴۳۵

قطبی - ۴۱۴ - ۴۴۸

قلبیہ - ۳۹۷

قلعہ پنالہ - ۲۷۴

قلندر علی حنفی صمدانی - ۳۸۱

قلندر نامہ - ۴۰۵

قلی - ۴۴۸

قلی اکبر - ۴۵۲

قمر - ۴۵۲ - ۴۵۵

قمر الدین خاں میر - ۲۱۵

قنبر - ۴۴۱

قندھار شریف - ۹۵

قواعد اردو - ۴۶۴

قواعد جولاں - ۴۶۴

قواعد فارسی - ۴۶۴

قواعد قاسمی - ۴۶۴

قوت الایمان ۳۷۸

قومی زبان - ۴۶

قومی کتب خانہ پیرس - ۱۴۲۰

قیامت نامہ - ۳۳ - ۳۷۸ -

۴۱۲ - ۴۴۳

قیس محمد صدیق - ۴۲۱ - ۴۲۵

قیس مرزا محمد علی بیگ عرف مدار بیگ

۱۷۰ -

قیوم - ۴۵۵

ک

کاہب - ۴۱۱

کاشف الاسرار - ۴۶۵

کافی - ۴۵۲ - ۴۵۳

کافی مولوی کفایت علی - ۴۵۴

کام کندلا - ۴۳۵

کامل التعبیر - ۴۶۵

کامل مولوی غلام کبریا - ۳۵۷

کانپور - ۱۱۹

Marfat.com

کانٹ ۴۶۲

کھاپڑا یعنی معما - ۳۹۷

کبیرداس - ۳۶۲ - ۳۸۵

کپلی - ۷۳

کتاب الاذکار - ۴۶۵

کتاب النسا - ۳۸۲

کتاب تصوف - ۴۰۱

کتاب فقہ - ۳۸۰

کتبات ہند - ۳۶۹

کتب خانہ آصفیہ - ۲۵ - ۱۶۶ -
۱۸۵ - ۲۵۶ -
۲۹۷ - ۲۳۸ -
۲۳۹ -

کتب خانہ خاص - ۴۵ - ۵۹ -
۷۷ - ۲۳۳ -
۲۹۰

کتب خانہ سالار جنگ - ۱۴ - ۱۵ -
۲۴ - ۲۵ - ۲۷ -
۲۸ - ۳۴ - ۴۷ -
۶۸ - ۶۹ - ۷۴ -
۷۷ - ۸۵ - ۱۶۵ -
۱۶۶ - ۱۷۹ - ۱۸۰ -
۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۹۸ -
۲۱۳ - ۲۲۱ - ۲۴۸ -
۲۵۸ - ۲۸۲ -
۲۹۷ - ۳۰۶ -
۳۰۷

کتب نما - ۴۶۳

کٹ صاحب - ۱۶۸

کٹھیر - ۲۱۱

کدری کوٹ - ۲۳۵

کدم راؤ پدم راؤ - ۳۶۱ - ۳۶۳ -
۳۶۵ - ۳۶۶ -
۳۷۰ - ۳۷۱ -
۳۷۳ - ۳۷۴ -
۴۳۵

کڈلور - ۸۴

کراچی - ۱۴۶

کرار حیدر حسین - ۴۲۰

کرامات نامہ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ -
۸۱

کرامت علی جونپوری - ۴۲۹

کرامت نامہ بندہ نواز - ۴۰۵

کربلا - ۹۳

کرسی نامہ ۴۰۴ - ۴۵۹

کرشن داس - ۴۳۳

Marfat.com

کرم - ۴۵۳
کرم علی - ۴۱۶
کرناٹک - ۷۹ - ۱۶۹ - ۲۱۵ - ۲۷۷ - ۳۴۹
کریم - ۴۵۳
کریا - ۱۰۵ - ۱۰۸ - ۴۰۴
کریم الدین خاں محمد - ۲۶
کریم الدین شیخ - ۲۹۸
کریم الدین مولوی - ۱۰۶ - ۱۵۵ - ۱۶۴ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۲۵۹ - ۳۴۳
کریم الدین عرف منور حسین - ۲۹۷
کریم الدین محمد - ۴۳۰
کریم اللہ - ۴۵۰
کریم اللہ سید شاہ - ۳۷۹
کریم اللہ شاہ عرف ولی محی الدین ۴۳۲
کریم اللہ قاضی - ۲۷۴
کشف الاسرار - ۳۹۵
کشف الانوار - ۳۸۹
کشف الخلاصہ - ۳۷۹ - ۴۳۵
کشف المبین - ۳۹۳
کشف الوجود - ۳۹۵ - ۴۰۱ -

۴۱۱
کشمیر - ۱۹۲
کشن پرشاد کول - ۴۱۸
کشن داس - ۳۸۳
کشن گپتا - ۳۹۰
کلام افسق - ۴۱۹
کلام افضل وغیرہ - ۴۱۰
کلام الملوک - ۳۶۸
کلام امین و سہاگن - ۳۹۰
کلام امین الدین - ۳۹۶
کلام جعفر زٹلی - ۴۱۹
کلام خاکی - ۳۹۳
کلام سید علی - ۳۸۹ - ۳۹۳
کلام شاکر - ۱۸۶ - ۴۱۹
کلام شاہ امین الدین اعلیٰ - ۳۸۹ - ۴۰۱
کلام شاہ برہان - ۳۸۹ - ۳۹۳ - ۳۹۵ - ۳۹۶
کلام شاہ مقصود شاہ پیارے - ۳۹۹
کلام شہزادہ محمد - ۴۱۹
کلام صدر الدین - ۳۹۷ - ۳۹۹
کلام کفایت - ۴۲۰

Marfat.com

کلام مختار - ۴۱۳
کلام نسیم - ۳۸۸
کلام ہادی - ۴۱۹
کلام ہدایت وافق - ۴۱۹
کلامی - ۲۹۱ - ۴۱۰
کلکتہ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۲۱۸
کلمات الشعرا - ۱۱۹
کلمۃ الاسرار - ۳۸۵
کلمۃ التوحید - ۳۸۵
کلمۃ الحق - ۳۹۰
کلمۃ الحقائق - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۹۸
کلمہ توحید - ۴۱۴
کلیات آفاق - ۳۴۵
کلیات امیر - ۴۲۱
کلیات پروانہ - ۴۲۱
کلیات جرأت - ۴۲۱
کلیات حاتم - ۴۲۱
کلیات حسرت - ۴۲۱
کلیات حیات - ۴۲۲
کلیات سراج - ۴۰۷ - ۴۲۱
کلیات سودا - ۴۲۱
کلیات صاحب - ۴۲۱
کلیات عیش - ۴۲۲
کلیات قائم - ۴۲۱
کلیات قیس - ۴۲۱
کلیات کمال - ۴۲۱
کلیات ہدایت - ۴۲۱
کلید معرفت - ۳۹۰
کلیلہ دمنہ - ۳۱۰ - ۳۱۷ - ۳۴۱ - ۳۴۶
کلیم - ۴۵۲
کلیم میر طالب حسین - ۳۰۲
کلیم میر محمد حسین - ۳۰۶
کمال - ۴۵۳ - ۴۵۵
کمال الدین بخاری سید - ۸۲
کمال شاہ کمال الدین - ۴۲۱ - ۴۸۵
کمال محمد قاضی - ۳۸۰
کمترین - ۴۲۹ - ۴۵۵
کنت کنزاً مخفیاً - ۳۸۵
کندلہ پری و شاہزادہ کامران - ۴۰۲
کنز الرموز - ۴۰۷
کنز المصلی - ۳۸۱
کنز المومنین - ۳۸۰
کنہیا نامہ - ۴۱۱

Marfat.com

کوثر سید علی - ۴۴۹
کوڑی نامہ - ۴۰۲
کوکن - ۱۹ - ۲۹۱
کھم قلعہ - ۱۶۶
کیفی - ۴۵۰
کیفی - برج موہن ناتھ - ۳۰۸

گ

گارسن دتاسی - ۱۰۸ - ۲۷۷
گجرات - ۲۷۷ - ۲۹۰ -
۳۵۸ - ۳۶۲ -
۳۶۵
گزارش نامہ - ۴۶۵
گردھاری لال - ۳۸۳ - ۴۳۶
گردیزی دیکھو حسینی
گرو گوبند سنگھ - ۳۱۰
گفتار خواجہ - ۳۸۵
گفتار خواجہ جان محمد - ۴۰۷
گفتار خواجہ معین الدین چشتیؒ - ۳۹۳ -
۳۹۸
گفتار شاہ امین الدین اعلیٰ - ۳۹۶
گفتار شاہ برہان - ۳۸۹ - ۳۹۶
گفتار شاہ جانم - ۴۰۱
گفتار شاہ میرانجی - ۴۰۱
گلاب چند - ۴۳۷
گلبرگہ - ۲۸۶
گل بکاؤلی - ۴۱۶
گلدار خال - ۳۸۱ - ۴۴۳
گلدستہ - ۶۱
گلدستہ قصائد نعتیہ - ۵۸
گلدستۂ گفتار - ۴۰۴ - ۴۴۶
گلدستۂ مجلس - ۱۰۰ - ۳۴۵
گُل رخ و ہرمز - ۴۳۵
گل رعنا - ۲۸۹
گلزار (کاتب) ۴۳۸
گلزار آصفیہ - ۳۴۳ - ۳۴۴
گلزار ابراہیم - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۳ -
۱۲۶ - ۱۳۱ - ۱۶۴
۱۷۹ - ۲۰۴ - ۲۱۰ -
۲۱۳ - ۲۵۹ - ۳۰۹ -
۴۱۷
گلزار اعظم تذکرہ - ۵۵ - ۶۵ - ۱۶۲ -
۲۴۹
گلزار اعظم مثنوی - ۴۶
گلزار خال - ۳۸۲ - ۴۲۰
گلزار عشق - ۴۳۲ - ۴۳۶

Marfat.com

گلزار نسیم - ۴۳۶
گلستان اُردو - ۹۹ - ۱۰۱
گلستان سخن - ۲۹۷
گلستان سعدی - ۱۰۲
گلستان منظوم - ۴۳۶
گلشن ایمان - ۴۵
گلشن بہار - ۱۵۵ - ۱۹۴
گلشن جہاں - ۴۳۰
گلشن راز - دیکھو تذکرہ
گلشن عشق - ۲۷۳ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۸۲ - ۲۸۷ - ۳۵۱ - ۴۰۹ - ۴۳۶
گلشن گفتار - ۱۵۵
گلشن معرفت - ۳۱۰
گلشن ہند - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۴۱ - ۲۰۲ - ۲۵۹ - ۴۱۷
گل عجائب - ۴۵ - ۶۵
گلکرائسٹ ڈاکٹر - ۱۰۸ - ۱۲۶ - ۴۶۴

گل معرفت - ۳۹۵
گل مغفرت - ۳۸۳
گل و صنوبر - ۴۳۶
گنج قدرت - ۴۰۴
گنج مخفی - ۳۸۵ - ۳۹۴
گنج لغت - ۳۱۳ - ۳۱۴
گنج ہدایت - ۴۳۶
گنجینۂ شہداء - ۴۳۶
گنگو برہمن - ۳۶۵
گنور - ۱۴۷
گوالیار - ۱۵۵
گوپامئو - ۲۱۴
گورپرشاد - ۳۸۳
گورمکھ - ۴۱۴
گورونانک - ۳۱۰
گوہر - ۴۵۴
گوہر غلام صمدانی خاں - ۲۳۴
گوہر محمد ابراہیم عرف جان بابا - ۴۳۷
گوہر منور خاں - ۱۷۰
گھانسی - ۱۳۳
گھوڑے نامہ - ۴۱۹
گیان سروپ - ۳۹۲

Marfat.com

ل

لارڈ ہسٹنگز۔ ۱۲۱
لازم المبتدی۔ ۹۵
لازم مبتدی۔ ۳۸۰
لاہور۔ ۱۳۵۔ ۱۶۷۔ ۳۰۹
لخلخہ۔ ۱۶۴
لدھا درویش وپٹھان۔ ۴۳۶
لطافت۔ ۴۱۴
لطافت سید حسین۔ ۴۶۶
لطف۔ ۴۵۳
لطف اللہ۔ ۴۰۴
لطف اللہ میر۔ ۴۲۵
لطف بیگ۔ ۴۴۲
لطف علی خاں لطف بریلوی۔
۴۵۴
لطف مرزا علی۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵
۱۲۶۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹
۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۴۱۔
۱۴۷۔ ۴۳۷۔
۴۳۹
لطفی۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔
۴۵۳۔
لطیف احمد۔ ۳۸۸
لطیف الاسلوب۔ ۶۸۔ ۷۰
لطیف بیگ۔ ۴۶
لعل خاں لعل۔ ۴۳۵
لعل وگوہر۔ ۴۳۶۔ ۴۵۹
لکھنؤ۔ ۴۱۔ ۱۲۶۔ ۱۲۸۔
۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۶۷۔
۱۶۸۔ ۱۷۴۔ ۱۹۴۔
۱۹۵۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔
۲۰۹۔ ۲۱۱۔ ۲۱۳۔
۲۱۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱
۲۳۲۔ ۳۱۴۔
۳۲۰
لمعہ سید نوازش علی۔ ۴۶۴
لنڈن۔ ۱۰۵۔ ۱۳۶
لیاقت نیشنل میوزیم۔ ۱۱۱۔ ۳۰۷
لیکمپلے۔ ۷۸
لیلیٰ مجنوں۔ ۲۳۴۔ ۲۳۸۔
۴۳۷

م

مادھونل کام کندلا۔ ۱۰۷
مائل۔ ۴۵۵

Marfat.com

مبارک - ۴۵۱

مبارک الدولہ مبارک علی خاں نواب ۲۵۹

مبتلا - ۳۰۲ - ۴۵۱ - ۴۵۲

متفرق غزلیات - ۴۰۳

متفرق کلام انشا - ۴۲۰

مٹیا برج - ۲۱۸

مثل خالق باری - ۴۵۶ - ۴۶۵

مثنویات ثابت - ۴۳۷

مثنویات شاہ برہان - ۴۰۷

مثنویات شریف فارسی - ۳۹۳

مثنوی اسرار محبت - ۲۰۵ - ۲۱۰ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۷۴

مثنوی اطہر - ۴۰۵

مثنوی اگر گل - ۲۱۳ - ۲۱۷

مثنوی بھوپت - ۴۵۹

مثنوی پرکالۂ آتش - ۲۳۰

مثنوی تراب - ۴۳۸ - ۴۴۲ -

مثنوی تجمل - ۴۳۷

مثنوی تصوف - ۲۵

مثنوی ثابت - ۴۳۸

مثنوی ثاقب ۴۰۰

مثنوی چیچک - ۴۳۸

مثنوی حضرت مریم - ۴۳۷

مثنوی حرمت علیکم - ۲۵

مثنوی خواب وخیال - ۱۰۰ - ۳۴۵

مثنوی دانش افروز - ۳۳۱ - ۳۴۵

مثنوی داول - ۳۸۹ - ۳۹۳

مثنوی در تصوف - ۴۱۲ - ۴۳۸

مثنوی دکنی - ۴۰۰ - ۴۱۱

مثنوی دلپذیر - ۴۳۴

مثنوی دود دلیہ - ۳۵۵

مثنوی راسخ - ۴۰۳ - ۴۵۹

مثنوی رافت - ۳۴۲

مثنویات رافت - ۴۰۳

مثنوی راگ مالا - ۲۵۲ - ۲۵۳

مثنوی رنگین سخن - ۵۸

مثنوی ریاض الجنان - ۶۸

مثنوی سدا بہار - ۴۰۴

مثنوی سبعہ سیارہ - ۱۴۲

مثنوی شاہ برہان - ۳۸۸

مثنوی شاہ محمد دکنی - ۴۳۹

مثنوی شیدا - ۴۳۹

Marfat.com

مثنوی شیریں خسرو - ۲۹۴
مثنوی ضعیفی - ۴۲۹
مثنوی ضمیر - ۳۱۹ - ۴۳۹
مثنوی طوفان - ۴۴۱
مثنوی عبدالحمد - ۴۳۸
مثنوی عشق صادق - ۲۵ - ۲۳۷
مثنوی عشقیہ - ۴۰۷ - ۴۳۹
مثنوی علیم اللہ - ۴۳۹
مثنوی فتوت - ۴۳۷
مثنوی فقیر - ۴۰۰
مثنوی قیافہ - ۴۶۵
مثنوی قصہ غم - ۴۳۹
مثنوی قیصر روم - ۴۴۱
مثنوی کمہارن - ۴۱۱
مثنوی گلزار نسیم - ۳۲۰
مثنوی گوہر - ۴۳۷
مثنوی لطف - ۴۳۷
مثنوی لعل وگوہر - ۴۴۰
مثنوی لیلی مجنوں - ۳۰۰ - ۳۰۵ -
۳۰۶
مثنوی محمد امین - ۳۸۹
مثنوی مظہر العجائب - ۳۹ - ۳۲۱
مثنوی معرفت - ۳۸۸
مثنوی مومن - ۴۳۹
مثنوی مہر و ماہ - ۲۴۳
مثنوی میر حسن دیکھو بدر منیر
مثنوی نزاکت بیان - ۳۲۷ -
۳۳۰ - ۳۳۴
مثنوی نصیحت بدن - ۲۵
مثنوی وفات نبی - ۲۹۴
مثنوی ہیرامن طوطا - ۱۶۹
مثنوی یوسف زلیخا - ۲۳۸
مجاز نامہ - ۴۳۹
مجالس سخن - ۳۸۳
مجذوب غلام حیدر - ۱۳۰
مجرم - ۴۵۲
مجرم رحمت اللہ اکبرآبادی - ۱۹۳
مجرمی - بیراللہ - ۴۰۹
مجلس اشاعت دکنی مخطوطات -
۲۲۹ - ۳۶۱
مجلّہ عثمانیہ - ۲۵۳
مجمع المقالات - ۳۸۵
مجموعہ ارشاد نامہ جات - ۳۸۵
مجموع المسائل - ۳۷۹ - ۳۸۱
مجموعہ الصاف - ۳۸۲
مجموعۂ حکایات - ۱۱۱ - ۱۱۲

Marfat.com

مجموعۂ دردناک - ۴۱۹
مجموعہ رسائل تصوف - ۳۹۸
مجموعۂ غزلیات اساتذہ - ۴۴۶
مجموعۂ قصائد - ۱۰۰ - ۳۴۵
مجموعۂ مراثی - ۵۸
مجموعۂ مراثی دلگیر ۴۴۸
مجموعہ مراثی قدیم - ۴۴۷ - ۴۴۸
مجموعہ مناقب - ۵۸
مجموعۂ نصائح - ۴۶۲
مجموعۂ نغز - ۱۰۷، ۱۳۷، ۱۶۴،
۱۶۵ - ۱۶۷ - ۱۶۸-
۲۰۳ - ۲۰۶ - ۲۰۷-
۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۴ - ۳
۳۵۸
محب الحق - ۴۰۴
محبت اللہ - ۴۲۷
محب شیخ ولی اللہ - ۴۲۵
محبت نواب محبت خاں - ۲۰۹-
۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۳-
۲۵۹ - ۴۲۶
محبوب الاسرار - ۴۰۱
محبوب الزمن دیکھو تذکرہ
محبوب الوطن - ۳۷۱
محبوب القلوب - ۷۱ - ۳۷۴ -
۴۱۴
محبوب نامہ - ۴۰۶
محبوب نامہ شہیر - ۴۰۶
محتشم نامہ - ۴۶۰
محرم - ۳۹۹
محرم الاسرار - ۳۸۸
محرمی - ۴۰۷
محزون مرزا منگو - ۱۶۱
محسن - ۴۰۸
محسن محسن علی سید - ۱۶۷
محسن محمد محسن لاہوری - ۴۰۴
محسنی - ۴۱۴
محشر نامہ - ۴۱۱
محفوظ - ۴۵۲
محفوظ علی سید - ۴۵۸
محکم سنگھ - ۴۲۱
محمد - ۴۳۷
محمد ابراہیم - ۳۸۶ - ۳۸۷ -
۴۱۴
محمد ابراہیم [illegible]پوری - ۲۰۸
محمد اسمٰعیل - ۴۰۷ - ۴۵۳
محمد اسمٰعیل پھپالوی - ۴۶۶

Marfat.com

محمد اسمٰعیل مولوی دہلوی - ۳۷۸
محمد اشرف - ۳۴۴
محمد اکرم - ۴۳۷
محمد اکرام الدین خاں - ۴۶۲
محمد الفت - ۵۲
محمد امیر - ۳۷۸
محمد امین - ۳۸۹
محمد امین خاں - ۳۷۸ - ۳۸۶
محمد امین سید - ۳۹۰
محمد ایوب - ۴۳۶
محمد باقر - دیکھو آگاہ
محمد بخش قادری - ۴۲۰
محمد بلاقی - ۱۰۹ - ۳۸۰ - ۴۲۰
محمد بن حنفیہ - ۴۸ - ۵۰ - ۹۲
محمد بن عزیز الدین - ۴۱۵
محمد بن نصیر الدین - ۴۰۷
محمد پور - ۷۶
محمد تقی - ۴۴۵
محمد جعفر - ۳۹۳ - ۴۶۲
محمد حافظ - ۳۹۹
محمد حسن حسینی سید - ۳۸۶
محمد حسن ڈاکٹر - ۴۵۸
محمد حسن شیخ - ۵۰
محمد حسین - ۲۹۸
محمد حسین حافظ مولانا - ۲۹۳
محمد حسین شیخ - ۴۲۹
محمد خاں - ۴۱۸ - ۴۳۲
محمد خلیل - ۴۴۷
محمد درویش - ۲۹۱
محمد رضا رضوی مشہدی - ۲۳۷
محمد رمضان مہمی - ۳۷۸
محمد زماں - ۳۸۱
محمد سرور - ۳۸۲
محمد شاکر سید - ۴۳۳
محمد شاہ - ۱۳۵ - ۱۴۵ - ۱۵۵
۱۵۹ - ۱۶۹ - ۲۹۲
محمد شریف - ۳۸۵
محمد شریف شیخ - ۴۳۶
محمد شفیع - ۴۵۱
محمد شمس الدین - ۳۸۶
محمد صالح - ۳۸۲
محمد عادل شاہ سلطان - ۲۳۵ -
۲۳۶ - ۳۴۸ -
۳۴۹
محمد عارف شیخ - ۳۶ - ۴۲۱
محمد عاشوری - ۴۶۰

Marfat.com

محمد عثمان - ۶۵
محمد عزیز چشتی - ۴۲۰
محمد عظیم - ۴۶۴
محمد علی - ۲۶۵ - ۳۸۱ - ۴۲۰ - ۴۲۲ - ۴۳۴ - ۴۳۹ - ۴۴۴ - ۴۴۳ - ۴۴۸ - ۴۵۲ - ۴۶۵
محمد علی بیگ - ۴۳۷
محمد علی خاں سید نواب - ۳۲۰
محمد علی شاہ بادشاہ سلیمان جاہ - ۳۱۴ - ۳۱۶ - ۳۲۱ - ۴۵۶
محمد علی خاں والاجاہ - ۲۳۵ - ۳۷۸
محمد علی سید ملیح آبادی - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۲۰ - ۱۶۳ - ۱۶۶
محمد علی مرزا - ۴۳۰
محمد علی واعظ مدراس - ۴۶۲
محمد علی میر - ۴۳۲
محمد عمر - ۴۳۷ - ۴۵۰
محمد غلام حسین - ۴۲۶
محمد غوث گوالیاری - ۱۵۵
محمد غوث والاجاہ - ۵۵
محمد غیاث - ۳۸۱
محمد فاروق - ۴۲۲
محمد فاضل - ۴۴۲
محمد فاضل قاضی - ۹۵
محمد قادری - ۴۱۱ - ۴۱۵
محمد قاسم - ۳۷۸ - ۴۴۲ - ۴۶۰
محمد قاسم نانوتوی - ۳۸۲
محمد قلی قطب شاہ - ۲۱ - ۱۴۵ - ۴۴۰
محمد کاظم میر - ۴۴۷
محمد کریم عرف منور حسین - ۴۳۳
محمد لطیف دبیر - ۲۹۱
محمد مخدوم - ۴۳۱
محمد مرتضیٰ مولانا - ۵۱
محمد مظفر الدین خاں خوش نویس - ۱۸۴
محمد مقیم - ۴۰۵
محمد ملتان قادری - ۲۷۹
محمد ملک شیخ - ۴۳۲
محمد مہدی - ۴۶۵
محمد مہدی سید - ۴۲۳

Marfat.com

محمد بہدوری - ۴۴۲

محمد ناصر - ۴۴۰

محمد نصیر قلی قطب - ۴۱۵

محمد نعیم عرف مسکین شاہ - ۳۸۳

محمد نور - ۴۶۰

محمد نور دریائی - ۴۰۱

محمد واصل جیلانی - ۳۸۴

محمد وزیر مولوی - ۳۳۸

محمد ولی سید - ۴۱۹

محمد یعقوب قادری - ۴۳۱ - ۴۳۴

محمد یوسف - ۳۸۰

محمد یوسف الحسینی سید - ۳۹۴

محمد یوسف سید ڈاکٹر - ۴۵۸

محمد یوسف خاں غوری - ۳۸۲

محمد یوسف قاضی مرگھے - ۴۳۲

محمد یوسف مولوی - ۲۹۸

محمود - ۴۳۲ - ۴۴۹ - ۴۵۴

محمود دریائی قاضی - ۴۲۵

محمود عزیز - ۳۹۶

محمود گاواں خواجہ - ۳۶۷

محی الدین - ۲۹۰ - ۴۰۴ - ۴۴۳

محی الدین سید عبداللطیف - ۳۸۷

محی الدین طبری علامہ - ۶۹

محی الدین قادر سید - ۸۲

محی الدین قادری - ۸۷

محی الدین نامہ - ۸۳ - ۸۴ - ۴۱۱ - ۴۱۳ - ۴۲۰ - ۴۲۷ - ۴۴۰ - ۴۴۳

محیط رام جس - ۲۰۹ - ۳۱۱ - ۴۲۶

محیط اعظم - ۳۱۰

محیط الاسرار - ۳۱۰

محیط الحقائق - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۴۲۶

محیط درد - ۳۱۰

محیط عشق - ۳۱۰

محیط غم - ۳۱۰

محیط معرفت - ۳۱۰

مختار اللغات - ۴۵۶

مختار محمد مختار - ۴۱۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵

مختار نامہ - ۴۳۸

مختصر وجودات - ۳۹۷

مخدوم - ۴۱۲

مخدومہ جہاں - ۳۶۷

Marfat.com

مخدوم شاہ - ۴۱۳
مخزن الاسرار - ۲۳۸
مخزن السالکین - ۳۹۵
مخزن الشعرا - ۳۵۸ - ۳۵۹
مخزن عشق - ۴۱۴ - ۴۳۸
مخزن فصاحت - ۶۶
مخزن نکات - ۱۱۷ - ۱۵۶
مخطوطہ شاہ ولی اللہ - ۴۶۵
مخلص - ۱۶۶ - ۴۲۹
مخلص مرزا محمد حسن - ۱۱۸
مخمس در مدح مہدی جونپوری
۴۴۶
مخمس و مسدسات بیدار - ۴۴۴
مدد علی - ۴۱۹
مدراس - ۷۴ - ۸۹ - ۱۴۰ -
۱۷۱ - ۲۳۹ -
۲۴۸ - ۲۴۹ -
۲۵۰ - ۲۹۳ -
۲۹۷
مدراس میں اردو - ۷۲ - ۲۴۸
مذنب - ۲۱۴ - ۴۲۸
مذمت بے نمازاں - ۳۴۴
مذہب عشق - ۴۱۶
مراۃ الاحکام - ۳۸۸
مراۃ الاسرار - ۳۸۵
مراۃ الجنان - ۷۰
مراۃ الحشر - ۷۵ - ۴۳۸ -
۴۴۳
مراۃ السالکین - ۳۸۵
مراثی - ۴۱۰
مراد - ۴۸۴
مراسلہ انجمن ترقی اردو - ۴۱۷
مراقبہ و برزخ فارسی - ۳۹۰
مرتضیٰ - ۴۵۲
مرتضیٰ خاں - ۴۲۸
مرثیہ امام حسین - ۳۹۵
مرثیہ مناجات - ۴۸۴
مرد جانباز - ۴۳۸
مرزا - ۴۱۰ - ۴۵۲ -
۴۴۸ - ۴۵۵
مرزا امانی - ۴۳
مرزا جان - ۴۶۰
مرزا صاحبان - ۳۱۰
مرزا علی خاں - ۱۲۵
مرزا محمد - ۴۶۰
مرشد آباد - ۲۰۴ - ۲۵۹

Marfat.com

مرصاد المشتاقین - ۳۸۲
مرغوب القلوب - ۳۹۰-۳۹۲-
۳۹۶-۳۹۷-
۳۹۸
مرقع دہلی - ۲۱۵
مرقع سخن - ۴۵
مرید - ۴۱۰
مریدی - ۴۴۸-۴۵۲
مزاج - ۴۵۳
مسالک السالکین - ۵۹-۳۸۳-
مسائل شتی - ۳۸۱
مسائل منظوم - ۳۸۰
مستعد - ۴۵۰
مستقیم - دیکھو نامی -
مسدس مشیر - ۴۵۹
مسعود حسن رضوی سید - ۳۶۱
مسکین - ۴۰۲ - ۴۲۶
مسکین شاہ - ۳۸۳
مسل مقدمہ ازالۂ حیثیت عرفی
مرزا غالب - ۴۶۶
مسلم - ۴۵۸
مسلم سلطان محی الدین - ۵۹
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ - ۱۲۰
مسودہ مراسلہ بابائے اردو - ۲۱۷
مسیح - ۴۵۲
مسیح الزماں خاں - ۳۲۶
مشارق الانوار - ۳۹۴
مشاق عبید الرحمن - ۴۵۸
مشاہدات التحقیق - ۳۹۳
مشتاق - ۴۵۵
مشتری - ۲۸۷
مشرف جنگ دیکھو فیاض -
۴۶۲
مشہد - ۳۳۸
مشیر الملک ارسطو جاہ - ۳۴۴-
۳۴۵
مشیر گوہر علی - ۴۵۹
مصباح الصلوٰۃ - ۳۸۱
مصطفےٰ - ۴۴۵
مصحفی - ۴۳-۱۰۶-۱۰۷-
۱۲۸-۱۵۹-
۱۶۶-۱۶۷-
۱۶۸-۱۷۰-
۱۹۴-۱۹۵-
۲۰۴-۲۱۱-
۲۳۷-۲۴۶-

Marfat.com

۲۹۳ - ۳۰۵ -
۳۰۶ - ۳۰۷ -
۳۲۰ - ۳۴۴
مصری شاہ - ۴۵۰
مصطفیٰ علی میر - ۳۸۲
مصطفیٰ خاں نواب - ۳۴۵ - ۳۵۰
مضامین سید محفوظ علی - ۴۵۸
مطبع ثمر ہند - ۲۳۰
مطبع رضوی بنگلور - ۱۶
مطبع عزیزیہ - ۸۶
مطبع کشن راج مدراسی - ۸۶
مطبع مخزن الاخبار - ۸۶
مطبع مصطفائی - ۲۹۸
مطبع مظہر العلوم - ۳۱۳
مطبع مفید عام - ۱۰۵
مطبع نظام دکن - ۱۸۶
مطلبی - ۴۵۰
مطلع الارشاد - ۴۳۸
مظفر - ۴۴۸
مظفر الدولہ شہباز جنگ - ۲۱۱
مظفر - ۴۳۴
مظفر نگر - ۶۶
مظہر - ۴۴۸

مظہر العجائب - ۴۳۸
مظہر حق مظہر مولوی - ۲۹۸
مظہر علی - ۴۴۱
مظہر علی خاں - ۱۰۶ - ۱۰۷
مظہر علی مرزا - ۴۶۴
مظہر قاضی - ۱۱۹
مظہر مرزا جانجاناں - ۱۳۴ - ۱۵۶ -
۱۶۳ - ۱۶۴ - ۲۴۳ -
۲۵۹ - ۳۰۶ -
۳۰۷ - ۴۱۰ -
۴۵۲
مظہری - ۴۵۵
معاذہ رض - ۱۱۰
معالم العترت النبویہ - ۷۰
معتضد ولی الرحمان - ۴۶۲
معجز - ۴۵۱
معجزات نبی کریم - ۸۵
معجز غلام محی الدین - ۲۴۹
معجزات نبی - ۴۳۸
-
معجزہ - ۴۱۱
معجزہ درخت - ۴۰۸
معجزہ عیسیٰ - ۴۱۰

Marfat.com

معجزہ فاطمہ - ۴۴۳

معجزہ ہرنی - ۴۰۸

معراج الاشعار - ۴۶۴

معراج العاشقین - ۳۹۱

معراج الوصول - ۶۹

معراج شریف - ۳۹۱

معراج نامہ - ۴۰۹-۴۱۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴

معراج نامہ بلاقی - ۴۰۶، ۴۱۳

معراج نامہ ضامن - ۴۰۶

معراج نامہ - ۳۹ - ۴۲ - ۴۳ - ۳۲۱

معراج نامہ فتاحی - ۴۵۹

معراج نامہ نصرتی - ۲۸۱ - ۲۸۹

معرفت السلوک - ۳۸۵ - ۳۹۳

معرفت القلوب فارسی - ۳۹۸ - ۴۰۰

معرفت علم مہوسی - ۴۰۶

معروف شاہ - ۸۳ - ۸۴

معروف علی خاں - ۳۲۶

معصوم - ۴۵۲ - ۴۵۹

معصوم شاہ قادری سید - ۴۶۲

معظم - ۴۰۵ - ۴۴۹

معظم سلطان معظم - ۴۴۴

معلی مظفرالدین - ۷۷

معما ارشاد - ۳۹۷

معین الدین خواجہ - ۳۸۵ - ۳۹۷

معین الدین یوسفی - ۴۱۶

مغز مرغوب - ۳۸۸ - ۳۹۵ - ۴۰۱

مفہوم رام جس - دیکھو محیط

مفتاح الجنت - ۳۷۹ - ۳۸۱

مفتاح الخیرات - ۳۷۹

مفتاح السوال - ۳۸۵

مفتاح الصلوۃ - ۳۸۱

مفتول - ۴۵۰ - ۴۵۲

مفرح القلوب - ۴۱۶ - ۴۶۳

مفید القادری - ۳۷۷

مقالات ہاشمی - ۳۰۴

مقتول - ۴۵۲

مقراض الامراض - ۵۹

مقرب - ۴۵۰ - ۴۵۱

مقصد غلام علی - ۴۲۹

مقصود عالم مقصود پھالوزی - ۲۳۳

Marfat.com

مقیم محمد مقیم خاں - ۲۱۲
مقیمی مرزا محمد مقیم - ۲۳۵ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۴۵ - ۲۴۸ - ۳۵۱ - ۳۷۱ - ۴۰۳ - ۴۰۶ - ۴۲۰ - ۴۵۹ -
مقیم محمد مقیم قزوینی - ۲۳۸ - ۲۳۹
مکاتیب محسن الملک - ۴۱۷
مکتب نامہ - ۴۶۵
مکتوب خواجہ معین الدین چشت ۳۹۷ - ۴۰۰
مکتوبات شیخ نظام الدین فارسی - ۳۹۳
مکرم علی مرزا - ۱۸۸
مکن پور - ۱۱۹
مکین مرزا فاخر - ۲۱۱
ملتان - ۹۴ - ۹۵
ملفوظ بندہ نواز - ۲۸۷
ملفوظات حضرت میراں شاہ - ۳۸۶
ملفوظات محمد حسینی - ۴۰۰
ملک ریحان - ۳۴۹
ملک محمد جائسی - ۴۱۸ - ۴۲۷
ملناز - ۲۷۴
ملول شاہ شرف الدین - ۱۲۵ - ۱۴۱
ملیح آباد - ۱۱۹
ممتاز - ۴۵۵
ممتاز - ۲۱۴ - ۴۵۳
ممتاز الدولہ دیکھو جانسن
ممتاز حافظ فضل علی - ۴۲۵
ممنون - ۴۵۲
ممنون میر نظام الدین - ۱۰۷
مناجات - ۴۱۰ - ۴۲۱
مناجات قادر - ۴۱۳
مناقب غوثیہ - ۴۳۸
من اللہ بیگ - ۷۸
منتخب الاتقیا - ۳۸۵
منتخب الاحکام - ۳۸۱
منتخب کلام سودا و دیگر شعراء ۴۵۵
من درپن - ۸۵ - ۸۶ - ۴۴۳
من سبد - ۴۳۸
منشی رام للہ - ۲۳۲
من سمجھاون - ۴۱۸ - ۴۲۱

Marfat.com

منصور - ۴۵۲
منصور قادری شاہ سید - ۲۴۹
منصور نامہ - ۴۳۸
منطق الطیر - ۱۰۰ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۴۳۸
منظور - ۴۵۲
منظوم شجرہ ۴۲۱
منظوم مقدس - ۲۹۸
من عرف نفسہ - ۳۹۸
منعم خاں - ۴۷۰
منفعت الایمان - ۴۰۱
من لگن - ۳۹۹
من موہن - ۸۸ - ۸۹ - ۹۱ - ۴۳۸
منوّر - ۴۳۸ - ۴۵۳
منوّر - ۲۹۷
منہل العذب الروی - ۷۰
منیر مرزا اکبر علی - ۳۲۲
مواعظ نادر - ۴۶۲
موتی لعل - ۴۱۶
موج نامہ - ۳۹۶
مورکھ سمجھانی - ۴۲۰ - ۴۵۹
موزوں - ۴۵۲
موزوں میر فرزند علی - ۱۳۹ - ۱۴۲ -
موسیٰ الجون - ۸۰
موش وگربہ - ۴۱۴
مولائی حیدر علی دیکھو آتش -
مولود حضرت سرور دو عالم - ۴۴۴
مولود نامہ - ۴۱۳ - ۴۴۴
مومن - ۴۵۱ - ۴۵۵
مومن بیجاپوری - ۴۱۰ - ۴۳۴ - ۴۵۰
مومن خاں مومن - ۱۶۲ - ۱۶۶ - ۲۹۷
مومن مرزا مومن بیگ - ۱۸۶
مونس - ۴۵۲ - ۴۵۵
موہوم - ۴۴۹
مہابت جنگ علی وردی خاں - ۵۲۰
مہا بھارت منظوم - ۲۳۳
مہاجر ہندی - ۴۵۸
مہادیو - ۳۱۱
مہدوی - ۴۵۰ - ۴۵۱
مہدی - ۴۱۵
مہدی علی - ۴۱۷
مہدی علی خاں حکیم - ۴۰ - ۴۱ - ۳۲۱

Marfat.com

مہدی میر مرتضیٰ - ۲۵۳
مہر - ۴۵۰
مہر علی محمد اسمٰعیل - ۴۶۴
مہر و ماہ - ۴۰۳
مہر منصور خاں - ۲۱۲
مہمان - ۴۳۰ - ۴۳۹
مہیار و چندر بدن - دیکھو چندر بدن و مہیار
میر اسد - ۴۴۳
میر امن - ۴۱۶
میراں - ۴۳۱ - ۴۵۰ - ۵۱۰
میراں جی - ۳۸۵ - ۳۹۲ - ۳۹۶ - ۳۹۸ - ۴۰۱
میراں جی خدا نما - ۷۶
میراں جی شمس العشاق - ۳۹۷ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۴۹
میراں محی الدین قادری - ۴۴۹ - ۴۱۴
میراں شاہ سید دیلوری - ۴۰۰
میراں یعقوب - ۳۸۵
میراں حیات - ۴۴۷
میرزا - ۴۱۰
میر عالم - ۱۲۶
میر عسکری قاضی - ۴۴۷
میر علی - ۴۴۸
میرک شاہ سید - ۱۶۷
میر محمد تقی - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۲۳ - ۱۲۵ - ۱۳۷ - ۱۵۶ - ۱۷۴ - ۱۷۸ - ۱۸۰ - ۱۹۰ - ۲۳۶ - ۲۹۰ - ۳۰۲ - ۳۰۶ - ۴۵۲ - ۴۵۹
میر محمد چشتی - ۳۰۷
میر محمد نواز حکیم - ۱۶۶
میرن - ۴۴۸
میزبانی نامہ - ۴۰۶
میزوانی نامہ - ۴۲۰
میلاد - ۳۸۳
میلاد نامہ - ۳۸۳
مینا ستونتی - ۴۳۸
مینا و لورک - ۴۱۵
مینا نامہ و چڑیا نامہ - ۴۴۱

Marfat.com

ن

ناجی۔ محمد شاکر۔ ۱۲۰۔ ۱۴۹۔ ۱۶۴۔ ۴۵۰
نادر۔ ۴۳۸۔ ۴۵۳
نادر شاہ۔ ۱۲۵
نادر علی شاہ۔ ۴۲۸
نادر محمد عثمان۔ ۳۷۹
نادر نامہ۔ ۴۰۷
نارنول۔ ۱۵۵
ناری نامہ۔ ۴۰۵۔ ۴۲۰
ناسخ شیخ امام بخش۔ ۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۹۵۔ ۲۰۱۔ ۲۰۵
ناصر الحسینی۔ ۳۹۰
ناصر جنگ نواب۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳
ناصر سعادت خاں۔ ۱۳۸۔ ۱۴۲۔ ۴۱۷
ناصر علی خاں واسطی۔ ۱۰۷
ناصر لچھی۔ ۴۱۵
ناصر نامہ۔ ۴۳۹
ناطق۔ ۴۱۱
ناظر۔ ۴۶۵
ناظم۔ ۴۵۵
نام حق ۴۰۴۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵
نام مالا۔ ۴۵۶
نام نامہ۔ ۴۱۰
نامی غلام اعزالدین خاں۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۴۳۱۔ ۴۳۳۔ ۴۳۷۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰
نبی احمد۔ ۳۴۴
نجات نامہ۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۴۰۷۔ ۴۱۱۔ ۴۴۴
نجم الدین سید دیکھو آبرو
نجم الدین علی میر۔ ۴۴۶
ندا۔ ۴۰۹۔ ۴۲۵۔ ۴۵۰
ندرت۔ ۲۴۰۔ ۴۳۹
ندیم۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱
نذیر احمد ڈاکٹر۔ ۹۲
نرگس۔ ۲۵۴
نرگن۔ سید عبد الولی۔ ۲۵۴
نرملا گیتا۔ ۳۹۰
نزاکت بیان۔ ۴۳۹
نزہت العاشقین۔ ۳۹۰

Marfat.com

نساخ عبدالغفور خاں - ۱۲۵ - ۱۶۷ - ۲۰۳ - ۲۱۱
نسب نامہ - ۳۸۴
نسخۂ حمیدیہ - ۱۴۰
نسیم - ۳۸۸
نسیم پنڈت دیاشنکر - ۳۳۶
نشر شاہ عطاء اللہ - ۲۹۰
نصائح الاطفال - ۴۲۰
نصائح بے نظیر - ۴۳۱
نصائح ملوک فارسی - ۳۸۷
نصر الدین - ۴۲۹
نصر اللہ - ۳۴۷
نصرت آباد - ۲۹۱
نصرت قادری - ۴۵۳
نصرتی محمد نصرت - ۷۵ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۴ - ۲۸۶ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۳۷۱ - ۴۰۶ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۸ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۳
نصیحت نامہ - ۳۰ - ۳۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۲۱
نصیرالدولہ - ۱۹۷
نصیرالدین - ۲۹۱
نصیرالدین حیدر سلطان - ۴۰ - ۴۲
نصیر شاہ نصیرالدین - ۱۶۱ - ۲۹۷ - ۴۵۲
نصیرالدین ہاشمی - ۱۴ - ۲۲ - ۳۳ - ۴۳ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۶۵ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۲ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۸۳ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۶۵ - ۱۹۸ - ۲۱۳ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۴۸ - ۲۵۲ - ۲۷۳ - ۲۷۷ - ۲۸۰ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۲۷ - ۳۳۵ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۶۱ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۶ - ۳۶۸ - ۳۷۱

Marfat.com

نصیری - ۴۴۸
نظام الدین خاں - ۳۲۶
نظام شاہ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۷۱
نظام الدین شیخ - ۳۹۳
نظام علی - ۴۳۷
نظام علی خاں (کتاب) ۲۳۵
نظام علی خاں میر - ۱۶۶ - ۲۳۵ - ۲۵۳ - ۳۳۸ - ۳۴۰
نظامی - ۲۹۱ - ۴۱۱ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۱
نظامی فخر الدین - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۷۱ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۴۲۵
نظامی گنجوی - ۱۱۰ - ۲۹۴ - ۳۳۷ - ۳۷۱
نظم اردو - ۳۹۶
نظم خلیفہ شاہ کریم - ۳۸۴
نظم داول - ۳۹۶
نظم درر السمطین - ۶۹
نظم سید غلام دستگیر - ۴۶۴
نظم صادق - ۳۹۵
نظم علوی - ۴۲۰
نظمی مولراج (مولچند) ۳۰۸
نظیر ولی محمد - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۱۱ - ۴۵۲ - ۴۵۴
نظیری - ۳۷۱
نعلین علی میر - ۳۸۲
نعمت - ۴۵۵
نعمت اللہ شاہ - ۳۸۴ - ۳۹۲ - ۳۹۴
نفس اللغتہ - ۴۵۶
نفس لوامہ - ۳۹۱
نفع ایمان - ۳۹۳
نقش سلیمان - ۲۱۱
نقش نصیر الدین - ۲۵۰ - ۴۱۶
نقل فرمان اورنگ زیب - ۴۱۷
نکات - ۳۹۸
نکات الشعراء - ۱۱۶ - ۱۵۵ - ۱۵۶
نکتۂ عجیب - ۳۹۱
نگارستان بشیر - ۴۰۴
نماز استخارہ - ۳۹۱
نماز طریقت - ۳۹۱
نمائش پیرس کے چشم دید حالات - ۴۶۶
نند داس - ۴۵۶
نخو بی بی - ۲۳۳ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۳۰۰ - ۴۰۲ - ۴۰۳

Marfat.com

نواب - ۴۵۲-۴۵۴

نواز علی میر - ۴۲۸

نوائے ادب - ۱۴۵

نو بطون - ۳۹۱-۴۱۴

نو بہار - ۷۶

نو بہار عشق - ۴۳۹

نور - ۴۵۳-۴۵۴

نور الحسن ہاشمی - ۴۱۷

نور الدین علامہ سہنوی - ۷۰

نور اللہ - ۸۷

نور اللہ سید - ۲۷۵-۴۳۹

نور اللہ شیخ - ۴۲۸

نور الہدایہ - ۴۱۲

نو بہار عشق - ۲۹۴

نور جہاں - ۴۳۹

نور جہاں بیگم - ۲۹۱

نورس - ۴۵۰

نورس پور - ۳۴۹

نورسی - ۴۵۱

نور محمد - ۴۴۶-۴۶۵

نور محمد حاجی - ۴۰۷

نور نامہ - ۴۰۸

نور نامہ احمد - ۴۱۲-۴۴۴-۴۴۵

نور نامہ حامد - ۴۴۵

نور نامہ حسن - ۴۱۳

نور نامہ عنایت شاہ - ۴۰۵-۴۰۶-
۴۱۲-۴۱۳-۴۴۵
۴۴۴

نور نامہ مصطفیٰ - ۴۴۵

نوروز - ۴۵۰

نوری - ۴۱۰

نو سر ہار - ۹۱-۹۲-۹۳-
۹۴-۴۳۹

نوشیرواں - ۳۴۷

نو طرز مرصع - ۴۱۶

نہال لالہ چند لسہا بائے - ۲۳۰

نئی روشنی - ۴۱۵

نیا ادب - ۴۱۸

نیازی - ۴۵۰-۴۵۱

نیا علم عروض - ۴۴۶

نیکارام - ۴۲۶

نین سکھ نین - ۴۲۵

و

واجب الوجود - ۳۸۷-۴۰۰

واحد باری - ۹۵

Marfat.com

واحد علی خاں - ۳۲۶

واحد علی شاہ - ۴۶۶

واسوخت سحر - ۴۰۳

واسوخت شیخ دلی - ۴۰۳

واصف - حسن بخش خاں دہلوی - ۱۴۲

واصف محمد مہدی - ۴۴۶ - ۴۵۶ - ۴۶۱

واصل - ۴۱۵

واصلا بی - ۲۴۳ - ۲۴۴

واقعات مملکت بیجا پور - ۳۴۹

واقعات و انواری مکاشفہ - ۲۹۸

واقف - ۴۵۲

واقف - غلام علیم - ۲۴۸

واقف - باباشاہ حسینی - ۴۳۰

واقف میراں محی الدین - ۲۳۹ - ۲۴۵ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱

والا - ۱۰۷ - ۴۱۰

والاجاہ نواب - ۷۱

والہ سید محمد موسوی - ۲۳۷ - ۴۴۴

وامق و عذرا - ۲۴۴

وحدی وجیہ الدین - ۴۱۰ - ۴۱۱

۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۵

۴۳۸ - ۴۳۹

وجود العارفین - ۳۸۴ - ۳۹۷

وجود العاشقین - ۳۸۸ - ۳۹۳ - ۳۹۵ - ۳۹۷ - ۳۹۹ - ۴۱۴

وجود نامہ - ۴۱۳

وجودیہ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۴۰۵

وجہی - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۸۴ - ۴۰۱ - ۴۱۶ - ۴۳۵ - ۴۵۰ - ۴۵۱

وجیہ الدین - ۳۸۶

وحشت - ۴۵۵

وحشی سید غلام علی - ۴۳۶

وحشی سید محمد عاشق - ۴۱۹

وداد مرزا محمد زماں خاں - ۱۰۷

ورنگل - ۱۶۶

وزیر علی بن منور علی - ۳۷۷

وزیر مرزا حکیم - ۴۳

وصال العاشقین - ۴۳۰ - ۴۳۱

وصال نصراللہ خاں دہلوی - ۳۸۳

Marfat.com

وصالی - ۴۵۰ - ۴۵۱
وصلیاں - ۴۶۱
وصیت السالکین فارسی - ۴۰۱
وصیت الہادی - ۳۹۶ - ۴۰۱ - ۴۰۷ - ۴۱۴
وصیت نامہ - ۳۹۲ - ۴۰۴ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۶۶
وصیت نامہ بندہ نواز - ۳۹۸
وضاحتی فہرست مخطوطات انجمن ترقی اردو ہند - ۴۶۳
وظائف وعملیات - ۳۸۹
وفا - ۴۵۲
وفا - محمد عمر خاں - ۴۲۵ - ۴۶۷
وفات نامہ - ۳۸۷ - ۴۰۸ - ۴۱۳
وفات نامہ بی بی فاطمہ - ۱۹ - ۴۱۲ - ۴۴۶
وفات نامہ رسول مقبول - ۴۴۵
وفات نامہ حضرت فاطمہ - ۴۴۵ - ۴۴۶
وفات نامہ حضرت محمد رسول اللہ - ۴۱۲
وفات نامہ رسول خدا - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۴۵
وفات نامہ شجاع الدین - ۴۴۶
وفار الوفا - ۷۰
وقار - ۴۵۲
وقائع جنگ مرہٹہ - ۱۲۲
ولا - مظہر علی خاں - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۴۲۰
ولادت نامہ شاہ امین الدین - ۳۹۷
ولایت علی - ۴۳۴
ولایت علی شاہ - ۳۸۵
ولایت علی میر - ۴۱۶
ولایت علی نامہ - ۴۳۴
ولفرڈ اسکاون بلنٹ - ۳۸۲
ولی - ۱۷۳ - ۲۲۹ - ۲۹۱ - ۳۶۱ - ۳۸۳ - ۴۰۳ - ۴۱۰ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۸ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۴۶ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۳ - ۴۵۵ - ۴۵۹
ولی الدین - ۴۲۷
ولی اللہ قادری - ۳۸۵
ولی جیو حاجی - ۴۲۸
ولی سید محمد ولی اللہ - ۴۳۲
ولی کالے محمد - ۴۲۶

Marfat.com

ولی کی شاعری - ۴۵۸
ولی محمد ولی - ۱۱۱-۱۱۸-۱۵۰-۱۸۰-
۱۸۳
ولی فیاض ولی دیلوری - ۷۰-۷۵-
۴۴۷
ولی محمد شیخ - ۳۷۸-۴۰۳
ولی محی الدین سید - ۶۸
وہاب - ۴۵۲
ویلور - ۱۴-۷۱

ہ

ہادی - ۴۱۰
ہادی محمد ہادی - ۴۱۹
ہارون الرشید خلیفہ - ۵۳
ہاشم - ۴۵۱-۴۵۳
ہاشمی دکنی - ۴۰۱-۴۰۷-۴۴۰-
۴۴۴-۴۴۶-۴۴۸
۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-
۴۵۲-۴۵۳
ہاشمی دیکھو نصیر الدین ہاشمی
ہانسی - ۱۴۷
ہجر غلام امام خاں ترین - ۳۸۶-۴۶۲
ہجری کاظم بیگ خاں - ۱۲۵

ہجو زر مع ریختہ - ۴۵۸
ہدایت المورخین - ۴۶۴
ہدایت ہندی - ۲۳-۳۸۰-۳۸۱
ہدایت اللہ شیخ - ۴۳۸
ہدایت اللہ خاں ہدایت - ۴۱۹
ہدایت المومنین - ۳۸۲
ہدایت الہندی - ۲۴
ہدایت علی ہدایت میر - ۴۲۱
ہدایت نامہ ہندی - ۲۴
ہدایت ہندی - ۲۱-۲۲-۲۳-
۲۴-۲۵-۲۶-
۲۷-۳۷۹
ہردے نرائن - ۴۲۶
ہرمز و گل رخ - ۲۴۳-۴۰۲-۴۳۹
ہریانہ - ۲۹۷
ہشت بہشت - ۶۸-۷۰-۷۱-
۸۵-۸۶-۸۸-
۸۹-۱۶۹-۴۲۹
ہشت گلزار - ۱۶۷-۱۶۹
ہشت مسائل - ۳۸۸
ہفت سیر حاتم - ۴۳۰-۴۳۹
ہفت گروہ - ۳۸۶
ہفت گلشن - ۱۰۷

Marfat.com

ہلال - ۴۵۳
ہماری زبان - ۳۰۲
ہماری کہاوتیں - ۴۵۷ - ۴۵۸
ہمایوں شاہ - ۴۴۳
ہمت - ۴۵۲
ہمت سنگھ - ۳۸۳
ہمت علی خاں خواجہ ہمت - ۴۲۵
ہمدم گلاب چند - ۶۱ - ۶۳ - ۱۶۴
ہمدم میر محفوظ علی - ۲۵۹
ہمرنگ سید عزیز اللہ - ۳۵۶ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۷۷ - ۳۷۹ - ۴۱۸
ہندی دوہرے - ۴۲۰
ہنر - ۴۵۷
ہنس کتھا - ۴۳۲
ہنس زاہد - ۴۰۲
ہوش مرزا محمد تقی خاں - ۳۴۷ - ۴۴۶ - ۴۵۲ - ۴۵۵
ہولے لال - ۴۲۱
ہیبت قلی خاں دیکھو حسرت میر محمد حیات
ہیرو رانجھا - ۲۳۴ - ۲۴۴ - ۳۱۰

ی

یادگار رضائی - ۴۶۱
یادگار ضیغم - ۱۲۶
یادگار علی میر - ۴۵۵
یاس حسن علی خاں - ۱۲۳
یٰسین - ۴۱۹ - ۴۵۲ - ۴۵۳
یٰسین سید - ۴۵۹
یتیم اللہ - ۴۵۰
یزید - ۵۰
یعقوب شریف - ۳۸۱
یقین - انعام اللہ خاں - ۱۲۰ - ۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۶۶ - ۲۱۵ - ۴۲۵
یقین دکنی - ۳۸۰ - ۴۵۰ - ۴۵۵
یکرنگ مصطفےٰ خاں - ۱۴۹
یکرو عبدالوہاب - ۱۵۰ - ۱۵۷
یک صدسی مسائل - ۳۰۱
یورپ میں دکنی مخطوطات - ۴۶ - ۶۹ - ۲۷۲ - ۲۷۰
یوسف - ۳۸ - ۴۴۸ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۳
یوسف ثانی - ۴۴۰
یوسف زلیخا - ۱۰۳ - ۴۳۴ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۴
یوسف علی - ۴۳۹ - ۴۴۷؟
یوسف دولف - ۳۱۴
یوسفی - ۴۵۰

Marfat.com

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	۵	—	الفت ایک اور مثنوی دین دیپک کے مصنف بھی ہیں (اضافہ)
۶۶	۱۵	کا	—
۷۰	۱۶	—	دلیوری سے قبل ولی کا اضافہ
۹۴	۱۳	عبداللہ	—
۱۰۵	۹	کے فہرست	کی فہرست
۱۲۴	۱۱	سرب سنگھ	سرب سنگھ
۱۲۵	۱۵	اسطر آبادی	استر آبادی
۱۹۶	۹ و ۱۵	سراپائے سخن	سراپا سخن
۲۱۵	۴	بدو	مدو
۲۵۳	بعد از ۱۵	—	(اضافہ) خواجہ حمید الدین یاد حیدر آبادی خلف خواجہ عالم معزالت کے مشہور شاگرد تھے جن کا انتقال ۱۲۱۰ھ میں ہوا۔ (شعرائے دکن)
۲۸۱	۵	بساطین السلاطین	بساتین السلاطین
؍؍	۱۶	چمنستان سخن	چمنستان شعرا
۲۹۷	۱۰	ہریانہ	ہریانہ
۳۰۸	۲۰	صاحب گلشن	صاحب صبح گلشن
۳۱۰	۵	کام کندن	کام کندلا
۳۱۳	۱۹،۱۸،۱۷	کشفی	آشفی
۳۲۷	۶	ودکی	رودکی
۳۴۹	[illegible]	اندولہ	رندولہ
۳۵۲	۱۱	رومال	زرد مال
۳۶۱	۳	محمد علی	محمد قلی
۳۶۲	۳	صرف ہمیں	ہمیں صرف
؍؍	۷	حبیب اللہ	رحمت اللہ
۳۷۳	۱۱	کتاب	کتابت
۳۷۴	۱۳	ولایت کو جس کی طرف تے ہے	ولایت کو جس کی طرف تے ہے نادل

Marfat.com